اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

(مسلمانو!) اب ہم تمہارے دین کو تمہارے لیے کامل کر چکے اور ہم نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور ہم نے تمہارے لیے (اسی) دینِ اسلام کو پسند فرمایا

خدا کا شکر ہے کہ اُسی کے فضل و توفیق سے نسخۂ لاجواب سعادۃ انتساب مفید ہر شیخ و شاب یعنی

سوم

الحقوق والفرائض

مصنفہ

فاضل اجل جناب شمس العلما مولوی حافظ نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی
دامت برکاتہم مترجم القرآن

باہتمام فقیر حقیر خاک پائے ہر صغیر و کبیر میرزا
محمد عبد الغفار مالک افضل الاخبار
۱۰ محرم الحرام ۱۳۲۴ ہجری نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم

عالیجناب شمس العلماء مولانا حافظ نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی دہلوی

ترجمۃ القرآن

قرآن دو صفحہ
ترجمہ بین السطور

یہ قرآن ۲۲ × ۲۹ کی تقطیع پر دو صفحہ چھاپا گیا ہے۔ کاغذ نہایت عمدہ صاف اور چکنا سفید دبیز لگایا
بین السطور میں بڑی خوشنمائی کے ساتھ حنا کی گئی ہے خط کی شان بالکل عجیب اور عام پسند ہے کاتب قرآن نے
یہ بھی صنعت دکھائی ہے کہ قرآن کی سورتوں کے عنوان میں جہاں جہاں بسم اللہ الرحمن الرحیم آئی ہے اُسے بالکل ایک نئی طرز اور نئی شکل میں
طغرے لکھا ہے گویا قرآن کی ہر ایک بسم اللہ دوسری بسم اللہ سے بالکل جُدا اور ممتاز ہے۔ اس کے اول میں ایک دیباچہ ایک مجمل فہرست کہ وہ ا
مفصل فہرست کا اور ایک ۴۸ بڑے صفحوں کی مفصل فہرست لگائی گئی ہے۔ اس کا خط اس کا چھاپہ اس کا کاغذ سب عمدہ اور قابل دید
قیمت محشّٰی بے جلد ۶ روپے حنا بے جلد صہ محشّٰی مجلد سلے ر۰

قرآن ترجمہ بالمقابل مع غرائب القرآن

۲۲ × ۲۹ کی تقطیع پر چو صفحہ چھاپا گیا ہے جو سب سے اخیر ایڈیشن ہے اس سے پہ
مترجم دامت برکاتہٗ نے اسی تقطیع کا چو صفحہ قرآن لکھنؤ میں چھپوایا تھا مگر چونکہ اُس کے
و نستعلیق کے دونوں خط عمدہ نہ تھے اور خط کی بے رونقی کے علاوہ غلط بھی تھا فاض
نے اُس کے لینے سے انکار کر دیا اور اگرچہ اُس کے اہتمام میں رقم کثیر صرف ہو چکی تھی مگر تو بھی ا
دیانت نے اس بات کو جائز نہیں رکھا کہ کلامِ الٰہی غلطیوں کے ساتھ شائع کیا جائے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مترجم عم فیضہٗ کو قرآن تر
صحت اور خط کی عمدگی اور چھاپے کی خوبی میں کہاں تک احتیاط ملحوظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آپ کو ان باتوں کی طرف زیادہ متوجہ کرنا اور مبالغ
الفاظ سے جیسا کہ عام لوگوں کا طریقہ ہے آپ کی سمع خراشی کرنا نہیں چاہتے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید صرف اس قدر گزارش کرنا ک
ہیں اور یہ نفس الامری اور واقعی بات ہے کہ مترجم عم فیضہٗ نے اس قرآن کو چھپوا کر عام لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کر دیا اور اب کسی کو کوئی شک
باقی نہیں رہی نسخ و نستعلیق کے دونوں خط نہایت عمدہ صاف ستھرے پاکیزہ اور جلی ہیں۔ تقطیع خوبصورت اور موزوں ہے۔ ایک صفحہ پر متن قرا
دوسرے پر ترجمہ ہے۔ ترجمے والے صفحے کے حاشیے پر فوائد ہیں متن والے صفحہ کے حاشیے پر **غرائب القرآن** ہے یہ کسی کتاب یا رسالہ کا ترجمہ
خود مترجم کا تتبع اور استنباط ہے کہ قرآن کے مشکل لفظوں کو جمع کر کے اُن کے متعلق صرفی نحوی لغوی معانی ادبی غرضکہ ہر طرح اور ہر شخص کی حالت کے منا
ان ہے اور اس خوبی سے کی ہے کہ ہر شخص خواہ وہ کسی مذاق کا ہو اپنے مذاق کے مطابق متمتع ہو سکتا ہے۔ ابتدا میں دیباچہ اور نہایت مفید و سہل فہرست
خیال میں قرآن کا یہ ایڈیشن اگلے سب ایڈیشنوں سے بہتر اور مفید ثابت ہوگا کیونکہ اُن میں زیادہ حصہ عام ترجمہ خوانوں کا تھا اور اس میں زیادہ ح

اور متوسط تعلیم یافتوں کا قیمت کاغذ سفید بے جلد ۱۲ مجلد ۱۴ کاغذ زرد بے جلد ۳ مجلد ۱۴ کاغذ بادامی بے جلد ۳ مجلد ۱۴ +

[illegible] شمس العلماء [illegible]

مفصل فہرست مضامین اخلاق و آداب حصہ سوم کتاب الحقوق و الفرائض

صفحہ | مضامین

تمت

مجمل فہرست مضامین اخلاق و آداب حصۂ سوم کتاب الحقوق والفرائض

کتاب الاخلاق

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

منطق کے ضلع میں بات چیت کرو تو حقوق اور فرائض میں مقولۂ اضافی کی نسبت ہو۔ اس کی توضیح یہ ہو کہ مثلاً زید باپ اور خالد بیٹے میں جو تعلق ہے اُس کو زید کی طرف نسبت کرکے ابُوّۃ اور زید کو باپ اور خالد کی طرف نسبت کرکے بُنُوّۃ اور خالد کو بیٹا کہتے ہیں۔ غرض ایک تعلّق کے دو نام بولے جاتے ہیں۔ یہی حال حقوق اور فرائض کا ہو جو ایک کا حق ہے وہی دوسرے کا فرض ہو۔ اب تک ہم حقوق حقوق پکارتے رہے فرائض کا نام نہیں لیا۔ اس لیے کہ حقوق کے متعلق جو آیت یا حدیث نقل کی یا اپنی طرف سے کچھ لکھا اُس میں فرائض کی بھی تصریح ہوتی گئی۔ خیر تو ہم نے حقوق کی دو قسمیں کیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں جہاں ہم نے مثلاً فریضۂ نماز کا ذکر کیا ہے اُسی کے ساتھ سُنَن و نوافل کا بھی۔ اس لیے کہ نماز ہونے میں فرض اور سنت اور نفل سب برابر۔ فرق اگر ہے تو صرف تاکید کا ہو کہ تاکید کے اعتبار سے اول درجے میں نماز فرض اُس سے اُتر کر سنت اُس سے اُتر کر نفل کہ پڑھو تو ثواب نہ پڑھو تو گناہ نہیں۔ بعینہٖ یہی حال حقوق العباد کا ہے کہ جو فرائض حقوق اللہ کے ضمن میں لکھے گئے ہیں فرائض ہیں ان سے اُتر کر اخلاق اِن سے اُتر کر آداب۔ یوں حقوق العباد کی تین قسمیں ہو گئیں۔ اخلاق حقوق العباد کی دوسری قسم۔ اس کے بعد ان شاء اللہ آداب کی تیسری قسم۔ اصلِ وضع کے اعتبار سے تو آدمی کا ہر ایک فعل مدلولِ اخلاق ہے مگر استعمال میں عجز۔ مسکنت۔ تواضع۔ انکسار۔ خوش مزاجی۔ نرمی۔ حلم و امثالہا پر اخلاق کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ چیزیں اخلاق کا ایک شعبہ ہیں۔ مگر ہم حقوق اللہ کے مقابلے کے فرائض اور آداب کو نکال کر آدمی کے باقی تمام افعال سے بحث کریں گے جس طرح لوگوں کے شجرۂ انساب میں اُصول و فروع ہوتے ہیں یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا[1]۔ اسی طرح جن بزرگوں نے علم اخلاق پر کتابیں لکھی ہیں تمام جلتے افعال کو ایک اصل کی فرع قرار دے کر افعالِ انسانی کی تین قسمیں کی ہیں۔ تین کا ماخذ تین قوتیں ہیں فطری جو

[1] لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمھاری قومیں اور برادریاں ٹھیرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو ۱۲

مبدأ فیاض جلّ و علا شانہٗ نے ہر ایک فردِ بشر کو عطا کی ہیں۔ غصہ اور خواہش اور ادراک۔ یا دوسرے لفظوں میں دفعِ مضرة۔ جلبِ منفعت۔ تعقّل۔ یا تیسرے لفظوں میں۔ دفعِ نا ملائم۔ جلبِ ملائم۔ نطق۔ تقسیم بالکل ٹھیک ہے مگر اس میں ذرا سا نقص یہ ہی کہ اس سے غصہ اور خواہش اور ادراک تینوں تین جداگانہ اصلیں معلوم ہوتی ہیں۔ حالانکہ ہمارے نزدیک تینوں اصلیں نہیں ہیں بلکہ تین شاخیں ہیں اصلِ واحد حفظ نفس کی ؀

مخلوقاتِ عالم پر نظر کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات سب میں حفظِ نفس یعنی بقا کی صلاحیۃ ہی۔ جمادات میں یہ صلاحیۃ صاف نمایاں ہے کہ وہ فقدانِ ارادہ کی وجہ سے آپ اپنی حالۃ کے بدلنے پر قادر نہیں یہاں تک کہ بدون کسی خارجی محرک کے جگہ سے بھی نہیں ہلتے از خود ہلنا کیسا اگر کوئی ہلانا چاہے تو مزاحمۃ اور مقاومۃ کرتے ہیں۔ اسی کو ہم حفظِ نفس یعنی بقا کی صلاحیۃ کہتے ہیں۔ یہ ایک مرئی اور مشاہد بات ہی کہ مادہ فنا اور معدوم نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کی ہیأۃ اور صورۃ اور شکل تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ پانی گرمی پاکر ہوا بنتا۔ ہوا سردی پاکر پانی کی شکل اختیار کر لیتی ہی یعنی وہی اجزا ہیں جو مائیۃ اور ہوائیۃ میں دائر سائر رہتے ہیں اور اسی پر کل مادی چیزوں کو قیاس کر لو۔ جو لوگ مادے کو ازلی ابدی مانتے ہیں اُن کو یہی دھوکا ہوا ہے۔ نباتات اور حیوانات زیادہ تر معرضِ تغیر میں ہیں تو ان میں حفظِ نفس کی صلاحیۃ ابقاءِ نوعی کے پیرایے میں ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی ہر درخت میں اپنے جیسے درخت ہر حیوان میں اپنے جیسے حیوان موجود کرنے کی صلاحیۃ ہے بقاءِ نوع کو اُسی کا بقا سمجھو۔ غرض آدمی کو بھی خدائے تعالےٰ نے حفظِ نفس کی صلاحیۃ یعنی قوۃ دی ہے۔ یہ ہے اخلاق کی اصل اور غضب اور رغبۃ اور ادراک یہ سب اُسی اصل کی فروع ہیں۔ غصہ کیا جاتا ہی حفظِ نفس کے لیے۔ رغبۃ کی جاتی ہے حفظِ نفس کے لیے۔ آدمی سوچتا سمجھتا ہی حفظِ نفس کے لیے۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کا کوئی سا فعل بھی ہو اگر اُس کو تحلیل کیا جائے تو وہ آخر میں حفظِ نفس پر جا کر منتہی ہوتا ہے۔ اگرچہ آدمی جو کچھ بھی کرتا ہی حفظِ نفس کے لیے کرتا ہے گو اس کا شعور نہ بھی ہوتا ہو۔ اور اس اعتبار سے وہ کچھ بھی کرے اُس کا حق ہے۔ مگر مشکل یہ آ کر پڑی ہی کہ آدمی اکیلا رہ نہیں سکتا یا یوں کہو کہ اکیلا حفظِ نفس نہیں کر سکتا ناچار شہر یا قصبہ یا گاؤں میں ابنائے جنس سے مل کر رہتا ہی اور ابنائے جنس بھی اسی کی طرح کے آدمی ہیں۔ اسی کی طرح اُن کو بھی اپنے نفس کی حفاظۃ کرنی ہی اور ایک چیز سب کو درکار ہے تو آپس میں کشمکش کا ہونا بھی ضروری بات ہی جس سے اصلی مطلب فوت ہو۔ تاہم پس کوئی تدبیر کرنی چاہیئے کہ لوگ آپس میں کشمکش نہ کرنے پائیں وہ تدبیر یہی تھی کہ حفظِ نفس کی مطلق العنانی کو ایک حدِ مناسب تک روکا جائے کہ نہ کسی کے حفظِ نفس میں خلل واقع ہو اور نہ آپس میں کشمکش کرنی پڑے۔ حدِ مناسب یہ ہے کہ جو قوتیں ہم کو حفظِ نفس کے لیے دی گئی ہیں نہ اُن کو اتنا دبایا جائے کہ اپنے حفظِ نفس کے لیے ناکافی ہوں اور نہ اتنا اُبھارا جائے کہ دوسروں کے حفظِ نفس میں اڑنگے لگائیں۔ اسی حد کا نام ہے شریعۃ جس کا دوسرا نام ہے عام معنی کر اخلاق۔ عام کی قید ہم نے اس سے لگائی کہ ہم نے حقوق اللہ کے مقابلے کے فرائض اور آداب کے دو عنوان الگ قائم کیے ہیں ؀

کوئی تصنیف یا تالیف کرتا ہے تو پہلے مطالب کا نقشہ ذہن میں جماتا ہے پھر وہی نقشہ عبارۃ میں کھینچتا ہے نقشہ کھینچ چکتا ہے تو اُسی پر مہاتیسر نظرِ ثانی اور نظرِ ثالث اور نظرِ رابع وغیرہ کر کے حک و اصلاح سے رنگ آمیزی کرتا ہے

اتنے مرحلے طے کرنے کے بعد اشاعتِ کتاب پر جرأت کرتا ہے اور پھر بھی مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتَهْدَفَ[1] اعتراضاً کا انشانِ عاجل پاتا ہے۔ ہم کس مُونہ سے داد و تحسین کی توقع کرسکتے ہیں کہ ہم سے اس کتاب کے جمع کرنے میں ا۔ جلدی کے معمولی اور سرسری احتیاط بھی کرتے نہیں بن پڑی۔ کسی نے کہیں بھی سنا ہو کہ تصنیف یا تالیف کے ساتھ ساتھ کتاب چھپتی جائے۔ اور اس کتاب کے ساتھ ہم نے یہی سلوک کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ قلم اُٹھانے سے پہلے اتنا تو ضرور سوچ لیا تھا کہ قرآن سے حقوق و فرائض چھانٹ لیے اور ہر ایک کے متعلق آیتیں اور حدیثیں جمع کرلیں حقوق العباد کے ختم کرنے تک ہم لتنے ہمیں خوش تھے کہ تالیف کا حق ادا کردیا۔ پھر دفعۃً اخلاق و آداب کا خیال آیا۔ خیال کا آنا تھا کہ سناٹا سا گزر گیا۔ اور سناٹا گزرنے کی بات تھی۔ کیونکہ اخلاقی اور آدابی مضامین ایک اعتبار سے حقوق و فرائض سے بڑھ کر ضروری ہیں بدو وجہ۔ اوّل یہ کہ حقوق و فرائض اور اخلاق و آداب میں وہی نسبت ہو جو نمازِ فرض اور سُنن اور نوافل میں ہو جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں جس طرح سُنن اور نوافل سے نمازِ فرض کے نقصانات کی تلافی ہوتی ہے۔ اور اس اعتبار سے سُنن و نوافل تتمّہ ہیں نمازِ فرض کا۔ اسی طرح اخلاق و آداب تتمہ ہیں حقوق و فرائض کا اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ[2] دوسرے حقوق و فرائض میں سے حقوق العباد فرائض اللہ میں تو بین الشرائع اختلاف بھی ہے لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ[3]۔ اخلاق و آداب کے احکام قریب قریب تمام شریعتوں کے مجمع علیہ ہیں الا ماشاء اللہ۔ پس اگر ہم اخلاق و آداب سے سکوت کریں تو ہم کو صفحۂ عنوان پر اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کے لکھنے کا کوئی حق نہیں۔ پس طبیعت کیسی ہی منغض کیوں نہ ہو۔ اخلاق و آداب کو داخلِ کتاب کرنا تو ضرور ہے۔ اخلاق و آداب کا خیال آنے پر چند لمحے کے لیے ہم کو اس سے تسکین سی ہوتی تھی کہ جس طرح جھپا جھپ حقوق و فرائض قرآن و حدیث سے چھانٹ لیے ہیں۔ بزرگانِ دین اخلاق و آداب میں بڑی بڑی مجلدات لکھ گئے ہیں یہی نا کہ اخلاق کی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑے گی۔ مگر افسوس ہے کہ یہ تسکین دیرپا نہ نکلی۔ کتابوں کو دیکھا تو فتاوے ہیں جامع مگر علمی حیثیت سے مباحث کی تقسیم نہیں۔ الفاظِ مترادف یا متقارب للمعنی کو جمع کردیا ہے جن سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک لفظ کا مدلول ایک خلق جداگانہ ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرا نقص یہ ہے کہ فروع و اصول کی باہمی نسبت نہیں دکھائی غرض مطالب میں علمی شان نہیں۔ اس کے لیے ہم کو بہت غور و خوض کرنا ہے ؞

اب ہم ذیل میں ہر قوۃ کا ایک نقشہ دیتے ہیں جس سے اخلاق کا شجرہ اور ہر ایک خلق کی افراط تفریط کا حال معلوم ہوگا کہ کوئی خلق ہو افراط تفریط کے درجوں پر پہنچ کر فضیلۃ ہونے کے عوض رذیلۃ ہوجاتا ہے نقشے کے بعد ہم ہر ایک خلق کے متعلق لکھیں گے جو خدا کو ہم سے لکھوانا منظور ہوگا ؞

نقشے میں ہم نے یہ کیا ہے کہ ہر قوۃ کا نام وسطِ صفحہ میں لکھ کر اُس کے دائیں پہلو میں اُس قوۃ کے فضائل اور بائیں پہلو میں رذائل درج کیے۔ رذائل کے تحت میں افراط و تفریط کی دو مدّیں قائم کیں اور ہر ایک رذیلۃ کو اُس کی مد کے نیچے جگہ دی تاکہ پڑھنے والا فوراً معلوم کرے کہ فلاں اخلاق فلاں اصل کی فروع ہیں اور فلاں خُلق افراط

[1] جو تصنیف کرتا ہے اعتراضات کا نشانہ بنتا ہے ۱۲ [2] نیکیاں گناہوں کو دور کردیتی ہیں ۱۲ [3] (اے پیغمبر) ہم نے ہر ایک اُمت کے لیے (عبادت کے) طریقے قرار دیے کہ وہ ان پر چلتے ہیں ۱۲

یا تفریط کے درجے پر پہونچنے کے سبب سے فضیلۃ ہونے کے عوض رزیلۃ ہو گیا ہے۔ مثلاً غضب ایک قوۃ ہے جسے ہم نے وسطِ صفحہ میں ذرا جلی کر کے لکھا ہے۔ اس کے دائیں طرف شجاعۃ۔ ثبات و استقلال۔ علوِ ہمت وغیرہ کو کہ یہی غضب کے فضائل ہیں رکھا اور بائیں طرف عداوت و بغض۔ تعصب۔ کینہ وغیرہ کو کہ یہی غضب کے رزائل ہیں جگہ دی اور بیچ میں ایک جدول کھینچکر بتا دیا کہ یہ اخلاق افراط کے درجے پر پہونچنے کی وجہ سے رزائل ہو گئے ہیں اور وہ تفریط کے درجے پر پہونچنے کے سبب سے۔ غرض کہ تینوں قوتوں کے مشہور فضائل و رزائل اسی ترتیب سے جمع کر کے فروع و اصول کی باہمی نسبت کو نمایاں طور پر دکھا دیا ہے اور مزید بصیرت کے لیے آخر میں ان سب باتوں کو ایک شاخ دار درخت کی صورۃ میں ظاہر کر دیا ہے +

حفظِ نفس

ادراک[1]

فضائل

حکمت
تفکر
تذکر
رائے صائب
فراستِ صادقہ
جودت
عصمۃ
ایمان باللہ
ایمان بالانبیاء
ایمان بالمعاد
ایمان بالملائکہ
ایمان بالکتب
انقیادِ اوامر و نواہی وغیرہ

رزائل

افراط

گربزی (بسیار روانی)
اسرارِ الٰہی میں انہماک
انبیاء اور ملائکہ کو کامل القدرۃ خیال کرنا وغیرہ۔

تفریط

ابلہی
حماقت
تزلزلِ رائے
صفاتِ خداوندی کی نفی
انبیاء اور ملائکہ کو اپنے جیسا ملطخ بالاغراض سمجھنا۔
بدباطنی
غفلۃ و گمراہی

[1] چونکہ اس قوۃ کے اکثر فضائل و رذائل معتقدات سے تعلق رکھتے ہیں اور معتقدات کا تفصیلی بیان ہمارے الحقوق کے حصہ اول اعمالِ قلبی کے عنوان میں گزر چکا۔ اس لیے ہم نے اس کے متعلق اخلاق میں کچھ نہیں لکھا۔ معتقدات کو دیکھنا ہو تو اعمالِ قلبی کا سارا حصہ پڑھ ڈالو ۱۲

حفظِ نفس

غضب

فضائل

- شجاعت
- ثبات و استقلال اور استقامت
- علوِ ہمت
- آہستگی
- غصے کو پی جانا
- صبر
- حلم و تحمل
- صدق و راستی
- عفو و درگزر
- رفق و نرمی
- تواضع و ملنساری
- عجز و انکسار
- حفظ اللسان کم گوئی وغیرہ

رذائل

افراط

- تہور
- عداوت و بغض
- تعصب
- کینہ
- سخت دلی و درشت مزاجی
- لوگوں پر آوازے کسنا
- برے لقب سے پکارنا
- تمسخر
- گالی دینا۔
- مار پیٹ
- ترک ملاقات
- قتل۔ ظلم

تفریط

- سخن چینی
- چغلخوری
- نفاق
- دو روئی
- غیبت
- بزدلی

حفظِ نفس

شہوت یا خواہش

فضائل

- حیا
- جود و سخا
- باہم محبت و میل جول
- توکل
- ایثار و کرم
- امانت
- صبر و قناعت
- رحم
- ایفاءِ عہد

رذائل

افراط

- کبر و غرور
- حرص و طمع
- حسد
- اسراف
- بہتان
- فخر
- حبِ دنیا
- بخل
- خیانت

تفریط

- سستی
- جزع و فزع وغیرہ
- نامردی

شجرۃ الاخلاق
فضائل
رذائل
خواہش یا شہوت
فضائل
رذائل
غضب
فضائل
ادراک
رذائل
حفظ نفس
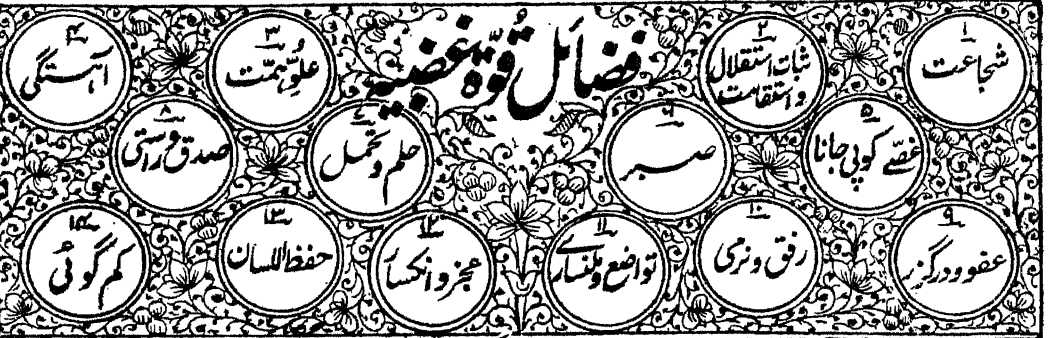
شجاعت

علمِ اخلاق کی رُو سے شجاعت کے معنے ہیں قوتِ غضبی کا اعتدال کے ساتھ عمل میں لانا عرفِ عام میں اعتدال کو ملحوظ نہ رکھ کر شجاعت کو مائل بافراط بنا دیا ہے حالانکہ کوئی سی بھی فضیلت ہو اعتدال سے ذرا سا بھی افراط یا تفریط کی طرف جھکنے سے رذیلت ہو جاتی ہے ہم کہیں پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ صانعِ بے چون و بے چگوں نے موالیدِ ثلاثہ جمادات و نباتات و حیوانات میں سے ہر مخلوق کو ابقائے نفس کی صلاحیت دی ہے۔ صلاحیت کے مظاہر مختلف ہیں مگر صلاحیتِ حفظِ نفس سے کوئی مخلوق محروم نہیں۔ ہم حیوانات کو لیتے ہیں جن میں کا ایک فرد انسان بھی ہے کہ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ چلنا۔ پھرنا۔ توالد۔ تناسل اس کی بہت باتیں حیوانوں سے ملتی جلتی ہیں فرق اگر ہے تو جسمانی ساخت کا۔ بولی کا اور سب سے بڑا عقل کا۔ حیوانوں میں عقل کم ہے یا نہیں ہے تو اُن کو قدرت سے سامانِ تحفظ عطا ہوئے ہیں خشکی کے جانوروں کو اُون۔ سینگ۔ پنجے۔ دانت۔ کھُر۔ زور۔ وحشت۔ سرعتِ رفتار۔ پرواز۔ جس کو جس چیز کی ضرورت دیکھی۔ تری کے جانوروں کو تیرنا۔ پانی میں زندگی بسر کرنا۔ آدمی کو تحفظ کے بعض سامان مُیسّر نہیں۔ اور بعض مُیسّر ہیں تو حیوانوں کے مقابلے میں ضعیف ہیں۔ مگر آدمی نے عقل کے زور سے جو سامان اس کو قدرت سے نہیں ملے تھے بہم پہنچائے جو ملے تھے اور ضعیف تھے اُن کو قوی کیا۔ یہاں تک کہ وہ تمام مخلوقات پر حکمرانی کرنے لگا۔ اب حال یہ ہے کہ روئے زمین پر آدمی کی قاہرہ سلطنت ہے اور کُل مخلوقات اس کی رعایائے فرماں بردار اطاعت گزار۔ آدمی کے پاس تحفّظ کا بڑا زبردست سامان غُصّہ ہے جو افعالِ تحفّظ کا باعث اور محرّک ہوتا ہے اور اس کا درجۂ اعتدال یہ ہے کہ ضرورتِ تحفّظ سے نہ زیادہ ہو نہ کم۔ قدرِ تحفّظ سے غُصّے کے کم ہونے کی صورت میں غرضِ تحفّظ کا فوت ہونا تو ظاہر ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ قدرِ تحفّظ سے غُصّے کے زیادہ ہونے کی صورت میں بھی غرضِ تحفّظ فوت ہوتی ہے کیونکہ افراطِ غضب سے مغضوب علیہ کی قوتِ انتقام کو اشتعال ہوتا ہے اور بیجا غُصّہ کرنے والا اُس کی مقاومت پر قادر نہیں ہوتا اور یوں تحفّظ کے عوض اپنے تئیں خطر میں ڈالتا ہے۔ قدرِ تحفّظ سے غُصّے کے کم ہونے کی صورتیں کم ہیں مگر ہیں کثیر الوقوع صورت تو یہی ہے کہ لوگ قدرِ واجب سے زیادہ غُصّہ کر بیٹھتے ہیں۔ یہ ایک طبّی مسئلہ ہے کہ فرطِ غضب کی حالت میں حرارتِ غریزی مشتعل ہو کر ابخرے قلب اور دماغ کی طرف صعود کرتے اور عقل کو تیرہ و تار کر دیتے ہیں اور آدمی انجام کار کو سمجھ نہیں سکتا یعنی انسانیت سے خارج ہو کر وحشی درندوں کی سی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ غضب کا ظہور زبان سے شروع ہو کر مغضوب علیہ کی ہلاکت تک منتہی ہوتا ہے اور بعض آدمی تو ایسے شتر کینہ

ہوتے ہیں کہ مغضوب علیہ کی نسلوں تک کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ بدزبانی دیگِ غضب کا پہلا اُبال ہے اِس حد تک غصّے کا فرو کرنا چنداں مشکل نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ آدمی فوراً اُس کی تلافی کی طرف متوجّہ ہو مغضوب علیہ کے سامنے سے ٹل جائے۔ دوسرے کام میں لگ جائے کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ پیاس نہ بھی ہو تو پانی پی لے ورنہ بات بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب کہا ہے

نہ مردست آن بنزدیک خردمند — کہ با پیل دماں پیکار جوید
بلے مرد آن کس است از روئے تحقیق — کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

ایک صحبت میں جھاڑ پھونک کا تذکرہ چل پڑا۔ ایک صاحب انگریزی خواں بول اُٹھے کہ میں تو ان ڈھکوسلوں کا قائل ہوں نہیں کہ لفظوں میں بھی کسی طرح کی تاثیر ہے گالی اور خوشامد بھی لفظ ہیں اور وہ ضرور اپنا اثر کرتے ہیں[۱]؎

جُرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامٌ — وَلَا يَلْتَامُ مَاجَرَحَ اللِّسَانُ

"سخن شیریں ملک گیری بات ترچھی ملک بانکا"

لِسَانُ الْفَتٰی نِصْفٌ وَّنِصْفٌ فُؤَادُهٗ — فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا صُوْرَةُ اللَّحْمِ وَالدَّمِ

تاثیرِ الفاظ کے راز کے معلوم نہ ہونے سے کسی کو تاثیر سے انکار کرنے کا حق نہیں۔ دونوں صاحبوں میں اختلاف تو ہست و نیست کا اختلاف تھا اور مذہبی اختلاف کے کنارے آلگا تھا جس کے پیچ کو کبھی سُلجھتے نہیں سُنا۔ مگر اختلاف کے کرنے والے مولوی نہ تھے۔ نہ پولیس کو دست اندازی کا موقع ملا نہ عدالت میں مقدمہ دائر ہوا نہ مچلکے لیے جانے کی نوبت پہنچی نہ جرمانے دینے پڑے نہ اختلاف کرنے والوں میں سے کسی ایک نے دوسرے سے کُٹّی کی۔ **قطعہ**

دو نیکو خو نگہ وارند موئے — ہمیدوں سرکش و آزرم جوئے
وگر از ہر دو جانب جاہلانند — اگر زنجیر باشد بگسلانند

غصّہ دیا گیا ہے تو تحفّظِ نفس کے لیے مگر تحفّظِ نفس میں تحفّظِ جسم تحفّظِ جان تحفّظِ مال تحفّظِ آبرو تحفّظِ مذہب تحفّظِ آزادیِ رائے یعنی تمام حالتوں کا تحفّظ داخل ہے جن کا ہونا عافیت و اطمینان کے لیے ضرور ہے۔ ہم نے تو فطرت کو آلہی شریعت کی صداقت کا اور قانونِ حکّام کو دنیا کے عدل و انصاف کا معیار ٹھیرا رکھا ہے۔ مذہبوں میں مذہبِ اسلام کو اور قوانینِ حکّامِ دنیا میں جہاں تک کہ ہم کو معلوم ہیں انگریزی قانون کو اسی کسوٹی پر کس کر دیکھا تو دونوں کو کامل العیار پایا بےشک انگریزی قانون اسلامی شریعت کی طرح تو کامل ہو نہیں سکتا کہاں خدا کا بنایا ہوا اور کہاں آدمی کا مگر جنس کا مقابلہ جنس سے ہوتا ہے۔ اسلامی شریعت کو دوسری شریعتوں سے اور انگریزی قانون کو دوسری سلطنتوں کے قوانین سے ملا کر دیکھو تو ایک جملہ ایک لفظ ایک حرف فطرت سے بڑھا ہوا یا گھٹا ہوا نہ پاؤ گے سیدھا فطرت کی سڑک مُونھ اُٹھائے چلا جا رہا ہے۔ دائیں بائیں مُڑنا جانتا ہی نہیں اب ہم اِس ایک ہی مسئلہ تحفّظ کے لیے قرآن اور قانون انگریزی کی طرف رجوع کرتے ہیں وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اور وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ اعتدال ہے وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ افراط۔ اور اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ تفریط۔ اِس سے بڑھ کر ہندی کی چندی اور کیا ہوگی۔ لوگ استعمالِ غضب میں اعتدال پر قائم نہ رہیں تو ان کا قصور ہے۔ رہا قانون انگریزی تو مجموعۂ تعزیراتِ ہند میں سے بابِ استحقاقِ حفاظتِ خود اختیاری نکال کر پڑھو یا وکیلوں سے پوچھ لو وہ بھی اعتدال سکھا رہا ہے غصّے کو

[۱] نیزے کے گھاؤ بھر جاتے ہیں مگر باتوں کے گھاؤ نہیں بھرتے ۱۲

اگر دیا سلائی سے تشبیہ دی جائے تو شاید بہت موزوں تشبیہ ہوگی۔ دیا سلائی بیش بریں نیست کہ ایک سریع الالتہاب چیز ہے اس میں بھڑک اُٹھنے کی صلاحیت ہے مگر جب تک اس کو رگڑا نہ جائے۔ رکھّے رکھّے نہیں جلتی یہی حال غصّے کا ہے کہ اس کے لیے بھی محرّک کا ہونا ضرور ہے۔ غصّے کا محرّک ہے مغضوب علیہ کا غصّہ کرنے والے کے کسی حق میں خلل انداز ہونا جس کا دوسرا نام ہے تنازع جھگڑا کشمکش مشہور تو یہ ہے کہ زر۔ زمین۔ زن تین چیزیں فساد کی جڑ ہیں۔ ایک حد تک یہ تقسیم ٹھیک ہے مگر جامع نہیں جامع بات تو وہی ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ تحفّظِ نفس میں تمام حالتوں کا تحفظ داخل ہے جن کا ہونا عافیت و اطمینان کے لیے ضرور ہے یہ سچ ہے کہ اکثر خرخشے زر۔ زمین۔ زن سے پیدا ہوتے ہیں مگر عموماً یہ خرخشے شخصی خرخشے ہوتے ہیں۔ ہم ایک ایسی نزاع کا نشان دیتے ہیں جو شخصوں سے متجاوز ہو کر قوموں میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ یہ نزاع ہے تو پرانی مگر آزادی رائے کا کھاد پاکر ہمارے وقتوں میں یہ زہریلا درخت بڑا زور پکڑتا چلا جا رہا ہے۔ اس نزاع سے ہماری مراد ہے اختلافِ عقائد۔ ہر مذہب بجائے خود مدّعی ہے کہ وہ دنیا میں امن و اتحاد قائم کرنے کے لیے ہے۔ مگر تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ دنیا میں شروع سے اب تک جس قدر خونریزی ہوئی ہے۔ اس میں آدھے سے زیادہ مذہب کی وجہ سے ہوئی ہے۔ دنیا کے بادشاہ بھی اصل میں تو ملک گیری کے لیے لڑتے ہیں مگر اُن کی توپوں میں گولے مذہب ہی کے ہوتے ہیں۔ مسلمان ناحق جہاد کے لیے بدنام ہیں۔ ہم تو کسی قوم کسی مذہب کو نہیں دیکھتے جو دنیا کی لڑائیوں میں دین کی آڑ نہ پکڑتا ہو۔ اس گندگی کو کریدا اور دشمنی کی وبا پھیلی۔ ہمارا روئے سخن تو صرف مسلمان بھائیوں کی طرف ہے کہ مذہبی تپ سے تو کوئی فردِ بشر محفوظ نہیں۔ مگر کسی کی تپ موسمی تپ ہے کسی کی چوتھیا ہے تو ان کی محرق اور دق کے آخری درجے میں ہے۔ بجتیرا سمجھاتے ہیں کہ قرآن میں لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ اور لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ پڑھتے ہو اس پر عمل کیوں نہیں کرتے ؎

رندِ خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو　　تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

تو ایک نہیں سنتے ؎

کان ربک لم یخلق لخشیتہ　　سواھم من جمیع الناس انسانا

قطعہ

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا　　دلِ دشمناں ہم نکردند تنگ
تُرا کے میسّر شود ایں مقام　　کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

نزاعِ مذہبی کے بند کرنے کی سب سے بہتر تدبیر ہمارے نزدیک آسان اور مولویانِ مغلوب الغیظ۔ ترفع پسند۔ طالبِ شہرت کے لیے مشکل نہیں بلکہ محال یہ ہے کہ مخالف کی بات سُنو ہی مت اُس کی تحریر کو دیکھو ہی مت۔ تم جواب دیتے ہو کہ وہ چُپ ہو جائے حالانکہ جواب سے وہ اُلٹا اور بھبکتا ہے۔ ہمارے ایک ہندو ہمسایے نے ایک کُتا پال رکھا ہے۔ اور اُس کا گھر گلی کے سرے پر ہے کُتّے کے ڈر سے کوئی فقیر گلی کے اندر نہیں آتا مگر ایک بوڑھا فقیر کہ وہ بے تحاشا حسبِ معمول ڈرانا چلا آتا ہے۔ اور عجب یہ ہے کہ کُتا بھی اس پر نہیں بھونکتا میں نے ایک دن اُس فقیر سے سبب پوچھا تو کہنے لگا باوا آجکل کے فقیر عطائی فقیر ہیں یہ بھیک مانگنی کیا جانیں کُتّے کو ڈراتے دھمکاتے ہیں وہ ان پر اُلٹا بل کرتا ہے

شجاعت

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ (بقرع ۲۴ پارہ ۲)

اور (مسلمانو!) جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے رستے (یعنی دین کی حمایت میں) اُن سے لڑو اور زیادتی نہ کرنا اللہ (کسی طرح) زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور (جو لوگ تم سے لڑتے ہیں) اُن کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے اُنھوں نے تم کو نکالا ہے (یعنی مکے سے) تم بھی اُن کو (وہاں سے) نکال باہر کرو اور فساد (کا برپا رہنا) خونریزی سے بھی بڑھ کر ہے اور جب تک کافر ادب (اور حرمت) والی مسجد (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس تم سے نہ لڑیں تم بھی اُس جگہ اُن سے (نہ) لڑو لیکن اگر وہ لوگ تم سے لڑیں تو تم بھی اُن کو (بے تامل) قتل کرو ایسے کافروں کی یہی سزا ہے پھر اگر باز آئیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور وہاں تک اُن سے لڑو کہ (ملک میں) فساد (باقی) نہ رہے اور (ایک) خدا کا حکم چلے پھر اگر (فساد سے) باز آجائیں تو اُن پر کسی طرح کی زیادتی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ زیادتی (تو) ظالموں کے سوا کسی پر (جائز ہی) نہیں ٭

أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا ۖ قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا ۖ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ (بقرہ ع ۳۲ پارہ ۲)

(اے پیغمبر) کیا تم نے بنی اسرائیل کے سرداروں (کی حالت) پر نظر نہیں کی کہ ایک زمانے میں اُنھوں نے موسیٰ کے بعد (اپنے وقت کے) پیغمبر (سموئیل) سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کیجیے کہ ہم (اُس کے سہارے سے) اللہ کی راہ میں جہاد کریں (پیغمبر نے) کہا اگر تم پر جہاد فرض کیا جائے تو تم سے کچھ بعید نہیں کہ تم نہ لڑو۔ بولے کہ ہم اپنے گھروں اور اپنے بال بچوں سے تو نکالے جا چکے تو ہمارے لیے اب کون سا عذر ہے کہ خدا کی راہ میں نہ لڑیں پھر جب اُن پر جہاد فرض کیا گیا تو اُن میں سے معدودے چند کے سوا باقی سب پھر بیٹھے اور اللہ تو نافرمانوں کو خوب جانتا ہے ف۱

ف۱ حضرت موسیٰ کے بعد چند روز بنی اسرائیل کی حالت اچھی رہی کہ وہ ملک کنعان میں فتوحات کرتے چلے جاتے تھے مگر تھے بے چین ایک شخص پر قائم نہیں رہتے تھے قدیمی تمرد یاد آئیں پھر شروع کیں خدا نے دشمنوں کو اُن پر غلبہ دیا اور اُن کے مخالف جالوت بادشاہ نے اُن کو بہت تنگ کیا اُس وقت سموئیل پیغمبر تھے بنی اسرائیل نے اُن کی طرف رجوع کیا باقی قصہ قرآن میں مذکور ہے

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ○

(آلِ عمران ع ۱۴ پارہ ۴)

اور (مسلمانو!) ہمّت نہ ہارو اور (اس اتفاقی شکست سے) آزردہ خاطر نہ ہو اور اگر تم (سچے) مسلمان ہو تو (آخرکار) تمھارا ہی بول بالا ہے **ف۱** اگر تم کو (اس لڑائی میں شکست کی) کُھٹر پیچ لگی تو بے دل مت ہو کیونکہ (جنگِ بدر میں) طرفِ ثانی کو بھی اس طرح کی کُھٹر پیچ لگ چکی ہے اور یہ اتفاقاتِ وقت ہیں جو ہمارے حکم سے نوبت بہ نوبت (سب) لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں **ف۲** اور (تم کو جو اتفاقِ نا ملائم جنگِ اُحد میں پیش آیا تو اس سے) خدا کو (سچے) مسلمانوں کا جانچنا منظور تھا اور تُم میں سے بعض کو شہادت کے درجے دینے تھے ورنہ خدا (تو کسی طرح بھی) اِن ظالموں (یعنی کافروں) کا روادار نہیں اور نیز یہ منظور تھا کہ اللہ مسلمانوں کو (شک و شبہہ کے میل کچیل سے) نکھار دے اور کافروں کا زور توڑ دے۔

ف۱ جنگِ بدر میں مشرکین کو شکست ہوئی تو انھیں اپنی اس شکست کا بڑا قلق ہوا اس لیے تیرہ مہینے کے بعد اُنھوں نے پھر چڑھائی کی۔ پیغمبر صاحب کی رائے یہ تھی کہ کافروں سے باہر میدان میں نکل کر لڑیں اور مدینے کے منافق مشورہ دیتے تھے کہ نہیں ہم شہر میں ہونگے تو مکانوں کی آڑ سے ہم کو بڑی پناہ ملے گی۔ آخر باہر میدان میں نکل کر لڑنے کی رائے غالب رہی منافق بھی اپنی رائے کے خلاف نکل کر گئے تو سہی مگر رستے سے انصار کے دو قبیلوں کو بھی بہکا کر لوٹا لے چلے اُن قبیلوں کے سرداروں نے سُنا تو سمجھا بُجھا کر روک لیا اسی طرح بعض لوگوں نے ہمّت ہار دی اُن کو تو سمجھا بُجھا کر اُن کے بڑے بوڑھے واپس لے آئے تھے۔ مگر آخر میں لڑائی یُوں بگڑی کہ پیغمبر صاحب نے ایک جماعت کو ایک گھاٹی میں تعینات فرما کر اُن سے کہہ دیا تھا کہ اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ باقی مسلمانوں نے کافروں پر حملہ کر کے اُن کو بھگایا تو گھاٹی والوں نے لُوٹ کے لالچ سے مورچہ چھوڑ دیا کافروں نے کتّی کاٹ کر وہی مورچہ آدبایا۔ مُسلمان تابِ مقاومت نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے یہاں تک نوبت پہنچی کہ پیغمبر صاحب معدودے چند رفیقوں کے ساتھ لشکر سے الگ رہ گئے اور زخمی ہوئے دندانِ مبارک شہید ہوا۔ اور آپ کے سرِ مبارک میں بھی چوٹ آئی تو اُس وقت بتقاضائے بشریّت پیغمبر صاحب کو بہت غصّہ آیا اور کافروں کے حق میں بددعا کرنی چاہی تو خُدا نے تادیب کے طور پر پیغمبر صاحب کو صبر اور درگزر کی تعلیم فرمائی ۱۲ **ف۲** یعنی فتح و شکست دن کی چلتی پھرتی چھاؤں ہے کبھی کسی پر کبھی کسی پر ۱۲ ٭٭٭

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ○ (آل عمران ع ۱۵ پارہ ۴)

اور بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لوگ (دشمنوں سے) لڑے تو جو مصیبت اُن کو اللہ کے رستے میں پونہچی اُس کی وجہ سے نہ تو اُنھوں نے ہمت ہاری اور بوداپن کیا اور نہ (دشمنوں کے آگے) عاجزی (کا اظہار کیا) اور اللہ (مصیبت میں) ثابت قدم رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ (النساء ع ۱۵ پارہ ۴)

اور (مسلمانو!) لوگوں (یعنی دشمنوں) کے پیچھا کرنے میں ہمت نہ ہارو اگر (لڑائی میں) تم کو تکلیف پونہچتی ہے تو جیسی تم کو تکلیف پونہچتی ہے اُن کو بھی تکلیف پونہچتی ہے اور (تمھاری جیت یہ ہے کہ) تم کو خدا سے وہ اُمیدیں ہیں جو اُن کو نہیں اور اللہ (سب کا حال) جانتا اور تدبیر جنگ کو خوب سمجھتا ہے۔

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ نَثَلَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ كِنَانَتَهٗ فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ ۔ (صحیحین)

ابن مسیب کہتے ہیں میں نے سعد بن ابی وقاص کو کہتے سُنا کہ اُحد کے روز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے میرے لیے اپنا تیر دان خالی کر کے (یعنی ترکش سے تیر الٹ کر) فرمایا کہ (دشمنوں پر تیر) پھینک میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَاهُ اُخْرُجْ اِلَيْهِمْ قَالَ فَاِلٰى اَيْنَ قَالَ هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنگ خندق سے لوٹے اور ہتھیار (بدن مبارک سے اُتار کر) رکھے اور غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آکر کہنے لگے کہ آپ نے تو ہتھیار اُتار دیے اور ہم نے بخدا اب تک ہتھیار نہیں اُتارے آپ اُن پر جلد چڑھائی کیجیے پیغمبر صاحب نے فرمایا کدھر کو جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ادھر تشریف لے جائیے چنانچہ آپ نے بنی قریظہ پر چڑھائی کی۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ

انس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم (صورت و سیرت میں سب) لوگوں سے زیادہ اچھے (سب) لوگوں سے بڑھ کر سخی اور (سب) لوگوں سے زیادہ شجاع و دلیر تھے

فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَّا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَّفِيْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّهٗ بَحْرًا ٭ (صحیحین)

ایک رات کا ذکر ہے کہ مدینے کے باشندے گھبرا اُٹھے (جیسے کوئی دشمن چڑھ آتا یا ڈاکا پڑتا ہے) تو کچھ لوگ اُس آواز کی طرف دوڑے (تھوڑی دور چلے ہوں گے کہ) جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُدھر سے آتے ہوئے ملے کیونکہ آپ تنہا سب سے پیشتر اُس آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے اور آپ (تسلّی کے لہجے میں) فرما رہے تھے کہ ڈرو مت گھبراؤ مت اور آپ ابوطلحہ کے برہنہ پشت گھوڑے پر سوار تھے (یعنی اُس کی پیٹھ پر زین نہ تھا) اور آپ کی گردنِ مبارک میں تلوار لٹکی ہوئی تھی آپ فرما رہے تھے کہ میں نے اس گھوڑے کو فراخ روی میں دریا جیسا پایا۔

عَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا

حضرت عباس (پیغمبر صاحب کے چچا) کہتے ہیں کہ میں معرکۂ حُنین میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا جب مسلمانوں اور کافروں کی مٹھ بھیڑ ہوئی تو مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے (یہ دیکھ کر) جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر کو کافروں کی طرف (بڑھنے کے لیے) ایڑ دینی شروع کی **ف** اور میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے اُسے (آگے بڑھنے سے) روک رہا تھا کیونکہ میری خواہش یہ تھی کہ خچر جلدی اور تیزی نہ کرے اِدھر ابوسفیان بن الحارث (پیغمبر صاحب کے چچازاد بھائی جو شجعانِ عرب میں سے تھے) پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے (تاکہ آپ کفّار پر تنہا حملہ آور نہ ہوں) پس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عباس! اصحابِ سمرہ کو (جنھوں نے درخت ببول کے نیچے حُدَیبیہ کے سفر میں بیعت کی تھی) آواز دو عباس جو بڑے جہیر الصوت آدمی تھے کہتے ہیں کہ میں نے بلند آواز سے کہا۔ اصحابِ سمرہ کہاں ہیں؟ عبّاس کا بیان ہے بخدا جس وقت اُنھوں نے میری یہ آواز سُنی اس قدر جلد اور نیز شوق و محبت کے ساتھ لوٹے جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف لوٹتی ہے

ف یہیں سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالِ شجاعت کا ثبوت ملتا ہے

فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَ الْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ اَخَذَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَّاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا

اور (اظہارِ خدمت اور امتثالِ امر کے لیے) لبیک لبیک کے نعرے بلند کیے۔ عبّاس رض کہتے ہیں پھر تو مسلمان کافروں سے خوب جی کھول کر لڑے اور انصار کو پکارتے وقت غازی لوگ کہہ رہے تھے کہ ای گروہِ انصار ای گروہِ انصار (مدد کرو) پھر پکارنے اور ندا کرنے کا نچوڑ حارث بن الخزرج کی اولاد پر ہوا۔ اِس کے بعد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ سلم نے اپنے خچر پر چڑھے چڑھے صحابہ کے لڑنے اور دشمنوں سے جنگ کرنے کو اس طرح دیکھا جیسے کوئی گردن اُٹھا اُٹھا کر کسی شوق کی چیز کو دیکھتا ہے اور فرمایا کہ یہ لڑائی کے گرم ہونے کا وقت ہے پھر آپ نے چند کنکریاں لے کر کفّار کے مُونہ کی طرف پھینکیں اور فرمایا محمدؐ کے پروردگار کی قسم کافروں نے اب شکست کھائی (عبّاس کہتے ہیں) خدا کی قسم کفّار کو شکست صرف پیغمبر صاحب کے کنکریوں کے پھینکنے کی وجہ سے ہوئی تو ہم ہمیشہ دیکھتا رہا کہ اُن کی ساری تیزی کُند اور سب کام تباہ و برباد ہوا چلا جا رہا ہے ف

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِيْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا الَّذِيْ يُحَاذِيْ بِهٖ يَعْنِيْ

براءؓ کہتے ہیں کہ جب لڑائی خونریز یعنی سخت و تند ہوا کرتی تھی تو ہم پیغمبر صاحب کی پناہ ڈھونڈتے تھے اور ہم میں بڑا دلیر وہی شخص ہوتا تھا جو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل یعنی

ف جنگِ حُنین کی مزید تفصیل یہ ہے کہ حُنین ایک جگہ کا نام ہے جو مکّے اور طائف کے بیچ میں واقع ہے۔ فتح مکّہ کے بعد تقریباً دو ہفتے تک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّے میں مقام کیا اسی اثنا میں آپ کو خبر لگی کہ ہوازن اور ثقیف کے چار ہزار آدمی حُنین میں لڑائی کے لیے جمع ہیں آپ بھی دس ہزار مسلمان مہاجرین و انصار اور دو ہزار مکّے کے نو مسلم لے کر اُن پر چڑھ گئے۔ لشکر کو ایک پہاڑ کی گھاٹی میں سے گزرنا تھا اور تنگیِ راہ کی وجہ سے تھوڑے تھوڑے آدمی گھاٹی میں سے گزر سکتے تھے اور قومِ ہوازن کے لوگ گھاٹی کے قریب مسلمانوں کی گھات میں لگے تھے موقع پا کر ان پر ٹوٹ پڑے۔ مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ اور مکّے سے چلتے وقت بعض مسلمانوں کو بڑا غرّہ تھا۔ کہ اَب تو ہم اِتنے سارے ہیں کافروں پر ضرور فتح پالیں گے اور یہ غرّہ تھا توکّل کے خلاف شکست سے مسلمانوں کی تادیب کر دی گئی۔ حُنین میں گو اوّل بار شکست ہوئی یہاں تک کہ لوگ پیغمبر صاحب کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر حضرت عباس پیغمبر صاحب کے ساتھ تھے اور وہ آدمی تھے بلند آواز اُنھوں نے للکارا تو مسلمان پھر سمٹ آئے اور لڑائی ماری چھے ہزار لونڈی غلام چوبیس ہزار اُونٹ اور چالیس ہزار بکریاں لُوٹ میں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں تھوڑے روز کے بعد ہوازن قبیلے کے لوگ اسلام لائے اور پیغمبر صاحب سے اپنا مال واپس مانگا۔ پیغمبر صاحب نے اُن کی اہل و عیال کو تو واپس کر دیا لیکن مالِ غنیمت مسلمانوں ہی کے پاس رہا ۱۲ *

النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ٭ (صحیحین)	آپ کے پہلو میں کھڑا ہوتا تھا۔

من المترجم - جس طرح احکامِ زکوٰۃ مُفلس سے جو مالکِ نصاب نہ ہو اور احکامِ حج نامستطیع سے متعلق نہیں اِسی طرح احکامِ جہاد مُسلمانانِ ہند سے متعلق نہیں اِس لیے کہ جہاد نام ہے مذہبی لڑائی کا اور مذہبی لڑائی نام ہے اِس کا کہ دوسرے مذہب والے ہم کو ترکِ اسلام پر مجبور کریں یعنی نماز۔ روزے۔ حج۔ زکوٰۃ سے کہ یہی اسلام کے ارکان ہیں ظُلماً منع کریں۔ رہی توحید وہ تو عقیدے کی بات ہے اِس کو تو کوئی منع کر ہی نہیں سکتا۔ سو اِس قسم کی مجبوری تو مسلمانانِ ہند کو انگریزی عملداری میں نہ پیش آئی اور نہ پیش آئے کسی کی مذہبی آزادی سے تعرُّض نہ کرنا۔ اِن کے اُصولِ حکمرانی میں داخل ہے۔ اور یہ اِس کے خلاف کر نہیں سکتے اور اِن کے اُصولِ سلطنت ہی اِن کی سلطنت کے ثبات کی دلیل ہیں اور یہ اِس کو خوب سمجھے ہوئے ہیں۔ پھر نِری مجبوری بھی جوازِ جہاد کے لیے کافی نہیں بلکہ قوتِ مقاومت کا ہونا بھی ضرور ہے اور یہ نہیں تو صورتِ حال اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ میں داخل ہے بہرکیف مُسلمانانِ ہند کو انگریزی عملداری میں نہ مجبوری ہے اور نہ قُوتِ مقاومت۔ یعنی احکامِ جہاد مسلمانانِ ہند سے متعلق نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم حقوق و فرائض کو جمع کرنے بیٹھے اور جہاد کا باب تک قائم نہیں کیا کہ کہیں عوام کالانعام کے حق میں سرود بستاں یاد دہانیدنؔ نہ ہو جائے۔ عنوانِ شجاعت کے تحت میں جو آیتیں اور حدیثیں نقل کی گئی ہیں ظاہرا جہاد کے احکام معلوم ہوتے ہیں مگر ہماری غرض صرف اسی قدر ہے کہ شجاعت کے استعمال کا محل ایک تحفُّظ مذہب بھی ہے اور وہ داخلِ تحفظِ نفس ہے حدیثوں سے ہمارا مقصودِ اصلی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پیغمبر صاحب کی نسبت اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ فرمایا ہے اور شجاعت بھی اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے اور پیغمبر صاحب اِس صفت سے بھی علیٰ وجہ الکمال متصف تھے یعنی انسانِ کامل و اکمل تھے ٭

ثبات اور استقلال و استقامت

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِہٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ○ (البقرہ ع ۳۳ پارہ ۲)	اور (طالوت کے ہمراہی) جب جالوت اور اُس کی فوجوں کے مقابلے میں آئے تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر (کی پچھالیں) اُنڈیل دے اور (معرکۂ جنگ میں) ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور کافروں کی جماعت پر ہم کو فتح دے۔
یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ (الانفال ع ۶ پارہ ۱۰)	مسلمانو! جب کافروں کی کسی فوج سے تمہاری مُٹھ بھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ (آخرکار) تم فلاح پاؤ اور اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ (آپس میں جھگڑا کرنے سے) تم ہمت ہار دو گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی اور (لڑائی کی تکلیفوں پر) صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ (انفال ع۲ پارہ ۹)	یہ وہ وقت تھا کہ خدا اپنی طرف سے (تم مسلمانوں کی تسکین خاطر) کے لیے اونگھ کو تم پر طاری کر رہا تھا اور آسمان سے تم پر پانی برسا رہا تھا تاکہ اس کے ذریعے سے تم کو پاک کرے ف۱ اور شیطانی گندگی کو تم سے دور کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور اسی (پانی) کے ذریعے سے (میدان جنگ میں) تمہارے پاؤں جمائے رکھے (اے پیغمبر) یہ وہ وقت تھا کہ تمہارا پروردگار فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں تو تم مسلمانوں کو جمائے رکھو ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دیں گے (اچھا) تو لگاؤ ان کافروں کی گردنوں پر اور لگاؤ ان کی پور پور پر ف۱
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ (محمد ع ۱ پارہ ۲۶)	مسلمانو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور (دشمنوں کے مقابلے میں) تمہارے پاؤں جمائے رکھے گا اور جو لوگ (دین حق سے) منکر ہیں ان کے پاؤں اکھڑ جائیں گے ف۲ اور ان کا سارا کیا دھرا اکیا گزرا کرے گا۔

ف۱ ان آیتوں میں جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے اس کا مختصر حال یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کفار مکہ کی ایذا ہی سے عاجز آکر مدینے تشریف لے آئے تھے اور مسلمانوں میں سے بھی جس جس کو موقع ملتا تھا مدینے چلا آتا تھا۔ لیکن کفار مکہ اس پر بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتے تھے اور بگاڑ کی بنیاد پڑ گئی تھی اتنے میں پیغمبر صاحب کو معلوم ہوا کہ کفار قریش کا قافلہ شام سے مال تجارت لے کر مکے کو جا رہا ہے پیغمبر صاحب نے سوچا کہ آیندہ کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کی توجی قوت اور ان کی جرأت دکھانے کا اچھا موقع ہے آپ قافلے پر حملہ کرنے کے ارادے سے مسلمانوں کو لے کر نکلے ادھر اہل مکہ کو اپنے قافلے کی اور مسلمانوں کے ارادے کی خبر لگی تو ابو جہل بڑا لشکر جمع کر کے قافلے کی مدد کو چلا تا قافلے والوں نے دریا کنارے کا رستہ اختیار کیا اور مسلمانوں کی زد سے بچ گئے مگر ابو جہل مقام بدر تک چڑھا چلا آیا تو مسلمانوں میں اختلاف ہوا بعض نے کہا ہم قافلے پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے تھے ان ہی کا تعاقب کرنا چاہیے۔ اور پیغمبر صاحب کو یہ منظور ہوا کہ دشمن چھاتی پر چڑھا چلا آرہا ہے اس کا روکنا ضرور ہے آخر پیغمبر صاحب کے سمجھانے بجھانے سے ابو جہل کے ساتھ لڑائی ٹھن گئی اور باوجودیکہ مسلمان تھوڑے اور بے سامان تھے خدا نے ان کو کافروں پر فتح بھی دی اب ایک بات اونگھ اور مینہ کا ذکر ہے سو زیغ اضطراب کے لیے ایسا اتفاق ہوا کہ مسلمان لگے اونگھنے اور بعض ایسی غفلت کی نیند سوئے کہ خواب دیکھا کیے اگلے دن برسا مینہ جس کی ملک عرب میں ہمیشہ سخت ضرورت رہتی ہے اور خاص کر اس موقع پر کہ ابو جہل نے بدر کے تالاب پر پہلے سے قبضہ کر لیا تھا اگر پانی نہ برستا تو مسلمان پیاس کی برداشت نہ کر سکتے اب جو خدا نے پانی برسا دیا تو نہا دھو کر تازہ دم ہو گئے اور پانی کی طرف سے بے فکر۔ کافروں سے لڑے تو ان کو مار ہٹایا ۱۲ +

ف۲ لغت میں تعس کے کئی معنے لکھے ہیں از انجملہ دو مناسب مقام ہیں ایک وہ جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں اور دوسرے یہ کہ وہ ہلاک ہوں گے" اور تہس نہس ع رد و میں بولا جاتا ہے عجب نہیں کہ تہس یہی تعس ہو ۱۲ +

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى اَغْمَرَ بَطْنَهٗ اَوِ اغْبَرَّ بَطْنُهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا

اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ اَبَيْنَا اَبَيْنَا

(بخاری)

براء کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنگِ خندق کے روز مٹّی اُٹھا اُٹھا کر پھینک رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا بطن مبارک مٹّی میں چھپ گیا یا غبار آلود ہو گیا تھا (راوی کو شک ہے کہ براء نے اَغْمَرَّ کا لفظ کہا یا اَغْبَرَّ کا۔ غرضکہ پیغمبر صاحب مٹّی اُٹھاتے جاتے) اور فرماتے جاتے تھے بخدا اگر خدا کا فضل و کرم (نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت ہی پاتے نہ زکوٰۃ خیر خیرات ہی کرتے نہ نماز ہی پڑھتے تو (خداوندا) تو اپنی تسلّی ہم پر نازل فرما اور جب دشمنوں سے ہماری مُٹھ بھیڑ ہو تو ہمارے قدم جمائے رکھ ان مشرکوں نے ہم پر زیادتی کی ہے (کیونکہ) جب جب انھوں نے فتنے کی آگ بھڑکانے کا ارادہ کیا ہم نے انکار کر دیا۔ اور اَبَیْنَا اَبَیْنَا کے ساتھ آپ نے اُونچی آواز کی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○

(آلِ عمران ع ۱۰۱ پ ۳)

الٰہی ہمارے پروردگار ہم کو راہِ راست پر لائے پیچھے ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر اور اپنی سرکار سے ہم کو رحمت (کا خلعت) عطا فرما کچھ شک نہیں کہ تو بڑا دینے والا ہے۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○

(شوریٰ ۲۶- پارہ ۲۵)

تو (اے پیغمبر) تم تو (لوگوں کو) اِسی (اصلِ دین) کی طرف بلاتے رہو اور (خود بھی) جیسا تم سے فرمایا گیا ہے (اُس پر) قائم رہو اور ان (یہود و نصاریٰ) کی خواہش پر نہ چلو اور (ان سے صاف) کہہ دو کہ (کتاب کی قسم ہیں) جو کچھ خدا نے اُتارا ہے میرا تو سب پر ایمان ہے اور مجھکو (خدا کے ہاں سے) حکم ملا ہے کہ تمہارے درمیان (تمہارے اختلافات کا فیصلہ) انصاف کے ساتھ کروں (وہی) اللہ (تو) ہمارا پروردگار ہے اور (وہی) تمہارا پروردگار (ہے) ہمارا کیا ہم کو اور تمہارا کیا تم کو ہم میں تم میں کچھ جھگڑا نہیں اللہ ہی (قیامت کے دن) ہم کو (اور تم کو ایک جگہ) جمع کرے گا اور اُسی کی طرف (سب کو) لوٹکر جانا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ

بس سچے مُسلمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے پھر (کسی طرح کا) شک (و شبہہ) نہیں کیا اور اللہ کے رستے میں اپنی جان و

اَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ ○ (حجرات ع ۲ پارہ ۲۶)	مال سے کوشش کی (حقیقت میں) یہی سچے مسلمان ہیں۔

من المترجم۔ ثبات اور استقلال و استقامت کوئی جداگانہ خصلت نہیں بلکہ شجاعت کی شرطِ لازمی ہے ثبات و استقلال کا نہ ہونا ضعفِ ہمت اور بزدلی کی دلیل ہے۔ افعال روئیدگی کی جگہ ہیں اور ارادہ زمین۔ یا ارادہ اصل ہے اور افعال فرع۔ زمین کمزور ہو تو روئیدگی آپ سے آپ ٹھٹھری ہوئی ہوگی۔ جڑ کھوکھلی ہو تو شاخیں ضرور مرجھائی ہوں گی۔ یعنی ضعیف الارادہ متزلزل الرائے ناستقل مزاج آدمی کسی کام کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ اور ہمیشہ اس کی سعی لاحاصل و نامشکور ہوتی ہے۔ حقیقت میں وہ کماحقہ سعی نہیں کرسکتا تو نتیجہ کماحقہ کیوں ہو وَاَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۙ وَاَنَّ سَعۡيَهٗ سَوۡفَ يُرٰى ۙ ثُمَّ يُجۡزٰٮهُ الۡجَزَآءَ الۡاَوۡفٰى[1] ثبات و استقامت کے اعتبار سے دیکھا جاتا ہے۔ تو ہم مسلمانوں کی حالت بہت ہی خراب حالت ہے۔ اور یہ بڑی وجہ ان کی خستہ حالی کی ہے۔ دین کے اعتبار سے وہ بے پیندی کے بدھنے ہیں۔ ان کو اپنے گھر کی خبر نہیں دوسرے کے گھر کی کیا ہو کسی دوسرے مذہب کا آدمی اعتراض کر بیٹھے تو جواب دیتے نہ بن پڑے۔ وہ صرف اس لیے مسلمان ہیں کہ مسلمان کے گھر پیدا ہوئے مسلمانوں کا سا نام رکھا گیا۔ مسلمانوں میں پلے بڑے ہوئے۔ قرآن جگہ جگہ دوسرے مذہب والوں کو تقلید آبائی پر ملامت کرتا ہے کہ یہی تقلید اُن کو مانعِ قبولِ حق تھی۔ ہم مسلمان بھی تقلید کے الزام سے بری نہیں۔ مذہب کا قاعدہ ہے کہ جتنا پرانا ہوتا جاتا ہے اُس کی اصلیت بدلتی جاتی ہے۔ اُسی کے پیرو غلو اور تعصب اور غلط فہمی سے اُس میں افراط و تفریط کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اصلیت سے دور جا پڑتے ہیں۔ اسلام بھی ایسے تصرفات سے محفوظ نہیں رہا۔ قرآن کے لفظوں پر بس نہ چلا تو لگے اُس کے معنوں میں اختلاف کرنے۔ مختلف فرقوں کی تفسیریں پڑھو تو حقیقت معلوم ہو۔ بات یہ ہے کہ جس طرح ایک آدمی کی صورت شکل دوسرے سے نہیں ملتی۔ اسی طرح ایک آدمی کی رائے بھی دوسرے کی رائے سے نہیں ملتی وَلَا يَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِيۡنَ ۙ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمۡ[2]۔ قرآن کی تفسیر تعبیر توجیہ تاویل میں تو خیر جو اختلاف تھا سو تھا۔ قرآن کے بعد حدیث ہیں اور حدیث کے بعد فقہ میں اختلاف نے خوب دل کھول کر پاؤں پھیلائے اور یوں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی سَتَفۡتَرِقُ اُمَّتِىۡ الخ پوری ہوئی اور وہ پوری ہوتی ہی تھی۔ آئے دن نئے نئے فرقے نکلتے چلے آرہے ہیں۔ اصل میں تقلید کا توام بگڑا ہوا ہے اور تقلید کے ساتھ ثبات و استقامت کا۔ ایک وہ ہیں جو سلطنت کو تمام خوبیوں کا معیار قرار دیتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے حق میں اس کتاب کے مؤلف نے اپنے ایک لکچر میں چند اشعار کہے تھے جو حصہ دوم حقوق العباد کے باب حقوق النفس عنوان لباس صفحہ ۶۸ و ۶۹ میں درج ہیں تجدیداً اس مقام پر انھیں بھی پڑھنا چاہیئے۔

ایک وہ ہیں جو پچھلوں کی لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں اور اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ شَيۡـئًا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ[3] کی طرف

---

[1] اور یہ کہ انسان کو وہی تو ملے گا جتنی اُس نے کوشش کی اور یہ کہ اُس کی کوشش آگے چل کر (قیامت کے دن) دیکھی جائے گی۔ پھر اُس کو اُس کا پورا پورا بدلہ ملے گا ۱۲

[2] اور لوگ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس پر تمھارا پروردگار فضل کرے اور اسی لیے تو اُن کو پیدا کیا ہے ۱۲

[3] بھلا اگر ان کے بڑے کچھ بھی نہ سمجھتے اور نہ راہِ راست پر چلتے رہے ہوں تو بھی وہ اُن ہی کی پیروی کیے چلے جائیں گے ۱۲

ملتفت نہیں ہوتے۔ ثبات و استقامت کی متعین تدبیر ہے خُذْ مَا صَفَا وَ دَعْ مَا كَدِرَ مگر صاف اور کدر کی تمیز کے لیے چاہیئے عقلِ سلیم اور اسی کا ہم مسلمانوں میں توڑا ہے۔ مطلق آزادی اور مطلق تقلید دونوں افراط تفریط کے درجے ہیں اور عافیت بَین بَین میں ہے اس واسطے کہ آدمی کی بناوٹ ہی اس طرح کی واقع ہوئی ہے اُس کو پیدا ہوتے پیچھے پہلے گھر کی پھر مکتب کی پھر اُستاد کی پھر کارخانے کی پھر حکومت کی چند در چند پابندیاں کرنی پڑتی ہیں یعنی مطلق آزادی اُس کو ساری عمر نصیب نہیں ہوتی ایک نہایت عمدہ مضمون کو ایک شاعر نے کیسے بھونڈے پیرایے میں باندھا ہے کہتا ہے ؎

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے کہ تا ہوجائے لذت آشنا تلخی دوراں سے

پابندی آدمی کے لیے شرطِ زیست ہے۔ من جملہ اور پابندیوں کے ایک پابندی تقلید کی بھی ہے۔ اور افعال کی کون کہے تقلید کے بدون بولنا بات کرنا تک بھی تو آدمی کو نہیں آ سکتا۔ پس تقلید سے چارہ نہیں جس طرح غذا سے چارہ نہیں مگر جس طرح بہت کھانے سے آدمی اپھر کر مر جاتا ہے افراط تفریط بھی آدمی کو خوار کرتی ہے ؎

لطفِ حق با تو مواسا ہا کند چونکہ از حد بگزرد رسوا کند

افراطِ تقلید کا بدترین نتیجہ تو یہ ہے کہ ترقی کی سدِّ راہ ہے اور آدمی کو اُس شرف سے محروم رکھتی ہے جس کا مادہ اُس میں ودیعت رکھا گیا ہے۔ نفسِ تقلید میں تو ہم کو کچھ بھی اعتراض نہیں کیونکہ تقلید انسان کا ایک فعلِ اضطراری ہے اور وہ ایک اعتبار سے ترقی کی محرک اور ہادی اور مصلح ہے۔ اعتراض جو کچھ بھی ہے اعمالِ فکر اور اُس نمونے کے انتخاب میں ہے جس کو ہم تقلید کے لیے اختیار کرتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

سب سے زیادہ مکروہ تقلید جو عام و خاص سب مسلمان کرتے ہیں اور شاید ہی کوئی متنفس اس سے بچا ہوگا رسم و رواج کی تقلید ہے۔ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک بلکہ مرے پیچھے تک ایسی کون سی حالت ہے جو محکومِ مراسم نہیں اور مراسم بھی وہ جس کی اسلامی شریعت میں کہیں اصل نہیں اور اکثر تو خلافِ شرع منجر بمعصیت اور داخلِ اسراف ہیں اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا[1] مراسم کے پھندوں سے نکلنے کے لیے چاہیئے ہمت اور اسی لیے ہم نے ثبات و استقامت کو شجاعت کے تحت میں رکھا ہے۔ ثبات و استقامت کی ہر شخص کو ہر حالت میں ضرورت ہے خاص کر ان وقتوں میں خاص کر مذہبی اور تمدنی ثبات و استقامت کی۔ کہ ان ہی دو چیزوں میں ان دنوں بڑی گڑبڑ مچی ہوئی ہے لوگ ہیں کہ حتے الامکان انگریز بننا چاہتے ہیں اور مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ[2] سے چڑتے ہیں۔ انگریزوں میں بہت سی باتیں اچھی ہیں جن کی وجہ سے وہ دنیا میں ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں ع دولت نہ دہد خدا بکس را بگزاف ٭

اور ان میں بعض باتیں بُری بھی ہیں ع کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ٭ یا اچھی ہیں ان کے لیے اور بُری ہیں ہمارے لیے چونکہ بدنصیبی سے ہماری عقلوں میں فتور آگیا ہے۔ ان کی خوبیاں تو اختیار نہیں کرتے جیسے جفاکشی۔ ضبطِ اوقات۔

---

[1] بے شک دولت کے بے جا اُڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکر ہے ۱۲ ٭

[2] جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ اُن ہی میں شمار کیا جائے گا ۱۲ ٭

حفظانِ صحت - علم کا شوق - ہر بات کی کرید - باہمی اتفاق - حبِ وطن - راستی - انصاف - خوش معاملگی - ایفاءِ وعدہ - ہمت استقلال - حرفت وصنعت - ایجاد و اختراع وامثالہا اور اُن باتوں کی نقل کی طرف دوڑتے ہیں جو واقع میں بری ہیں یا ہمارے حق میں بری ہیں جیسے بادہ خواری - عورتوں کی ننگی بے پردگی عام طور پر مذہب کی طرف سے بے پروائی اور اسی قبیل سے دوسری چند باتیں -

علوِ ہمت

لَتُبْلَوُنَّ فِيٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (آل عمران ع ۱۹ پارہ ۴)

(مسلمانو!) تمہارے مالوں (کے نقصان) اور تمہاری جانوں (کے زیان) میں ضرور تمہاری (ایمان داری کی) آزمائش کی جائے گی اور جن لوگوں کو تم سے پہلے (آسمانی) کتاب دی جا چکی ہے (یعنی یہود و نصاریٰ) اُن سے اور مشرکین (مکہ) سے تم بہت سی ایذا کی باتیں (بھی) ضرور سنو گے اور اگر صبر کیے رہو اور پرہیزگاری (کو ہاتھ سے نہ جانے دو) تو بے شک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں -

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ط اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)

(لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ) بیٹا! نماز پڑھا کر اور (لوگوں کو) اچھے کاموں (کے کرنے) کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جیسی پڑے جھیل بے شک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ط كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ط بَلٰغٌ ج فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (احقاف ع ۴ پارہ ۲۶)

تو (اے پیغمبر) جس طرح (اور) ہمت والے پیغمبروں نے (کافروں کی ایذاؤں پر) صبر کیا تم بھی صبر کرو اور (ان کے لیے (عذاب کی) جلدی نہ مچاؤ جس دن (قیامت کو) دیکھ لیں گے جس کا وعدہ ان سے کیا جاتا ہے تو (ان کو ایسا معلوم ہوگا کہ) گویا (دنیا میں) بہت رہے ہوں گے تو (سارے دن میں سے ایک گھڑی بھر (لوگوں کو حکم خدا کا پہنچانا تھا سو) پہنچا دیا گیا (اب اس کے بعد) جو لوگ نافرمان ہوں گے وہی ہلاک ہوں گے -

من المترجم - ہمت سے ہماری مراد ہے بلند نظری - عالی حوصلگی جس کی مقابل ہے ذلت وخواری یہ خصلت اگر منجر بہ کبر

نہ ہوتو مجبور اپنے ابنائے جنس پر برتری کا حاصل کرنا شرافتِ نفس کی دلیل ہے وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ

ہمت بلند دار کہ پیشِ خدا و خلق — باشد بقدرِ ہمّتِ تو اعتبارِ تو

اس خصلت کا ظہور اکثر طلب کے مواقع پر ہوتا ہے بشمول شجاعت ع جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے ممنوع خواہشوں کو دبائے رکھنا۔ مشکلات جو پیش آئیں اُن پر صبر کرنا۔ اعلیٰ درجے کی بہادری ہے دنیا عالمِ اسباب ہے حصولِ مُدّعا کا پہلا اور فی اغلب الاحوال قوی سبب عزمِ مصمّم ہے اور اسی کا نام ہے ہمّت۔ عمدہ خصائل میں سے جس خصلت پر نظر پڑتی ہے مُسلمانوں میں اسی کا گھاٹا ہے اور سب سے زیادہ خود ہم ہیں وَمَآ اُبَرِّیُٔ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ قصورِ ہمّت کی وجہ سے اُنھوں نے سلطنت کھوئی دنیا کی دولت کھوئی عزّت کھوئی اب سوائے ادعائی دینداری کے اِن کے پاس ہے کیا؟

تو کے بدولت ایشان رسی کہ نتوانی — بجز دو رکعت و آن ہم بصد پریشانی

یہ خودداری ہی تو ہے جس نے انسان کو خدا پرستی کی طرف راہ نمائی کی کہ وہ مرئیات اور مشاہدات میں سے کسی کے آگے سرِ بندگی خم نہیں کرتا۔ ہم بُت پرستوں کو دیکھتے ہیں اور خدا کے سوائے کسی اور کی پرستش کرنا۔ یا پرستش میں کسے باشد کسی کو خدا کا شریک بنانا بُت پرستی ہے غرض ہم بُت پرستوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ انسانیت کے اعتبار سے اشرف المخلوقات ہو کر پتھروں کے آگے حیوانات نباتات کے آگے عناصر کے آگے اجرامِ فلکی کے آگے ہرے جیتے اپنے جیسے آدمیوں کے آگے سجدے کرتے ہیں اُن کے آگے گڑگڑاتے ہیں اُن سے دعائیں مانگتے ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ تمام مخلوقات سے فروتر ہیں اس سے بڑھ کر ذلت کیا ہوگی سب سے اچھا مسلمان کہ وہ اپنی فطری شرافت کو نباہتا ہے وہ جھکتا بھی ہے تو ایسی ہستی کے آگے جو قدرت سے ظاہر اور ذات و صفات سے پوشیدہ ہے ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ۔ خیر یہ تو دین کی باتیں ہیں دُنیا میں اوّل درجے حکومت کی عزّت ہے اور حکومت سے دوسرے درجے پر دولت کی۔ لِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُلِّ کے لحاظ سے مُسلمانوں کی قوم کو دوسری قوموں سے مقابلہ کرو تو چار و ناچار ماننا پڑے گا کہ

عزّت نہیں ہنر نہیں پلّے ٹکا نہیں — دنیا میں اَب تو جینے کا مطلق مزا نہیں

ساری خرابیاں اِس پر متفرع ہیں کہ اکثر مُسلمان خاص کر وہ جن کو دینداری کے دعوے ہیں دنیاوی عزت کو عزت ہی نہیں سمجھتے۔ دنیاوی عزّت کو عزّت سمجھیں تو اُس کے وسائل بہم پونہچائیں اور ہمّت نہ ہاریں۔ یہود کے حق میں خدا فرماتا ہے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وہ ذلت اور مسکنۃ یہی دنیاوی ذلت اور محتاجی تھی جس میں ہماری قوم مبتلا ہے پھر خدا تعالیٰ پیغمبر صاحب پر وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی کی منّت رکھتا ہے اِس سے بڑھ کر تونگری کی مدح اور کیا ہو گی۔ باوجودیکہ مُونہ سے لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللہُ کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر عزت اور خوش حالی کی طرف سے آس توڑ بیٹھے ہیں

مزن فالِ بد کاورد حالِ بد — مبادا کسے کو زند فالِ بد

یہ نہیں خیال کرتے کہ دنیاوی دولت و حشمت کے بدون اعلاء کلمۃ اللہ کیسے ممکن ہے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ۔ کلمۃ اللہ کوئی علیحدہ موجود فی الخارج چیز نہیں جس کا اعلاء کیا جائے مسلمانوں کی دنیاوی

^۱ بات یہ ہو کہ کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں ۱۲

[illegible]

خوش حالی کا نام ہے کلمۃ اللہ - حکومت اور سلطنت کا نام نہ لو وہ تو ہم سے ایسی گئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ مگر

خدا گر بحکمت ببندد درے ۔ کشاید بلطف و کرم دیگرے

حکومت کے علاوہ معاش کے اور بھی ذریعے ہیں نوکری ہے تجارت ہے زراعت ہے حرفت وصناعت ہے ہم قائم ہمت تو کسی بات میں بھی دوسری قوموں کی ہمسری نہیں کر سکتے اور اسی کا رونا ہے - اپنے معاملہ کو دوسروں کے معاملہ سے اپنے تموّل کو دوسروں کے تموّل سے - اپنی تجارت کو دوسروں کی تجارت سے اپنی کمپنیوں کو دوسروں کی کمپنیوں سے اپنی زمینداری کو دوسروں کی زمینداری سے اپنے میلوں کو دوسروں کے میلوں سے اپنے تیوہاروں کو دوسروں کے تیوہاروں سے اپنے سرکاری عہدہ داروں کو دوسروں کے سرکاری عہدہ داروں سے اپنی تعلیم کو دوسروں کی تعلیم سے یعنی جس پہلو سے چاہو اپنے کو دوسروں سے مقابلہ کر کے دیکھو تو معلوم ہو کہ ہم اسفل السافلین میں ہیں اور دوسرے اعلیٰ علیین میں - کیا حمیّت اور غیرت اور ہمّت کا یہی تقاضا ہے - حاشا وکلا

آہستگی

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاۗءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۲ پارہ ۱۵)	اور آدمی جس طرح (اپنے حق میں) بہتری کی دعا مانگتا ہے اسی طرح (دلگیر ہو کر کبھی) برائی کی بھی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے -
فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ (طٰہٰ ع ۶ پارہ ۱۶)	پس اللہ عالی شان (اور دونوں جہان کا) حقیقی بادشاہ ہے اور (اے پیغمبر تمہاری طرف جو قرآن وحی کیا جاتا ہے) وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ ۞ (ترمذی)	سہل بن سعد الساعدی سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاموں میں آہستگی اختیار کرنا خدا کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان کی طرف سے -

ف اپنے حق میں دعائے بد کرنے کے دو پہلو ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ آدمی کو علم غیب تو دیا نہیں گیا بسا اوقات وہ ایک مطلب کو غلط فہمی سے اپنے حق میں مفید سمجھ کر خدا سے اس کی خواستگاری کرتا ہے اور حقیقت میں وہ اس کے حق میں مضر ہے مثلاً ایک لاولد خدا سے فرزند کے لیے دعا کرتا ہے اور وہ بڑا ہو کر ایسا نالائق ثابت ہو کہ خاندان کی دولت اور آبرو کو تباہ کر دے - دوسرا پہلو وہ ہے کہ پیغمبر صاحب فرعون کو عذاب خدا سے ڈراتے تھے اور کافر جھوٹ سمجھ کر اس کے لیے جلدی مچاتے تھے واذ قالوا اللہم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ الْاَعْمَشُ لَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَۃُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ خَیْرٌ اِلَّا فِیْ عَمَلِ الْاٰخِرَۃِ ؀ (ترمذی)

مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہین (و) اعمش (راوی حدیث) نے کہا مین اس حدیث کو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے مروی جانتا ہون مصعب کے باپ نے کہا کہ آہستگی ہر چیز مین بہتر ہے مگر عمل آخرت مین بہتر نہین بلکہ جسقدر ممکن ہو جلدی کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجِسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَۃُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ ؀ (ترمذی)

سرجس کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک چلنی اور آہستگی اور ہر چیز مین میانہ روی نبوت کے چوبیس حصون مین کا ایک حصہ ہے (یعنے خصائل انبیاء علیہم السلام مین کی ایک خصلت ہے۔

من المترجم آہستگی کے عنوان سے ہماری مراد ہے جلدی کی ضد۔ آہستگی ہو یا جلدی اکثر تو خلقی ہوتی ہے کہ صفراوی مزاج کے آدمی جلد باز ہوتے ہین بلغمی مزاج کے دھیمے۔ مگر خلقی عادات بھی مشق و مہارت سے کم و بیش ہوتی رہتی ہین اور اسی وجہ سے فنّ اخلاق مین ان سے بھی بحث کی جاتی ہے آہستگی اور جلدی کے نسب کا پتہ لگانا چاہو تو وہ منتہی ہوتا ہے کبھی غضب پر اور کبھی طلب پر یعنے کبھی غصہ کی حالت مین آدمی جلدی کرتا ہے اور کبھی کسی مطلب کے حاصل کرنے مین جلدی بھلے کام مین ہو یا بُرے کسی حالت مین بھی اچھی نہین۔ بُرے کام مین جلدی کا بُرا ہونا تو ظاہر بات ہے کہ بُرا کام جلدی کرنے سے زیادہ بُرا ہو جاتا ہے بھلے کام مین بھی جلدی کرنا پسندیدہ نہین۔ اسلئے کہ جلدی کرنے سے آداب شرائط فوت ہوتے ہین مثلاً نماز مین جلدی کرنا کہ تعدیل ارکان اور ترتیل قرآن آہستگی کے بدون کچھ بھی نہین ہو سکتے اور یہی وجہ تھی کہ جبریل علیہ السلام جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی لاتے پیغمبر صاحب وحی کو جبریل ؑ کے ساتھ ساتھ پڑھنے لگتے خدائے تعالیٰ نے ادب تعلیم سکھا دیا کہ وحی کے یاد کرنے مین جلدی نکیا کرو ایسا نہو کہ وحی مین کچھہ ردّ و بدل ہو جائے اور یہ جو حدیث مین آیا کہ التُّؤَدَۃُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ خَیْرٌ اِلَّا فِیْ عَمَلِ الْاٰخِرَۃِ تو اس کے یہ معنے ہین کہ عمل مین نہین بلکہ عمل کے اختیار کرنے مین جلدی کرو اس لئے کہ زندگی کا کچھہ بھروسا نہین ع شاید ہمین نفس پسین بود۔

کیا بھروسا ہے زندگانی کا ‏ ‏ ‏ ‏ آدمی بلبلہ ہے پانی کا

کیا معلوم اجل مہلت دے یا نہ دے اِذَا جَآءَ اَجَلُہُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ؀ اب ایک بات اور رہ گئی ہے اَلْاَنَاۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْعَجَلَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ تو خدا نے اس کارخانہ عالم کو چھے دن مین پیدا کیا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ حالانکہ خدا چاہتا تو اس کے چاہنے کیساتھہ یہ کارخانہ تمام و کمال موجود ہو جاتا اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ

لہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ تو چھ دن مین پیدا کرنا بندون کو آہستگی کی تعلیم تھی تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ۔ یہ ہین معنے الاناۃ من اللہ کے
رہا العجلۃ من الشیطان تو شیطان کا قصہ معلوم ہے کہ خدا نے فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً شیطان جھٹ سے
لگا عدول حکم کرنے اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اسی سے فارسی کا مقولہ لیا گیا ہے ع کہ تعجیل کار شیاطین بود؛

غصے کو پی جانا

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (آل عمران ع ۱۴ پارہ ۴)	اور (مسلمانو!) اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کیطرف لپکو جس کا پھیلاؤ (اتنا بڑا ہی) جیسے زمین و آسمان (کا پھیلاؤ سجی سجائی) اُن پرہیزگارون کے لئے تیار ہے جو خوشحالی اور تنگدستی (دونون حالتون) مین (خدا کے نام) خرچ کرتے اور غصّے کو روکتے اور (لوگون کے قصورون) سے درگذر کرتے ہین اور (لوگون کے ساتھ) نیکی کرنے والونکو اللہ دوست رکھتا ہے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؛ مشکوۃ	ابن عمر کہتے ہین کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص نے غصے کے گھونٹ سے جسے وہ صرف خدا کی خوشنودی اور رضامندی کے لئے پانی کی طرح پیتا ہو بہتر و افضل کوئی چیز نہین پی۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ مَنْ يَّمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ صحیحین	ابوہریرہ رض کہتے ہین کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلوان وہ نہین ہے جو لوگون کو پچھاڑ دے اصل پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو ف

شیخ سعدی نے اس حدیث کا کیا ہی عمدہ اور برجستہ ترجمہ کیا ہے فرماتے ہین قطعہ

نہ مرد است آن بنزدیک خردمند	کہ با پیل دمان پیکار جوید
بلے مرد آنکس است از روی تحقیق	کہ چون خشم آیدش باطل نگوید

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور دادا روایت کرتے ہین کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

عربی	ترجمہ
إِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْإِيمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ ؕ (مشکوٰة)	غصہ ایمان کو اسی طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔
عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ ؕ (ابوداود)	عروۃ السعدی کے بیٹے عطیہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جا غصہ شیطان کے بہکانے سے پیدا ہوتا ہے اور شیطان پیدا ہوا ہے آگ سے اور آگ بجھائی جاتی ہے پانی سے تو تم میں جب کسیکو غصہ آئے تو اُسے وضوء کر لینا چاہیئے
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ (بخاری)	ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے فرمایا غصے کے پاس نہ جا اُس نے کئی مرتبہ یہی لفظ دہرایا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے پیغمبر صاحب ہر مرتبہ یہی جواب دیتے رہے کہ غصے کے پاس نہ جا۔
عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلَى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ فِي أَيِّ الْحُورِ شَاءَ (ترمذی۔ ابوداود)	سہیل بن معاذ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غصے کو پی جائیگا حالانکہ وہ اُسکے جاری کرنے پر قادر ہے خدا تعالیٰ اُسے قیامت کے روز تمام خلائق کے سامنے بلائیگا (اور انعام پر انعام دیتا رہیگا) یہانتک کہ اُسے اختیار دیگا کہ جونسی حور چاہے

صبر

عربی	ترجمہ
ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ؕ	(اے پیغمبر) لوگوں کو عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور اُن کیساتھ بحث (بھی) کرو (تو) ایسے طور پر کہ وہ (لوگوں کے نزدیک) بہت ہی پسندیدہ

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ○ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ○ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ○ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ○ (النحل ع ۱۶ پارہ ۱۴)

(اے پیغمبر) جو کوئی خدا کے رستے سے بھٹکا تمھارا پروردگار اُس کے حال سے بخوبی واقف ہے اور (نیز) وہ ان (لوگوں کے حال سے بھی) بخوبی واقف ہے جو راہ راست پر ہیں اور (مسلمانو! دین کی بحث میں تم اگر (دشمن کے ساتھ) سختی بھی کرو تو ویسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کیگئی ہو اور اگر (ان کی ایذا اوپر) صبر کرو تو بہرحال صبر کرنیوالوں کے حق میں صبر بہتر ہے اور (اے پیغمبر تم مخالفوں کی ایذا اوپر) صبر کرو اور خدا کی توفیق کے بدون تم صبر کر بھی نہیں سکتے اور ان (مخالفوں کے حال) پر افسوس نکرو اور یہ لوگ جو (تمھاری مخالفت میں) تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہو کیونکہ جو لوگ پرہیزگاری کرتے ہیں اور جو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اللہ اُن کا ساتھی ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ○ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ○

(حٰمٓ سجدہ ع ۵ پارہ ۲۴)

اور (اے پیغمبر) نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی برائی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کرو کہ وہ (دیکھنے والوں کی نظر میں) بہت ہی اچھا ہو (اگر ایسا کرو گے) تو تم (دیکھ لو گے کہ) تم میں اور کسی شخص میں عداوت تھی تو اب ایک دم سے گویا وہ (تمھارا) دلسوز دوست ہے اور (حسن مدارات) (کی توفیق) اُن ہی لوگوں کو دیجاتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ اُن ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جنکے بڑے نصیب ہیں

من المترجم ہمنے اپنے ذہن میں اخلاق کا ایک درخت قرار دیا۔ اس کی جڑ ابقائے نفس یا حفظ نفس جو کہا ہو سو کہو جڑ سے نکلیں جلب منفعت یا طلب اور دفع مضرت یا غضب کی دو بڑی شاخیں اور یوں اخلاق کا خیالی درخت دو شاخہ درخت بنگیا جسکو عربی میں صنوان کہتے ہیں پھر ان دو بڑی شاخوں سے ایک شاخ مرکب پیدا ہوئی اور اب ان دو بڑی شاخوں اور مرکب شاخ سے اور چھوٹی شاخیں پھوٹیں چھوٹی شاخیں بعض میں اُسی ایک بڑی شاخ کا اثر ہے جس سے پھوٹی ہیں اور بعض جو شاخ مرکب سے پھوٹی ہیں اُنمیں دونوں بڑی شاخوں کا اثر ہے یعنی افعال جو آدمی سے سرزد ہوتے ہیں ان کا محرک کبھی صرف غضب ہوتا ہے کبھی صرف طلب اور کبھی غضب اور طلب دونوں یا دوسرے طور پر یوں سمجھو کہ غضب کبھی دفع مضرت کے لئے ہوتا ہے اور کبھی ناکامی طلب کی وجہ سے ناکامی طلب پر جو غضب متفرع ہو اُسی کو ہمنے شجر اخلاق کی شاخ مرکب قرار دیا ہے۔ انتظام دنیا میں ایک یہ عجیب بات دیکھی جاتی ہے کہ ایک سبب کے دو نتیجے ضد یکدگر دنیا میں جتنے فسادات ہیں سب غضب کی وجہ سے ہیں باانہمہ غضب نہو تو دنیا میں امن بھی نہ ہو یہی تو وہ چیز ہے جس کے ڈر سے لوگ دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے پس غضب آدمی کو سپر کا کام دیتا ہے اور وہ شرط امن ہے غضب یا محمود

نہین۔ نامحمود ہے۔ افراط غضب غضب کی حالت مین اعتدال پر قائم رہنا ایسا ہی دشوار ہے جیسا ناپاک شراب کی لت لگاکر
متنادے سے نہ بڑھنے دینا۔ طب کی رو سے غضب کی حالت مین خون جوش مارکر غلیظ ابخرے دماغ کی طرف صعود کرکے عقل کو تیرہ
و تار کردیتے ہین اور اسی لئے غضب کو نوع من الجنون کہا ہے۔ انواع غضب کا پہلا درجہ بدزبانی ہے اور یہی وقت غصہ کی روک
تھام کا ہے ضبط غضب کے لئے صبر کا ہونا بھی ضرور ہے ضبط غضب کا آسان طریقہ تغیر حالت ہے یعنی نفس کو کسی دوسری بات
کی طرف متوجہ کرنا غصے کی حالت مین عقل سلیم تو باقی رہتی نہین اسی لئے غصہ کا انجام اکثر ندامت ہوتی ہے کہ آدمی اپنی
زیادتی سے خود پشیمان ہوتا ہے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ غصہ بنی بنائی بات کو بگاڑ دیتا ہے۔ نرمی سے جو کام نکلسکتا ہے
خشونت سے کبھی نہین نکلتا ؎

بشیرین زبانی و لطف و خوشی توانی کہ پیلے بموے کشی

صبر عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکے لغوی معنے روکنے کے ہین قُتِلَ صَبْرًا ایسے موقع پر بولا جاتا ہے کہ کیسکو باندھ جکڑ کر مار دیا
جائے استعمال مین صبر کے معنے برداشت کے لئے جاتے ہین۔ یعنی کسیطرح کی تکلیف کو جھیلنا۔ انگیز کرنا۔ آدمی مین تین چیزین
ہین جسم اور جان اور روح جان سے مراد ہے زندگی جو جسم کے ہر ہر جزو مین سرایت کئے ہوئے ہے روح وہ نامعلوم الحقیقت
چیز ہے جسکو ہر ایک آدمی لفظ مین سے تعبیر کیا ہے۔ اور وہ نہ جسم ہے نہ جان ہے۔ بلکہ ایک تیسری چیز ہے جو ساری بدن
کی جان نکلجانے پر جسم سے جدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ آدمی کے جسم سے اُس کے جاندار ہونے کی حیثیت سے بحث کی جاتی ہے
اس لئے آدمی کو جسم و روح کا مجموعہ بولا جاتا ہے۔ اور لوگ جان و روح کو ایک سمجھہ لیتے ہین جسم اور جان اور روح تینون
جیتے جی کچھہ اسطرح کا تعلق ہوتا ہے کہ ایک کی تکلیف سے باقی دو بھی بےچین ہو جاتے ہین بہرکیف زندگانی مین آدمی کو
دو طرح کی تکلیفین پہونچتی ہین جسمانی اور روحانی۔ آدمی مین یہ عجیب بات دیکھی جاتی ہے کہ وہ باوجودیکہ اپنے نفس کی
حفاظت پر مجبول ہے اور اضطرارًا اپنے تئین تکلیف سے بچاتا ہے بااینہمہ وہی اپنی ہر ایک طرحکی تکلیف کا جسمانی ہو یا روحانی
باعث بھی ہوتا ہے ع جان من خود کردہ خود کردہ را بر کس منہ۔ ہماری اس بات کو کہ ہم خود اپنے سر پر بلا لاتے ہین ہر شخص
آسانی کے ساتھہ تسلیم نہین کرے گا اور بے تامل امراض جسمانی سے استشہاد کریگا مگر ہم جو کہتے ہین کلام خدا کی سند پر
کہتے ہین مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ[1] اچھا پھر امراض جسمانی کے خودکردہ
خودآوردہ خود خواندہ ہونے کی توجیہ۔ اسکی توجیہ ظاہر ہے تدابیر حفظان صحت کی طرف سے غفلت۔ دریا مین رہو اور تیرنا
نہ سیکھو اور ڈوبو تو قصور کسکا بیشک بعض امراض متوارث بھی ہوتے ہین تو وہ نتیجے ہین بزرگون کی بےاعتدالیون کے

گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ تو در طریق ادب کوش و گو گناہ من است

غرض زندگی ہے تو سب کو عزیز مگر عملًا تو کوئی اس کی قدر کرتا نہین۔ کیا اسی کو قدر کہتے ہین کہ نہ وقت دیکھا نہ بےوقت بھوک
ہے تو اور بھوک نہین ہے تو اناپ شناپ جو سامنے آیا کھالیا۔ روشنی آب و ہوا کی صفائی ریاضت کی کہ ان سبکو تندرستی

[1] (اے بندے حقیقۃ الحال تو یہ ہے کہ) تجھہ کو کوئی فائدہ پہونچے تو (سمجھہ کہ) اللہ کی طرف سے ہے اور تجھکو کوئی نقصان
پونچے تو (سمجھہ کہ) تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲

ہین مدخل عظیم ہے کبھی پروانہ کی تصغیر سن بچے ماؤن کی بے تدبیری سے بیمار پڑے تو طبیب ڈاکٹر۔ دوا درمن جو کچھہ سمجھو گنڈے تعویذ جھاڑ۔ پھونک۔ ٹوٹکے۔ طب۔ یونانی کے ہم ایسے ہی معتقد ہین جیسے مذہب کے۔ اگرچہ دنیا نو سی اور ٹھیری ہوئی طب ہے اور انکشافات مابعد سے اُس مین کسی طرح کا اضافہ نہین ہوا۔ نہ دوا مین نہ دوا سازی مین نہ آلات مین تاہم طبیبون کے تجربے کے شمول سے ہماری طبائع کے مناسب ہے۔ اور بڑی بات تو یہ ہے کہ دوائین جو یونانی طبیب استعمال کراتے ہین ہمارے ملک کی پیداوار ہین۔ اور ارزان ہم پہونچ سکتی ہین۔ خلاصہ یہ کہ طب یونانی جیسی کچھہ بھی ہے۔ پھر بھی حفظ صحت اور ازالہ امراض کے لئے بہت بکار آمد ہے۔ مگر عملاً ہم اس سے بھی بقدر واجب مستفید نہین ہوتے۔ اور اسکی اصل وجہ یہی ہے کہ ہم زندگی اور تندرستی کی حق قدرِ قدر نہین کرتے۔ اور ہم لوگون مین عموماً اس کا رواج نہین۔ اس بے پروائی اور بے قدری کا ضروری نتیجہ ہے کہ ہم لوگ آئے دن مبتلائے امراض ہوتے رہتے ہین اور نسلین ہین کہ کمزور اور عمرین ہین کہ گھٹتی چلی جارہی ہین ہماری کوئی ادا نہین جس مین مذہبی غلط فہمی کو دخل نہ ہو۔ اب یہی طبی بحث ہے اتنا بیماری کو تو نہین جتنا درازی عمر کو امر تقدیری سمجھا جاتا ہے[1] اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ سے یہی نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ آدمی کو عمر کی درازی اور کوتاہی مین کچھہ دخل نہین یہ ظاہر بات ہے کہ جب آدمی سمجھیگا کہ مین اپنی زندگی بڑھا گھٹا نہین سکتا تو وہ عمر کے بڑھانے کا فکر لاحاصل ہی کیون کریگا۔ لیکن ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے۔ دنیا مین جو کچھہ بھی ہورہا ہے کرتا تو خدا ہے مگر کسی سبب ظاہری کی آڑ مین۔ رہی یہ بات کہ خدا نے اسباب کی آڑ کیون رکھی ہے اسکو تو خدا ہی سے پوچھا جائے۔ ہمارا تو خدا سے جواب سوال کرنے کا مونہ نہین ؎

رموز مملکت خویش خسروان دانند　　گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

اچھا پھر دنیا مین جو کچھ بھی ہورہا ہے کرتا تو خدا ہے مگر کسی سبب ظاہر کی آڑ مین یہ ایسا کلیہ ہے کہ اس سے موجودات مین سے کوئی موجود اور موجودات کی حالتون مین سے کسی موجود کی کوئی حالت مستثنیٰ نہین اور اسباب ظاہری مین ایک بڑا سبب ظاہر انسان ہے جسکے تصرفات کل موجودات عالم مین روز روشن کی طرح ظاہر ہین۔ اسی کلیے پر یہ حکم لگاتے ہین کہ آدمی قوانین حفظان صحت کی کماحقہ پابندی سے اپنی تندرستی کو بھی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ کہ مبتلائے امراض صعب نہو اور اپنی عمر کو بھی بڑھا سکتا ہے اور اہل یورپ نے فن طب مین کہ قوانین حفظان صحت بھی اسکی شاخ ہین ترقی کرکے ثابت کردیا کہ آدمی بڑا بااختیار مخلوق ہے ان لوگون نے بعض عالمگیر امراض کو اپنے ملک سے کلیتہً خارج کردیا۔ مثلاً امراض عامہ مین سے ایک مرض ہے چیچک جسکی نسبت ہمارے یہان مشہور ہے کہ زندگی مین نہین تو قبر مین جاکر نکلے گی۔ ہمارے یہان اس مرض مین ہزارہا بچے ضائع یا ہمیشہ کے لئے کانٹے گھدرے ہوکر رہ جاتے تھے۔ اہل یورپ کو ٹیکے کا لٹکا ہاتھ آگیا جس کی بدولت انکے یہان تو چیچک کا نام نہین رہا۔ کسی یورپین کو تمنے نہ دیکھا ہوگا کہ اُس کے چہرے کی جلد کرم خوردہ ہو۔ اور انگریزون نے محض بہ نظر خیرخواہی خلائق ہندوستان مین حکماً ٹیکے کو رواج دیا تو یہان بھی چیچک کی اگلی سی شورش سننے مین نہین آتی ملکون کی مردم شماری اور موت وحیات کے رجسٹرون کے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکے یہان پیدایش اور عمر کا اوسط

[1] جب لوگون (کے مرنے) کا وقت آپہونچتا ہے تو (اُس سے) نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہین اور نہ (ایک گھڑی) آگے بڑھ سکتے ہین ۱۲

بہت بڑہا ہوا ہے انہو نکمو یقین آیا کہ آدمی کو اپنی تندرستی اور مقدار عمر مین کسقدر دخل ہے۔اسی قبیل کی چند مثالین اور سنو امریکہ مین مرغی کے تازہ انڈون سے بجلی کی گرمی پونچاکر چوزے نکلوائے جاتے ہین۔نباتات مین تو یہانتک کرتے ہین کہ پھولونکے رنگ اُن کی مٹیاین پھلون کی مقدار یہ سب اُنکی اختیاری بات ہے۔پنڈت ہیت رام ضلع کانپور مین کسی خواجہ تاش تحصیلدار تھے ایک مرتبہ بھیڑون کی سفید اُون کی سرکار سے مانگ آئی۔پنڈت جی نے کسی انگریزی کتاب مین دیکھ پایا تھا اور تحصیلدار تو بمشکل چار چار پانچ من چالان کرسکے پنڈت جی نے سارے ضلع کو مات کردیا ہم سب تحصیلدار حیران تھے بعد کو معلوم ہوا کہ پنڈت جی نے مادہ بھیڑون کے گلے مین سفید دھجیان بندھوادی ہین۔اس تدبیر سے سفید کے بچے پیدا ہوتے ہین تنکے کے اوجھل پہاڑ اسی کو کہتے ہین اور کل ایجادات کا یہی حال ہے من جَدَّ وجد جوئندہ یابندہ۔

ہم کو تو اصل مین اس متعارف طب سے بحث نہ تھی ضمناً اس کا مذکور آگیا مگر اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ کے معنون مین جو شک ڈلوادیا ہے اُس کا رفع کرنا تو ضرور ہے۔بات یہ ہے کہ زندگی نام ہے حرارت غریزی کا اور زندہ آدمی کی مثال چراغ اور تیل بتی کی سی ہے۔بتی کے ذریعے سے تیل جلتا رہتا ہے اور اسی کا نام روشنی اسیطرح حرارت غریزی صرف ہوتی رہتی ہے۔اسی کا نام ہے زندگی چراغ کی روشنی کے لئے ہوا کا ہونا ضرور ہے مگر زیادہ ہوا مین تیل زیادہ جلیگا جلد ہو چکیگا اور چراغ اُسیقدر جلد گل ہو جائیگا آندھی کا جھونکا تیل ہوتے ساتے بھی چراغ کو بجھا دیگا آدمی کی بے اعتدالیان قوانین حفظان صحت کی خلاف ورزیان حرارت غریزی کے تیل کے حق مین زیادہ ہوا اور مہلک بیماریان باد تند کا حکم رکھتی اور آدمی کو جلد یا فوراً ہلاک کردیتی ہین۔اور اگر آدمی اعتدال اور قوانین حفظان صحت کی پابندی کیساتھ زندگی بسر کرے اور حرارت غریزی کو بے جا اور بے وقت ضائع نہونے دے وہ ضرور قانون قدرت کی رو سے حرارت غریزی کے ہو چکنے پر عمر طبعی کو پہونچکر مریگا آیہ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ مین مرگ عاجل و مرگ مفاجات و مرگ طبعی کسیکی کچھہ صراحت نہین اور ہر طرحکی موت اجل ہی ہے بیشک مرنا تو ہے مگر تین طرح کا مرنا ہوتا ہے۔اور اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ ہونے کی ہر ایک صورت پر صادق آتا ہے خیر اس بحث کو تو چھوڑو اور ہم کو اصل مطلب پر آنے دو ہمنے صبر پر اپنے خیالات ظاہر کرنیکے لئے قلم اُٹھایا تھا تو اخلاق کے شجرۂ نسب کی رو سے صبر فضائل غضب کے ذیل مین ہے یعنی حفظ نفس کے لئے قوت غضبی کا ہونا تو ضرور ہے۔آدمی کو کوئی امر نا ملایم پیش آتا یا کسی طرح کی جسمانی یا روحانی تکلیف پونہچتی تو وہ قوت غضبی کی تحریک سے بالطبع اُسکے دور کرنے پر مجبور ہوتا ہے لیکن آدمی بعض تکلیفون کو دور نہین کرسکتا تو خدا نے صبر کی خصلت مین تمام تکلیفون کے زہر کا تریاق رکھا ہے تکلیف خود تو ایذا نہین دیتی بلکہ اُسکا احساس ایذا دیا کرتا ہے۔انگریزون نے ایک دوا نکالی ہے کلوروفارم۔اُس کا خاصہ ہے کہ ایک مقدار خاص تک آدمی کو سنگھا دی جاتے تو اس کا احساس عصبی باطل ہوجاتا ہے۔پھر اُسکا کوئی عضو بھی کاٹو۔اُس کو خبر نہین ہوتی مین کہتا ہون کہ صبر بھی ایک طرح کا کلوروفارم ہے اس سے تکلیف تو دور نہو گی مگر اُسکا احساس تو یقیناً نہین رہیگا اور تکلیف کا دور ہونا اور احساس کا نہونا دونون کا نتیجہ واحد۔مگر صبر مین نفس پر جبر کرنا پڑتا ہے۔اور وہ بجائے خود تکلیف ہے مگر اصلی تکلیف سے کم اور مشق و مہارت سے تو جبر معلوم بھی نہین ہوتا ؎

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلین مجھپر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین

اور یہ کتنی بڑی عمدہ بات ہے کہ آدمی کبھی تکلیف کے دفع کرنے پر توقادر نہیں بھی ہوتا مگر صبر ہمہ وقت اسی کے اختیار کی بات ہے
کیا تو حکمی نسخہ ہے مگر لوگ اسکی تاثیر نیز ہمدردی سے واقف نہیں۔

حلم و تحمل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ اِنَّ فِیْكَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالْاَنَاۃُ ؛ (مسلم)

ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبد القیس کے سردار اشج سے فرمایا کہ تجھ مین دو خصلتین ہین جنھین خدا اور رسول خدا دوست رکھتے ہین ایک بردباری دوسرے آہستگی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاحَلِیْمَ اِلَّا ذُوْ عَثْرَۃٍ وَلَاحَکِیْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَۃٍ ؛ (ترمذی)

ابو سعید کہتے ہین کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا اور کامل بردبار وہ ہے جسنے اپنے کامون مین خود لغزشین کھائی ہون اور کامل دانشمند وہی ہے جسے پورا تجربہ حاصل ہوا ہو

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَآئِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِھَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْلِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ

انس رضہ کہتے ہین کہ مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جارہا تھا اور آپ موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے رستے مین ایک بادیہ نشین آپ سے ملا اور آپ کو نہایت شدت اور سختی سے آپکی چادر پکڑکر کھینچا کہ آپ بدوے کے سینے کے آگے کھیچ آئے مین نے جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کو دیکھا تو بدوی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے اُسپر چادر کے کنارون کے نشان اُبھر آئے تھے پھر بدوی بولا کہ محمد خدا کا مال جو تمھارے پاس ہے اس مین سے مجھے بھی دینے کا حکم کرو جناب رسول خدا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ + (صحیحین)

صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی طرف دیکھ کر ہنس دیئے اور اُسے دینے کا حکم صادر کیا

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُونِي رِدَائِي لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا + (بخاری)

جُبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے غزوہ حُنین سے لوٹتیوں کو میں آپ کے ساتھ تھا ایک موقع کا ذکر ہے کہ چند بدوی حُنین کا مال غنیمت مانگتے مانگتے آپ سے لپٹ پڑے یہاں تک کہ آپ کو دھکیلتے دھکیلتے کیکر ایک درخت تک لے گئے اور اُس کے کانٹوں میں چادرِ مُبارک اُلجھ گئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس جگہ ٹھیر گئے اور فرمانے لگے بھائیو میری چادر تو مجھے دیدو اگر ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی میرے پاس اُونٹ ہوتے تو وہ سب میں تم میں تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے نہ تو بخیل ہی پاتے (کہ ہوتے ساتے تم سے دریغ رکھتا) اور نہ جھوٹا ہی (کہ وعدہ کرکے ایفاء نہ کرتا) اور نہ بزدل ہی (کہ فقر و افلاس سے ڈر کر سینت سینت کر رکھتا)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ + (صحیحین)

انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پُورے دس سال خدمت کی مگر اتنے وسیع زمانے میں کبھی آپ نے مجھے ہُوں تک نہیں کی اور نہ کبھی فرمایا کہ تُونے فلاں کام کیوں کیا اور نہ یہ کہ فلاں کام کیوں نہیں کیا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ + (بخاری)

اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا نہ عورت کو نہ خادم کو مگر ہاں راہِ خدا میں جہاد کرتے تھے اور نہ کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ کسی طرح کی کوئی تکلیف ایذا (قول فعل سے) آپ کو پُہنچائی گئی ہو اور آپ نے اُس سے بدلہ لیا ہو مگر جب محارمِ الٰہی کی ہتک حرمت ہوتی تھی تو آپ (اپنے نفس کے لیے نہیں بلکہ) صرف خدا کے لیے

صدق و راستی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ○ (توبہ ع ۱۵ پارہ ۱۱)	مسلمانو! خدا (کے غضب) سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا (صحیحین)	عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! سچ بولنے کو اپنے اُوپر لازم کرلو کیونکہ سچ بولنا آدمی کو نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنّت کا رستہ دکھاتی ہے آدمی ہمیشہ سچ بولتا اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے نزدیک صدّیق (بڑا سچا) لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے سے بچو کیونکہ جھوٹ بولنا فسق و فجور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور فسق و فجور دوزخ کی (طرف)۔ آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ خدا کے نزدیک کذّاب (بہت جھوٹا) لکھا جاتا ہے
عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا (صحیحین)	اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں میں صلح کراتا اور اچھی اچھی باتیں اس کی طرف سے اُسکو اور اُس کی طرف سے اِس کو پہنچاتا ہے اور ایسی نیک باتیں کہتا ہے جو صلاح حال اور رفع نزاع کی موجب ہیں اُسے جھوٹا نہیں کہہ سکتے ف۱

ف۱ لوگوں میں تو سعدی کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ دروغِ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ظاہر میں سعدی کا مقولہ اس حدیث کا گویا ترجمہ ہے اس پر معترض یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام خاص صورتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے حالانکہ جھوٹ بولنے کی اجازت مقولۂ سعدی سے ثابت نہیں ہوتی چہ جائیکہ حدیث سے۔ سعدی کا مطلب یہ ہے کہ دروغ مصلحت آمیز راستی فتنہ انگیز سے بہتر ہے یعنی ہیں تو دونوں بُرے مگر دروغ مصلحت آمیز کی بُرائی بمقابلہ راستی فتنہ انگیز کے کم ہے اسی کے مطابق عربی کی ایک مثل ہے بعض الشر اھون من بعض اتنی بات سے دروغ —

[illegible]

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْكِذْبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهٗ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهٗ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ بُنِيَ لَهٗ فِيْ اَعْلَاهَا ۔ (ترمذی)	انسؓ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور واقع میں وہ بات جھوٹ ہو تو خدا اُس کے لیئے حوالی بہشت میں گھر بنائے گا اور جو شخص باوجود اس کے کہ حق بجانب اُس کے ہے جھگڑے اور نزاع سے دست کشی کرے گا اُس کے لیئے جنت کے بیچوں بیچ گھر بنایا جائے گا اور جو اپنے اخلاق مہذب اور نیک کرے گا اُس کے لیے بہشت کی بلند اور اعلیٰ جگہ میں گھر بنایا جائے گا۔
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِّنْ نَّتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ (ترمذی)	ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اُس بدبو کی وجہ سے جو جھوٹ بولنے کے سبب سے اُس میں پیدا ہوتی ہے محافظ فرشتہ میل بھر دور چلا جاتا ہے

من المترجم ماننی ہوئی بات ہے کہ آدمی کے تمام افعال مُعلّل بالاغراض ہوتے ہیں یعنی آدمی جو کچھ بھی کرتا ہے اُس میں اُس کا کوئی مطلب ضرور ہوتا ہے پس آدمی جھوٹ بھی بولے گا تو کسی مطلب سے اور وہ مطلب ضرور ہے کہ ناجائز ہو یہی وجہ ہے کہ شارع کی طرف سے جھوٹ کے بارے میں اِس قدر تشدد ہے مگر ہم لوگوں نے جھوٹ کو ایک آسان سی بات سمجھ لیا ہے جس طرح قسم کو تکیہ کلام بنا لیا ہے بے ضرورت بھی جھوٹ بول لیتے ہیں۔ جھوٹ کا انجام عاجل تو ہے ہی اعتمادی مدرسوں کے بچوں کے پڑھنے کی کسی کتاب میں ایک کہانی لکھی ہے کہ ایک گڈریئے کا مسخرہ لڑکا بکریاں چراتے چراتے جھوٹ مُوٹ لوگوں کے بہکانے کو چلّا اُٹھتا بھیڑیا۔ لوگ ایک دو بار ناحق اِس کی مدد کو گئے پھر خدا کا کرنا ایک دن واقع میں بھیڑیا ریوڑ میں آ پڑا۔ لڑکے نے بہتیری دُہائی دی کسی نے سُنا تک نہیں۔ بھیڑیا کئی بکریوں کو چیر پھاڑ گیا بھیڑیئے سے تو بھاگ کر بچ گیا مگر باپ نے مارتے مارتے اَدھ مُوا کر دیا۔

عفو و درگزر

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ	(اے پیغمبر درگزر (کا شیوہ) اختیار کرو اور (لوگوں سے) نیک کام کرنے کو کہو اور جاہلوں سے کنارہ کش رہو اور اگر شیطان کے گدگدانے سے

عہ بدبو سے جسمانی بدبو مراد نہیں بلکہ بطور استعارہ اخلاقی بدبو مراد ہو اور جس طرح جسمانی بدبو نفرت کی چیز ہے اخلاقی بدبو بدرجہ اولیٰ ۱۲ من المترجم

نزغ فاستعذ بالله انه سميع عليم ۝ ان الذين اتقوا اذا مسهم طٰئف من الشيطٰن تذكروا فاذا هم مبصرون ۝ (اعراف ع ۲۴ - پارہ ۹)

(انتقام وغیرہ کی) گدگدی تمہارے دل میں پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگ لیا کرو کیونکہ وہ (سب کی) سنتا اور سب کچھ جانتا ہے جو لوگ پرہیزگار ہیں جب کبھی شیطان کی طرف کا کوئی خیال اُن کو چھو بھی جاتا ہے تو (فوراً) متنبہ ہو جاتے ہیں (یعنی پردہ غفلت اُن کی آنکھوں پر سے دُور ہو جاتا ہے) تو وہ اُسی دم (راہِ صواب) دیکھنے لگتے ہیں۔

ولا يأتل اولوا الفضل منكم والسعة ان يؤتوا اولي القربىٰ والمسٰكين والمهٰجرين في سبيل الله وليعفوا وليصفحوا الا تحبون ان يغفر الله لكم والله غفور رحيم ۝

اور تم میں سے جو لوگ بزرگ (منش) اور صاحب مقدور ہیں قرابت والوں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (مدد خرچ) نہ دینے کی قسم نہ کھا بیٹھیں بلکہ (چاہیئے کہ اُن کے قصور) بخش دیں اور درگزر کریں (مسلمانو) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون ۝ وجزٰؤا سيئة سيئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره على الله انه لا يحب الظٰلمين ۝ ولمن انتصر بعد ظلمه فاولٰئك ما عليهم من سبيل ۝ انما السبيل على الذين يظلمون الناس ويبغون في الارض بغير الحق اولٰئك لهم عذاب اليم ۝ ولمن صبر وغفر ان ذٰلك لمن عزم الامور ۝ (شوریٰ ع ۴)

اور (اجرِ آخرت اُن ہی لوگوں کے لیے ہے) جو ایسے (غیرتمند) ہیں کہ جب اُن پر (کسی طرف سے) بے جا زیادتی ہوتی ہے تو وہ (واجبی) بدلہ لیتے ہیں اور بُرائی کا بدلہ ہے ویسی ہی بُرائی (اس پر بھی) جو معاف کر دے اور صلح کرے تو اُس کا ثواب اللہ کے ذمّے ہے بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور (ہاں) کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اُس کے بعد بدلہ لے تو یہ لوگ (معذور ہیں) اِن پر کوئی الزام نہیں الزام (تو) اُن ہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور ناحق (ناروا) ملک میں (لوگوں پر) زیادتی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو عذاب دردناک ہونا ہے اور البتہ جو شخص صبر کرے اور (دوسرے کی خطا) بخش دے تو بیشک بڑی ہمت کے کام ہیں

يٰايها الذين اٰمنوا ان من ازواجكم واولادكم عدوا لكم فاحذروهم وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان الله غفور رحيم ۝ (تغابن ع ۲ پارہ ۲۸)

مسلمانو! تمہاری بیبیوں اور تمہاری اولاد میں سے (بعض) تمہارے (دین کے) دشمن ہیں تو اِن سے احتیاط کرتے رہو اور اگر تم (اِن کے قصوروں کو) معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے

عن عائشة قالت لم يكن رسول الله

اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسولِ خدا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّ
لَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ وَ
لَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ (ترمذی)

صلے اللہ علیہ وسلم نہ تو بالطبع فحش گو تھے اور نہ فحش میں
تکلّف کرنے والے تھے اور نہ بازاروں میں چیختے چلّاتے
تھے (جیسا کہ عوام لوگوں کی عادت ہے) اور نہ بُرائی کا بدلہ
بُرائی کے ساتھ کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگزر کرتے تھے

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ وَّشُجَّ
رَاْسُهٗ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ
كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَاْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوْا
رَبَاعِيَتَهٗ ۔ (مسلم)

انسؓ سے روایت ہے کہ جنگ اُحد کے روز
جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے
کے چار دانتوں میں سے ایک دانت توڑ دیا گیا
اور آپ کے سر میں شکستگی واقع ہوئی تو پیغمبر صاحب
چہرے مُبارک سے خون سونتتے جاتے اور فرماتے
جاتے تھے وہ قوم کیونکر فلاح پا سکتی ہے جنھوں
اپنے نبی کا سر پھوڑا اور اُس کے دانت توڑے

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً مِّنْ اَهْلِ خَيْبَرَ
سَمَّتْ شَاةً مَّصْلِيَّةً ثُمَّ اَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ فَاَكَلَ
مِنْهَا وَاَكَلَ رَهْطٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ
وَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ سَمَمْتِ هٰذِهِ
الشَّاةَ فَقَالَتْ مَنْ اَخْبَرَكَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهٖ
فِيْ يَدِي الذِّرَاعُ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ اِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ يَّضُرَّهٗ
وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ نَبِيًّا اسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ اَصْحَابُهٗ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے ایک بھُنی ہوئی
بکری میں زہر ملا کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بکری کا ایک دست اُٹھا لیا اور اُس میں سے
کھانا شروع کیا اور آپ کے اصحاب کی ایک جماعت بھی
کھانے میں مصروف ہوئی اتنے میں جناب پیغمبر خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا کہ
کھانے سے ہاتھ اُٹھا لو اور کسی کو بھیج کر اُس یہودیہ کو بلایا
(آئی) تو پیغمبر صاحب نے فرمایا تو نے اِس بکری میں زہر ملایا
ہے اُس نے کہا آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ بکری میں
زہر ملایا گیا ہے) پیغمبر صاحب نے فرمایا میرے ہاتھ میں جو دست کا ٹکڑا
ہے اِس نے مجھے معلوم کرایا عورت نے کہا بے شک میں
نے اِس بکری میں زہر ملایا ہے میں نے (اپنے دل میں)
کہا کہ اگر وہ پیغمبر ہیں تو زہر انھیں ہرگز نقصان نہ پہنچا
سکے گا اور پیغمبر نہیں ہیں تو ہم اُن سے راحت میں جائیں گے
پیغمبر صاحب نے یہ سُن کر عورت کو معاف کر دیا اور کسی طرح
کی بھی سزا انہیں دی آپ کے وہ صحابی جنھوں نے اُس

الذین اکلوا من الشاۃ واحتجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کاہلہ من اجل الذی اکل من الشاۃ حجمہ ابو ہند بالقرن والشفرۃ وھو مولی لبنی بیاضۃ من الانصار (ابوداؤد)

بکری میں سے تھوڑا بہت کھایا تھا انتقال کر گئے اور چونکہ آپ نے بھی کچھ کھالیا تھا تو زہر کے ازالہ تاثیر کے لیے اپنے دونوں شانوں کے بیچ میں پچھنے لگوائے یعنی ابو ہند نے جو انصار کے قبیلہ بنی بیاضہ کا آزاد کیا ہوا غلام تھا سینگ اور چھری سے (جیسا کہ دستور ہے) آپ کے پچھنے لگائے

من المترجم اس حدیث سے الصدق منجاۃ والکذب مھلکۃ کی بھی تصدیق ہوتی ہے۔ لوگ اکثر سزائے عاجل کے ڈر سے اخفاء جرم کے لیے جھوٹ بولا کرتے ہیں یعنی جلے ہوئے کو آگ سے سینکتے اور اصلی جرم پر جرم کذب کا اضافہ کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ دنیا کے واقعات میں اس کا کافی ثبوت موجود ہے کہ سو میں سے پچانوے صورتوں میں سچ بولنے اور جرم کا جو اُن سے سرزد ہو گیا تھا اقرار کر لینے سے مجرم سزا سے بچ گئے ہیں اور شاید سو صورتوں میں سے سو میں سچ نے سزا میں تخفیف کرادی ہے اور یہودیہ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا درگزر کرنا تو کچھ ایسی بڑی بات نہیں اُن کو تو خدا نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا وہ درگزر کرنے پر کرتے اسی مضمون کو شیخ سعدی نے ان لفظوں میں ادا کیا ہے **قطعہ**

گر گزندت رسد تحمل کن — کہ بعفو از گناہ پاک شوی
ای برادر چو عاقبت خاک است — خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی

اسی قسم کی باتیں تو اُن کی پیغمبری کا بڑا بھاری ثبوت ہیں نہ یہودیہ کے خیال کے مطابق زہر کا اثر نہ کرنا اس حدیث سے ایک مفید بات اور بھی نکلی کہ دوا کرنا توکل کے خلاف نہیں پیغمبر صاحب سے بڑھ کر کوئی کیا متوکل علی اللہ ہوگا اور پچھنے لگوانا بھی ایک طرح کی دوا ہے۔

رفق و نرمی

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ رفیق یحب الرفق ویعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف وما لا یعطی علی ما سواہ رواہ مسلم وفی روایۃ لہ قال لعائشۃ علیک بالرفق وایاک والعنف و

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا لطف و نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کرنے کو دوست رکھتا ہے اور بندوں کو نرمی کرنے پر وہ چیز دیتا ہے جو سختی کرنے پر نہیں دیتا اور نہ صرف سختی کرنے پر بلکہ نرمی کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں کسی پر وہ چیز نہیں دیتا جو نرمی کرنے پر دیتا ہے) اسکے راوی مسلم ہیں اور مسلم کی ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تم نرمی کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور سختی اور

الفحش إنَّ الرِّفقَ لا يكونُ في شيءٍ إلَّا زانَهُ ولا يُنزَعُ من شيءٍ إلَّا شانَهُ ۔ (مشکوٰۃ)	وشنام سے بچی رہو کیونکہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اُسے خوشنما کردیتی ہے اور جس چیز میں سے سلب کرلی جاتی ہے اُسے بھونڈی بناتی ہے
عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ ۔ (مسلم)	جریرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو شخص نرمی سے محروم کیا گیا وہ ہر نیکی سے محروم کیا گیا۔
عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ عَلَى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيبٍ سَهْلٍ ۔ (ترمذی)	عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں وہ شخص نہ بتادوں جو دوزخ کی آگ پر حرام ہے اور جس پر دوزخ کی آگ حرام ہے ہاں تو دوزخ کی آگ حرام ہے ہر آہستہ رو نرم دل پر اور اس پر جو (لطف و مہربانی کے ساتھ آدمیوں سے نزدیک ہوتا۔ اور نرم خوئی کے ساتھ ہم نشینی کرتا ہے۔
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ ۔ (بخاری)	ام المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ یہود کے ایک گروہ نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پاس آنے کی اجازت چاہی (اجازۃ ہوئی) تو کہا السّام علیکم (سام کے اصلی معنے موت کے ہیں یعنی تم سب اہل بیت کو موت آئے) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے کہا بلکہ تمھیں کو موت آئے اور خدا کی لعنت ہو پیغمبر صاحب نے فرمایا عائشہ! اللہ نرمی کرنے والا ہے اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے میں نے عرض کیا کیا آپ نے نہیں سنا کہ انھوں نے کیا کہا فرمایا تو میں نے بھی تو وعلیکم کہہ دیا
عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ تَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ ۔ (بخاری)	انسؓ کہتے ہیں کہ باشندگان مدینہ کی لونڈیوں میں کوئی لونڈی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی اور جہاں چاہتی آپ کو لے جا کر عرض حال کرتی۔

ع مطلب یہ کہ اگر تم نے نمونہ چھوڑ کر کہا اور لعنت کی سو اگر یہ ٹھیک ہے تو جیسے کا تیسا جواب ملا اور کچھ زیادتی نہیں کی تم نے سخت کلامی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (مسلم)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مشرکوں کے لیے بددعا کیجیے فرمایا میں اس لیے نہیں بھیجا گیا ہوں کہ لوگوں کو رحمت خدا سے دور کردوں بلکہ رحمت کا سبب بنا کر بھیجا

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یَنْزِعْ یَدَهٗ مِنْ یَدِهٖ حَتّٰی یَکُوْنَ هُوَ الَّذِیْ یَنْزِعُ یَدَهٗ وَلَا یَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنْ وَجْهِهٖ حَتّٰی یَکُوْنَ هُوَ الَّذِیْ یَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنْ وَجْهِهٖ وَلَمْ یُرَ مُقَدِّمًا رُکْبَتَیْهِ بَیْنَ یَدَیْ جَلِیْسٍ لَهٗ (ترمذی)

انس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو جب تک وہی شخص اپنا ہاتھ نہ چھڑا تا پیغمبر صاحب اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے (اسی طرح) تاوقتیکہ وہ شخص اپنا مونہہ پیغمبر صاحب کے مونہہ سے نہ پھیرتا آپ اپنا روئے مبارک اس کے مونہہ کی طرف سے نہ پھیرتے اور کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ آپ اپنے ہمنشین کے آگے پاؤں پھیلائے ہوں ف۱

تواضع اور ملنساری

لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (حجر ع ۶ پارہ ۱۴)

(اور) وہ جو ہم نے ان کافروں میں سے کئی قسم کے لوگوں کو (دنیا کے چند روزہ) فائدوں سے بہرہ مند کر رکھا ہے تم ان پر اپنی نظر نہ دوڑاؤ ف۲ اور (دین کی طرف سے ان کی بے پروائی دیکھ کر) ان (کے حال) پر افسوس بھی نہ کرنا ف۳ اور مسلمانوں سے (گو کیسے ہی غریب ہوں ہمیشہ) جھک کر ملنا ف۴

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (شعراء ع ۱۱ پارہ ۱۹)

اور (اے پیغمبر خاص کر) اپنے قریب کے رشتے داروں کو (عذاب خدا سے) ڈراؤ اور جو مسلمان تمہارے پیچھے ہو لیے ہیں ان سے بہ تواضع پیش آؤ ف۵ پس اگر لوگ تمہارا کہنا نہ مانیں تو (ان سے صاف) کہہ دو کہ میں تمہارے افعال سے بری (الذمہ) ہوں

ف۱ عمل یہ اور تعلیم اتم قرآن میں ہو یعنی فعل یہ اور قول وہ ہم نہیں جانتے کہ پیغمبری کی پرکھ کے لیے اس سے بہتر کوئی اور بھی کسوٹی ہو سکتی ہے ۱۲ ف۲ یعنی ان کی دنیاوی خوش حالی کا رشک نہ کرو تم کو جو قرآن دیا گیا یہ سب سے بڑی نعمت ہے ۱۲ ف۳ اس میں شک نہیں کہ کفر بجائے خود بڑی سخت مصیبت ہے مگر کافر اس کو مصیبت ہی نہیں سمجھتا اور نہ اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہو اور سمجھاؤ تو الٹا برا مانتا ہے تو ایسے کے حال پر افسوس کرنا اندھے کے آگے رونا اپنی آنکھیں کھونا ہے ۱۲ ف۴ اخفض جناحک للمؤمنین کے لفظی معنے تو یہ ہیں کہ مسلمانوں کے لیے اپنا بازو جھکا دینا یہ اہل عرب کا محاورہ ہے اور اس سے مراد ہے تواضع ۔ خاطر ۔ مدارات ۔ دلجوئی ہم نے ترجمے میں اپنے محاورے کے لحاظ سے صرف جھکنا لیا ہے ۱۲ ف۵

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (کہف ع ۴۔ پارہ ۱۵)	اور (اے پیغمبر) جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کی یاد کرتے (اور) اُسی کی رضامندی چاہتے ہین اُن کے ساتھ (اُٹھنے بیٹھنے پر) اپنے نفس کو مجبور کرو اور تمہاری نظر (التفات) اُن پر سے ہٹنے نہ پائے کہ لگو دنیا کی زندگی کے ساز و سامان کا پاس کرنے ف۱ اور ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہو اور اُس کی دنیا داری حد سے بڑھ گئی ہے
عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ (عبس ع ۱۔ پارہ ۳۰)	(محمد) اتنی بات پر چین بہ جبین ہوگئے اور مونہہ موڑ بیٹھے کہ (ایک) نابینا اُن کے پاس آیا ف۲ اور (اے پیغمبر) تم کیا جانو عجب نہین (کہ تمہاری تعلیم سے) وہ سنور جائے یا نصیحت (کی باتین) سنے اور اُسکو نصیحت سودمند ہو تو جو شخص (دین کی طرف سے) بے پروائی کرتا ہے اُس کی طرف تو تم خوب توجہ کرتے ہو حالانکہ (اگر) وہ ٹھیک نہو تو تم پر کچھہ (الزام) نہین اور جو (خدا سے) ڈر کر تمہارے پاس دوڑتا ہوا آئے تو تم اُس سے بے اعتنائی کرتے ہو
عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَهُوَ	امیر المومنین عمر رض سے روایت ہے کہ وہ

ف۱ شروع شروع میں اکثر غریب لوگ اسلام لائے تھے اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ حق بات کو غریب ہی جلدی سے تسلیم کر لیتے ہیں کیونکہ دنیاوی عروج اُن کو مانع قبول حق نہیں ہوتا کافر ان بے چاروں کی ظاہری حالت کو دیکھکر ان سے نفرت کرتے تھے اور پیغمبر صاحب سے اصرار تھا کہ ان کو اپنے پاس نہ بیٹھنے دو تو ہم آئین گیا یہ اور کیا ان کا دین کیا بدی اور کیا بدی کا شور رہا۔ خدا نے اسکے جواب میں پیغمبر صاحب کو تو سمجھایا کہ یہ لوگ جیسے ظاہر میں ہیں ویسے ہی دل سے بھی خدا کی رضا کے طالب ہیں تم انکے ظاہر حال پر انکے باطن کو قیاس کرو تم کوئی عالم الغیب تو ہو نہیں اگر فی الحقیقت انمین ضعیف الایمان ہو بھی تو وہ جانے اور اسکا کام جانے اور کافروں کا اعتراض اسطرح پر اُٹھایا کہ دنیاوی جاہ و حشمت کچھہ وقعت کی چیز نہیں بڑی دولت ہے نعمت اسلام تو جو اسکی قدر کرتے ہیں اُن کو دی جاتی ہے امیر ہوں یا غریب ۱۲۔

ف۲ رؤسائے قریش پیغمبر صاحب کے پاس جمع تھے اور پیغمبر صاحب اُن کو سمجھا رہے تھے اتنے میں عبد اللہ ابن ام مکتوم صحابی نابینا آئے اور اُنہوں نے پیغمبر صاحب کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا پیغمبر صاحب کو انکا قطع کلام ناگوار گذرا اس پر یہ آیتین نازل ہوئیں۔

عَلَى الْمِنْبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَّفِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَّمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيْرٍ ؕ (مشکوٰۃ)

منبر پر کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے لوگو! فروتنی (اختیار کرو) (اختیار کرو) کیونکہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہی کہ جو شخص صرف خدا کیلئے فروتنی (اختیار) کرتا ہی خدا اسکے رتبہ کو اونچا کرتا ہی تو وہ اپنے نفس میں (اس حد تک کہ اپنے تئیں عاجز دیکھتا ہی) حقیر ہے مگر لوگوں کی آنکھوں میں رفیع ہے اور جو شخص بڑائی (اور دون) کی لیتا ہے خدا اُس کا رتبہ پست کرتا ہے تو وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر اور اپنی آنکھ میں بزرگ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سور سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَأَيْتُهٗ

حضرت انس جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صفات واخلاق سے خبر دیتے ہیں کہ آپ بیمار کی عیادت کرتے جنازے کے ساتھ چلتے اور کوئی غلام دعوت کرتا تو اسکی دعوت قبول فرما لیتے بےتکلفی اور تواضع کی وجہ سے گدھے پر سوار ہوتے میں نے آپ کو

من المنتہٰی گدھے کی سواری خاص کر ہندوستان میں نہایت ذلیل سواری سمجھی جاتی ہے اور خود گدھے کو صد درجہ کا احمق جانور خیال کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ اگلی عملداریوں میں کسیکی تشہیر کرنی ہوتی تو مونہہ کالا کر کے گدھے پر اُلٹا بٹھا کر شہر میں پھراتے یا ہندو لوگ ہولی کے دنوں میں ایسا مسخرہ پن کیا کرتے تھے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر نہیں تو بھی اہل عرب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گدھے کی سواری کو حقیر و مبتذل سمجھتے تھے اور اسی غرض سے راوی نے حدیث کی روایت کی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ بیچارہ گدھا کیوں احمق سمجھا جاتا اور گدھے کی سواری کیوں ذلیل خیال کی جاتی ہے غور کرنیسے یہی بات خیال میں آتی ہے کہ یہ بھی آدمی کے غرور کی ایک شان ہے ورنہ خدا نے دنیا میں کوئی چیز بیکار تو پیدا کی نہیں۔ رہی عقل اسکے مدارج متفاوت ہیں۔ مخلوقات میں آدمی تو اشرف المخلوقات ہے کہ اس جیسی عقل کسی میں نہیں۔ اس سے اُتر کر حیوانات حیوانات سے اُتر کر نباتات اور سب سے ادنے درجے میں جمادات۔ ہم تو گدھے میں حمق کی کوئی بات نہیں پاتے خدا نے اُسکو جس غرض کیلئے پیدا کیا ہے وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً[1] اُسکو وہ جفاکشی اور بردباری سے بوجہ احسن پورا کرتا ہے بلکہ بعض حیثیتوں سے وہ آدمی کیلئے بڑا مفید جانور ہے وہ سوکھے ٹھوں پر قناعت کرتا ہی کاٹتا نہیں دولتیاں نہیں چلاتا اپنی بساط کی قدر کچھ ایسا سست قدم اور بدرفتار بھی نہیں غریب اور مسکین بھی ہی اسکو لگام لگانیکی بھی ضرورت نہیں۔ تو حمق کے یہ معنی ہوئے کہ شریر نہیں کٹکھنا نہیں نیکی برباد گنہ لازم۔ ہاں گھوڑے جیسا تیز رو نہیں تنا توی نہیں تو خدا نے اُسکو جیسا بنایا ہے ویسا ہی اور ہر ایک مخلوق کو جیسا خدا نے بنایا ویسی ساری باتوں میں سب ایک طرح کے کیسے ہو جائیں غرض گدھے کو حقیر اور ذلیل سمجھنے کی کوئی وجہ معقول تو ہے نہیں گدھا بیشک عموماً گھوڑے کے مقابلہ میں کم قیمت پاتا ہے اگر یہی وجہ گدھے کو ذلیل سمجھنے کی ہے

[1] اور (اسی خدا نے) گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا تاکہ تم اُنسے سواری لو اور (سواری کے علاوہ یہ چیزیں موجب) زینت (بھی ہیں) ۱۲

يوم خيبر على حمار خطامه ليف ۞ (ابن ماجه)

(فتح خیبر کے روز گدھے پر سوار دیکھا جس کی لگام کھجور کے چھوٹکی بنی ہوئی تھی)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ ۞ (ترمذی)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ صحابہ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہ تھا باوجود اس کے اُن کا یہ حال تھا کہ جب آپ کو آتے دیکھتے تو تعظیم دینے کے لئے کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ پیغمبر صاحب اس کو ناپسند کرتے ہیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلُبُ شَاتَهٗ وَيَخْدُمُ نَفْسَهٗ ۞ (ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جوتی پر اپنے ہاتھ سے پیوند لگاتے اور اپنا کپڑا خود سیتے اور اپنے گھر میں ویسا ہی سارا کام کاج کرتے تھے جیسا تم میں کا ہر ایک شخص اپنے گھر میں کام کاج کیا کرتا ہے۔
ام المومنین نے یہ بھی کہا وہ آدمیوں میں کے ایک آدمی تھے اپنے کپڑوں کی جوئیں آپ چنتے اور اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے اور اپنا کام آپ کرتے تھے۔

عجز وانکسار

عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ (ع)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے بہترین مخلوق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وصف خاص ابراہیم کا ہے ف۱

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم میری مدح میں مبالغہ نہ کرنا جس طرح

ف۱ کہ خدا نے انہیں دنیا و عقبیٰ میں برگزیدہ فرمایا اور تمام امتوں کی زبانوں پر اُن کی مدح جاری کی۔ پھر یہ حدیث اُن احادیث ثابتہ صحیحہ کے معارض نہیں ہے جن میں بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے پیغمبر صاحب افضل مخلوق اور سید انبیاء ہیں کیونکہ پیغمبر صاحب کا ذاک ابراہیم فرمانا بطریق تواضع اور عجز و انکسار واقع ہوا ہمارا ں بھی جو شخص تعظیم و تقدیم کا سزاوار ہوتا ہے ہضماً للنفس دوسرے کو اپنے سے مقدم رکھتا اور اسکی تعظیم کرتا ہے ۱۲ ۞

لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ (صحیحین)	نصاریٰ نے مریم کے بیٹے مسیح کی مدح میں مبالغہ کیا میں تو خدا کا ایک بندہ ہوں تو تم مجھے خدا کا بندہ اور رسول کہو۔
عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ هُوَ اللّٰهُ فَقُلْنَا وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُولُوا قَوْلَكُمْ أَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ؛ (ابو داود)	عبد اللہ بن شخیر کے بیٹے مطرف سے روایت ہے کہ میں بنی عامر کے قبیلے کی ہمراہی میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا (جب ہم سب لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے) تو ہم نے کہا آپ ہمارے سردار ہیں فرمایا سردار خدا ہے ہم نے عرض کیا اور فضائل و خصائل کے اعتبار سے آپ ہم سے برتر اور قدرت و وسعت کے لحاظ سے بزرگتر ہیں پیغمبر صاحب نے فرمایا خیر یہ کہنا درست ہے (یعنی اتنے کہنے کا مضائقہ نہیں) بلکہ اگر اس سے کمتر کہو تو بہت بہتر ہے چاہیے کہ شیطان تمھیں اپنا وکیل نہ بنا لے (کہ جو چاہو لگو بے تامل کہنے)

عن المترجم اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اس کا ثبوت اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ لوگ آپ سے سَيِّدُنَا کہہ کر خطاب کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے اَلسَّيِّدُ هُوَ اللّٰهُ یعنی سید کا خطاب خدا کو شایان ہے یا اب یہ حال ہے کہ مدعیان سیادت نے لفظ سید کو جزو عام بنا لیا ہے مولوی روم رحمہ نے سچ فرمایا ہے ۵ ہیچکس از ما کم از فرعون نیست لیکن او را عون ما را عون نیست۔ اَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ جو لوگ نسب پر فخر کرتے ہیں اور فخر بھی کبر کی ایک شان ہے بلکہ خود کبر ہے اور شاید ہی کوئی فرد بشر اس سے بچا ہو ان کو آیہ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ سے عبرت پکڑنی چاہیے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ

۵ یعنی (فرعون نے کہا کہ لوگو) کیا ملک مصر ہمارا نہیں؟ اور (تم دیکھ رہے ہو کہ) یہ نہریں ہمارے (ایوان شاہی کے) تلے (پڑی) بہہ رہی ہیں تو کیا تم کو دیہ باتیں نہیں سوجھتیں؟ تو ہم اس (موسیٰ) سے جو ایک ذلیل (آدمی) ہے اور اس سے بات بھی اچھی طرح نہیں کہتے بن پڑتی (بدرجہا) بہتر ہیں (اور اگر موسیٰ ہم سے بہتر ہوتا) تو اس کے لئے سونے کے کنگن (خدا کے ہاں سے) کیوں نہیں اترے یا فرشتے جمع ہو کر اس کے ساتھ آئے ہوتے ۱۲ ۵ لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھیرائیں تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں پرہیز گار ہے بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے ۱۲؛

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ (بخاری)

علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو لائق نہیں کہ میری نسبت یہ بات جائز رکھے کہ میں متّٰی کے بیٹے یونس سے بہتر و افضل ہوں اور ایک روایت میں یوں آیا ہو کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا جو شخص میری نسبت کہے کہ میں متّٰی کے بیٹے یونس سے افضل و بہتر ہوں وہ جھوٹا ہی ع۔

ع۔ حدیث میں حضرت یونسؑ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ اولوالعزم پیغمبر نہ تھے قوم کی ایذا پر صبر نکر سکے اور غصہ میں آکر بھاگ نکلے اور اُس پار پہنچنے کے لئے کشتی میں بیٹھ گئے جیسا کہ قرآن مجید کی ذیل کی آیت اور اُس کے فائدہ سے واضح ہوتا ہے وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اور (اے پیغمبر) ذوالنون (یونس) کو یاد کرو جب خفا ہو کر چلدیے اور (جاتے وقت غصہ میں تقاضائے بشریت) انکو ایسا واہمہ گذرا کہ ہم اُن پر قابو نہیں پاسکیں گے تو (آخر کار عاجز آکر) اندھیروں کے اندر چلّا اُٹھے کہ (اے خدا) تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک (ذات) ہے میں نے بڑا ظلم کیا ف۱

ف۱ ذوالنون کے لفظی معنی ہیں مچھلی والا اس لقب سے حضرت یونس کے مشہور ہونے کی یہ وجہ ہوئی کہ ان کی امت نے انکی مخالفت کی یہاں تک کہ لوگوں پر عذاب نازل ہونے کو ہوا تو یونس علیہ السلام نے پہلے سے خبر کردی لوگوں نے نزول عذاب سے پہلے خدا کی جناب میں توبہ کی اور روئے پیٹے عذاب ٹل گیا یونسؑ خوف خدا سے پہلے نکل بھاگے تھے اب جو عذاب ٹل گیا تو انکو یہ خیال ہوا کہ لوگ پہلے ہی سے میرا کہنا نہیں مانتے تھے اب تو میری طرف رخ بھی نہ کریں گے چاہا کہ کسی دوسری طرف کو نکل جائیں اور قوم میں الٹے نہ آئیں راہ میں پڑتا تھا دریا یہ ناؤ میں سوار ہوئے ناؤ چلتے چلتے ایک جگہ رُک گئی ناخدا نے کہا کشتی میں کوئی غلام ہے جو اپنے مالک کے یہاں سے بھاگ کر آیا ہو وہ اُتر جائے تو ناؤ چلے قرعہ ڈالا تو یونس علیہ السلام کا نام نکلا انکو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا اور انکو مچھلی نے نگل لیا تب انکو اپنی غلطی پر تنبیہ ہوا اور سمجھو کہ وہ بھاگا ہوا غلام میں ہوں توبہ کی قصور معاف ہوا اور اندھیروں سے مراد ہیں رات اور دریا اور مچھلی کے پیٹ وغیرہ کے چند در چند اندھیرے ۱۲ش

من المترجم عُجب یا خود بینی یا خود پسندی کو خاصۂ بشری کہنے میں ذرا بھی مبالغہ نہیں بہت ہی کم نفوس کو اس سے خالی پاؤ گے یہ خصلت پیدا ہوتی ہے اس سے کہ ہر شخص ابنائے جنس پر ہر بات میں تفوق کا طالب ہے یہاں تک تو کچھ قباحت نہیں بلکہ طلب تفوق ترقی کے حق میں فال نیک ہے۔ قباحت شروع ہوتی ہے ادعائے تفوق سے بلا استحقاق عُجب آسانی کے ساتھ منجر بکبر ہو جاتا ہے اور کبر بدخصلت ہے۔ کبر مختلف شکلوں میں ظہور کرتا ہے۔ از انجملہ تکاثر کی شکل میں جس کے حق میں قرآن کی مستقل سورت نازل ہو چکی ہے جسکا نام ہی سورۂ تکاثر ہے۔ تکاثر جس کی طرف قرآن میں اشارہ ہے وہ بھی تفاخر کی ایک شان تھی ہمارے وقتوں میں تفاخر نے یہ شان اختیار کی ہے کہ مختلف عقائد کے لوگ بزرگان دین میں جرح و تعدیل کرنے لگے ہیں مثلاً ایک عامل بالحدیث امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توہین میں تامل نہیں کرتا بجا فرق ہے اسمیں اور تفاخر بالآبا میں شیعوں میں ایک فرقہ ہے تفضیلیہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تمام اصحاب علیہم الرضوان میں سب سے افضل سمجھتے ہیں۔ افضلیۃ کے دو محمل ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حضرت علی رضہ احق و اولے بالخلافت تھے تو انقراض زمانہ خلافت کے بعد سنیوں اور شیعوں کی لڑائی اسی طرح کی مُشت بعد از جنگ لڑائی ہوئی کہ شیر شاہ کی ڈاڑھی بڑی تھی یا سلیم شاہ کی لاحاصل بے سود۔ اور اگر افضلیۃ سے اُخروی افضلیۃ مراد ہے تو مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ

قِیَامَتِہٖ کی رو سے اس کا وقت بھی باقی نہیں کیونکہ قَدْ سَبَقَ السَّیْفُ الْعَذْلَ اور وقت باقی بھی ہوتا تو وہ خدا کے اختیار کی بات ہے ؎

چو کار بے فضول من بر آید مرا در وے سخن گفتن نشاید

بین الخلفاء اور بین الاصحاب اختلاف تو تھا۔ یہ ایک واقعہ تاریخی ہو جس سے انکار نہیں ہو سکتا اور جب کوئی مسئلہ پیش کیا جائے ہر ایک شخص اس کی نسبت کچھ نہ کچھ رائے بھی ضرور رکھتا ہے اور لوگوں میں رایوں کا اختلاف بھی ہوتا ہے اور لَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ کی رو سے ہمیشہ ہوتا رہیگا اس کا فیصلہ نہ آجتک ہوا ہے نہ ہو۔ پس ہمارا تو صرف اتنا کہنا ہے کہ اپنی رائے کو اپنے دل میں رکھو اس کو اس طرح پر ظاہر نہ کرو کہ فسادات برپا ہوں سُنّی ہوں یا شیعہ دونوں مسلمان کہلاتے ہیں اور مسلمان ہیں۔ آپس میں لڑنے جھگڑنے سے ان کی مثال ایسی ہے کہ آدمی کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی ایذا کے درپے رہے۔ ایک بات اور بھی سمجھنے کی ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین میں اختلاف تھا بھی تو آپس میں اس طرح جوتیوں میں دال نہیں بٹی جیسی شیعوں سنیوں میں ورنہ اسلام پر سر منڈاتے ہی اولے پڑ گئے ہوتے غیر صحابہ تک تو شرشاہ کی ڈاڑھی بڑی یا سلیم شاہ کی ہو ہی رہی تھی لگے تو انبیاء علیہم السلام میں بھی فاضل و مفضول کا فیصلہ کرنے حالانکہ خدائے تعالیٰ نے اسکے بارہ میں اتنا ہی فرمایا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ[۱] یعنی قرآن میں فاضل و مفضول کی کچھ تصریح نہیں نہ تصریح کی کچھ ضرورت اور نہ فاضل و مفضول کی شناخت شرط ایمان بلکہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ[۲] کسی طرح کی تفریق کو جائز ہی نہیں رکھتا۔ ہاں بلا ضرورت انبیاء علیہم السلام میں فرق مراتب کرنا بھی چاہو تو ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ؛ ہر ایک میں ایک ممتاز ادا پائی جاتی ہے ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

ہمارے پیغمبر صاحب کی یہی ادائے دلکش بس کرتی ہے کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور آیۃ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ نازل ہوئی ہے

حفظ لسان

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)

اور لقمان نے اپنے بیٹے کو یہ بھی نصیحت کی کہ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور کسی سے بات کرے تو دھیمے سے بول (کیونکہ) آوازوں میں سب سے بری (آواز) گدھوں کی آواز ہے (تو آدمی ہو کر گدھوں کی طرح چیخنا چلانا کیا مناسب)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ (البخاری)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہ تو فحش گو ہی تھے نہ لعنت کرنے والے ہی اور دشنام دینے والے ہی تھے غصہ اور عتاب کے وقت آپ صرف اتنا فرما دیا کرتے تھے کیا ہوا اس کی پیشانی خاک آلودہ ہو۔

---

[۱] یہ پیغمبر (جو ہم نے بھیجے) ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی ان میں سے کوئی تو ایسے ہیں جن کے ساتھ (خود) اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے (اور طرح پر) بلند کئے اور مریم کے فرزند عیسےٰ کو ہم نے کھلے کھلے معجزے دیئے اور روح القدس (یعنی جبریل) سے ان کی تائید کی [۲] ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جدا نہیں سمجھتے (یعنی سب کو ماننے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَصْفَحُ (ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ رضہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہ تو بالطبع فحش گو تھے اور نہ فحش گوئی میں تکلف کرتے تھے نہ بازاروں میں چیختے تھے اور نہ برائی کی تلافی برائی کے ساتھ کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگذر فرماتے تھے

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ وَّاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَّسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكْ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَّالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ

معاذ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے کوئی ایسا کام بتادیجئے جو مجھ کو جنت میں (لیجا) داخل کرے اور دوزخ سے دور کردے فرمایا معاذ! تو نے ایک بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے اور بیشک وہ اُس شخص پر آسان بھی ہے جس پر خدا اُسے آسان کردے۔ تو خدا کی بندگی کر اور اُسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہرا اور نماز پڑھتا رہ زکوٰۃ دیتا رہ۔ رمضان کے روزے رکھ اور خانہ کعبہ کا حج کر پھر فرمایا معاذ! کیا میں تجھے نیکی کے دروازوں کی طرف راہ نہ دکھاؤں (سن) روزہ ڈھال ہے (گناہ کے تیر کو روزہ دار کو بچاتا ہے) اور صدقہ آتش گناہ کو بجھادیتا ہے جس طرح پانی آگ کو اور آدمی کی نماز وسط شب میں (یہ بھی) آتش گناہ کو بجھادیتی ہے پھر پیغمبر صاحب نے یہ آیت پڑھی تتجافی جنوبہم عن المضاجع سے یعملون تک اس کے بعد پیغمبر صاحب نے فرمایا معاذ! کیا میں تجھے امر دین کی جڑ اور اُس ستون اور اُسکے کوہان کی بلندی کی طرف رہنمائی نکروں۔ میں نے عرض کیا ہاں اے رسول خدا فرمایا امر دین کی جڑ اسلام اور اُسکا ستون نماز اور اُس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے پھر فرمایا معاذ! کیا میں تجھے اُس چیز کی خبر نہ دوں جس پر ان تمام (مذکورہ باتوں) کا مدار ہے

پوری آیت یہ ہے تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا وطمعا ومما رزقنہم ینفقون فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون ۰ یعنی رات کے وقت) اُن کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے (اور عذاب کے) خوف اور (رحمت کی) امید سے اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے اور جو کچھ (بھی) ہم نے انکو دے رکھا ہے اس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں، تو کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ لوگوں کے (نیک) عمل کے بدلہ میں کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک اُن کے لئے پردہ غیب میں [illegible] سورہ سجدہ ۱۲

قُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ وَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ (ترمذی)	میں نے عرض کیا ہاں اے نبی خدا آپنے اپنی زبان مبارک کو پکڑکر فرمایا کہ اسکو نگاہ رکھہ میں نے عرض کیا اے خدا کے نبی اور کیا ہم اُن باتوں کی وجہ سے پکڑے جائیں گے جو زبان سے نکالتے ہیں؟ فرمایا معاذ تیری ماں تجھے روئے آدمیونکو انکی زبانیں ہی تو موںہہ یا ناک کے بل دوزخ میں اوندھا ڈالیں گی۔
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (بخاری)	سہل بن سعد کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اُس چیز کی نگہداشت کریگا جو اُس کے دونوں جبڑوں میں ہے (یعنی زبان) اور جو اُس کے دونوں ٹانگوں میں ہو (یعنی شرمگاہ) میں اُس کے لئے بہشت کا ذمہ دار ہوں

کم گوئی

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِىْ قَالَ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَزْيَنُ لِاَمْرِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ زِدْنِىْ قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِى السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَّكَ فِى الْاَرْضِ قُلْتُ زِدْنِىْ قَالَ عَلَيْكَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّهٗ مَطْرَدَةٌ لِّلشَّيْطَانِ وَعَوْنٌ لَّكَ عَلٰى اَمْرِ دِيْنِكَ قُلْتُ زِدْنِىْ قَالَ اِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضِّحْكِ فَاِنَّهٗ	ابوذر کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا اے رسول خدا مجھے کچھہ نصیحت کیجیے فرمایا میں تجھے خدا سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ خدا سے ڈرنا تیرے تمام کاموںکو زینت و آرائش دیگا میں نے عرض کیا کچھہ اور زیادہ فرمایئے ارشاد کیا تو تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کا التزام کرلے کیونکہ یہ آسمان میں تیرے مذکور ہونے کا سبب ہے کہ فرشتے وہاں تجھے دعا و رحمت کے ساتھ یاد کریں گے اور زمین میں نور معرفت کے ظہور کا باعث میں نے عرض کیا کچھہ اور بھی زیادہ فرمایئے ارشاد کیا تو بہت سکوت و خاموشی کو اپنے اوپر لازم کرلے کیونکہ اس سے شیطان بھاگے گا اور تیرے دینی کام پر تجھے مدد ملیگی۔ میں نے عرض کیا کچھہ اور بھی ارشاد کیجیے فرمایا تو بہت ہنسنے سے بچ کیونکہ بہت

عربی	ترجمہ
يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُورِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ (مشکوٰۃ)	ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا اور چہرے کا نور جاتا رہتا ہے میں نے عرض کیا اس سے بھی زیادہ فرمائیے ارشاد کیا حق بات کہہ گزر اگرچہ لوگوں کو کڑوی ہی لگے میں نے عرض کیا کچھ اور بھی فرمایا خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈر میں نے عرض کیا کچھ اور بھی فرمایا تو اپنے نفس کے عیوب معلوم کر کے لوگوں کی عیب جوئی سے باز رہ۔
عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَأَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَ طُولُ الصَّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا (مشکوٰۃ)	انس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ابوذر سے فرمایا کہ ابوذر! کیا میں تجھے اُن دو خصلتوں کی خبر نہ دوں جن کا بوجھ پیٹھ پر بہت ہلکا اور نامۂ اعمال کی ترازو میں بہت بھاری ہے ابوذر نے عرض کیا ہاں فرمائیے ارشاد کیا ایک خاموشی ہے اور دوسری نیک خوئی مجھے اُس ذاتِ مقدّس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ مخلوق نے ان دو خصلتوں جیسا کام نہیں کیا یعنی ان خصلتوں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے۔
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً (مشکوٰۃ)	عمران بن حصین سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی آدمی کا رتبہ خدا کے نزدیک صرف خاموشی کی وجہ سے ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہوتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ
الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا
تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَ
کُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا + (صحیحین)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) اپنے تئیں بدگمانی سے
دُور رکھو کیونکہ بدگمانی بہت ہی جھوٹی بات ہے
ف اور لوگوں کے پوشیدہ عیوب ٹٹولو اور خبروں
کی جستجو نہ کرو اور کسی کو دھوکے میں ڈالنے کی غرض سے
ایک چیز کی قیمت بڑھا کر اُس کی خواستگاری ظاہر
کرو اور ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور آپس میں عداوت و
دشمنی نہ رکھو اور خدا کے بندو! تم سب بھائی بھائی بنے رہو۔

عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ اِلَیْکُمْ
دَآءُ الْاُمَمِ مِنْ قَبْلِکُمُ الْحَسَدُ
وَالْبَغْضَآءُ وَهِیَ الْحَالِقَةُ لَآ اَقُوْلُ
تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ
وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی

زبیر (عوام کے بیٹے) کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا (لوگو!) پہلی اُمتوں کا مرض آہستہ آہستہ تمہاری طرف
بڑھا چلا آرہا ہے اور وہ ایک حسد ہے دوسرے دشمنی اور ان میں
سے ہر ایک حالقہ (صاف کرنے والی مونڈنے والی) ہے میں یہ تو
نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈتی ہے مجھے
اُس ذاتِ مقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے
کہ تم تاوقتیکہ کامل مومن نہ ہو لوگے جنت میں نہ جاؤ گے۔

ف بدگمانی کو جھوٹی بات اس سے کہا کہ جب آدمی کسی کی نسبت گمان کرتا اور حکم لگاتا ہے کہ فلاں شخص ایسا ہے اور بسا اوقات وہ ایسا نہیں ہوتا تو اُس کا یہ حکم
جھوٹ ثابت ہوتا ہے اور یہاں حدیث سے حدیث النفس مراد ہے جو شیطان کے القاء کی وجہ سے دل میں پیدا ہوتی ہے ۱۲

حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا تَحَابُّوْنَ بِهٖ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (ترمذی)	اور کامل مومن اُس وقت تک ہو نہیں سکتے جب تک باہم ایک دوسرے کو دوست نہ رکھو۔ کیا میں تمہیں وہ چیز بتادوں جس پر عمل کرنے سے ایک دوسرے کو دوست رکھنے لگو ہاں تو باہم سلام (علیک) کو رواج دو۔

تعصّب

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ قَالَ اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ (ابو داؤد)	واثلہ بن اسقع کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (جس عصبیّۃ سے آپ منع فرماتے ہیں وہ) عصبیّۃ ہی کیا چیز؟ فرمایا تیرا اپنی قوم کی ناحق بات پر مدد کرنا
عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ (ابو داؤد)	جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قوم کی (بیجا) حمایت کی طرف لوگوں کو بلائے (یعنی اس بات کی تحریک پیدا کرے کہ لوگ مبتلائے تعصب ہو جائیں) وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص قوم کی حمایت (بیجا) کے لیے لڑے وہ ہم میں سے نہیں اور جو حالت تعصب میں مرجائے وہ ہم میں سے نہیں
عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ ۔ (ابو داؤد)	ابو الدرداء سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو الدرداء! تیرا کسی چیز کو دوست رکھنا (اُس کی برائی اور عیب سے) تجھے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے ف
عَنْ عُبَادَةَ بْنِ كَثِيْرِ الشَّامِيِّ مِنْ اَهْلِ فِلَسْطِيْنَ عَنِ امْرَاَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا فُسَيْلَةُ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	عبادہ بن کثیر شامی فلسطین کے باشندوں میں (ایک نہایت معتبر اور ثقہ آدمی) ہیں اہل فلسطین میں کی ایک عورت سے جس کا فسیلہ نام تھا روایت کرتے ہیں کہ فسیلہ نے کہا میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ

ف کسی نے کیا خوب کہا ہے وَعَيْنُ الرِّضَا عَنْ كُلِّ عَيْبٍ كَلِيْلَةٌ ٭ وَلٰكِنَّ عَيْنَ السُّخْطِ تُبْدِي الْمَسَاوِيَا یعنی بنظر رضامندی کی آنکھ کو کوئی عیب سوجھ نہیں پڑا کرتا وہ تو غصے ہی کی آنکھ ہے جو عیبوں کو دیکھا کرتی ہے ۱۲

وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَمِنَ الْعَصَبِیَّۃِ اَنْ یُّحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَہٗ قَالَ لَا وَلٰکِنْ مِنَ الْعَصَبِیَّۃِ اَنْ یَّنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَہٗ عَلَی الظُّلْمِ (ابن ماجہ)	وسلم سے پوچھا یعنی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آدمی کا اپنی قوم کو دوست رکھنا عصبیّۃ ہے پیغمبر صاحب نے (جواب میں) فرمایا کہ نہیں لیکن آدمی کا اپنی قوم کی ناحق بات پر مدد کرنا عصبیۃ ہے
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَصَرَ قَوْمَہٗ عَلٰی غَیْرِ الْحَقِّ فَھُوَ کَالْبَعِیْرِ الَّذِیْ تَرَدّٰی فَھُوَ یُنْزَعُ بِذَنَبِہٖ (ابو داؤد)	ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی قوم کی ناحق اور ناروا بات پر مدد کرتا ہے وہ اُس اُونٹ جیسا ہے جو اُونچی جگہ سے (کنوئیں میں) گر کر ہلاک ہوجاتا (اور) پھر دُم پکڑ کر کھینچا جاتا ہے ف

من المترجم ۔ تعصّب کا ٹھیٹ ہندی ترجمہ ہے پچ یا پچھ پچ ہو یا پچھ اصل میں سنسکرت کا لفظ پکش ہے جس کے معنے ہیں جانب ۔ طرف ۔ حصّہ ۔ چاندنی کے اعتبار سے مہینے دو حصّے جوالا (روشن) پکش اور اندھیرا (تاریک) پکش تو تعصّب کے معنے ہیں طرف داری ۔ حمایت ۔ بول چال میں خاص کر مذہب کی طرفداری اور حمایت کو تعصّب کہتے ہیں ۔ تعصّب فی نفسہ بُری خصلت نہیں ۔ جب آدمی سچّے دل سے اپنے تئیں برسرِ حق سمجھتا ہے تو اُس کی طرف داری اور حمایت کیوں نہ کرے مگر تعصّب بدنام ہوا لوگوں کے طرزِ عمل سے کہ طرفداری میں حدِ اعتدال سے بڑھ جاتے اور دوسروں کی تذلیل کے درپے ہوتے ہیں اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اور وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ کی حدود کے اندر اندر تک کا تعصّب ہر مسلمان کا فرض ہے مگر افسوس ہے کہ لوگ تعصّب کی حدِ مشروع کے اندر نہیں رہتے اور استمالہ اور تالیف کے عوض دوسروں کو حق سے متنفر اور متوحش کرتے ہیں ۔ ان کے مدِ مقابل وہ ہیں جو مذہب اور قومیّت کی طرفداری کے بڑے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں اور شعارِ مذہب اور شعارِ قوم کی مُطلق قدر نہیں کرتے ۔ ان سے ہماری مُراد آج کل کے انگریزی خواں مسلمان ہیں جو اپنا ظاہر انگریزوں کا سا بنا لیتے ہیں اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ہمارے نزدیک اُزیں سُو راندہ وزاں سو درماندہ کے مصداق ہیں اصلی عزّت قُصُّوا اللُّحٰی وَاعْفُوا الشَّوَارِبَ میں نہیں بلکہ علمِ نافع محاسنِ اخلاق ۔ جفاکشی اور

ف عزت کو بلندی سے اور ذلت کو پستی سے منسوب کیا جاتا ہے الحق یعلو ۔ حق کا بول بالا ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تہوی بہ الریح فی مکان سحیق تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ ناحق کی طرفداری کا انجام رسوائی ہے ۱۲

سلہ (اے پیغمبر ان لوگوں کو) عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور اُن کے ساتھ بحث (بھی) کرو تو ایسے طور پر کہ وہ (لوگوں کے نزدیک) بہت ہی پسندیدہ ہو ۱۲ سلہ اور (مسلمانو!) جو لوگ خدا کے سوا (دوسرے دوسرے معبودوں کو حاجت روائی کے لیے) بلایا (یعنی اُن کی پرستش کیا) کرتے ہیں اُن کو بُرا نہ کہو کہ یہ لوگ (بھی) براہ نادانی ناحق (ناروا) خدا کو بُرا کہنے بیٹھیں گے ۱۲ سلہ کیا کافروں کے ہاں (اپنی) عزّت (بڑھانی) چاہتے ہیں سو عزّت تو ساری اللہ کی ہے ۱۲ ف یعنی اُسی کے اختیار اور اُسی کے ہاتھ میں ہے تعز من تشاء وتذل من تشاء ۱۲

ضبط اوقات اور خوش معاملگی میں ہے۔

کینہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا اِلَّا رَجُلٌ کَانَتْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا ۔ (مسلم)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیر[ع] اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر ایک بندے کی جو خدا کے ساتھ کسی اور چیز کو شریک نہیں کرتا بخشش کی جاتی ہے مگر اُس آدمی کی بخشش نہیں ہوتی کہ اُس کے اور اُس کے بھائی مسلمان کے درمیان میں عداوت و کینہ ہو تو فرشتوں سے فرمایا جاتا ہے کہ اِن دونوں شخصوں کو یہاں تک مہلت دو کہ باہم صلح کر لیں (اور کینہ دلوں سے نکال پھینکیں)

من المترجم۔ کفر است در طریقتِ ما کینہ داشتن ✤ آئینِ ماست سینہ چو آئینہ داشتن ✤ مثال کے طور پر ایک شخص زید دوسرے شخص بکر پر حملہ کرے اُس کو مارنے یا اُس کا مال چھیننے یا چُرانے لگے تو بکر مجاز ہے کہ اپنے تئیں اور اپنے مال کے تئیں زید کی تعدّی اور دست بُرد سے بچائے اور اگر بکر مدافعت میں بقدرِ ضرورت زید کو کسی طرح کا نقصان بھی پُہنچا دے گا تو اُس سے کسی طرح کا مواخذہ نہیں نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں اِس لیے کہ موذی کا دفع کرنا بکر کا فعلِ اضطراری ہے اور بکر اپنے حفظِ نفس پر مجبول ہے۔ انگریزی قانون تعزیرات ہند میں اسی کا نام ہے **استحقاق حفاظت خود اختیاری** اور اِس کے لیے قانون میں ایک باب جُدا گانہ قرار دیا گیا ہے اور اُس میں اِس استحقاق کی شرائط اور حدود خوب وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں چونکہ دفعِ مُوذی فعلِ اضطراری ہے فنِّ اخلاق کو اُس سے کچھ بحث نہیں اخلاق تو صرف افعالِ اختیاری سے بحث کرتا ہے زید اور بکر کی فرضی مثال میں زید کے حملے کے بعد بکر زید کی نسبت جو کچھ کاروائی بھی کرے گا وہ البتہ اخلاق کی حدّ میں ہوگی اَب دیکھنا یہ ہے کہ ظلم کے بعد مظلوم ظالم کے ساتھ کیا معاملہ کیا کرتا ہے۔ وہ معاملہ یہ کیا کرتا ہے کہ ظلم کا انتقام لیتا ہے سو اخلاق سِرے سے اِنتقام ہی کو پسند نہیں کرتا اور مظلوم سے کہتا ہے فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا یہ تو اعلےٰ درجے کا خُلق ہوا اور اگر اتنا نہ ہو سکے تو خیر فَاعْتَدُوْا بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ یہیں سے بُغض اور کینے اور ترکِ ملاقات کا استیصال ہو گیا۔ اخلاق جو انتقام تک کو پسند نہ کرے وہ بُغض اور کینے اور ترکِ ملاقات کو کیوں جائز رکھنے لگا۔ ہاں اس جگہ ایک اعتراض خطور کرتا ہے کہ جب انتقام نامحمود ہے تو حاکمِ وقت مظلوم کی طرف ہو کر ظالم کو کیوں سزا دیتا ہے کیا سزا انتقام نہیں ہم کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ سزا سدِّ جرائم کے لیئے نمونۂ عبرت ہے اگر مظلوم اِس کو انتقام سمجھے اُس کی خوشی۔

[ع] پیر اور جمعرات کی تخصیص کو حوالۂ بخدا کرنا چاہیئے ہم کو تو اصل مطلب کی بات دیکھنی ہے کہ دل میں کینہ رکھنے سے خدا [illegible] ہوتا ہے کیونکہ کینہ فساد کی جڑ ہے

سخت دلی اور درشت مزاجی

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ
لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ
لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ
عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ
فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ
عَلَى اللهِ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

(آل عمران ع ۱۷ پارہ ۴)

تو (اے پیغمبر یہ بھی) اللہ کا بڑا ہی فضل ہوا کہ تم ان کو نرم دل (سردار) ملے ہو اور اگر (خدانخواستہ) تم مزاج کے اکھڑ (اور) سنگدل ہوتے تو یہ لوگ (کبھی کے) تمہارے پاس سے تتر بتر ہوگئے ہوتے (تو تم اپنی جبلی عادت کیوں چھوڑو اس جنگ اُحد کے معاملے میں بھی) ان کے قصور معاف کرو اور (خدا سے بھی) ان کے گناہوں کی مغفرت چاہو اور معاملات (صلح و جنگ) میں (بدستور سابق) ان کو شریک مشورہ کر لیا کرو پھر (مشورے کے بعد تمہارے دل میں) ایک بات ٹھن جائے تو (رہے تامل اُس کو کر گزرو مگر) بھروسا خدا ہی پر رکھنا جو لوگ (خدا پر) بھروسا رکھتے ہیں خدا اُن کو دوست رکھتا ہے

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ
وَلَا الْجَعْظَرِيُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ (ابو داؤد)

وہب کے بیٹے حارثہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوّاظ اور اکڑ کر چلنے والا جنت میں نہ جائے گا (راوی نے) کہا کہ سنگدل اور درشت مزاج کو جوّاظ کہتے ہیں۔

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ
الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّتَضَعَّفٍ لَوْ
اَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَاَبَرَّهُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ
النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ (صحیحین)

وہب کے بیٹے حارثہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف روئے سخن کر کے) فرمایا میں تمہیں بتادوں کہ جنتی کون ہے؟ وہ ہر ضعیف ہے جسے لوگ ضعیف و حقیر سمجھتے ہیں (مگر خدا کے نزدیک اُس کا وہ رتبہ ہے کہ) اگر خدا کی قسم کھائے تو خدا اُس کی قسم کو سچا کرے پھر فرمایا میں تمہیں بتادوں کہ دوزخی کون ہے وہ ہر اکھڑ سنگدل متکبر ہے

من المترجم غصے کا پہلا اُبال ہے سخت کلامی اور وہ تو تڑاق سے شروع ہو کر گالی گلوج اور پھر مار کٹائی اور پھر خون خرابے تک پہونچ جاتی ہے دل اور زبان میں عجیب طرح کا تعلق ہے کہ زبان دل کی پردہ دار بھی ہے اور پردہ در بھی ہے اگر ہم مونہ سے نہ پھوٹیں تو کوئی شخص ہمارے دلی خیالات پر اچھے ہوں یا بُرے اطلاع نہیں پا سکتا۔ مگر زبان کا قدرتی چغلخور ہمارے راز کو مخفی نہیں رہنے دیتا۔ لوگوں کے باہمی فسادات اکثر زبان کی لگائی بجھائی کی وجہ سے ہیں ہے تو

ے احد کا مفصّل قصہ شجاعت کے عنوان آیت نمبر (۲) ولا تھنوا ولا تحزنوا الخ کے ذیل میں پڑھو ۱۲

مضغۂ گوشت مگر امن و عافیت میں اس کو بہت بڑا دخل ہے - عرب کا ایک شاعر کہتا ہے اور ٹھیک کہتا ہے ؎ لِسَانُ الْفَتٰی نِصْفٌ وَّنِصْفٌ فُؤَادُہٗ ﴿ فَلَمْ یَبْقَ اِلَّا صُوْرَۃُ اللَّحْمِ وَالدَّمِ ﴾ پھر اگر زبان دل کا امانت دار ترجمان ہو تو بھی خیر ہے - یہ ایسا خائن ترجمان ہے کہ اپنی طرف سے نمک مرچ لگا کر بات کا بتنگڑ بنا دیتا ہے ؎

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَھَا الْتِیَامٌ ﴿ وَلَا یَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

سخت کلامی نتیجہ ہوتا ہے غضب اور انتقام کا اور کبر اور تحکم کا شائبہ بھی اس میں ضرور ہوتا ہے - ایسی کئی حکایتیں سننے میں آئی ہیں کہ ایک حاکم کے اجلاس میں مقدمہ پیش ہے حاکم نے کسی وجہ سے مقدمے کے بارے میں پہلے سے ایک رائے قائم کر لی ہے اور مثل کی روداد حسب خواہش بنانا چاہتا ہے اور لوگوں کے بیانات بننے نہیں دیتے - اور وہ ان کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آتا ہے تو اس کو کسی غیور سے پالا پڑتا ہے - اور وہ بھرے اجلاس اس پر حملہ کرتا ہے - قید ہو تا ہو گر سخت کلامی نہیں سہ سکتا فاعتبروا یا اولی الابصار ؎

سختی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر ﴿ کی جس سے بات اُس نے شکایت ضرور کی

لوگوں پر آوازے کسنا

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

(قلم ع ۱ پارہ ۲۹)

اور (اے پیغمبر) تم کسی (ایسے نابکار) کے کہے میں (بھی) نہ آجانا جو بہت قسمیں کھاتا ہے (اور) آبرو باختہ ہے لوگوں پر آوازے کسا کرتا ہے (اِدھر کی اُدھر اُدھر کی اِدھر) چغلیاں لگاتا پھرتا ہے اچھے کاموں سے (لوگوں کو) روکتا رہتا ہے ف۱ حد (بندگی) سے بڑھ گیا ہے بد ہے - اکھڑ ہے (اور) (ان عیوب) کے علاوہ بد اصل بھی ہے - جب ہماری آیتیں اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اس (بات) پر کہ مال اور (بہت سے) بیٹے رکھتا ہے بول اٹھتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا

ہر شخص جو (لوگوں کی) عیب چینی کرتا (اور ان پر) آوازے کستا ہے اس کی (بھی بڑی) تباہی ہے کہ وہ اس خیال سے مال جمع کرتا اور اس کو گن گن کر رکھتا رہا کہ وہ مال کی بدولت ہمیشہ زندہ رہے گا ف۲ سو یہ تو ہونا نہیں (بلکہ) وہ ایک نہ ایک دن ضرور مرے گا

ف۱ مناع للخیر کے ایک معنے تو وہ ہیں جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں اور دوسرے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ خیر سے مراد ہو مال اور مناع کے معنے روکنے والا تو مناع للخیر مال کا روکنے والا ہوا یعنی کنجوس جو راہ خدا میں نہ دے - ۱۲ ف۲ یعنی جب جب بیمار پڑے گا دوا دارو کر کے موت سے بچ جائے گا ۱۲

لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَا أَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ۝ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

(ھمزۃ ع ۱ پارہ ۳۰)

اور (کفر کی وجہ سے) ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا اور (اے پیغمبر) تم کیا سمجھے حطمہ ہے کیا چیز؟ ف۱ (حطمہ سے مراد ہے) اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو (تلووں سے لگ کر) دلوں تک کی جا خبر لے گی (اور وہ (ڈیگ کے بڑے) بڑے ستونوں (کی شکل) میں دوزخیوں کو چاروں طرف سے گھیرے ہوگی۔

عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ

(ترمذی)

معدان کے بیٹے خالد (تابعی) معاذ بن جبل (صحابی) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی ایسے گناہ پر سرزنش کرے جو اس سے صادر ہوا ہے (اور سرزنش بھی اس طرح کرے جس سے اسے عار آئے) تو جب تک وہ خود اسی گناہ کی بلا میں مبتلا نہ ہولے گا مرے گا نہیں عہ

برے لقب سے پکارنا

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسٰى أَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(حجرات ع ۲ پارہ ۲۶)

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ خدا کے نزدیک ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں

ف۱ لفظ حطمہ نکلا ہے حطم سے جس کے معنے ہیں توڑنے کے سو دوزخ بھی دوزخیوں کو جلا کر بھسم اور توڑ تاڑ کر چکنا چور کردے گی اس واسطے اس کا ایک نام حطمہ ہوا ۱۲ ف۲ ڈیگ بیائے معروف آگ کی بڑی اونچی لو کو کہتے ہیں ۱۲

عہ خطوط وحدانی میں جو عبارت ہم نے بڑھائی ہے تو آیہ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ پر نظر کرکے بڑھائی ہے اگر یہ عبارت نہ بڑھاتے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہوجاتا۔ پس لامحالہ حدیث میں تعییر سے خاص طرح کی تعییر علی رؤس الاشہاد مراد ہے جس پر رسوائی اور فضیحت متفرع ہو۔ خدا ستار العیوب ہے اور تخلقوا باخلاق اللہ متقاضی ہے کہ ہم بھی کسی کا پردہ فاش نہ کریں رہی ملامت در پردہ وہ نہی عن المنکر ہے محکوم شرع اور مثاب علیہ ۱۲

عہ اور یہ اس کی سزائے عاجل ہے ۱۲

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اعْتَلَّ بَعِيْرٌ لِصَفِيَّةَ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْنَبَ اَعْطِيْهَا بَعِيْرًا فَقَالَتْ اَنَا اُعْطِيْ تِلْكَ الْيَهُوْدِيَّةَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرَ (ابوداؤد)	اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ (کسی سفر میں) بی بی صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہوگیا اور بی بی زینب کے پاس ایک فالتو سواری تھی تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے فرمایا کہ صفیہ کو اپنا اونٹ دے دو زینبؓ بولیں کیا میں اس یہودیہ کو (اپنا اونٹ) دوں گی؟ ف اس پر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ آیا اور آپ ذی الحجہ اور محرم اور صفر کے کچھ دنوں تک زینبؓ کے پاس نہ گئے

تمسخر

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (حجرات ع ۲ پارہ ۲۶)	مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) انسے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی (خدا کے نزدیک) ظالم ہیں
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى اَتَدْرُوْنَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ	ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منا میں فرمایا لوگو! تم جانتے ہو یہ دن کون ہے انھوں نے جواب دیا کہ خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں

ف بی بی صفیہ حیی بن اخطب یہودی کی بیٹی تھیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھیں غزوۂ خیبر میں لشکر اسلام کے ہاتھ آئی تھیں پیغمبر صاحب نے انہیں آزاد کرکے اپنے نکاح میں لے لیا تھا اکثر ازواج مطہرات کو ان کے ساتھ سوء مزاجی تھی اور ان ہی میں ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی تھیں۔ پیغمبر صاحب اکثر اوقات بی بی صفیہ کی حمایت و رعایت کیا کرتے تھے ایک دفعہ بی بی عائشہ رضؓ نے بھی ان کو یہودیہ اور ٹھگنی کہا تھا انھوں نے پیغمبر صاحب سے شکایت کی پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ تم جواب دو کہ میں پیغمبر زادی ہوں اور تم ابوبکرؓ کی بیٹی ہو ۱۲

قَالَ فَاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا (بخاری)

فرمایا یہ ادب وحرمت کا دن ہے دیکھو، فرمایا بھلا تمھیں معلوم ہے یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا خدا اور اُس کا رسول خوب جانتے ہیں فرمایا (یہ) ادب وحرمت کا شہر ہے پھر ارشاد کیا کہ کیا تمھیں علم ہے کہ (یہ) کونسا مہینا ہے حاضرین نے جواب دیا کہ خدا اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا (یہ) ادب وحرمت کا مہینا ہے دیکھو فرمایا (سنو) خدائے بزرگ وبرتر نے تمپر تمھارے آپس کے خون تمھارے آپس کے مال تمھاری باہمی عزت وآبرو ویسی ہی تمپر سے حرام کردی ہیں جیسے تمھارے اس دن کو تمھارے اس شہر کو تمھارے اس مہینے کو حرام کیا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا اِلٰى اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضِحْكِهِمْ فِي الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ (صحیحین)

عبد اللہ بن زمعہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم میں سے کوئی اپنی بی بی کو غلام کا سا مار نہ مارے پھر اُسی دن کے اخیر میں اُسے اپنے پاس سلائے ف۱ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ تم میں کا ایک شخص قصد کرتا پھر اپنی بی بی کو غلام کا سا مارنا مارتا ہے تو ایسا کرنا مناسب نہیں، ممکن ہے کہ اسی دن کے اخیر میں اُسے اپنے پاس سلانیکی ضرورت ہو پھر پیغمبر صاحبؐ نے لوگوں کو گوز پر ہنسنے کے بارے میں نصیحت کی کہ تم میں کا ایک شخص اُس چیز پر کیوں ہنستے ہیں جسے خود کرتا ہے ف۲

گالی دینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فاسق (بدکار) کا کام ہے۔

ف۱ یعنی عقل دونوں کی رو سے یہ بات بہت ہی نامناسب ہے کہ جسے اپنے پاس سلائے اُس کو ایسی سخت مار مارے۔ صبح کو مارنا اور شام کو اپنے پاس لٹانا آدمیت سے بعید ہے ف۲ یعنے جو چیز خود کرتا ہے اُس پر ہنسنا کیا مناسب معلوم ہوا کہ گوز پر ہنسنا درست نہیں کہ بے ادبی ہے اور دوسرے کو شرمندگی ۱۲؎

حدیث	ترجمہ
وَقِتَالُهُ كُفْرٌ ۞ (صحیحین)	اور اوس کو جان سے مارنا کفر ہے
٤ عَنْ اَنَسٍ وَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِیْ مَالَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ (مسلم)	حضرت انس و ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو شخص باہم ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں تو دونوں کی گالیوں کا (وبال) گناہ اسی پڑتا ہے جس نے پہلے گالی دی جب تک کہ مظلوم (جسے پہلے گالی دی گئی ہے) حد سے تجاوز نہ کرے۔
٥ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا اتِّقَاءَ فُحْشِهٖ (صحیحین)	اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز خدا کے نزدیک بلحاظ قدر و منزلت سب لوگوں سے بدتر وہ شخص ہوگا جس سے لوگ اُس کی شر سے بچنے کے لئے کنارہ کشی کریں اور صحیحین کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جس سے لوگ اس کی بدزبانی سے محفوظ رہنے کے لئے کنارہ کشی کریں۔
٦ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ وَمَا كَانَ الْحَیَاءُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ (ترمذی)	انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بات میں فحش و بدزبانی کو دخل ہوتا ہے وہ بھونڈی ہو جاتی ہے اور جس چیز حیا کو دخل ہوتا ہے وہ خوشنما ہو جاتی ہے
٧ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَرْبَى الرِّبٰوا الْاِسْتِطَالَةَ فِیْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَیْرِ حَقٍّ (مشکوٰۃ)	سعیدؓ بن زید جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (سود سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے مگر) کسی مسلمان کی ناحق آبروریزی میں زبان درازی کرنا سود کی سب قسموں سے بڑھ کر سود ہے
٨ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَثْقَلَ شَیْءٍ یُّوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ (ترمذی)	ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایماندار کی ترازو میں (جس سے اعمال تولے جائیں گے اعمال صالحہ کے پلڑے میں) جو چیز سب سے زیادہ بھاری رکھی جائے گی نیک خوئی ہوگی اور بیشک اللہ بیہودہ گو (اور) حد ادب سے تجاوز کرنیوالے کو دشمن رکھتا ہے ۞

مارپیٹ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوةٍ وَّیَاْتِیْ وَقَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ (مسلم)	ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے مخاطب ہوکر) فرمایا تم جانتے ہو مفلس کسے کہتے ہیں عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نقد و جنس کچھ نہو پیغمبر صاحب نے فرمایا میری امت میں درحقیقت مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز (اعمال) نماز روزہ اور ادائے زکوٰۃ لیکر حاضر ہوگا اور ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ کسیکو (دنیا میں) گالی دی ہوگی کسی کو تہمت لگائی ہوگی ایک کا مال ہضم کرلیا ہوگا ایک کی خونریزی کی ہوگی ایک کو (ناحق ناروا) ارا پیٹا ہوگا تو ایک شخص کو (مثلاً جس کو اس نے گالی دی تھی) اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور دوسرے کو (مثلاً جسکو اس نے مارا پیٹا تھا) باقی نیکیاں دے دی جائیں گی پھر اگر ان مظالم کے تمام ہونے سے پہلے جو اس پر ہیں اس کی نیکیاں ہوچکیں گی تو اُن لوگوں کے گناہ لیکر اس پر ڈالدیئے جائیں گے (اور) آخرکار یہ دوزخ میں جھونک دیا جائیگا
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ (مسلم)	عمرو کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مسلمانوں میں کونسا مسلمان بہتر ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا وہ جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

من المترجم مطلب یہ کہ ہاتھ اور زبان سے لوگوں کو ایذا نہ دے ہاتھ سے ایذا دینا مارپیٹ سے ہوتا ہے چوری سے۔ زبان سے ایذا دینا دشنام سے غیبت سے سخت کلامی سے جھوٹ سے ۱۲

قتل

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ج	(اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ (ادھر) آؤ میں تمکو وہ چیزیں پڑھکر سناؤں جو تمھارے پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں (وہ) یہ کہ کسی چیز کو خدا کا شریک مت ٹھیراؤ اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہو

وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (انعام ع ۱۹ پ ۸)

اور مفلسی (کے ڈر) سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو (کیونکہ ہم ہی) تم کو (بھی) رزق دیتے ہیں اور اُن کو (بھی) اور بیحیائی کی باتیں جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں اُن میں سے کسی کے پاس بھی نہ پھٹکنا اور جان جس (کے مارنے) کو اللہ نے حرام کر دیا ہے (اُس کو) مار نہ ڈالنا مگر حق پر ف۱ یہ ہیں وہ باتیں جن کا حکم خدا نے تم کو دیا ہے تاکہ تم دنیا میں رہنے کا طریقہ سمجھو

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۞ (بنی اسرائیل ع ۴ پارہ ۱۵)

اور (کسی کی) جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اُسکے والی (وارث) کو (قاتل سے قصاص لینے کا) اختیار دیا ہے تو اُسکو چاہیئے کہ خون (کا بدلہ لینے) میں زیادتی نکرے کیونکہ (واجبی بدلہ لینے میں بھی) اُس کی جیت ہے ف۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَبَائِرُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ (بخاری)

عمرو کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرانا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی جان کو (ناحق) مار ڈالنا جھوٹی قسم کھانا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (صحیحین)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات مہلک گناہوں سے بچے رہو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کیا ہیں۔ فرمایا خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھیرانا ایک۔ دوسرے جادو کرنا دو۔ ناحق (ناروا) کسی شخص کو جان سے مار ڈالنا کہ اُس کو خدا نے حرام کر رکھا ہے تین۔ سود کھانا چار۔ یتیم کا مال ہضم کر جانا پانچ۔ لڑائی کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا چھ۔ پارسا اور ایماندار عورتوں کو جو (بدکاری سے) غافل ہیں فحش کی تہمت لگانا سات۔

ف۱ جیسے قصاص وغیرہ ۱۲ ف۲ مطلب یہ ہے کہ مثلاً زید نے خالد کو ظلماً مار ڈالا تو اس صورت میں خالد کی جانب مغلوب تھی ورنہ خالد مارا ہی کیوں جاتا اب وقت آیا قصاص کا تو خالد کی جانب کو خدا نے غلبہ دیا اور قاعدہ قصاص کے جاری کرنے سے اُنکی مدد کی تو وارثان خالد کو واجبی بدلے پر قناعت کرنی چاہیئے یہ نہ سمجھیں کہ واجبی بدلہ اُن کا کافی انتقام نہیں ہے ۱۲

ک لڑائی سے مراد ہے دین کی لڑائی یعنی جہاد اور جہاد کے شرائط حقوق دشمن کے عنوان میں مفصل مذکور ہیں وہاں دیکھو ۱۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِی الدِّمَآءِ (صحیحین)

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں میں خونوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا ف ۱

ف ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی تو دونو حدیثوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی اور حقوق العباد میں خون کی ۱۲

ترک ملاقات

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ج وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْہَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ ۝ (اٰل عمران ع ۱۱ پارہ ۴)

اور (مسلمانو!) سب (مل کر) مضبوطی سے اللہ (کے دین) کی رسی کو پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے پھر اللہ نے تمھارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اُس کے فضل سے بھائی (بھائی) ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے (یعنی دوزخ) کے کنارے (آ لگے) تھے پھر اُس نے تم کو اس سے بچالیا اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ ف ۱

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَّہْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ہٰذَا وَیُعْرِضُ ہٰذَا وَخَیْرُہُمَا الَّذِیْ یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ (صحیحین)

ابو ایوب انصاری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین روز سے اوپر کسی شخص کو اپنے بھائی سے ترک ملاقات جائز نہیں کہ دونوں کی مٹ بھیڑ ہو تو ایک ادھر کو مونھ موڑ کر چلا جائے اور دوسرا اُدھر کو اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام (علیک) کرے

ف ۱ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب کے لوگوں میں بڑی خانہ جنگیاں رہا کرتی تھیں چنانچہ مدینے کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں سیکڑوں برس سے لڑائی قائم تھی اسلام نے ایک نیا جتھا کھڑا کیا اور اسلام کی برکت سے لوگ اپنی اصلی عداوتیں بھول گئے ہم نے آیات کا ترجمہ احکام کیا ہے اور (قدرت کی) نشانیاں بھی ہوسکتا ہے ۱۲

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

(صحیحین)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (لوگو!) گمان بد سے بچو کیونکہ گمان بد تمام باتوں میں بہت جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے احوال کی ٹوہ اور خبروں کی کرید نہ کرو اور دکھاوے دھوکا دینے کے لئے) ایک چیز کی قیمت نہ بڑھاؤ اور ایک دوسرے کی بدخواہی نکرو اور آپس میں دشمنی نہ رکھو اور باہم ایک دوسرے سے پیٹھ موڑ کر نہ جاؤ اور خدا کے بندو! سب آپس میں بھائی بھائی بنے رہو

عَنْ اَبِیْ خِرَاشٍ السُّلَمِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ کَسَفْکِ دَمِهٖ (ابوداؤد)

ابو خراش سلمی سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک ملاقات ترک رکھی گویا اس نے اُسے قتل کر ڈالا۔

ے نجش کی لغوی تحقیق اور اس کے متعلق مزید کیفیت دیکھنی ہو تو حقوق اہل معاملہ کے عنوان بیوع کو دیکھو ۱۲

ظلم

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ○ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ○ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ (الشوریٰ ع ۴ پارہ ۲۵)

اور بُرائی کا بدلہ ہے ویسی ہی بُرائی (اس پر بھی) جو معاف کردے اور صلح کرلے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے بے شک وہ ظلم کرنیوالونکو پسند نہیں کرتا اور ہاں کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اُسکے بعد بدلہ لے تو یہ لوگ (معذور ہیں) ان پر کوئی الزام نہیں الزام (تو) اُن ہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور ناحق (ناروا) ملک میں لوگوں پر زیادتی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو عذاب دردناک ہونا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَیُمْلِی الظَّالِمَ حَتّٰی اِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ ثُمَّ قَرَأَ وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ۔ (صحیحین)

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا ظالم کو ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ جب اُس کو پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا (اس کے) بعد پیغمبر صاحب نے یہ آیہ وکذلک الخ پڑھی یعنی اور (اے پیغمبر) جب بستیوں کے لوگ سرکشی کرنے لگتے ہیں اور تمھارا پروردگار (اُن کو (عذاب میں) پکڑتا ہے تو اُس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے بیشک اُس کی پکڑ (بڑی)، دردناک (اور بڑی) سخت ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ مَظْلِمَۃٌ لِاَخِیْہِ مِنْ عِرْضِہٖ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْہُ مِنْہَا الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْھَمٌ اِنْ کَانَ لَہٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْہُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِہٖ فَحُمِلَ عَلَیْہِ (بخاری)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے اپنے بھائی پر کسیطرح کا ظلم کیا ہو یعنی اُسکی آبروریزی کی ہو یا مال وغیرہ چھین لیا ہو تو آج اُس سے اُس ظلم کو معاف کرالے اس سے پہلے کہ دینار ودرہم کچھ پاس نہ ہوں گے (اور معاف نہ کرایا تو قیامت کے دن)، اگر اس (ظالم) کے پاس نیک عمل ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے چھین لیے جائیں گے اور نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ لے کر اِس پر لاد دیے جائیں گے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰٓی اَھْلِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاۃِ الْجَلْحَآءِ مِنَ الشَّاۃِ الْقَرْنَآءِ (مسلم)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) حقداروں کے حقوق ضرور ادا کیے جائینگے یہانتک کہ بے سینگ کی بکری کا سینگدار بکری سے قصاص لیا جائیگا (اور جب حیوانات سے قصاص لیا جائیگا جو دائرہ تکلیف میں داخل نہیں، ہیں تو آدمیوں سے کیونکر نہ لیا جائیگا جو سراپا مکلف ہیں)

عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدَّوَاوِیْنُ ثَلٰثَۃٌ دِیْوَانٌ لَّا یَغْفِرُ اللّٰہُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز جو صحائف اعمال (کھولے جائیں گے وہ) تین طرح کے ہوں گے۔ ایک وہ صحیفہ ہوگا کہ (جو کچھ اُسمیں لکھا ہے) خدا اُسے ہرگز نہیں بخشیگا اور وہ خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھیراتا ہے خدائے بزرگ وبرتر فرماتا ہے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيْوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ (مشکوٰۃ)

ان اللہ الخ یعنی اللہ تو اس (جرم) کو معاف کرنیوالا ہی نہیں کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک گردانا جائے اور ایک صحیفہ وہ ہوگا جسے خدا تعالیٰ مہمل نہیں چھوڑیگا (بلکہ) صاف صاف حکم فرمائے گا۔ اور وہ بندوں کا باہم ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے حتی کہ ایک دوسرے سے (بحکم الٰہی) بدلہ لے گا اور ایک صحیفہ وہ ہوگا جس کی خدا چنداں پروانہ کریگا (اور وہ) بندوں کا خدا پر ظلم کرنا (اور اُس کے حقوق میں تقصیر کرنا) ہے تو یہ خدا کی طرف مفوض ہی چاہے (ایسے بندوں کو) عذاب دے چاہے اُن سے درگزرے

سخن چینی و چغلخوری

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ (القلم ع ۱ پارہ ۲۹)

اور (اے پیغمبر) تم کسی (ایسے نابکار) کے کہے میں (کبھی) نہ آجانا جو بہت قسمیں کھاتا ہو اور آبرو باختہ ہو (لوگوں پر) آوازے کسا کرتا ہے (اُدھر کی اِدھر اِدھر کی اُدھر) چغلیاں لگاتا پھرتا ہے اچھے کاموں سے (لوگوں کو) روکتا رہتا ہو ف۱ حدِّ (بندگی) بڑھ گیا ہو بد ہو اکھڑ ہے اور ان (عیوب) کے علاوہ بداصل بھی ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (بخاری)

حذیفہ کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سخن چین جنت میں داخل نہیں ہوگا ف۲

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ

عبد الرحمن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے

ف۱ مناع للخیر کے ایک معنے تو وہ ہیں جو ہمنے ترجمے میں اختیار کئے ہیں اور دوسرے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ خیر سے مراد ہو مال اور مناع کے معنے روکنے والا تو مناع للخیر مال کا روکنے والا ہو یعنے کنجوس جو راہ خدا میں نہ دے یہ آیتیں ایک کافر ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ کہ وہ بڑا ہی خبیث اور موذی تھا اور جن باتوں کے لئے خدا نے اُس پر ملامت کی ہے آدمی کو چاہئے کہ اُن سے بچتا رہے ۱۲

ف۲ سخن چین وہ جو چھپ کر آدمیوں کی باتیں سنے تاکہ دوسروں سے جا لگائے۔ صاحب قاموس کہتے ہیں کہ چھپ کر آدمیوں کی باتیں سننے والے کو قتات کہتے ہیں دوسروں سے بیان کرے یا نکرے ۱۲

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللهِ الَّذِيْنَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللهُ، وَشِرَارُ عِبَادِ اللهِ الْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ

کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے بندوں میں بہترین بندے وہ ہیں کہ جب اُن (کے چہروں کے نور صلاح و تقویٰ) کو دیکھا جائے خدا یاد آجائے اور خدا کے بندوں میں بدترین بندے وہ ہیں جو اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر چغلیاں لگاتے پھرتے دوستوں میں جدائی ڈلواتے پاک اور بے لوث لوگوں کو تہمت لگاتے ہیں۔

من المترجم خدا جانے کیا بات ہے کہ نیکوکار متشرع دیندار بھلے مانس لوگوں کے چہروں میں ایک خاص طرح کی رونق ہوتی ہے جسکو نور کے سوا اور کیا کہا جائے اسی طرح آوارہ بدکردار لچے غنڈے لوگوں پر ایک پھٹکار سی دکھائی دیتی ہے یعنی آدمی کا بشرہ اُس کی نیکی بدی پر دلالت کرتا ہے مشاہدے کے علاوہ ہمکو ایک آیت اور ایک حدیث سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے آیت تو یہ ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ یعنی کیا وہ لوگ جنکے دلوں میں (نفاق) کا روگ ہے اس خیال میں ہیں کہ خدا اُنکی دلی عداوتوں کو کبھی ظاہر نہیں کریگا اور اے پیغمبر ہم چاہتے تو تمہیں ان لوگوں کو (ایسی اچھی طرح) دکھا دیتے کہ تم انکو اُن کی صورت ہی سے پہچان لیتے اور (یوں بھی) تم انکو انکے طرز کلام سے ضرور پہچان لوگے اور اللہ تم سب کے عملوں کو (خوب) جانتا ہے"۔ امام بخاری نے باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیغمبر صاحب کی ہجرت کے متعلق ایک بڑی لمبی حدیث نقل کی ہے ساری حدیث نقل کرنی تو موجب طوالت ہے صرف اتنے ہی الفاظ نقل کئے دیتے ہیں جنکو ہمارے بیان کو تعلق ہے سَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ بِمَخْرَجِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوْا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوْتِهِمْ نَادَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَهُ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذٰلِكَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَيِّيْ أَبَا بَكْرٍ حَتَّى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ فَقِيْلَ فِي الْمَدِيْنَةِ جَاءَ نَبِيُّ اللهِ جَاءَ نَبِيُّ اللهِ فَأَشْرَفُوْا يَنْظُرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ جَاءَ نَبِيُّ اللهِ جَاءَ نَبِيُّ اللهِ فَأَقْبَلَ يَسِيْرُ حَتَّى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِيْ أَيُّوْبَ فَإِنَّهُ لَيُحَدِّثُ أَهْلَهُ إِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ وَهُوَ فِيْ نَخْلٍ لِأَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجَّلَ أَنْ يَضَعَ الَّذِيْ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيْهَا وَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ فَإِذَا رَأَى وَجْهَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللهِ هٰذَا لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ یعنی جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مکے سے باہر نکلے تو مدینے کے مسلمانوں کو اس کی فوراً خبر ہو گئی اور وہ (آپکے خیر مقدم کی غرض سے) ہر صبح کو مدینے

سے باہر نکل کر حرّہ تک پہونچے (حرّہ مدینے سے تھوڑی دور باہر وہ میدان ہے جہاں کالے سیاہ پتھر بچھے ہوئے ہیں) اور پیغمبر صاحبؐ کا یہاں تک انتظار کرتے کہ دوپہر کی گرمی سے اُکتا کر لوٹنے پر مجبور ہو جاتے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ لوگ بہت انتظار کر کے مدینے کی طرف لوٹے اور اپنے گھروں کے قریب پہونچے ہی تھے کہ ایک یہودی نے زور سے پکار کر کہا کہ اے گروہ عرب جسکا تمکو انتظار تھا دیکھو وہ آ پہنچا اتنا سننا تھا کہ مسلمان ہتھیاروں کی طرف جھپٹے اور ہتھیار و سجے بدنکو سجا کر زمین حرّہ میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ پیغمبر صاحبؐ اِن لوگوں کو ساتھ لیکر داہیں طرف کترا گئے اور قبیلہ عمرو بن عوف میں جا اُترے یہ پیر کا دن اور ربیع الاول کا مہینا تھا عمرو بن عوف کے قبیلے میں پہنچکر پیغمبر صاحبؐ تو خاموش ہو کر بیٹھ گئے اور ابو بکر صدیق رضؓ لوگوں (کو جواب دینے اور اُنکا شکریہ ادا کرنے، کیلیے کھڑے ہو گئے تو انصار میں کے جو لوگ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے واقف نہ تھے ابو بکرؓ کو مخاطب کر کے سلام کرنے تھے یہانتک کہ جب پیغمبر صاحب پہ دھوپ ہوئی تو ابو بکر رضؓ نے آکر اپنی چادر سے پیغمبر صاحب پر سایہ کر دیا اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔ پھر جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ سوار ہو کر مدینے کی طرف متوجہ ہوئے تو مدینے میں غُل مچگیا کہ خدا کے نبی آئے خدا کے نبی آئے لوگ پیغمبر صاحبؐ کو دیکھنے کے لیے چھتوں اور بلند ٹیلوں پر چڑھ گئے اور چلّا چلّا کر کہنے لگے کہ وہ پیغمبر خدا آئے وہ پیغمبر خدا آئے۔ الغرض پیغمبر صاحبؐ آہستہ آہستہ چلتے رہے حتّٰی کہ ابو ایوب انصاری کی حویلی کی ایک جانب میں اُترے جو اپنے لوگوں سے باتیں چیتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں عبد اللہ بن سلام (جو احبار یہود میں ایک بڑے جلیل القدر عالم تھے) کو پیغمبر صاحبؐ کے مدینے تشریف لانیکی خبر پہنچی اور وہ اپنے نخلستان میں اپنے اہل وعیال کے لئے کھجوریں چن رہے تھے یہ خبر سنکر مارے جلدی کے چنی ہوئی کھجوریں ساتھ ہی لئے ہوئے پیغمبر صاحبؐ کی خدمت میں پہنچے اور پیغمبر صاحب کے چہرہ مبارک کو دیکھتے ہی بول اُٹھے کہ قسم خدا کی یہ چہرہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے اس کے بعد عبد اللہ بن سلام نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھہ باتیں سنیں اور اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ گئے مولوی روم کی مثنوی کا ایک شعر بھی اسی معنی میں ہے

در دلِ ہر قوم کش از حق مزاست — روئے وآواز پیمبر معجز است

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِيْ قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ

(ترمذی)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپکو صفیہ کے فلاں فلاں عیوب بس کرتے ہیں اور اُمّ المومنین عائشہ رضؓ کا اس سے مقصود صفیہ کی کوتاہ قامتی کا عیب پیغمبر صاحب کے سامنے مذکور کرنا تھا پیغمبر صاحب نے فرمایا عائشہ تم نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ اگر وہ سمندر میں ملائی جائے تو بلا شبہ سمندر میں تغیر پیدا کر دے (اور جب سمندر کی باوجود اُس بڑائی کے جو وہ رکھتا ہے یہ کیفیت ہو تو پھر تمھارے اعمال کس گنتی میں ہیں) ف ۱

ف ۱ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی صرف اتنی عیب گوئی کہ وہ ٹھگنا ہے داخل عیب ہے بشرطیکہ تحقیر وتصغیر کے ارادے سے ہو ۱۲

غیبت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ

(الحجرات ع ۲ پارہ ۲۶)

مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک (داخل) گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ ہا کرو اور نہ تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے برا کہے بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کریگا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو (یقیناً) تمکو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو کہ یہ بھی ایک قسم کا مردار کھانا ہے ف۱ اور اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ

(مسلم)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تمھیں معلوم ہے کہ غیبت کیا چیز ہے صحابہ نے عرض کیا کہ خدا اور رسول خدا بہتر جانتے ہیں فرمایا تمھارا اپنے (دینی) بھائی کو ایسی بات سے یاد کرنا جو اسے ناخوش لگے (یہی غیبت ہے) کسی نے عرض کیا بھلا اگر میرے بھائی میں وہ بات موجود ہو جو میں کہتا ہوں (تو بھی غیبت ہی) فرمایا اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو تو کہتا ہے تو بیشک تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے تو یقیناً تو نے اس پر بہتان باندھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا صَلٰوةَ الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَكَانَا صَائِمَيْنِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور دونو روزے سے تھے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو اُن دونوں (کی طرف روئے سخن کر کے) فرمایا

ف۱ اس آیت میں غیبت کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے اور وجوہ تشبیہ یہ ہیں اول بیخبری کہ جیسے مردے کو اپنی بوٹیوں کے نوچے جانے کی خبر نہیں ہوتی اسی طرح اس شخص کو جسے پیٹھ پیچھے برا کہا جاتا ہے غیبت کی خبر نہیں ہوتی دوسرے جسطرح گوشت خوار نے لاش کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھائیں اسیطرح غیبت کرنیوالے نے اپنے بھائی کی عزت کا خون کر دیا یا یوں کہو کہ اسکی عزت کا خون پی لیا۔ فارسی میں غیبت کو در پوستین مردم افتادن کہتے ہیں یہ محاورہ اس تشبیہ سے بہت ہی ملتا ہوا ہے ۱۲

اَعِيدُوا وُضُوءَكُمَا وَصَلٰوتَكُمَا وَامْضِيَا فِي صَوْمِكُمَا وَاقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَا لِمَ قَالَ اَغْتَبْتُمْ فُلَانًا (مشکوٰۃ)

کہ تم اُس پر تو وضو کرکے پھر کے سے نماز پڑھو اور روزہ کو پورا تو کر لو مگر اسکے بدلے کسی اور دن میں قضا کر دینا انھوں نے عرض کیا کہ اسکا کیا سبب ہے فرمایا تمنے فلاں شخص کی غیبت کی ہے (ان دونوں شخصوں نے کوئی غیبت کی ہوگی)

عَنْ اَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغِيبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِي فَيَتُوبُ فَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ فَيَتُوبُ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهُ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهُ صَاحِبُهُ وَفِي رِوَايَةِ اَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزِّنَا يَتُوبُ وَصَاحِبُ الْغِيبَةِ لَيْسَ لَهُ تَوْبَةٌ (مشکوٰۃ)

ابوسعید اور جابر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے (اور اس کی وجہ یہ ہے کہ) آدمی زنا کرکے توبہ کرتا ہے تو خدا اُس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زانی توبہ کرتا ہے تو خدا اُسے بخشدیتا ہے (کیونکہ زنا حق اللہ ہے) اور غیبت کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہی شخص بخشے جس کی غیبت کی ہے (کیونکہ یہ حق اُسیکا ہے) اور انس کی روایت میں یوں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا زانی توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنیوالے کیلئے توبہ نہیں ہے ف۱

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَجَ بِي رَبِّي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَاْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي اَعْرَاضِهِمْ (ابوداؤد)

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میرا پروردگار مجھے اوپر چڑھا لے گیا (یعنی مجھے معراج ہوئی) تو میرا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جن کے تانبے کے ناخن تھے (اور وہ اُن سے) اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل چھیل کر لہولہان کر رہے تھے میں نے (جبریل سے) کہا جبریل! یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو (دنیا میں) لوگوں کا گوشت کھاتے اور اُن کی آبرو کے پیچھے پڑے رہتے تھے۔

من المترجم غصہ۔ انتقام۔ نفاق۔ بزدلی۔ اتنی بدخصلتوں کا نچوڑ ہے غیبت۔ اور اسی لئے خدا نے اپنے کلام میں غیبت

ف۱ اس کے یا تو وہی معنے ہیں جو پہلی روایت میں مذکور ہوئے یا یہ کہ زانی خدا سے ڈرتا اور کانپ کانپ اُٹھتا ہے اور عہد کرتا ہے کہ بار دیگر اس فعل کا مرتکب نہ ہوں گا۔ اور غیبت کرنے والا ذرا نہیں ڈرتا اور غیبت کو ایک سہل سی بات جانتا ہے حتّٰی کہ رفتہ رفتہ غیبت کو حلال جاننے لگتا اور ورطۂ کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے ۱۲ ف۲ مراد ہے غیبت۔ دیکھو آیۃ جو باب کے شروع میں ہے اور اُس کا فائدہ ۱۲

کنندہ کو مُردار خوار فرمایا ہے غیبت کے معنے ہیں کسی کو اُس کے پس پشت بُرا کہنا عام اس سے کہ وہ بُرائی اُس میں ہو یا نہ ہو ہے تو نِری غیبت ہی اور نہیں تو غیبت کے ساتھ بہتان بھی۔ اگر کسیکو اُسکے مونہہ پر بُرا کہو تو اُسکو اتنا بُرا نہیں لگیگا جتنا کہ پیٹھ پیچھے اس لئے کہ برو کہنے سے اُسکو جواب دینے کا موقع ہے بغفلت میں ایک آدمی پیچھے سے پتھر کھینچ مارے تو کیا روکا جائے غیبت ہی کی قسم کی مگر سب میں بدتر چغلی ہے۔ کہ چغلخور امانت راز میں خیانت کرنیکے علاوہ دو شخصوں میں پھوٹ ڈلواتا ہے۔

میانِ دو کس جنگ چوں آتش است سخن چین بدبخت ہیزم کش است

جس کی چغلی کھائی جاتی ہے اُسکو تو شاید نقصان نہ بھی پہونچیں مگر چغلخور تو ضرور پردہ فاش ہونے پر بے اعتماد ٹھیرتا اور رسوا ہوتا ہے۔ اصل میں چغلخور کو اپنے کسی واقعی یا ادّعائی رنج کا انتقام لینا منظور ہوتا ہے مگر قدرت نہیں پاتا تو نامرد اپنے کرنے کا کام دوسرے سے کراتا ہے اور اگر کہیں اُس شخص کو جسکی چغلی لگائی ہے اسکا علم ہوگیا تو وہ اُلٹا اُسی پر پلٹ پڑتا ہے۔

نِفاق و دورُوئی

(۱) وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ (البقرۃ ع ۲ پارہ ۱)

(۱) اور (یہ منافق) جب اُن لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لاچکے تو کہتے ہیں ہم (بھی تو) ایمان لاچکے ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف (مسلمان کو) بناتے ہیں ف۱ (یہ لوگ مسلمانونکو کیا بنائینگے حقیقت میں) اللہ اِنکو بناتا ہے اور اِن کو ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں پڑے ٹاملٹوئیے مارا کریں یہی ہیں وہ لوگ جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی سو نہ تو اِن کی تجارت ہی سودمند ہوئی اور نہ راہِ راست ہی پر قایم رہے۔

(۲) بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ الَّذِيْنَ

(۲) (اے پیغمبر) منافقوں کو خوشخبری سنادو کہ اُنکو (آخرت میں) دردناک عذاب ہونا ہے کہ یہ لوگ

ف۱ جن منافقوں پر اِن آیتوں میں لتاڑ ہے اُن کا شیوہ یہ تھا کہ مسلمانوں اور کافروں دونوں سے میل جول رکھتے تھے جس سے طرح طرح کی ایسکی سی کہدی اور اگر صلاح کے طور پر اُن سے کہا جاتا کہ تم ایک طرف کے ہوکر رہو تمہاری دورُخی باتوں سے فساد پھیلتا ہے، تو وہ اسکا جواب دیتے کہ ہمکو فسادی ٹھیرانا نری تہمت ہے ہمارا مقصود اصلی یہ ہے کہ دونوں فریق اپنی اپنی جگہ دبے رہیں اور کھلم کھلا لڑنے نہ پائیں اللہ تعالےٰ نے اس تتو تھمو کو اصل مایہ فساد قرار دیکر مسلمانونکو آگاہ کردیا کہ یہ منافقوں کی غلط فہمی ہے اُنکے ایسے برتاؤ سے اُلٹا فساد ترقی پاتا ہے مگر چونکہ منافقوں کو دین سے بحث نہیں اور اپنی اغراض دنیوی کی تدبیریں میں لگے ہیں وہ اس نکتے کو نہیں سمجھتے کہ اُن کی طرز مدارات سے ہر ایک فریق کو تقویت پہنچتی ہے اور اس صورت میں التیام بین الفریقین ممکن نہیں۔

يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۙ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْۤا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْۤا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۠ (النساء ع ٢٠ پارہ ٦)

مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے (پھرتے) ہیں کیا کافروں کے یہاں (اپنی) عزت (بڑھانی) چاہتے ہیں سو عزت تو ساری اللہ کی ہے ف۱ حالانکہ تم (مسلمانوں) پر اللہ (اپنی) کتاب (یعنی قرآن میں) یہ (حکم) نازل کر چکا ہے کہ جب تم (اپنے کانوں سے) سن لو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار کیا جا رہا ہے اور اُن کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں لگ جائیں ورنہ اس صورت میں تم بھی اُن ہی جیسے (کافر) ہو جاؤ گے اللہ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں (ایک جگہ) جمع کر کے رہیگا کہ یہ (منافق ہیں جو) تمہارے (مآل کار کے) منتظر ہیں (کہ دیکھئے کافروں کے مقابلے میں جیتتے ہیں یا ہارتے ہیں) تو اگر اللہ (کے کرنے) سے تمہاری فتح ہو گئی تو (تم سے) کہنے لگتے ہیں (کیوں جی!) کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہوئی تو (اظہار خصوصیت کے لئے کافروں سے) کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے اور تمکو مسلمانوں کے (ہاتھوں) سے نہیں بچایا؟ ف۲ تو (مسلمانو!) اللہ تم میں (اور منافقوں میں) قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا اور خدا کافروں کو مسلمانوں پر (ہر طرح) رہنے کا موقع ہرگز نہیں دے گا ف۳

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۙ

کچھ شک نہیں کہ منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے اور (اے پیغمبر وہاں) تم کسی کو بھی ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔

ف۱ یعنی اُسی کے اختیار اور اُسی کے ہاتھ میں ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۱۲ ف۲ مسلمانوں اور کافروں میں لڑائی ہوتی تو منافق مسلمانوں کے ساتھ ہوتے مگر صاف دل سے نہیں وہ ایک جُوا کھیلتے تھے کہ طاق اور جفت دونوں داؤ اُن ہی کے ہوں یعنے مسلمانوں کی فتح ہوتی تو مال غنیمت میں حصہ لگانے کے لئے مسلمانوں سے کہتے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ تھے غنیمت میں سے ہم کو بھی حصہ دو اور اگر کافروں کی جیت ہوتی تو اُن کو جتاتے کہ مسلمان تو تم پر غالب آ چکے تھے مگر ہم ہی نے تمہاری خاطر سے دیدہ و دانستہ کمی کی اور تمکو جتوا دیا تو جو کچھ تمکو مسلمانوں سے ہاتھ لگا ہے لاؤ ہم اور تم آپس میں بانٹ لیں ۱۲ ف۳ دور رہنے سے دو باتیں نکلتی ہیں ایک یہ کہ اس دنیا میں کافر مسلمانوں پر مذہبی دلائل میں غالب نہیں آ سکتے یا کافروں کا ایسا غلبہ نہیں ہونے پائیگا کہ مسلمان دنیا سے معدوم ہو جائیں دوسرے یہ کہ آخرت میں کافر مسلمانوں کے مقابلے میں ذلیل و خوار ہونگے ۱۲

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ (التوبۃ ع ۱۳ پارہ ۱۱)

اور مسلمانو! تمہارے آس پاس کے دیہاتیوں میں سے (بعض) منافق ہیں اور خود مدینے کے رہنے والوں میں سے (بھی) جو نفاق پر اڑے بیٹھے ہیں (اے پیغمبر) تم ان کو نہیں جانتے ہم ان کو (خوب) جانتے ہیں سو ابھی تو ہم (دنیا میں) انکو دوہری مار دینگے ف۱ پھر (آخر کار قیامت میں) بڑے (سخت) عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبۃ ع ۸ پارہ ۱۰)

مسلمانو! یہ منافق تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کر لیں حالانکہ اللہ اور اس رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو اللہ رسول کو راضی کریں کیا انھوں نے ابھی تک اتنی بات بھی نہیں سمجھی کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اسکے لئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے جس میں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا اور یہ بڑی ہی رسوائی کی بات ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاۤءِ بِوَجْهٍ وَّهٰؤُلَاۤءِ بِوَجْهٍ

(صحیحین)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن دو رُو شخص کو سب لوگوں سے بُری اور بدتر حالت میں پاؤ گے جو ان لوگوں کے پاس ایک ڈھب سے اور ان لوگوں کے پاس دوسرے ڈھب سے آمد و رفت کرتا ہو (یعنی ایک گروہ کو انھیں خوش کرنے کے لئے ان کی سی اور دوسرے گروہ کو راضی رکھنے کے لئے ان کی سی کہہ دیتا ہے)

عَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ ؕ (دارمی)

عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں دو رُوئی کرتا رہا ہوگا قیامت کے روز اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی

ف۱ دوہری مار سے شاید یہ مراد ہو کہ پہلے مسلمانوں کی نظر میں بے اعتبار ٹھہرے پھر در پردہ کافروں کا ساتھ دیا اور وہ مغلوب ہوئے [?] از ین سو رانده و زان سو [?]

من المترجم - ہم اس سارے باب میں قوتِ غضبیہ کے رذائل بیان کرتے چلے آئے ہیں اور معلوم ہے کہ غضب کے زیل بہت ہیں مثلاً کینہ - بغض - گالی گلوج - قتل - ظلم وغیرہ وغیرہ اور از انجملہ غیبت - چونکہ نفاق اور دوروئی بھی غیبت سے ملتی جلتی ہوئی مذموم خصلتیں تھیں اس سے ہم نے نفاق اور دوروئی کو غیبت کے ذیل میں رکھا - نفاق کے متعلق جو ہم نے قرآن کی چند آیتیں نقل کی ہیں ان کے مخاطب اگرچہ پیغمبر صاحب کے زمانے کے منافق ہیں مگر اب بھی جس شخص میں یہ خصلت پائی جائے گی ہم اس کو منافق ہی کہیں گے کیونکہ اس میں نفاق کی خصلت بد موجود ہے -

حیاء

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَ ھُوَ یَعِظُ اَخَاہُ فِی الْحَیَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْہُ فَاِنَّ الْحَیَآءَ مِنَ الْاِیْمَانِ ٭ (صحیحین)

ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک انصاری شخص پر ہوا جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا کہ زیادہ حیا نہ کیا کر[1] پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (اُس کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا کہ اسے چھوڑ دے کیونکہ حیا ایمان کی شاخ ہے (جس قدر زیادہ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَآءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَلْحَیَآءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ ٭ (صحیحین)

عمران بن حصین کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا سے بھلائی ہی بھلائی پیدا ہوتی ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہر قسم کی حیا نیک ہے

[1] غالباً یہ شخص اپنے بھائی کو ویسی ہی نصیحت کر رہا ہوگا جیسے ہمارے ہاں عورتوں میں زیادہ حیا نہ کرنے اور بے تکلفی کا برتاؤ کرنے میں ضرب المثل بولی جاتی ہے کہ "جس نے کی شرم اُس کے پھوٹے کرم جس نے کی بے حیائی اُس نے کھائی دودھ ملائی" - اور یہ ایسے موقع پر استعمال کی جاتی ہے جب کوئی نئی دلہن سسرال میں کھانے پینے کے وقت عادت سے زیادہ شرم و حیا کرتی ہے تو اوپر والی عورتیں اُسے سمجھاتی ہیں کہ زیادہ شرم نہ کر شرم کرے گی تو بھوکوں مرے گی ۱۲

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ۞ (بخاری)

ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء سابقین کی باتوں میں سے جو بات بے تغیر و تبدل لوگوں نے پائی ہے وہ یہ ہے کہ جب تو شرم نہیں رکھتا تو جو چاہے کر[ف۱]

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ ۞ (ترمذی)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اور ایمان (یعنی اہل ایمان) بہشت میں ہیں اور بیحیائی اکھڑپن ہے اور اکھڑوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ طَلْحَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ (مؤطا)

زید بن طلحہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دین کے لیے ایک صفت ہوا کرتی ہے (جو اُس میں عمدہ اور غالب ہوتی ہے) اسلام کی صفت (جو دین اسلام میں عمدہ اور غالب ہے) حیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَیَاءَ وَالْاِیْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِیْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاِذَا سُلِبَ اَحَدُھُمَا تَبِعَہُ الْاٰخَرُ (مشکوٰۃ)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں باہم پیوستہ (اور ایک دوسرے کو لازم) ہیں تو جب کسی شخص سے ان میں کا ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی فوراً اٹھا لیا جاتا ہے ابن عباس کی روایت میں یوں آیا ہے کہ جب ان میں سے ایک سلب کر لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُس کے پیچھے لگ لیتا ہے (یعنی وہ بھی مسلوب ہو جاتا ہے)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِھَا فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یَّکْرَھُہٗ عَرَفْنَاہُ فِیْ وَجْھِہٖ (صحیحین)

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم والے تھے جو پردے میں بیٹھی رہتی ہے پیغمبر صاحب جب کسی ایسی چیز کو دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو (اگرچہ آپ شرم کی وجہ سے ناگواری کا اظہار نہ کرتے مگر) ہم لوگ اُسے آپ کے چہرۂ مبارک میں معلوم کر لیتے تھے۔

ف۱ یعنی یہ پیغمبروں کی ضرب المثل ہے جو زبان زد خلائق ہوتی چلی آئی ہے ۱۲

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَبَّاسُ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ اِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ يَقِيْكَ الْحِجَارَةَ فَفَعَلَ وَكَانَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ فَخَرَّ اِلَى الْاَرْضِ فَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اِزَارِيْ اِزَارِيْ فَشَدَّهُ اِلَيْهِ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُئِيَ بَعْدُ عُرْيَانًا (مشکوۃ)

عمرو بن دینار کہتے ہیں میں نے جابر بن عبد اللہ کو کہتے سُنا کہ جب (عہدِ قریش میں) خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور (آپ کے چچا) عباس (باہر سے) پتھر ڈھو ڈھو کر لاتے تھے عباس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنا تہمد اپنے کندھے پر رکھ لو تاکہ کندھا پتھر (کی خراش) سے محفوظ رہے اور عباس یہ کہتے ہوئے پیغمبر صاحب کا تہمد کھول کر کندھے پر رکھ دیا اور (یہ بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے تہمد کھول کر کندھے پر رکھا ہی تھا) کہ پیغمبر صاحب زمین پر گر پڑے اور آپ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف کو اُلٹ گئیں تو آپ نے (اپنے چچا عباس سے) فرمایا میرا تہمد میرا تہمد چنانچہ آپ نے جھٹ تہمد باندھ لیا (شیخین) اور ایک روایت میں یُوں آیا ہے کہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑے اور اس کے بعد پھر کبھی کسی نے آپ کو برہنہ نہیں دیکھا

ف جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۵ سال کی تھی کہ قریش نے خانہ کعبہ کو ڈھا کر از سر نو تعمیر کرانا چاہا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ خانہ کعبہ اس سے پیشتر صرف پتھروں سے بنا ہوا تھا یعنی بڑے بڑے پتھر جو قدِ آدم سے بھی اُونچے تھے جوڑ کر اور باہم ملا کر رکھ دیئے گئے تھے۔ معرکۂ فجار کے پندرہ سال بعد جو تاریخ عرب میں ایک نہایت مشہور و معروف واقعہ گزرا ہے قریش نے کعبے کے ڈھانے اور اُسے کسی قدر کرسی دے کر بنانے اور اُس کی چھتوں کو لکڑی سے پاٹنے کا ارادہ کیا لیکن وہ خانہ کعبہ کی عظمت کی وجہ سے اُسے ڈھاتے ہوئے ہچکچاتے اور سخت خوف کرتے تھے اتفاقاً اسی اثنا میں کعبے کا خزانہ قریش کے چند اوباش چرا لے گئے جو جوفِ کعبہ میں ہمیشہ محفوظ رہتا تھا اِدھر ایک نامور رومی تاجر کا بڑا جہاز جدہ کے قریب آ کے پھٹ گیا جس کی لکڑیوں کے نیلام کا اشتہار دیا گیا اور رؤسا قریش نے قیمت دے کر سب لکڑیاں خرید لیں۔ اتفاق وقت سے ایک رومی بڑھئی بھی دستیاب ہو گیا جسے قریش اپنے ہمراہ مکے لے آئے اور اب اُن کا مصمم عزم ہو گیا کہ جس طرح ممکن ہو خانہ کعبہ کو ڈھا کر از سر نو تعمیر کرایا جائے۔ تاریخ کامل میں قریش کے کعبہ بنانے کی وجہ یُوں بیان کی گئی ہے کہ وادی کا عظیم الشان سیلاب دفعتہً اس زور سے خانہ کعبہ میں آیا کہ اُس نے تمام عمارات کو ہلا دیا چھتیں اور دیواریں جابجا سے شق ہو گئیں اور بعض بعض مقامات جو پہلے سے کسی قدر کم زور پڑ گئے تھے ڈھے گئے اور کچھ ڈھنے کے قریب ہو گئے اس لیے قریش نے جن کی عزت و توقیر صرف اسی خانہ کعبہ کی آبادی اور اس کی خدمت گزاری پر موقوف تھی تعمیر کعبہ کی از بس ضرورت سمجھی۔

من المترجم آدمی کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ توالد تناسل کے قاعدے سے پیدا ہو کر پہلے ماں کے دودھ سے اور پھر نباتی اور حیوانی غذا سے پرورش پاتا اور جسمانی اور روحانی ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک حد کو پہنچ کر جس کو حدِ بلوغ کہتے ہیں اُس میں ایک خاص طرح کی قوت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اُسی قوت کے ذریعے سے دنیا میں اپنا ایک پائدار اور قائم مقام

موجود کرے تاکہ جب تک خدا کو منظور ہے آدم کی نسل معدوم و منقطع نہ ہونے پائے اِس رُو و لو سے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ آدمی کی ہستی کا بڑا مقصد اپنا قائم مقام موجود کر دینا ہے تاکہ لوگ اِس مطلب کے پورا کر دینے پر طوعاً مجبور رہوں - جس طرح طبیب دوا کے ساتھ شربت کا بدرقہ دیتا ہے اُس حکیم مطلق نے اِس قوّت میں ایک ایسی لذّت شامل کر دی ہے کہ دنیا کی تمام لذّتیں اس کے آگے ہیچ ہیں - اَب لوگ اصل مطلب کو تو گئے بھول اِسی قوّت کے استعمال کو زندگی کا ماحصل سمجھ لیا اور اسی قوّت کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ بعض نے اِس کے پیچھے سلطنتیں تک برباد کر دیں - اور دولت اور آبرو اور نیک نامی اور تندرستی اور دین کی تباہی کی مثالیں تو شاید ہر جگہ کثرت سے مل سکتی ہیں - بابِ اخلاق کی تمہید میں ہم یہ بات لکھ چکے ہیں کہ ہر ایک قوت کے تین درجے ہوتے ہیں اَفراط تفریط اور اعتدال - اعتدال محمود ہے اور افراط و تفریط نامحمود - اس قاعدے کی بنا پر قوّتِ تولید کی تفریط رہبانیّت ہے جس کی شارعِ اسلام نے اجازت نہیں دی لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ[1] - قتل نفس کا مجرم ایک نفس کو قتل کرتا ہے اور قوّتِ تولید کا باطل کرنے والا کئی نفوس کو جن کے پیدا کرنے کی خدا نے اس کو قابلیّت عطا کی تھی - یا دوسری عبارت میں یوں کہو کہ قوّتِ تولید کو باطل یا مُعطّل کرنے والا صریح خدا کے منشا کے خلاف کرتا ہے - مُسلمانوں میں تفریط کی مثالیں تو شاذ و نادر ملیں گی مگر افراط کی تو جتنی چاہو - قوّتِ تولید کو اعتدال پر لانے کے لیے خدائے تعالیٰ نے جہاں بہت سے احکام جاری کیے ہیں اور وہ ہماری اِس کتاب کے مَوقعِ مناسب پر مرقوم بھی ہیں وہاں ایک روک حیا کی بھی ہے یعنی حیا بھی ایک خلقی قوّت ہے اور وہ قوّتِ تولید کی روک تھام کے لیے دی گئی ہے - مدّتوں ہم سمجھتے رہے کہ شروع شروع میں آدمی مرد و زن سب ننگے دھڑنگے پھرتے ہوں گے پھر جسم کو مینہ بوندی گرمی سردی سے بچانے کے لیے بدن کے ڈھکنے کا خیال آیا پھر تہذیب شایستگی کی طرف ترقی کرنے سے سترِ عورت پر زور دیا جانے لگا - پھر سترِ عورت میں مزید احتیاط سے مردوں اور عورتوں کے شرعی پردے کا معیار قائم ہوا - لیکن اس سے یہ بات لازم آتی تھی کہ حیا خلقی قوّت نہیں ہی ایک دن سورہ اعراف کی آیہ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ[2] سے تسکین ہو گئی کہ نہیں حیا فطری قوّت ہے - ہاں یہ بات ضرور ہے کہ دوسری فطری قوتوں کی طرح گھٹ بڑھ سکتی ہے - دوسری بات جو حیا کے بارے میں کہنے کی ہے یہ ہے کہ ہم نے تمام اخلاق کو حفظِ نفس پہ متفرع کیا ہے اس کا مطلب یہ کہ آدمی جو کچھ بھی کرتا ہے اپنے نفس کے حفظ کے لیے کرتا ہے - وہ کھاتا ہے حفظِ نفس کے لیے - سوتا ہے حفظِ نفس کے لیے - لڑتا ہے حفظِ نفس کے لیے - غرض جو کچھ بھی کرتا ہے حفظِ نفس کے لیے تو کیا ہر فعل ہر نقل و حرکت میں جان کا بچانا مقصود ہوتا ہے بلکہ آرام و آسایش اور امن و عافیت اور خوش حالی اور خوشی اور اطمینان یہ سب چیزیں بھی حفظِ نفس کے ضمیمے اور حفظِ نفس میں داخل ہیں - دوسری بات یہ ہے کہ "آدمی کو جان عزیز ہے" کے یہ معنے ہیں کہ وہ اپنی جان کو متصف بجمیع الکمالات سمجھتا ہے گو اُس کو اِس کا شعور نہ بھی ہو - "ہر کسے را عقلِ خود بکمال و فرزندِ خود بجمال" اور حیا نام ہے اُس رنج کا جو آدمی کو دوسرا

سلہ[1] اسلام میں رہبانیت نہیں ہے ۱۲

سلہ[2] تو جوں ہی اُنھوں نے (یعنی آدم و حوّا نے) درخت کے پھل کو چکھا تو دونوں کے پردہ کرنے کی چیزیں اُن کو دکھائی دینے لگیں اور لگے بہشت کے پتوں کو اپنے اُوپر چپکانے ۱۲

اپنے کسی عیب کے ظاہر ہونے سے ہوتا ہے یوں حیا حفظِ نفس کی فرع قرار پاتی ہے آدمی دوسروں پر اپنے عیب کا ظاہر ہونا نہ چاہے گا تو ضرور وہ کبھی نہ کبھی ازالۂ عیب کر کے رہے گا۔ یہ ہیں معنے اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ[1] کے۔ کمالِ حیا یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس سے شرم کرے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت روایت ہے کہ وہ تنہائی میں بھی برہنہ نہیں نہاتے تھے اور کمالِ ایمان یہ ہے کہ آدمی خدا سے جو دانائے نہان و آشکارا ہے شرم کرے[2]

اِنِّیْ لَمُسْتَتِرٌ مِّنْ عَیْنِ جِیْرَانِیْ ۔۔۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارِیْ وَاِعْلَانِیْ

پھر صرف قوتِ تولید سے حیا کے متعلق ہونے کے کیا معنے؟ ہر گناہ پر ہر خلافِ شرع پر آدمی کو شرمندہ ہونا چاہیے ٭

[1] حیا ایمان کی ایک شاخ ہے ۱۲ [2] میں اپنے پڑوس کی آنکھ سے چھپا ہوا ہوں اور خدا میرا چھپانا اور میرا ظاہر کرنا سب کچھ جانتا ہے ۱۲ ٭

توکّل[ع]

وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ فَاعْبُدْہُ وَتَوَکَّلْ عَلَیْہِ ط وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔ (ھود ع ١٠)

اور آسمانوں اور زمین میں جو غیب کی باتیں ہیں اُن کا علم اللہ ہی کو ہے اور ہر ایک کام (کا دار و مدار) آخر کار اُسی پر جا کر ٹھیرتا ہے تو (اے پیغمبر) اُسی کی عبادت کرو اور اُسی پر بھروسا رکھو اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار اس سے غافل نہیں

اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۔ (التوبۃ ع ٦ پارہ ١٠)

(لوگو!) اگر تم رسول کی مدد نہ بھی کرو تو کچھ پروا کی بات نہیں اللہ اُن کا مددگار ہے اور اُسی نے اپنے رسول کی مدد اُس وقت بھی کی تھی جب کافروں نے اُن کو (ایسا بے سر و سامان گھر سے) نکال باہر کیا کہ صرف دو آدمی اور دوسرے (پیغمبر) اُس وقت یہ دونوں غارِ (ثور) میں تھے (اور) اُس وقت پیغمبر اپنے ساتھی (ابوبکر) کو سمجھا رہے تھے کہ (کچھ) رنج (وفکر) نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اپنے پیغمبر پر اپنی (طرف سے) تسلی اُتاری اور اُن کو (فرشتوں کی) ایسی فوجوں سے مدد دی جن کو تم لوگ نہ دیکھ سکے اور کافروں کی بات کو ہیٹا کر دیا اور (سدا) اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب (اور) صاحبِ تدبیر ہے[ف۱]

[ع] اس عنوان میں ہم نے صرف دو آیتیں لی ہیں ورنہ قرآن میں بے شمار آیتیں ہیں جن کے مضمون سے توکل کی نشان نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے اس کتاب کے پہلے حصے حقوق اللہ میں بھی ہم نے توکل کا عنوان قائم کیا ہے وہاں متعدد آیتیں مع ترجمہ اور بلا ترجمہ نقل کی ہیں اس کے ساتھ اُسے بھی پڑھو ۱۲

[ف۱] پیغمبر صاحب نے کامل دس برس مکے میں دینِ اسلام کی منادی کی اور طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں جو کافروں سے پہنچیں نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اُن کو برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ کافر اُن کے مار ڈالنے کے منصوبے کرنے لگے جب یقین ہو گیا کہ اب اِن (بقیہ صفحہ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (صحيحين)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے ستّر[1] ہزار آدمی بے حساب جنت میں جائیں گے (اور) یہ وہ لوگ ہوں گے جو دُنیا میں نہ تو منتر جنتر کراتے تھے نہ شگون بد لیتے تھے بلکہ ہر حال میں اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے تھے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا (ترمذی ابن ماجۃ)

عمر بن الخطاب کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا لوگو! اگر تم خدا پر بھروسا رکھتے جیسا اُس کے بھروسا رکھنے کا حق ہے تو وہ تم کو اُسی طرح روزی دیتا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے جاتے اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ

جابر سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا اور جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُدھر سے لوٹے تو یہ بھی آپ کے ساتھ لوٹے۔ لوٹتیوں کو بڑے گھندار درختوں کی ایک صحرا میں دوپہر ہو گئی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم وہاں اُتر پڑے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷ ہو گو کہ کوئی ہاتھ سے جان کا بچنا مشکل ہے تو پیغمبر صاحب شب کے وقت حضرت علیؓ کو اپنے بچھونے پر لٹا حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کے نکل تین میل کے فاصلے پر جبل ثور کے غار میں جا چھپے اُدھر کافروں نے خبر پاتے ہی جستجو شروع کی پیغمبر صاحب غار میں چھپے بیٹھے ہیں اس غار پر کافروں کا گزر بھی ہوا مگر خدا نے اُن کو اندھا کر دیا اور پیغمبر صاحب کو نہ دیکھ سکے یہ اسی وقت کا مذکور ہے کہ حضرت ابوبکرؓ غار کے سر پر کافروں کا چلنا پھرنا دیکھ کر گھبراتے تھے اور پیغمبر صاحب اُن کو تسلی دیتے تھے اس موقع کا استقلال اس درجے کا توکل پیغمبر کے سوا کسی سے ہو نہیں سکتا۔ غرض جب نواح مکہ کی جستجو کی شورش فرو ہوئی تو پیغمبر صاحب سیدھا رستہ چھوڑ بالا بالا کترا تے ہوئے مدینے نکل گئے۔ اسی کا نام ہے ہجرت جس سے مسلمانوں کا سنہ ہجری شمار کیا جاتا ہے جب تک غار میں رہے ابوبکرؓ کے گھر سے کھانے اور سواری کا انتظام ہوتا رہا حضرت ابوبکرؓ کی یہ بڑی خدمت نمایاں ہے جس کو کوئی مسلمان فراموش نہیں کر سکتا اور اس آیت میں جو فرشتوں کی مدد کا مذکور ہے کیا تعجب ہے کہ ہجرت کے وقت بھی فرشتے آئے ہوں اور اُنھوں نے کسی تدبیر سے کافروں کو اندھا اور بے قابو کر دیا ہو یا شاید جنگ بدر و حنین کی طرف اشارہ ہو کہ ان لڑائیوں میں فرشتوں کا آنا اور مدد کرنا بصراحت قرآن سے ثابت ہے ۱۲+

[1] عرب کے محاورے میں سبعة اور سبعین کثرت پر دلالت کرتا ہے عدد خاص مراد نہیں ہوا کرتا تو ستر ہزار سے مراد ہے ہزارہا یعنی بہت ۱۲+

رسول الله صلى الله عليه وسلم
وتفرق الناس يستظلون بالشجر
فنزل رسول الله صلى الله عليه
وسلم تحت سمرة فعلق بها سيفه
ونمنا نومة فإذا رسول الله صلى الله
عليه وسلم يدعونا وإذا عنده
أعرابي فقال إن هذا اخترط علي
سيفي وأنا نائم فاستيقظت وهو
في يده صلتا قال من يمنعك مني فقلت
الله ثلاثا ولم يعاقبه وجلس متفق عليه
وفي رواية أبي بكر الإسمعيلي في صحيحه
فقال من يمنعك مني قال الله فسقط
السيف من يده فأخذه رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال من يمنعك
مني فقال كن خير آخذ فقال

اور لوگ درختوں کے سایے کی تلاش میں اِدھر اُدھر
متفرق ہوگئے پیغمبر صاحب کیکر کے ایک اُونچے درخت
کے نیچے اُترے اور آپنے اپنی تلوار اُس میں لٹکا دی جابر
کہتے ہیں ہم سب لوگ سو گئے تھوڑی دیر کے بعد چانک پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے بُلانے کی آواز ہمارے کانوں
میں پہنچی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک صحرا نشین بدوی
آپ کے پاس موجود ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ اس
شخص نے مجھ پر تلوار سونت لی تھی جبکہ میں سوتا تھا
میں بیدار ہوا تو اِس کے ہاتھ میں تلوار دیکھی کھنچی ہوئی
اور یہ کہہ رہا تھا کہ بتاؤ اب مجھ سے تمھیں کون بچا
سکتا ہے میں نے تین دفعہ کہا کہ خدا بچا سکتا ہے
جابر کا بیان ہے کہ بدوی کو پیغمبر صاحب نے کسی طرح
کی بھی سزا نہیں دی اور خاموش بیٹھ گئے (صحیحین)
ابو بکر اسمٰعیل نے اپنی صحیح میں اتنا اور زیادہ کیا ہے
کہ بدوی نے پیغمبر صاحب کی طرف روئے سخن کر کے
کہا کہ اب تمھیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے پیغمبر صاحب نے
فرمایا خدا یہ کہنا تھا کہ اُس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی پیغمبر
صاحب نے جھٹ اٹھالی اور فرمایا اب تو کہہ کہ تجھے مجھ سے
کون بچا سکتا ہے بدوی نے کہا کہ آپ بہتر پکڑنے والے
ثابت ہو جیئے (جو قہر سے پکڑتا اور لطف و مہربانی سے
چھوڑ دیتا ہے) پیغمبر صاحب نے فرمایا

أتشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول
الله قال لا ولكني أعاهدك أن لا أقاتلك و
لا أكون مع قوم يقاتلونك فخلى سبيله فأتى
أصحابه فقال جئتكم من عند خير الناس

کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود
نہیں اور میں رسول خدا ہوں بدوی بولا کہ میں اس کی شہادت تو
دیتا نہیں ہاں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اس کے بعد آپ سے نہ تو خود لڑوں گا
نہ اُن لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ سے لڑیں گے پیغمبر صاحب نے
اُسے چھوڑ دیا پھر اُس نے اپنے لوگوں میں جا کر کہا کہ میں تمھارے
پاس سب آدمیوں میں سے بہترین آدمی کے پاس سے آیا ہوں

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ
یَا اَبَا بَکْرٍ حَدِّثْنِیْ کَیْفَ صَنَعْتُمَا حِیْنَ سَرَیْتَ
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَسْرَیْنَا لَیْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰی قَامَ قَائِمُ الظَّهِیْرَةِ
وَخَلَا الطَّرِیْقُ لَا یَمُرُّ فِیْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ
طَوِیْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَیْهِ الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا
عِنْدَهَا وَسَوَّیْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
مَکَانًا بِیَدَیَّ یَنَامُ عَلَیْهِ وَبَسَطْتُّ عَلَیْهِ فَرْوَةً
وَّقُلْتُ نَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ مَا حَوْلَکَ
فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ فَاِذَا
بِرَاعٍ مُّقْبِلٍ قُلْتُ اَفِیْ شَائِکَ لَبَنٌ قَالَ
نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلُبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً
فَحَلَبَ فِیْ قَعْبٍ کُثْبَةً مِّنَ اللَّبَنِ وَمَعِیْ اِدَاوَةٌ
حَمَلْتُهَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْتَوِیْ
فِیْهَا یَشْرَبُ وَیَتَوَضَّأُ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِی النَّوْمِ فَکَرِهْتُ اَنْ
اُوْقِظَهٗ فَوَافَقْتُهٗ حَتَّی اسْتَیْقَظَ فَصَبَبْتُ
مِنَ الْمَاءِ عَلَی اللَّبَنِ حَتّٰی بَرَدَ اَسْفَلُهٗ فَقُلْتُ
اشْرَبْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ

عازب کے بیٹے براء اپنے باپ یعنی عازب سے روایت کرتے
ہیں کہ عازب نے ابو بکر صدیق رض سے کہا اے ابو بکر جب تم
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکّے سے نکل کر رات
کو چلے تھے مجھے اُس کی کیفیت تو بتاؤ (کہ تم نے اور پیغمبر صاحب نے
کیا کیا) ابو بکر صدیق نے کہا ہم تمام رات چلا کیے اور رات کے بعد
جو دن ہوا تو اُس کے ایک حصّے میں بھی چلتے رہے یہاں تک
کہ جب ٹھیک دوپہر ہوئی اور رستہ مسافروں سے خالی
ہو گیا کہ کوئی چلتا پھرتا نظر نہ آیا تو ہمیں دُور سے ایک بڑا اونچا
پتھر نظر پڑا جس کا سایہ بھی تھا پس ہم اُس پتھر کے پاس اُتر
پڑے میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آرام کرنے کے لیے
اپنے ہاتھوں سے ایک جگہ ہموار برابر کر دی اور وہاں پوستین
بچھا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ سو رہیے اور میں آپ کے
چوطرفہ کی نگہبانی اور پاسبانی کرتا ہوں چنانچہ پیغمبر صاحب تو سو
رہے اور میں آپ کی نگہبانی کرنے کے لیے باہر نکل آیا دیکھتا کیا
ہوں کہ ایک چرواہا چلا آ رہا ہے میں نے اُس سے کہا کیا تیری
بکریوں میں دُودھ ہے اُس نے کہا ہاں (ہے) میں نے کہا بھلا
تو دودھ دوہ سکتا ہے گڈریے نے جواب دیا کہ دوہ سکتا ہوں
چنانچہ اُس نے ایک بکری پکڑی اور کاٹھ کے پیالے میں
قدرے دودھ دوہا۔ میرے پاس ایک لوٹا تھا جو چلتے وقت
میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اُٹھا لیا تھا کہ آپ اُس
میں سیر ہو جاتے تھے اُس سے پیتے بھی اور وضو بھی کر لیتے
تھے تو میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا دیکھا تو آپ سوتے
ہیں مجھے آپ کو جگانا بھلا نہ معلوم ہوا اور میں نے پیغمبر صاحب
کو سونے دیا یہاں تک کہ آپ خود بیدار ہوئے میں نے دودھ
پر سرد پانی ڈالا اور اتنا ڈالا کہ دودھ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لیجیے نوش کیجیے۔ پیغمبر صاحب نے
یہاں تک سیر ہو کر پیا کہ میں خوش اور راضی ہو گیا

ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا
بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ
فَقُلْتُ أُتِينَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ
إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ إِلٰى بَطْنِهَا
فِي جَلَدٍ مِّنَ الْأَرْضِ فَقَالَ إِنِّي أَرَاكُمَا دَعَوْتُمَا
عَلَيَّ فَادْعُوَا لِي فَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا
الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى أَحَدًا إِلَّا قَالَ كُفِيتُمْ
مَا هٰهُنَا فَلَا يَلْقٰى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهٗ (صحیحین)

اس کے بعد پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں
آیا میں نے عرض کیا ہاں کوچ کرنے کا وقت آگیا ہے ابوبکرؓ
کہتے ہیں تو ہم نے آفتاب کے ڈھل جانے کے بعد کوچ کیا اور ادھر سراقہ
بن مالک ہمارے پیچھے لگا چلا آرہا تھا جب وہ بہت ہی قریب آگیا
تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سراقہ نے ہمیں آلیا پیغمبر صاحب
نے فرمایا ابوبکر غم نہ کر خدا ہمارے ساتھ ہے ف اس کے بعد
پیغمبر صاحب نے سراقہ کو بددعا دی اور اس کا گھوڑا اسے سخت زمین
میں اپنے پیٹ تک دھنسا سراقہ بولا کہ میں دیکھتا ہوں تم دونوں نے میرے
حق میں بددعا کی ہے تو میرے لیے دعا کرو خدا تم دونوں کا حامی
مددگار ہے۔ میں اُن لوگوں کو واپس کردوں گا جو تمہارے
کھوج میں پیچھے لگے چلے آرہے ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ سلم نے
سراقہ کے لیے دعا کی اور اس نے دھنسنے سے نجات پائی پھر
لوٹتے میں جو اُسے ملتا تھا ہر شخص سے یہی کہتا تھا کہ بس کرو
آگے نہ جاؤ میں ڈھونڈ آیا ادھر کوئی نہیں ہے الغرض سراقہ کے
سامنے جو شخص آیا اس نے اُسے واپس کردیا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ
قَالَ نَظَرْتُ إِلٰى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ عَلٰى رُؤُوسِنَا
وَنَحْنُ فِي الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ
نَظَرَ إِلٰى قَدَمِهٖ أَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ
بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا (صحیحین)

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے
کہا جب ہم غار (ثور) میں (مخفی) تھے تو میں نے اپنے
سر پر مشرکوں کے پاؤں دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ
اگر ان میں کا کوئی بھی اپنے پاؤں کی طرف دیکھے گا تو
ہمیں دیکھ پائے گا پیغمبر صاحب نے فرمایا ابوبکر! تیرا اُن
دو شخصوں کے ساتھ کیا گمان ہے جن کے ساتھ
تیسرا خدا ہے (یعنی خدا اُن کا حامی و مددگار ہے) ف۲

ف یہیں سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال استقلال و توکل ظاہر ہوتا ہے اور اسی لیے ہمیں عنوانِ توکّل میں اتنی بڑی حدیث لینے کی ضرورت پڑی ۱۲ ف۲ یہ حدیث ہجرت کا ابتدائی قصہ ہے کہ پیغمبر صاحب اور ابوبکر صدیق بیتِ نبوت سے نکل کر غارِ ثور میں پہنچ گئے جو مکے سے قریباً تین میل کے فاصلے پر ہے مشرکینِ مکہ جو پیغمبر صاحب کے مکان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے انھیں خبر ہوئی تو آپ کی جستجو میں چاروں طرف پھیل گئے غارِ ثور پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق نے یہ عرض کیا غارِ ثور کچھ اس ڈھب پر واقع ہے کہ اگر کوئی اس کے دروازے پر کھڑا ہو جائے تو اندر والے کو اس کے قدم دکھائی دیں اور اگر یہ شخص اپنے قدموں کی جگہ آنکھ رکھ کر دیکھے تو اندر والے کو دیکھ پائے ۱۲

من المترجم۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ابو البشر آدم علیہ السلام کو زمین پر بسنے کا حکم دیا تو آدم علیہ السلام بیک بینی و دو گوش زمین پر اُتر آئے۔ آرام و آسایش اور تکلفات کا کیا ذکور ہے بیچارے کو جینے کے لالے پڑے ہوں گے مگر اُنھوں نے اور اُن کی نسل نے بزورِ عقل زمین کو ایسا آراستہ کیا کہ اپنے اصلی گھر بہشت کو بھی بھول گئے۔ اگر مجبوری کا مرنا نہ ہو تو ہم میں سے کوئی بھی بطوعِ خاطر دُنیا سے جانا نہیں چاہتا یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ۔ شاعر لوگ دنیا کو اُس کی عمر کے خیال سے زالِ دنیا باندھتے ہیں مگر دُنیا عجیب طرح کی بڑھیا ہے کہ عمر کے ساتھ ساتھ اُس کا جوبن نکھرتا چلا آتا ہے یعنی دنیا تہذیب شایستگی میں یوماً فیوماً و ساعۃً فساعۃً و آناً فآناً ترقی کر رہی ہے اور آرام و آسایش کے نئے نئے ساز و سامان مہیا ہوتے چلے جا رہے ہیں مگر کس کے کرنے سے؟ خود آدمی اور خدا دونوں کے کرنے سے! ہمارا یہ کہنا موہمِ شرک نہ ہو لَا تُشْرِكْ بِهٖ شَيْئًا۔ آدمی کی شرکت سے مُراد یہ ہے کہ آدمی کو خدا کی ساتھ وہ نسبت ہے جو اوزار کو کاریگر کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یُوں کہو کہ خدا اپنی بعض قُدرتیں آدمی کے ذریعے سے ظاہر فرماتا ہے۔ بیش برین نیست کہ آدمی ایک طرح کا معمار ہے لکڑی۔ اینٹ۔ پتھر لو ہا آل مسالہ صاحبِ خانہ کا ان چیزوں کو ایک وضعِ خاص پر ترتیب دینے والا راج۔ زمین اور آسمان اور جو کچھ بھی خدا کی ذاتِ پاک کے علاوہ دُنیا جہان میں ہے خدا کی مخلوق ہے اُسی نے اِن کو پیدا کیا۔ اُسی نے ہر ایک مخلوق میں خاصیتیں رکھیں۔ اُسی نے مخلوقات میں علت و معلول کا تعلق لگایا۔ اُسی نے آدمی کو عقل دی کہ مخلوقات کی خاصیتوں اور اُن کے باہمی تعلقاتِ علیت و معلولیت کو معلوم کر کے اُن خاصیتوں اور تعلقات کی رعایت سے مخلوقات میں تصرف کرے۔ چیزوں کے خواص چیزوں کے تعلقاتِ علیت و معلولیت قوانینِ قدرت یا قوانینِ فطرت کہلاتے ہیں جن میں کسی طرح کی تغیر و تبدل ہو نہیں سکتی۔ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا۔ مثال کے طور پر ایک ریل کو لو جو اِن وقتوں کی عجیب اور مفید ایجاد ہے اِس کے اُصول ہیں آگ اور پانی اور حرکت۔ ریل کا مُوجد ایک شخص تھا جو اتفاق سے چاہ کی کیتلی میں پانی کو جوش دے رہا تھا۔ پانی میں اُبال آیا تو اُس نے دیکھا کہ بھاپ کے زور سے کیتلی کا ڈھکنا اُوپر کو اُٹھتا اور اُبھرتا ہے۔ پھر اُس نے سیدھے سبھاؤ ڈھکنے پر ایک چھٹنکی رکھ دی جو اتفاق سے اُس کے پاس پڑی تھی تو اُس نے دیکھا کہ ڈھکنا چھٹنکی سمیت بھی اُبھرتا ہے۔ پھر وہ ڈھکنے کا بوجھ بڑھاتا گیا اور اُس کو ثابت ہوا کہ بھاپ میں اتنا زور ہے کہ ڈھکنے پر کتنا ہی بوجھ رکھو بھاپ کیتلی میں سے نکل کر رہے گی اور بھاپ کے ساتھ ڈھکنا بھی ضرور اُوپر اُٹھے گا۔ پس یہ بُنیاد ہے ریل کے ایجاد کی۔ خدا نے اپنے بندوں میں سے کسی کے ذہن میں برکت دی ہے تو انسان ضعیف البیان نے دنیا میں بڑے بڑے کام کیے ہیں ہر چند ریل فی نفسہ بڑا عظیم الشان کام ہے مگر ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ موجدِ ریل نے اِس میں اپنی کتنی پیری خرچ کی ہے آگ اور پانی اور حرکت اور اِن کے خواص اِن میں تو آدمی کا کچھ دخل نہیں یہ سب تو خدا ساز چیزیں ہیں۔ آدمی کا تو ریل میں اِتنا ہی دخل ہے کہ پانی کو آگ کے پاس رکھا۔ خداداد خاصیت سے پانی بھاپ

سلہ اِن میں سے ایک ایک چاہتا ہے کہ ای کاش اُس کی عمر ہزار برس کی ہو ۱۲ سلہ (اے پیغمبر) تم خدا کے قاعدے کو ہرگز بدلتا ہوا نہ پاؤگے اور خدا کے قاعدے کو ہرگز ٹلتا ہوا پاؤگے ۱۲

کی شکل میں مستحیل ہوا۔ آدمی نے ہر طرف سے بھاپ کو روک کر ایک رستہ کھلا رکھا۔ بھاپ کے ساتھ بوجھ باندھ کر بھاپ کے نکلنے کو باقاعدہ بنا دیا۔ ریل چل نکلی۔ ان باتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ دنیا میں خدا اور آدمی دونوں ملے جُلے کیا کام کرتے ہیں اب آؤ توکل پر کہ توکل کیا چیز ہے؟ توکل کے معنے ہیں بھروسا کرنا۔ تو اگر خدا پر اس طرح کا بھروسا کیا جائے کہ ہم ایک کام کرنا چاہتے ہیں خدا کا ہاتھ اُس میں ضرور ہوگا جیسا کہ ریل کی مثال میں تم کو سمجھا دیا گیا ہے۔ اگر ہم خدا پر بھروسا کریں کہ وہ اپنے کرنے کا کام کرے اور وہ کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے بلکہ ہم نواب کرنے بیٹھے ہیں اُس کو جو کچھ کرنا تھا ہمیشہ کے لیے کرچکا جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ[1] تو ایسا بھروسا بجا اور واجبی بھروسا ہے ریل کی مثال میں نہ صرف آگ اور پانی اور حرکت اور ان کے خواص خدا کے کام ہیں بلکہ موجدِ ریل کے ذہن کو ریل کی طرف رہنمائی کرنا جس کو توفیق کہتے ہیں یہ بھی خدا کا کام ہے۔ اور یہی حال آدمی کے ہر ایک چھوٹے بڑے کام کا ہے لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ[2] خدا پر اس قسم کا بھروسا آدمی کا فعلِ اضطراری ہے کہ چار و ناچار کرنا ہی پڑتا ہے اس لیے کہ سب کام خدا کے اختیار اور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ آدمی کی محدود قدرت برائے نام قدرت ہے۔ یہ ہے توکل کی اصل حقیقت اور اس میں کسی طرح کی بُرائی بھی نہیں۔ مگر لوگوں نے توکل کے معنی غلط سمجھ رکھے ہیں ان کے ہاں توکل کے یہ معنے ہیں کہ آدمی اپنے کرنے کا کام بھی نہ کرے اور چاہے کہ بے بوئے جوتے بے پیسے پکائے بے ہاتھ ہلائے بے مُونہ چلائے خدا اس کا پیٹ بھر دیا کرے اور بھوکا ہے تو خدا کو الزام دے کہ وہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا[3] کا اقرار پورا نہیں کرتا مسلمانوں کے تنزل کے جہاں اور بہت سے اسباب ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مولویوں اور مشائخوں یعنی ان کے مذہبی پیشواؤں نے زبانِ مقال اور زبانِ حال یعنی اپنے ظاہری نمونوں سے توکل کے معنے غلط سمجھائے اب وہ کوشش ہی نہیں کرتے اور کرتے بھی ہیں تو ع این رہ کہ تو مے روی بترکستان است ٭ یا ادھوری جان توڑ کر نہیں اور اسی وجہ سے اُن کی سعی نامشکور ہوتی ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اور قرونِ اُولیٰ کے مسلمان توکل کے معنے ہم سے یقیناً بہت بہتر سمجھتے تھے مگر اُن کا طرزِ عمل کیا تھا۔ کیا انھوں نے صرف دعاؤں کی برکت سے اسلامی سلطنت قائم کرلی تھی؟ کون سی زحمت۔ کون سی مشقت۔ کون سی تکلیف تھی جو انھوں نے اپنی دنیاوی حالت کے بہتر کرنے کے لیے نہیں اُٹھائی۔ وہ اپنے توکل اپنی خوش حالی اپنی حکومت ہی کو اعلاء کلمۃ اللہ اور عین دین سمجھتے اور اس کے لیے ہاتھ پاؤں سے دل و جان سے مال سے کوشش کرتے تھے ٭

[1] جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ قلم لکھ کر خشک ہو چکا [2] بے حکم خدا ایک ذرہ بھی نہیں ہل سکتا [3] جتنے جاندار زمین پر چلتے پھرتے ہیں ان سب کی روزی اللہ ہی کے ذمے ہے

صبر یعنی نفس کشی اور قناعت

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ

(اور مسلمانو مصیبت کی برداشت کے لیے) صبر اور نماز کا سہارا پکڑو اور البتہ نماز شاق ہے مگر ان پر نہیں جو خاکسار ہیں (اور) جو یہ خیال ہر پیشِ نظر رکھتے ہیں۔

آیت	ترجمہ
اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرۃ ع ۵ پارہ ۱)	کہ وہ (آخرِکار) اپنے پروردگار سے ملنے والے اور اُسی کی طرف لَوٹ کر جانے والے ہیں ف۱
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ (بقرہ ع ۱۹ پارہ ۲)	مُسلمانو! (تم کو کسی طرح کی مشکل پیش آئے تو اُس کے مقابلے کے لیے) صبر اور نماز سے مدد لو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے ف۲ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُن کو مرا ہوا نہ کہنا (وہ مرے نہیں) بلکہ زندہ ہیں مگر (اُن کی زندگی کی حقیقت) تم نہیں سمجھتے اور البتہ ہم تم کو تھوڑے سے خوف سے اور بھوک سے اور مال اور جان اور پیداوار (اراضی) کی کمی سے آزمائیں گے اور (اے پیغمبر) صبر کرنے والوں کو (خوشنودیِ خدا اور کشائش کی) خوشخبری سُنا دو کہ جب اُن پر مُصیبت آ پڑتی ہے تو بول اُٹھتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں (وہ ہم کو جس حال میں چاہے رکھے) اور ہم اُسی کی طرف لَوٹ کر جانے والے ہیں
لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۟ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (آلِ عمران ع ۱۹ پارہ ۴)	مُسلمانو! تمہارے مالوں (کے نقصان) اور تمہاری جانوں (کے زیاں) میں ضرور تمہاری (ایمانداری کی) آزمائش کی جائے گی اور جن لوگوں کو تم سے پہلے (آسمانی) کتابیں دی جا چکی ہیں (یعنی یہود و نصارٰی) اُن سے اور مشرکینِ (مکّہ) سے تم بہت سی ایذا کی باتیں (بھی) ضرور سُنو گے اور اگر صبر کیے رہو اور پرہیزگاری (کو ہاتھ سے نہ جانے دو) تو بے شک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں

ف۱ صبر ایک ایسی خصلت ہے کہ جو اس کو اختیار کر لیتا ہے دنیا کی تکلیفیں اُس پر آسان ہو جاتی ہیں اور یہی حال نماز کا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سن رکھو کہ یادِ الٰہی سے دل تسلّی پاتے ہیں) اور جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی عادت تھی کہ جب آپ کو کسی طرح کی تشویش لاحقِ حال ہوتی تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے مگر جن لوگوں کو خدا کا اور عاقبت کا خیال نہیں اُن کو نماز کی پابندی بھی بجائے خود ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے ۱۲ ف۲ مطلب یہ ہے کہ انسان صبر کی عادت کر لیتا ہے تو اُس کو مصیبت کی ایذا کم محسوس ہوتی ہے ؎ رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج ✤ مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں ۱۲

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ۝ (النحل ع ۱۶ پارہ ۱۴)

اور (مسلمانو! دین کی بحث میں مخالفین کے ساتھ) سختی بھی کرو تو ویسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی ہو اور اگر (لوگوں کی ایذاؤں پر) صبر کرو تو بہرحال صبر کرنے والوں کے حق میں صبر بہتر ہے اور (اے پیغمبر تم مخالفوں کی ایذاؤں پر) صبر کرو اور خدا کی توفیق کے بدون تم صبر کر ہی نہیں سکتے اور ان (مخالفوں) کے حال پر افسوس کرو اور یہ لوگ جو (تمہاری مخالفت میں) تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو (کیونکہ) جو لوگ پرہیز کرتے ہیں اور جو (لوگوں کے ساتھ) حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اللہ اُن کا ساتھی ہے۔

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ (مسلم)

صہیبؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا بھی عجیب حال ہے کہ اُس کی ساری شانیں اُس کے حق میں نیک ہی نیک ہیں اور یہ شان مومن کے سوا اور کسی کو نصیب نہیں (دیکھو) اُس کا حال یہ ہے کہ اگر خوش حالی پونہچتی ہے شکر کرتا ہے تو یہ شکر اُس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر بدحالی پیش آتی ہے صبر کرتا ہے تو یہ صبر اُس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا لڑکے! خدا کے حق کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کرے گا تو اُس کو نگاہ رکھ اور اُس کا مراقب رہ اُسے اپنے سامنے پائے گا۔ اور تجھے کچھ مانگنا ہو تو خدا ہی سے مانگ اور جب مدد مانگنے کی ضرورت ہو تو خدا ہی سے مانگ اور جانے رہ کہ اگر ساری خلقت جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نفع پونہچانا چاہے تو ہرگز نفع نہیں پونہچا سکتی مگر اُسی چیز سے جو خدا تیرے لیے لکھ چکا ہے اور اگر جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نقصان پونہچانا چاہے تو ہرگز نقصان نہیں پونہچا سکتی مگر اُسی چیز سے جو خدا تیرے حق میں مضر لکھ چکا ہے قلم اُٹھا لیے گئے اور رجسٹر خشک کر دیئے گئے ف۱

ف۱ قلموں اور صحیفوں سے اشارہ ہے لوحِ محفوظ کی طرف۔ لوحِ محفوظ سے مراد ہے علمِ آلہی کتاب کے ضلع میں بطورِ استعارہ اس کو لوحِ محفوظ کہا جاتا ہے کہ خدا نے تمام واقعاتِ عالم جزو کل قلیل و کثیر پیش از پیش ایک تختی میں لکھوا کر ختم کر دیا وہ محفوظ ہے کہ اُس میں کسی طرح کا ردّو بدل نہیں ہو سکتا۔

تَعَرَّفْ اِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَعْمَلَ لِلّٰهِ بِالرِّضَاءِ فِي الْيَقِيْنِ فَافْعَلْ فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَاِنَّ فِي الصَّبْرِ عَلٰى مَا تَكْرَهُ خَيْرًا كَثِيْرًا وَاعْلَمْ اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَالْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ

لڑکے! تو فراخی اور آسانی میں خدا کی طرف متوجہ ہو اور حقِ نعمت پہچان وہ سختی اور شدت کی حالت میں تیری طرف متوجہ ہوگا پس اگر تُو خاص خدا کے لیے یقین اور خوش دلی کے ساتھ کوئی کام کر سکے تو کر کہ یہ بہت بڑا کام ہے اور اگر تُو ایسا نہ کر سکے تو صبر کر کیونکہ محنت و بلا پر صبر کرنے میں بڑا ثواب ہے اور جانے رہ کہ خدا کی مدد صبر کے ساتھ اور کشود کار محنت و غم کے ساتھ ہے یعنی ہر بستگی کے بعد کشادگی اور ہر غم کے پیچھے راحت ہے اور بے شک ہر سختی کے بعد آسانی ہے اور ایک سختی دو آسانیوں پر کبھی غالب نہیں آ سکتی ف

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ (مسلم)

عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خدا کی قضا و قدر کو تسلیم کیا اور بقدر حاجت روزی دیا گیا اور جو کچھ خدا کی طرف سے ملا اُس پر خدا نے اُسے قانع کر دیا اُس نے فلاح پائی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا (صحیحین)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ بارِ خدایا محمد کی اہل و اولاد کو اتنا رزق عنایت فرما جس سے اُن کی توانائی قائم رہ سکے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ (صحیحین)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیاوی مال و متاع کی کثرت کو تونگری نہیں کہتے بلکہ اصل تونگری یہ ہے کہ نفس قناعت اور بے نیازی کے ساتھ تونگر ہو

ف اشارہ ہے تیسویں پارے کی سورۃ الانشراح کے جملہ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا کی طرف۔ عربی کا قاعدہ ہے کہ نکرے کا اعادہ نکرے سے کیا جائے تو دونوں نکرے دو جدا گانہ فردوں پر دلالت کرتے ہیں اور اگر نکرے یا معرف باللام سے کیا جائے تو وہی فرد واحد مراد ہوتی ہے اس رُو سے آیۂ مذکورہ میں یُسر دو ہوئے اور عسر ایک دوسری جگہ قرآن میں ہے ارسلنا الی فرعون رسولا فعصٰی فرعون الرسول یہاں رسول اور الرسول دونوں سے موسیٰ مراد ہیں ۱۲

من المترجم قناعت بھی صبر کا ضمیمہ ہے اور بولنے میں یا تو دونوں کو ملا کر بولا جاتا ہے یا ایک کو دوسرے کا مرادف۔ مگر فی الواقع صبر و قناعت میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ صبر یعنی نفس کا روکنا۔ مجبور کرنا ہر طرح کی جسمانی روحانی

تکلیف کے انگیز کرنے سے ہوتا ہے مگر قناعت صرف اُس تکلیف کے برداشت کرنے سے جو حرص و طمع کی ناکامی سے ہو۔ انسانی طبیعت کا ایک خاصّہ یہ بھی ہے کہ آدمی ابنائے جنس خصوصاً اقران و امثال پر ہر طرح کی برتری اور بہتری چاہتا ہے اور وہ میسّر نہیں آتی تو اس کو تکلیف ہوتی ہے مگر وہ تکلیف اِدّعائی تکلیف ہوتی ہے اور یہ شخص خود اُس کا باعث ہوتا ہے اور آخر کار یہ مرض ترقی کرکے حسد کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جیسی یہ تکلیف خیالی ہوتی ہے اِس کا دفیعہ بھی خیالی ہے یعنی اِس کو اتنا تو سمجھنا چاہیے کہ یہ خدا کی نعمتوں اور برکتوں کا ٹھیکہ لے کر تو نہیں آیا۔ نعمتوں اور برکتوں کی تقسیم خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاۗءُ وَیَقْدِرُ[1] اور وُہی بندوں کی مصلحتوں سے بخوبی واقف ہے خود بندے نہیں جانتے اس واسطے کہ بندوں میں سے کسی کو علمِ غیب نہیں دیا گیا۔ پس جو آدمی دوسرے جیسا بننا چاہتا ہے کیا جانتا ہے کہ دوسرے کی حالت اس کے حق میں مُبارک ثابت ہو یا نا مُبارک وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاۗءَهٗ بِالْخَیْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا[2] اور اگر آدمی ناشکیبائی کی خصلت کو دل میں جگہ دے تو کیا اطمینان ہے کہ وہ دوسری حالت پر جس کی تمنّا کرتا ہے پوُرا پوُرا بس کرے گا

هفت اقلیم ار بگیرد بادشاه ... همچنان در بندِ اقلیمے دگر

پس انسان کسی حالت میں بھی ہو طمانینتِ نفس تو قناعت کے بدون ہوتی نہیں۔ قناعت کی صفت اپنے میں پیدا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ آدمی نعمتوں کا جو اُسے حاصل ہیں خیال کیا کرے تو پائے گا کہ ایک دو بات میں فی زعمہٖ چشموں سے کم ہے تو کتنی باتوں میں اُن سے بہتر بھی ہے۔ خدا کی نعمتوں کا کچھ حصر و شمار نہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ[3]۔ جو نعمتیں اُس کو حاصل ہیں اُن کی قدر نہیں کرتا یا دوسری تدبیر یہ ہے کہ اپنے سے فروتر آدمیوں کے حال پر نظر کیا کرے کہ آخر وہ بھی تو خدا کے بندے ہیں۔ یہ تو دنیا داروں کی سی باتیں ہیں۔ دین دار آدمی کا دل تو اِس سے تسلّی پاتا ہے کہ دنیا دار الامتحان ہے فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ڏ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ڏ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ[4]۔ خوش حال اور تنگ حال دونوں زیرِ امتحان ہیں اور انجام کار معلوم نہیں خوش حالی میں شکر اور نفعِ رسانیِ مستحقین کا اور تنگ حالی میں صبر و قناعت کا۔ رضا و تسلیم کا۔ غیرت اور خودداری کا امتحان لیا جاتا ہے۔ اگر تنگ حال امتحانِ صبر وغیرہ میں پوُرا اُترے تو اِس کے لیے لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ[5] موعود ہے دنیا کی خوش حالی عارضی چند روزہ عرضۂ خطرات اور فانی ہے اور اجرِ عاقبت اَبدی بے لَوث۔ اجرِ عاقبت کا اُمّیدوار دنیاوی تنگ حالی سے

---

[1] جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے ۱۲ [2] اور آدمی جس طرح (اپنے حق میں) بہتری کی دعا مانگتا ہے اسی طرح (دلگیر ہو کر کبھی) بُرائی کی بھی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے ۱۲

[3] اور اگر خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو اُن کو پورا پورا گن نہ سکو ۱۲ [3] کچھ شک و شبہہ نہیں کہ انسان بڑا ہی ناشکر ہے ۱۲

[4] لیکن انسان (کا حال یہ ہے کہ) جب اُس کا پروردگار (اِس طرح پر اُس کے ایمان) کو آزماتا ہے کہ اُس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ (خوش ہو کر) کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری (تعظیم) تکریم کرتا ہے اور جب وہ اُس (کے ایمان) کو (اِس طرح پر) آزماتا ہے کہ اُس کی روزی اُس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ (تنگ دل ہو کر بڑبڑاتا) ہے کہ میرا پروردگار مجھے ذلیل سمجھتا ہے ۱۲

[5] اور آخرت کا اجر بہت بڑا ہے ۱۲

کیوں تنگ دل ہونے لگا ؎

رنج راحت واں جو مطلب شد بزرگ — گرد گلہ طوطیائے چشم گرگ

[1]اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ آدمی کے اخلاق یعنی اُس کی خصلتوں کا بھی کچھ ٹھکانا نہیں - گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ - فضائل اور رزائل میں صرف ایک تاؤ بھاؤ کا فرق ہے - قناعت کے صفتِ برگزیدہ ہونے میں تو کچھ شک نہیں - مگر ان وقتوں کے مسلمانوں کو قناعت کی تعلیم دینا اُونگھتوں کا سلا دینا ہے - تعلیمِ اخلاق بھی ایک طرح کی طب ہے - طبِ متعارف طبِ جسمانی ہے اور اخلاق طبِ رُوحانی - طبیبِ جسمانی کیا کرتا ہے کہ جو خلط مقدارِ معتدل سے بڑھ گئی ہے اُس کو تنقیہ وغیرہ تدابیر سے کم کرتا ہے اور جو خلط درجۂ اعتدال سے گر پڑی ہے اُس کی تقویت کرتا ہے - اسی اُصول پر اخلاق میں بھی ہم کو عمل کرنا چاہیئے - ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں طلبِ دنیا کی کمی ہے اور اسی وجہ سے وہ سلطنت اور دولت اور عزت سب کچھ کھو بیٹھے ہیں اور رہی سہی کھونے چلے جا رہے ہیں تو ہمارا کام گرتوں کو اُبھارنا ہے - قناعت کی تعلیم سے ہم بیمار ادبار کے ہلاک کر دینے کے فکر میں ہیں ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کو تعلیمِ زہد کی ضرورت تھی - یہ وہ وقت تھا کہ مسلمان ملک پر ملک فتح کرتے چلے جاتے تھے اقبال ان کا غلام تھا اور دولت ان کی لونڈی - صاحبِ نصاب زکوٰۃ لیے لیے پھرتے تھے اور کوئی لینے کی ہامی نہیں بھرتا تھا - خوف تھا کہ کہیں [2]كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا کے وعید میں نہ آ جائیں یا اب معاش کے اعتبار سے فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ کے مصداق ہیں گھروں میں چوہے کلابازیاں کھا رہے ہیں ؎

یہ تو کہئے میر جی صاحب کیا ہو اگر یہ سوانگ نہیں — گرمی سبزہ رنگوں سے اور گھر میں بھونی بھانگ نہیں

پس اب اخلاق کی تعلیم ہونی چاہیئے وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ اور [3]قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ہاں طمعِ مکروہ اور حرصِ مذموم سے بچے رہو دنیا کو طلب کرو مگر طلبِ جمیل کے طور پر ؎

مال را گز بہرِ دیں باشی حمول — نعم مالٌ صالحٌ گفتش رسول

[1] بھلا وہ شخص جس سے ہم نے بہشت کا پسندیدہ وعدہ کر رکھا ہے اور وہ (آخرت میں) اُس کو ملنے والی ہے کہیں آرام و آسایش کے اعتبار سے اُس جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے پہنچائے پھر قیامت کے دن وہ اُن لوگوں میں ہوگا جو (جواب دہی کے لیے خدا کے روبرو) حاضر کیے جائیں گے ۱۲ [2] ہم نے بہت سی بستیاں ہلاک کر ماریں جو اپنی (افراط) معاش کی حالت میں اِترا کر اکڑ گئی تھیں ۱۲ [3] (اے پیغمبر ان لوگوں سے) پوچھو کہ اللہ نے جو زینت کے ساز و سامان اور کھانے پینے کی ستھری چیزیں اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں ان کو کس نے حرام کیا ہے ۱۲

ک اور ڈھونڈو اللہ کے فضل (یعنی معاش) کو [illegible] ۱۲

جود و سخا

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ (ت)

انس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز اٹھا نہیں رکھتے تھے۔

حدیث	ترجمہ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا (صحیحین)	جابرؓ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے (ہوتے ساتے) فرمایا ہو (نہیں) نہیں (دیتا) ف
عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ (بخاری)	انسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ حسین زیادہ سخی اور زیادہ بہادر تھے
عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِيْ عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ (بخاری)	انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قدر بکریاں مانگیں کہ دو پہاڑوں کے بیچ میں جو جنگل ہے اُسے اُنھوں نے بھر دیا تھا پیغمبر صاحب نے وہ سب بکریاں اُسے دے ڈالیں عہ شخص اپنی قوم میں آکر لگا کہنے کہ اے قوم اسلام لے آؤ خدا کی قسم محمد وہ بخشش بخشتا ہے کہ فقر سے خوف نہیں کرتا
عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهٗ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ فَلَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا (بخاری)	جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ وہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے غزوہ حنین سے لوٹنے کو آپ کے ہمراہ چلے جا رہے تھے ایک موقع پر چند بدوی آپ سے مانگتے مانگتے لپٹ پڑے یہاں تک کہ ایک ببول کے درخت تک آپ کو لے گئے اور اسی کشمکش میں آپ کی چادر ببول کے درخت میں اٹک گئی پیغمبر صاحب ایک جگہ ٹھہر گئے اور (بدویوں کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا کہ میری چادر تو مجھے دیدو اگر میرے پاس جنگل کے ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں انھیں تم میں تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے نہ تو بخیل ہی پاتے (کہ ہوتے ساتے دوں نہیں) نہ جھوٹا ہی (کہ وعدہ کرکے پورا نہ کروں) اور نہ بزدل ہی (کہ دیتے وقت فقر و فاقے سے ڈروں)

ف اسی مضمون کو کسی شاعر نے کیا عمدہ طرح نباہا ہے ؎ نرفت کلمۂ لا بر زبان او ہرگز * مگر در اشہد ان لا الہ الا اللہ ۱۲ من المترجم

عہ پیغمبر صاحب اصل میں کسی مال کے مالک نہ تھے بکریاں بھی جو آپ کے پاس تھیں خیرات و صدقات کی مد میں آئی ہوں گی آپ نے مانگنے والے کو مستحق سمجھ کر بکریاں بے دریغ دے ڈالیں ۱۲

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَاَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ (بخاری)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم یوں بھی سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں تو سخاوت کی حد ہی کر دیتے تھے

من المترجم۔ منقولاتِ ذیل سے معلوم کرو کہ دنیا کن چیزوں سے عبارت ہے (۱) زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاۤءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (۲) حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ۔ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاۤءُ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ

(۳) گنجِ علم ما ظہر مع ما بطن　　گفت از ایماں بود حُبُّ الوطن
ایں وطن مصر و عراق و شام نیست　　ایں وطن شہرے ست کاں را نام نیست
زانکہ از دنیاست ایں اوطاں تمام　　مدحِ دنیا کے کند خیر الانام
حُبِّ دنیا ہست راسِ ہر خطا　　از خطا کے مے شود ایماں عطا
تو دریں اوطاں غریبی اے پسر　　رُو بغربت کردہ خاکت بسر
(۴) چیست دنیا از خدا غافل بُدن　　نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اِن ہی مقولوں سے ہم نے ایک مفہوم جامع استنباط کیا ہے کہ دنیا عبارت ہے ہر چیز سے جو زندگانی دنیا میں مرغوب و مطلوب ہو۔ زندگانی دنیا میں بہتیری ہی چیزیں مرغوب مطلوب ہیں۔ ان میں سے مال اکثر لوگوں کو مرغوب تر اور مطلوب تر ہوتا ہے اِس لیے کہ مال کے ذریعے سے دوسرے اکثر مرغوبات بہم پہنچائے جا سکتے ہیں۔ جود و سخا کو بھی مال ہی سے تعلق ہے۔ جس طرح اور قوتوں کو اعتدال پر رکھنا مشکل ہے اِسی طرح انفاقِ مال کو کہ تفریط داخلِ بخل ہے تو افراط داخلِ اسراف۔ ہر شخص کا درجۂ توسط الگ ہے اور وہی اُس کا ٹھیک اندازہ کر سکتا ہے۔ یوں تو جود و سخا میں کئی طرح کی بھلائی ہے کہ کسی شخص میں جود و سخا کا ہونا اُس کے محتاط ہونے کی دلیل ہے اس لیے کہ جو شخص مال کو زیادہ عزیز رکھتا ہے نہ تو وہ جود و سخا کر سکتا ہے اور نہ حرام سے پرہیز کر سکتا ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ سخی سے حاجتمندوں کی حاجت روائی ہوتی ہے مگر جود و سخا کے اسراف ہو جانے کا خوف بھی کچھ کم نہیں آدمی فربہ شود از راہِ گوش" اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ لینے والوں کی تعریف و توصیف کے بھرّے میں آکر حدِ اعتدال سے گزر جاتے اور دولت کو بیجا اڑانے لگتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کی حد تک تو انفاق کو جود و سخا کہہ نہیں سکتے بلکہ اِس کو ادائے قرض کہنا زیادہ مناسب ہے ہاں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے سے بڑھ کر جو داد و دہش ہو وہ نفل جود و سخا ہے۔ عموماً مسلمانوں کی مالی

سلہ لوگوں (کی بناوٹ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ اُن) کو (دنیا کی) مرغوب چیزوں یعنی (مثلاً) بیبیوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتی کے ساتھ وابستگی بھلی معلوم ہوتی ہے (حالانکہ) یہ (تو) دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہیں اور بہشت کا اچھا ٹھکانا تو اُسی اللہ کے یہاں ہے ۱۲ سلہ مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھ کی ٹھنڈک تو نماز ہی میں ہے ۱۲

حالت اِس قدر خستہ اور شکستہ ہو گئی ہے کہ اُن کو جود و سخا کی ترغیب دینا خلافِ مصلحت ہے۔ اِن میں جو چند صاحبِ مقدور ہیں اُن کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے علاوہ پس ماندگان کا فکر بھی کرنا ہے مقدور والوں میں شاید سو پیچھے دس بھی ایسے نہیں نکلیں گے جو اولاد کو دولت کمانے بلکہ متروکۂ بزرگان کے سنبھالنے کی تعلیم دیتے ہوں۔ پھر جود و سخا کے محل و موقع کا تجویز کرنا بجائے خود بڑی احتیاط چاہتا ہے۔ ہمارے وقتوں کی سخاوت سے تو قوم میں کاہلی اور بے غیرتی کو ترقی ہو رہی ہے۔ نیکی برباد گناہ لازم۔

ایثار و کرم

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (حشر ۱۶ پارہ ۲۸)

اور (اُن) (وہ مال جو بے لڑے ہاتھ آیا ہے) اُن کا بھی حق ہے کہ (مہاجرین نے ابھی ہجرت نہیں کی تھی اور وہ) اُن سے پہلے مدینے میں رہتے اور اسلام میں داخل ہو چکے ہیں جو اُن کی طرف ہجرت کر کے آتا ہے اُس سے محبت کرتے ہیں اور (مالِ غنیمت میں سے مہاجرین کو جو کچھ بھی دے) دیا جائے اُس کی وجہ سے یہ اپنے دل میں (اُس کی) کوئی طلب نہیں پاتے اور اپنے اُوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو (مہاجرین بھائیوں کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اور (بخل تو سب ہی کی طبیعتوں میں ہوتا ہے مگر) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ فلاح پائیں گے

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ آخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا فَأَقْسِمُ مَالِي نِصْفَيْنِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِي أُطَلِّقْهَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ أَيْنَ سُوقُكُمْ فَدَلُّوهُ عَلَى سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ (بخاری ملخصاً)

ابراہیم بن سعد اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع میں بھائی چارا کرا دیا تھا سعد بن ربیع نے عبدالرحمن سے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار ہوں تم میرے مال کو آدھوں آدھ تقسیم کر لو اور میری دو بیویاں ہیں تم انھیں دیکھو دونوں میں سے تمھیں جون سی اچھی لگے اُس کا نام لے دو میں اُسے طلاق دے دوں اور جب عدت گزر جائے تو تم اُسے اپنے نکاح میں لے آنا۔ عبدالرحمن نے جواب دیا کہ خدا تمھارے مال اور اہل میں برکت دے مجھے تو کوئی بازار بتا دو کہ میں وہاں جا کر تجارت کروں چنانچہ لوگوں نے انھیں بنی قینقاع کا بازار بتا دیا

من المترجم - جود و سخا کے خوئے نیک ہونے کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ جود و سخا سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کی محبت کم ہے جس کو مال کی محبت ہوگی وہ مال کے جمع کرنے کی دُھن میں رہے گا اور مال کے جمع کرنے کا یہ حال ہے کہ بسا اوقات اُس کے لیے دوسروں کے حق مارنے پڑتے ہیں جس قدر مال کی محبت کم اُسی قدر آدمی دوسروں کے حقوق کے اتلاف سے محفوظ - دُوسری بڑی وجہ جود و سخا کی فضیلت کی حاجتمندوں کی حاجت روائی ہے ع راحت بدل رساں کہ ہمیں مذہب ست وبس * خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ - افضل ترین جود و سخا یہ ہے کہ آدمی دوسروں کے مفاد کو اپنے مفاد پر ترجیح دے یعنی دوسروں کو اپنے سے مقدم رکھے - قرونِ اولے کے مسلمانوں نے اسلام کے پودے کو اسی سے سینچا اور وہ پودا جیسا پھلا پھولا سارے جہان نے دیکھا جیسے جیسے اس پانی کی کمی ہوتی گئی اسلام کا پودا سوکھتا اور مرجھاتا چلا گیا یہاں تک کہ اب فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی ہو کر رہ گیا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ *

رحم

متن	ترجمہ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (الفتح ع ۴ پارہ ۲۶)	محمد خدا کے بھیجے ہوئے (پیغمبر) ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں کافروں کے حق میں (تو اُن کی ایذاؤں سے بچنے کے لیے) بڑے سخت (ہیں) مگر آپس میں رحم دل -
ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۝ (البلد ع ۱ پارہ ۳۰)	(مثلاً جو ناحق کی شیخی مارتا ہے چاہیے تھا کہ اس گھاٹی میں ہو گزرتا) اس کے علاوہ اُن لوگوں (کے زمرے) میں ہوتا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر کی ہدایت کرتے رہے اور (نیز) ایک دوسرے کو (خلق خدا پر) رحم کرنے کی ہدایت کرتے رہے یہی لوگ (آخرت میں) مبارک (خوش نصیب) ہوں گے۔
عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ (صحیحین)	عبد اللہ کے بیٹے جریر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش نہیں آتا خدا اُس پر مہربانی نہیں کیا کرتا۔
عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْوًا	نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مخاطب تو مسلمانوں کو دیکھتا ہے کہ باہم ایک دوسرے پر مہربانی کرتے اور ایک دوسرے کو دوست رکھنے اور باہم شفقت کرنے میں تنِ واحد کے مانند ہیں کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے

عربی	ترجمہ
تَدَاعیٰ لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی (صحیحین)	تو جسم کے باقی اعضا بیداری اور تپ میں اُس کی مواقفت کرتے ہیں ف۱
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (صحیحین)	حضرت انس کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اُس ذاتِ مقدس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے بندہ اُس وقت تک کامل اور پورا ایمان دار نہیں ہوتا کہ جو اپنے لیے دوست رکھتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے دوست رکھے۔
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِیٍّ (ترمذی)	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ بدبخت کے علاوہ اور کسی کے دل سے رحمت و شفقت سلب نہیں کی جاتی۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْكُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ (ابو داؤد)	عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ باہم مہربانی سے پیش آتے ہیں خدائے رحمن اُن پر مہربانی کرتا ہے (لوگو) تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔
عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتِیْبَ عِنْدَهٗ اَخُوْهُ الْمُسْلِمُ وَهُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِهٖ فَنَصَرَهٗ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (مشکوٰۃ)	انس رضہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے سامنے اُس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جا رہی ہو اور وہ اُس مسلمان بھائی کی (غائبانہ) حمایت کرنے پر قادر ہو اور حمایت کرے تو خدا اُس کی دُنیا و عقبیٰ دونوں میں حمایت کرے گا۔
عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمٰی مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا یَحْمِیْ لَحْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَمٰی مُسْلِمًا بِشَیْءٍ	معاذ بن انس کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو منافق کے شر سے محفوظ رکھے گا قیامت کے روز خدا اُس کے گوشت کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لیے ایک فرشتہ اُٹھا کھڑا کرے گا۔ اور جو شخص مسلمان پر عیب لگانے کے قصد سے

ف۱ گویا اسی کا ترجمہ ہے قطعہ بنی آدم اعضائے یک دیگر اند * کہ در آفرینش ز یک جوہر اند * چو عضوے بدرد آورد روزگار * دگر عضوہا را نماند قرار * تو کز محنت دیگران

يُرِيْدُ شَيْنَهٗ حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ (ابو داؤد)	اُس کو کسی طرح کی تہمت لگائے گا خدا اُس کو دوزخ کے پُل پر یہاں تک روکے رکھے گا کہ جو کچھ اُس نے کہا ہے اُس سے نکل آئے (مدعی کے راضی کرنے یا بقدر گناہ سزا بھگتنے سے)

من المترجم - آفرینش کا پتہ جو قرآن سے چلتا ہے وہ تو یہ ہے کہ خدا نے پہلے مادّے کا انبار پیدا کیا پھر اُس سے اجرامِ فلکی اور زمین اور جو کچھ کارخانۂ عالم میں ہے چنانچہ فرماتے ہیں اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ[1] - اچھا تو جب مادّے کا انبار تھا تو وہ بھنڈا سا تھا اور اُس وقت بھی اس کے اجزا میں التیام تھا - پھر خدا نے اُس بھنڈے کو توڑ کر اجرامِ فلکی اور زمین میں امتیاز پیدا کیا - اجرامِ فلکی کو تو علم ہیأت کے عالموں کے لیے رہنے دو - روئے زمین پر ہم ہزارہا قسم کی مخلوقات کو دیکھتے ہیں وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ[2] ایک دوسرے سے ممتاز کوئی جمادات میں ہے تو کوئی نباتات میں کوئی حیوانات میں پھر اجناس انواع اصناف جزئیات تشخصات کی طرف اُترتے چلے آؤ تو پاؤ گے کہ جیسے جیسے اُترتے ہو امتیاز کا رنگ کھُلتا چلا جاتا ہے - ہیں تو سب اسی ایک زمین کی پیداوار مادّہ سب کا ایک مگر ہر ایک کی ترکیب خاص طرح کی ہے اور یہی اس کا مابہ الامتیاز ہے دنیا کا کوئی ذرہ بے کار نہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ہر ایک چیز کے بنانے اور پیدا کرنے کی ایک غرض وغایة ہے ؎

ہر یکے را بہرِ کارے ساختند   میلِ آن اندر دلش انداختند

تو مادّے کے جو اجزا اُس غرض وغایت کے پورا کرنے میں مشارک اور ہم آہنگ تھے ایک وجودِ منفرد میں جمع کر دیئے گئے اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ؎

جسے جس غرض سے بنایا ہی اُس نے   اُسے اُس کا رستہ دکھایا ہی اُس نے

یُوں ہم کو ان السمٰوات والارض کانتا رتقا کے وقت سے محبت والتیام کا پتہ ملتا ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ کارخانۂ عالم کی بنیاد ہی محبت والتیام پر ہے - رہا انسان اُس کی وجہ تسمیہ ہی اہلِ لغت نے یہ قرار دی ہے کہ اُنس و اُلفت آدمی کا خُلقِ طبعی ہے اِس سے اِس کا نام انسان ہوا - ہم محبّت پر پہلے بھی کچھ لکھ چکے ہیں اس کے ساتھ اُس کو بھی تازہ کر لو محبت کی شانیں ہیں ایک محبت اولاد کی مامتا ہے ایک بھائی بہنوں کا پیار اخلاص ایک زن وشو کا میلانِ خاطر ایک یار دوستوں کا میل جول ایک آدمی کا اپنا شوق - رحم جس پر ہم یہ چند سطریں لکھ رہے ہیں وہ بھی محبت کی ایک شان ہے جو دردمندوں اور حاجتمندوں کے ساتھ کی جاتی ہے ؎

ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں	دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ذرّۂ دردے دلِ عطار را	کفر کافر را و دیں دیندار را
عود را گر بو نباشد ہیزم است	آدمی را آدمیت لازم است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است	دل بدست آور کہ حج اکبر است

؏ راحت بدل رساں کہ ہمیں مذہب است وبس

[1] کیا جو لوگ منکر ہیں اُنھوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ آسمان اور زمین دونوں کا ایک بھنڈا سا تھا تو ہم نے اُس کو توڑ کر زمین و آسمان کو الگ الگ کیا اور پانی سے تمام جاندار چیزیں بنائیں تو کیا اس پر بھی لوگ (ہم پر) ایمان نہیں لاتے ۱۲ [2] اور (اے پیغمبر) تمہارے پروردگار (کی مخلوقات) کے لشکروں کا حال اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا ۱۲ اے ہمارے پروردگار تُو نے اس (کارخانۂ عالم) کو بے فائدہ نہیں بنایا ۱۲

باہم محبت و میل جول

رکوع

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (آل عمران ع ۱۱ پارہ ۴)

مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام ہی پر مرنا ف۱ اور سب (مل کر) مضبوطی سے اللہ (کے دین) کی رسّی کو پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کی اور تم اُس کے فضل سے بھائی (بھائی) ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے (یعنی دوزخ) کے کنارے (آلگے) تھے پھر اُس نے تم کو اُس سے بچا لیا اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول بیان کرتا ہے تاکہ تم راہِ راست پر آجاؤ ف۲

رکوع

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (انفال ع ۸ پارہ ۱۰)

اور (اے پیغمبر) اگر کافروں کا ارادہ تم سے دغا کرنے کا (بھی) ہوگا تاہم (تم کچھ پروا نہ کرو) اللہ تم کو بس کرتا ہے (اے پیغمبر) وہی (خدا دستِ مطلق) ہے جس نے اپنی امداد سے اور مسلمانوں سے تم کو قوت دی اور مسلمانوں کے دلوں میں باہم اُلفت پیدا کر دی اگر تم روئے زمین کے سارے خزانے بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی اُن کے دلوں میں اُلفت نہ پیدا کر سکتے (مگر وہ تو) اللہ (ہی تھا جس) نے اِن لوگوں میں اُلفت پیدا کر دی بے شک وہ زبردست (اور) صاحبِ تدبیر ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ

اُمّ المومنین بی بی عائشہ رض کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روحیں (ابدان کے تعلق سے پہلے) بڑے بھاری لشکر تھے ایک جگہ مجتمع (پھر خدا نے انھیں متفرق کیا اور ابدان کی طرف بھیجا) تو جو روحیں (اُس وقت) باہم شناسا تھیں (بدنوں سے تعلق پیدا کرنے کے بعد) انھوں نے اُلفت و محبت اختیار کی

ف۱ یعنی مرتے دم تک اِسی دینِ اسلام پر ثابت قدم رہنا ۱۲ ف۲ پیغمبر صاحب کی بعثت سے پہلے عرب کے لوگوں میں بڑی خانہ جنگیاں ہوا کرتی تھیں چنانچہ مدینے کے دو قبیلوں اَوس اور خزرج میں سیکڑوں برس سے لڑائی قائم تھی اسلام نے ایک نیا جتھا کھڑا کیا اور اسلام کی برکت سے لوگ اپنی پہلی عداوتیں بھول گئے ہم نے آیات کا ترجمہ احکام کیا ہے اور (قدرت کی) نشانیاں بھی ہو سکتا ہے ۱۲

وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ (بخاری) ✤ ✤

اور جو ناشناس تھیں اُن میں اختلاف و بیگانگی پیدا ہوئی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي (مسلم) ✤ ✤

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدائے تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا جو لوگ باہم محبت رکھتے تھے کہاں ہیں مجھے اپنی بزرگی اور عظمت کی قسم ہے آج میں انھیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا کہ آج میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرٰى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ فِي مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا قَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ (مسلم)

ابوہریرہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے (دینی) بھائی کی زیارت کا قصد کیا جو دوسرے گاؤں میں رہتا تھا خدا نے اُس کے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا (اور یہ شخص جب ہاں پونچا تو) فرشتے نے کہا کہاں کا قصد ہے جواب دیا کہ میں اپنے ایک بھائی کی ملاقات کے لیے اس گاؤں میں جانا چاہتا ہوں۔ فرشتہ بولا کیا اُس پر تیرا حق نعمت ہے۔ کہ مزید احسان کرنے کی غرض سے تو اُس کے پاس جاتا ہے اس شخص نے (فرشتے کے جواب میں) کہا کہ نہیں میں اس غرض سے اُس کے پاس نہیں جاتا مگر صرف خدا کی خوشنودی طلب کرنے کے لیے اُسے دوست رکھتا ہوں فرشتے نے کہا (سن) میں خدا کا (بھیجا ہوا) فرشتہ ہوں اور تیرے پاس اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے آگاہ کر دوں کہ خدا تجھے دوست رکھتا ہے جس طرح تو اُس شخص کو خدا کے لیے دوست رکھتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي ذَرٍّ يَا أَبَا ذَرٍّ أَيُّ عُرَى الْإِيمَانِ أَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ الْمُوَالَاةُ فِي اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ (مشکوٰۃ)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر سے (مخاطب ہو کر) فرمایا کہ ابو ذر! تم جانتے ہو کہ ایمان کا کونسا کڑا زیادہ محکم اور مضبوط ہے (ابو ذر نے) جواب دیا کہ خدا اور اُس کا رسول خوب جانتے ہیں فرمایا صرف خدا کے لیے باہم دوستی کرنا اور صرف خدا ہی کے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ اَخَاہُ اَوْ زَارَہٗ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاکَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّۃِ مَنْزِلًا

(ترمذی)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی یا ملاقات کیلئے جاتا ہی تو خدا تعالی فرماتا ہے کہ (اے شخص تیری زندگی دنیا و آخرت مین) خوش و مبارک ہو اور تیرا چلنا بھی (مبارک ہو) کہ ہر ہر قدم پر ثواب پاتا) اور جنت مین اپنا گھر بناتا ہی۔

من المترجم۔ اس عنوان کے ذیل مین جو آیتین اور حدیثین نقل کی گئی ہین اُن پر عمل ہو تو دنیا ہر ایک کے حق مین جیتے جی کی بہشت ہو جائے۔ ہم لوگون نے فرمودہ خدا و رسول پر عمل نکرکے دنیا کو ایک مصیبت کدہ بنا لیا ہی مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ[1] مناسب مقام مولوی روم رحمہ کی مثنوی سے ایک حکایت نقل کیجاتی ہی۔

از علیؑ آموز اخلاص عمل ٭ شیر حق را دان منزہ از دغل
در غزا بر پہلوانے دست یافت ٭ زود شمشیرے برآورد و شتافت
او خدو انداخت بر روئے علیؓ ٭ افتخار ہر نبی و ہر ولی
او خدو انداخت بر روئے کہ ماہ ٭ سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ
در زمان انداخت شمشیر آن علیؓ ٭ کرد او اندر غزایش کاہلی
گشت حیران آن مبارز زین عمل ٭ از نمودن عفو و رحم بے محل
پس بگفت آن نو مسلمان ولی ٭ از سر مستی و لذت با ولی
کہ بفرما یا امیر المومنینؓ ٭ تا بجنبد جان بتن ہمچون جنین
در محل قہر این رحمت ز چیست ٭ اژدہا را دست دادن کار نیست
گفت من تیغ از پئے حق میزنم ٭ بندۂ حقم نہ مامور تنم
ہم نبردش گفت از بہر خدا ٭ شرح کن این را بیر برم ہلا
گفت امیر المومنین با آن جوان ٭ کہ بہنگام نبرد اے پہلوان
چون خدو انداختی بر روئے من ٭ نفس جنبید و تبہ شد خوئے من
نیم بہر حق شد و نیمے ہوا ٭ شرکت اندر کار حق نبود روا
تو نگاریدہ کف مولیستی ٭ آن حقی کردہ من نیستی
گبر این بشنید و نورے شد پدید ٭ در دل او تا کہ زنارے برید
گفت من تخم جفا مے کاشتم ٭ من ترا نوعے دگر پنداشتم
تو ترازوے احد خو بودہ ٭ بل زبانہ ہر ترازو بودہ
من غلام آن چراغ شمع خو ٭ کہ چراغت روشنی پذرفت ازو
من غلام موج آن دریائے نور ٭ کہ چنین گوہر برآرد در ظہور
عرضہ کن بر من شہادت را کہ من ٭ مر ترا دیدم سرافراز زمن
قرب پنجہ کس ز خویش و قوم او ٭ عاشقانہ سوئے دین کردند رو
او بہ تیغ حلم چندین حلق را ٭ وا خرید از تیغ چندین حلق را
تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر ٭ بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

امانت

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ

(مسلمانو!) اللہ تمکو حکم دیتا ہے کہ امانت رکھنے والونکی امانتین (جب مانگین) اُنکے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگونکے باہمی جھگڑے فیصل کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو اللہ جو تمکو نصیحت کرتا ہی (تمھارے حق مین) بہت اچھی ہی اس مین شک نہین۔

[1] (اے بندے حقیقۃ الحال یہ ہے کہ) تجھکو کوئی فائدہ پہونچے (تو سمجھ کہ) اللہ کی طرف سے ہی۔ اور تجھکو کوئی نقصان پہونچے تو (سمجھ کہ) تیرے نفس کیطرف سے ہی۔

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (النساء ع ۹ پارہ ۵)	کہ اللہ (سب کی) سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے
۱ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ أُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (المؤمنون ع ۱ پارہ ۱۸)	۱ ایمان والے (اپنی) مراد کو پہنچ گئے (اور یہ) وہ (لوگ ہین) جو اپنی نماز مین عاجزی کرتے اور وہ جو نکمی باتون کی طرف رخ نہین کرتے اور وہ جو زکوۃ دیا کرتے اور وہ جو اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرتے مگر اپنی بیبیون یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنے لونڈیون) سے کہ (ان مین) اُن پر کچھ الزام نہین لیکن جو اس کے علاوہ طلبگار ہون تو وہی لوگ حد (شرع) سے باہر نکلے ہوتے ہین اور وہ جو اپنی امانتون اور اپنے عہد کا پاس ملحوظ رکھتے اور وہ جو اپنی نمازون کے پابند ہین یہی لوگ (آدم کے اصلی) وارث ہین جو بہشت برین کی میراث پائین گے ف۱ (اور) وہ اُس مین ہمیشہ (ہمیشہ) رہین گے ۞
۲ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ (مشکوۃ)	۲ حضرت انس کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمین بہت کم ایسا خطبہ سنایا جس مین یہ نہ فرمایا ہو کہ جو امانت دار نہین اُس کا کچھ ایمان نہین اور جسکے پاس عہد نہین اُسکا کچھ دین نہین۔
۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ	۳ ابو ہریرہ کہتے ہین کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زانی جس وقت زنا کرتا ہے اُس وقت مومن نہین رہتا اور چور چوری کرنے کے وقت مومن نہین رہتا۔

ف۱ خدا نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرکے اُن کو رہنے کیلئے بہشت دیدی تھی پھر آدم سے ایک قصور سرزد ہوا کہ اُنہون نے درخت ممنوع کا پھل کھا لیا تو خدا نے اُن کو بہشت سے نکال دیا مگر آدم کی جائداد ضبط نہین کی بلکہ آدم کی توبہ و استغفار پر اُنکی اولاد سے وعدہ کیا کہ دنیا مین نیک عمل کروگے تو تمکو میراث پدری پر دخیل کر دیا جائیگا۔ میراث کے ایک معنی تو یہ ہین اور دوسری توجیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ نکلتی ہے کہ ہر ایک شخص کے لئے خدا نے دو گھر بنا رکھے ہین ایک بہشت مین ایک دوزخ مین دوزخیون کے جو گھر بہشت مین ہین جنتی اُنکے وارث قرار پاکر اُنپر بھی قبضہ کرینگے ۱۲

وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ (صحیحین)

اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہین رہتا اور اُچکا جس وقت کوئی چیز اچک لیتا اور لوگ اُسے دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہین مومن نہین رہتا اور لوگون کی امانتون مین خیانت کرنے والا خیانت کرتے وقت مومن نہین رہتا تو لوگو! ان گناہون سے اپنے تئین دور رکھو اپنے تئین دور رکھو۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (صحیحین)

ابوہریرۃ کہتے ہین کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیان ہین گو روزہ رکھتا نماز پڑھتا اور اپنے تئین مسلمان سمجھتا ہو (۱) جب بات کہے جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے خلاف کرے (۳) جب اُسکے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قِيْلَ وَكَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ (بخاری)

ابوہریرۃ کہتے ہین کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع کردی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا چاہیئے کہ وہ بہت ہی پاس آلگی ہے کسی نے عرض کیا اور امانت کے ضائع کرنے کی کیا صورت ہے فرمایا حکومت کو نااہل شخص کے سپرد کرنا۔

من الملہم حدیث مین حکومت کو امانت فرمایا اس لئے کہ حاکم حقوق رعایا کا حافظ ہے مطلب یہ ہے کہ جب حاکم نااہل ہو اور حق کا ناحق کرنے لگے تو جانو کہ قیامت قریب آلگی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت مناسب مقام ہے امام صاحب کی طرف رجوع خلایق دیکھکر کسی نے حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ نَفْسِهٖ خلیفہ سے جا لگایا کہ لوگ اپنے معاملات فیصلے کیلئے ابوحنیفہ پاس لیجاتے ہین آپکی کوئی بات بھی نہین پوچھتا تو عملداری آپکی نہین بلکہ ابوحنیفہ کی ہے خلیفہ نے امام صاحب رح کو قاضی القضاۃ کی خدمت پر منصوب کرکے اپنی زیر دستی مین رکھنا چاہا۔ امام صاحب نے ذمہ داری اور عاقبت کی جوابدہی سے ڈر کر قبول خدمت سے انکار کیا خلیفہ نے عدول حکم اور نافرمانی سمجھکر امام کو قید کیا اور اصرار پر تازیانے لگوائے امام صاحب رح سزا کے صدمہ سے مر گئے مگر خدمت قضا قبول نہین کرنی تھی نہ کی۔ یہ ان بزرگ کا حال تھا جو خطر حکومت کو سمجھتے تھے یا اب لوگون کو تغیر و تطہیر کی قدر بھی حقوق العباد کی پروا نہین حکومت نجاست مین رکھی ہو تو دانتون سے اُٹھانے کو موجود ایک وہ تھے جو حقوق العباد

ف۱ حدیث مین جہان جہان مومن کا لفظ آیا ہے اس سے کامل مومن مراد ہے ۱۲۔

کے ڈر سے حکومت سے پناہ مانگتے تھے۔

چگونہ شکر این نعمت گذارم　　　　کہ زور مردم آزاری ندارم

اور ایک یہ ہیں کہ حقوق العباد کے تلف کرنیکے لئے حکومت کے طالب ہیں ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ دین کو کھیل اتخذوا دینہم لہوا ولعبا وغرتہم الحیوۃ الدنیا اور عاقبت کو ڈھکوسلا سمجھ رکھا ہے اِنْ نَظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ (ابوداؤد ۔ ترمذی)

ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تجھے امانت دی ہے اُسے اُس کی امانت ادا کردے اور جس نے تیری خیانت کی ہے تو اُس کی خیانت نہ کر

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْاَمِیْنَ الَّذِیْ یُعْطِیْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُّوَفَّرًا طَیِّبَةً بِهٖ نَفْسُهٗ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ (بخاری)

ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان امانتدار خزانچی کو جس چیز کے دینے کا حکم کیا جائے (اور وہ) پورا پورا خوش دلی کے ساتھ دیدے تو اور خیرات کرنے والوں مین ایک وہ بھی خیرات کرنے والا ہے ف ۱

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَهْلِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَآءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَآءِ (مسلم)

ابوہریرہ کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز تمام حقدارون کے حقوق ادا کئے جائینگے یہان تک کہ بے سینگ کی بکری کا سینگدار بکری سے قصاص لیا جائیگا

عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَی الْیَدِ مَا اَخَذَتْ حَتّٰی تُؤَدِّیَ (ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ ابن ماجہ)

سمرہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ ہاتھ (والے) پر اُس چیز کی ضمانت ہے جو اُس نے لی ہے یہان تک کہ اُسے ادا کردے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْعَارِیَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ وَالدَّیْنُ مَقْضِیٌّ وَالزَّعِیْمُ غَارِمٌ (ترمذی)

ابوامامہ کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مانگی ہوئی چیز کا ادا کرنا واجب ہے اور دودھ والے جانور کو (جو دودھ پینے اور بال اور اُون سے متمتع ہونے کی غرض سے دیا گیا ہے) واپس کرنا واجب ہے اور قرض کا ادا کرنا ضرور ہے اور ضامن تاوان زدہ ہے (یعنی جس کی ضمانت دی اُسے لا حاضر کرنا واجب ہے)

من المترجم ۔ ہم برابر لکھتے چلے آرہے ہین کہ شریعت　　حاکم وقت کے قانون کی طرح کا ایک قانون ہے۔ وہ نونکی غرض

ف ۱ یعنی صدقہ اور خوش معاملگی سے امانت کے ادا کرنے کا ثواب خیرات کرنے کی برابر ہے ۱۲ من المترجم۔

و غایت ہے دنیا مین امن و عافیت کا قایم کرنا۔ دونون قانونون مین ویسا ہی فرق ہے جیسا دونون کے واضعون یعنی آدمی مین اور خدا مین۔ حاکم وقت کا قانون ناقص اور ضعیف ہے اور اُسکے مقابلہ مین خدا کا قانون مکمل اور قوی۔ امن و عافیت نام ہے جان اور جسم اور مال اور آبرو اور مذہب اور آزادی وغیرہ سب چیزون کی حفاظت کا جنکے نامحفوظ ہونے سے عافیت باقی نہین رہ سکتی۔ دوسرون کا مال چار طرح سے تغلب کیا جاتا ہے۔ چوری۔ غصب۔ خیانت۔ رشوت۔ یہ سب جرم ہین حاکم کے اور گناہ ہین خدا کے۔ طریقے تو چارون بُرے ہین مگر نا کسی خیانت مین زیادہ معلوم ہوتی ہے یعنی خیانت بھی چوری ہے مگر متعارف چوری سے مذموم تر کہ ایک شخص امین سمجھکر ہمارے پاس مال رکھوا گیا اور ہم اُسکے علم و اجازت کے بدون غبن کر بیٹھے اور اُس کو دھوکا دین۔ رشوت بھی دھوکا ہی دینا ہے مگر کچھ ایسا رواج پا گئی ہے کہ اسکو عیب بھی نہین سمجھا جاتا۔ انگریزی قانون کی رو سے ہر رشوت جرم ہے۔ مگر راشی و مرتشی دونون کو برابر کے درجہ مین مجرم ٹھیرا دیا ہے اسی سے رشوت کا پردہ فاش نہین ہونے پاتا۔ دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی۔ یہین سے حاکم وقت کے قانون کا نقص ظاہر ہے ایک عام غلطی یہ ہے کہ امانت اور خیانت کو مال مین محدود سمجھ لیا ہے حالانکہ مال کے علاوہ اور کتنی چیزین امانت ہین مثلاً کسی کے راز کا افشا بھی ایک طرح کی خیانت ہے اور اس کی شرح مین سخت ممانعت ہے ؎

جو پیٹ کے ہلکے ہین بچے بات کب اُن سے	روکین تو اُبھر جائے شکم اور زیادہ

ایک قسم کی امانت اولاد ہے بلکہ ہر چیز اور ہر شخص جس سے آدمی کو تعلق ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ غرض دیندارانہ زندگی کا کرنا آسان بھی ہے کہ تکلیف مالایطاق نہیں بلکہ عین راحت ہے اور مشکل بھی ہے کہ ہم مطلق العنان زندگی کرنے کے خوگر ہو رہے ہین ع کہ عداوت ہے اگر کیجئے ترک عادت ؛ جیسے نشہ کہ وہ یقیناً مضر ہے عاجلانہ سہی تو آجلاً مگر عادت کر لینے سے نشہ باز کو اُسی مین راحت ملتی ہے تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَۃَ ؛

امانت کے متعلق ایک بڑی دلچسپ اور قابل عبرت حکایت ہے کہ ادب عربی کی کتابون مین سموءل امانت مین مثل ہے اور اکثر امانت مین کسیکی مدح کرنی ہوتی ہے تو اوفیٰ من سموءل تو یہ سموءل بن عادیا یہودی اس کے پاس امرؤالقیس نے کچھ زرہین امانت رکھوا دین اور آپ کہین کو چلا گیا کہ سفر سے لوٹون گا تو اپنی امانت لے لونگا بادشاہ یمن اور امرؤالقیس مین دشمنی۔ بادشاہ یمن کو امانت کی خبر لگی اور وہ سموءل پر جا چڑھا کہ امرؤالقیس کی زرہین میرے حوالے کر و سموءل نے کیا انکار کہ جس کی امانت ہے اُسی کو دونگا سموءل تو بادشاہ یمن کے ڈر سے گڑھی مین متحصن ہو گیا مگر بدقسمتی سے اسکا بیٹا گڑھی کے باہر شکار کھیلتا پھر رہا تھا۔ بادشاہ یمن نے اُس کو پکڑ لیا اور سموءل سے کہلا بھیجا کہ زرہین دیتے ہو تو دو ورنہ تمھارے بیٹے کو حلال کر دونگا چنانچہ بادشاہ یمن نے ایسا ہی کیا مگر واہ رے سموءل واہ رے تیری امانتداری زرہین نہین ہی تھین نہ دین۔

ایفاء وعد

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا (مریم ع۴ پارہ ۱۶)	اور (اے پیغمبر) قرآن مین اسمٰعیل کا مذکور بھی لوگون سے بیان کرو کہ وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْحَمْسَاءِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يُّبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ
بَقِيَّةٌ مَبِيعٍ فَوَعَدْتُهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا فِي مَكَانِهِ
فَنَسِيتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَإِذَا هُوَ فِي مَكَانِهِ
فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلٰثٍ
أَنْتَظِرُكَ (ابوداود)

۱ ابوالحمسار کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے آپکی بعثت کے زمانے سے پہلے ایک چیز
خریدی تھی اور بیع کی کچھ قیمت میرے ذمے باقی رہ گئی
تھی میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ باقی قیمت اسی جگہ لا حاضر
کرتا ہوں (میں نے وعدہ تو کرلیا مگر مکان پر آکر بالکل بھول
گیا) اور تین روز کے بعد یاد آیا گیا تو دیکھتا ہوں کہ آپ اسی
جگہ تشریف رکھتے ہیں (مجھے دیکھکر) فرمایا عبداللہ! تو نے
مجھے سخت تکلیف دی میں تین روز سے اسی جگہ بیٹھا تیرا انتظار کر رہا ہوں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِّنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ ابْنِ
الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ
لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا قَالَ فَقُلْتُ وَعَدَنِي
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ
يُّعْطِيَنِي هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا
فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ
فَحَثَا لِي حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ
وَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا (صحیحین)

۲ جابرؓ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کا انتقال ہوگیا اور حضرت ابوبکرؓ کے
پاس علاء بن حضرمی کی طرف سے (جو بحرین پر
پیغمبر صاحب کی طرف سے عامل تھے) مال آیا
تو ابوبکرؓ نے فرمایا جس کسی کا جناب نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے ذمہ قرض آتا ہو یا آپ نے کسی سے کچھ
وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے سامنے آئے جابرؓ
کہتے ہیں میں نے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے مجھے اتنا اور اتنا اور اتنا دینے کا وعدہ
فرمایا تھا اور جابرؓ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین
دفعہ کھولکر اشارہ کیا کہ تین لپیں بھر دینے کا وعدہ
فرمایا تھا، جابرؓ کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے مجھے ایک لپ
بھر دی میں نے جو اسے گنا تو وہ پانسو تھے ابوبکرؓ
نے فرمایا کہ اس کے دو چند یعنے ہزار اور لے لو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا تُمَارِ أَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا
تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهُ (ترمذی)

۳ ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی سے جھگڑا مت کر اور نہ اس
سے (اس درجہ) مزاح کر جس سے اسے تکلیف ہو اور
نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کر جس کو پورا نہ کر سکے۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا (بنی اسرائیل ع ۴)	اور (اے مخاطب) زمین مین اکڑ کر نہ چلا کیونکہ اس دھمک کے ساتھ چلنے سے) تو زمین کو توپھاڑ نہین سکے گا اور نہ (تن کر چلنے سے) پہاڑون کی لمبائی کو پہونچ سکے گا (اے پیغمبر) ان سب باتون مین جو جو بری ہین سب ہی تو تمھارے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہین۔
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)	(لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی کہا) اور لوگون سے بے رخی نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل (کیونکہ) اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہین کرتا اور اپنی رفتار مین میانہ روی (اختیار) کر اور (کسی سے بات کرے تو) ہولے سے بول (کیونکہ) آوازون مین بری سے بری (آواز) گدھون کی آواز ہے (تو آدمی ہو کر گدھے کی طرح چینخنا چلانا کیا مناسب ہے)۔
عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ (مسلم)	ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دل مین رائی کے دانے کی برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ مین نہ جائے گا اور جس کسی کے دل مین رائی کے دانے کی قدر بھی تکبر ہوگا اسے جنت مین جانا نصیب نہ ہوگا۔
وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا	مسلم کی ایک روایت مین یون آیا ہے (کہ جب پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ جس کے دل مین رائی کے ایک دانے برابر بھی تکبر ہوگا اُسے جنت مین جانا نصیب نہ ہوگا) تو ایک شخص بول اٹھا کہ حضرت آدمی دوست رکھتا ہے کہ اُس کا کپڑا عمدہ ہو۔

حدیث	ترجمہ
وَنَعلُہٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (مشکوۃ)	جوتی اچھی ہو ف فرمایا خدا صاحب جمال ہے وہ جمال کو دوست رکھتا ہے (اسے تکبر نہیں کہتے) تکبر کہتے ہیں حق بات کے دفع کرنے اور باطل کرنے کو اور نیز لوگوں کی تحقیر و اہانت کرنے کو
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِکٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُّسْتَکْبِرٌ (مسلم)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین طرح کے لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ تو بات ہی کرے گا نہ انھیں گناہوں سے پاک صاف ہی کرے گا نہ انھیں نظر رحمت سے دیکھے ہی گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب تیار و موجود ہوگا (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) متکبر درویش
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْشَرُ الْمُتَکَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ صُوَرِ الرِّجَالِ یَغْشَاھُمُ الذُّلُّ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ یُسَاقُوْنَ اِلٰی سِجْنٍ فِیْ جَھَنَّمَ یُسَمّٰی بُوْلَسَ تَعْلُوْھُمْ نَارُ الْاَنْیَارِ وَیُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَۃِ اَھْلِ النَّارِ طِیْنَۃَ الْخَبَالِ (ترمذی)	عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا قیامت کے دن متکبر میدان حشر کی طرف اس طرح چلائے جائیں گے جیسے چھوٹی چیونٹیاں ہوتی ہیں آدمیوں کی صورت میں (یعنی صورتیں آدمیوں جیسی اور جُثّے چیونٹیوں جیسے ہونگے) ہر طرف سے اُن پر خواری چھا رہی ہوگی (اور اسی حالت میں) دوزخ کے قیدخانے کی طرف ہانکے جائیں گے جس کا نام ہے بولس اُن پر دوزخ کی آگ چڑھی چلی آتی ہوگی اور دوزخیوں کے زخموں کا دھوون یعنی لہو اور پیپ جو زخموں سے بہے گی انھیں پینے کو ملیگا۔
عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَیَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِیَ الْکَبِیْرَ الْمُتَعَالِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰی وَنَسِیَ الْجَبَّارَ الْاَعْلٰی	عمیس کی بیٹی اسماء کہتی ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جسنے اپنے تئیں نیک خیال کیا اور تکبر کیا اور خدائے بزرگ (اور) بلند قدر کو بھول گیا وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جس نے لوگوں پر جبر اور ظلم کیا اور ظلم و فساد میں حد سے گذر گیا اور خداوند جبار و بلند تر کو بھول گیا۔

ف ۱ اس شخص نے خیال کیا ہوگا کہ متکبروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ نفیس اور فاخرہ لباس اور عمدہ جوتے پہنتے ہیں تو شاید نفیس اور عمدہ جوتے پہننا تکبر ہے اسیوجہ سے

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغَى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّيْنَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُوْدُهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهُ (ترمذی)

وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو اپنے دینی کام کو بھول کر لایعنی باتوں میں مشغول ہو گیا اور مقبروں اور بدن کی بوسیدگی کو فراموش کر دیا وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو حد سے تجاوز کر گیا اور سرکش ہوا اور اپنی آغازِ حالت اور انجامِ کار کو بھول گیا وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو دنیا کو دین کے دھوکے سے حاصل کرتا ہے (یعنی دنیا حاصل کرنے کی غرض سے اپنی عبادت لوگوں کو دکھاتا اور اس مکر و فریب سے دنیا کماتا ہے) وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو دین کو فریب دیتا ہے شبہات (میں پڑنے) کے ساتھ (یعنی صریح حرام کا مرتکب نہیں ہوتا بلکہ شبہہ سے مرتکب حرام ہوتا اور اس کی تاویل کرتا ہے تاکہ اس حیلے سے اپنے تئیں دیندار ثابت کرے) وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جسے امیدواری طمع ارباب دنیا کے دروازے پر کھینچ لے جائے وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جسے اس کی خواہش نفسانی گمراہ کر دے وہ بندہ بہت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مُّنْجِيَاتٌ وَّثَلٰثٌ مُّهْلِكَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِی الْغِنَا وَالْفَقْرِ وَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُّتَّبَعٌ وَّشُحٌّ مُّطَاعٌ وَّاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ (مشکوٰۃ)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں (آخرت میں) عذاب سے نجات دینے والی اور تین چیزیں آخرت میں ہلاک کرنے والی ہیں۔ عذاب خدا سے نجات دینے والی تو یہ ہیں۔ خدا سے چھپے کھلے ڈرنا۔ خوشی اور ناخوشی (دونوں حالتوں میں) حق بات کہنا۔ تونگری اور درویشی میں میانہ روی اختیار کرنا ہے وہ چیزیں (جو آخرت میں آدمی کو) ہلاک کرنے والی ہیں اُن میں سے ایک خواہش نفسانی کا تابع ہونا دوسرے بخل جس کی اطاعت سے آدمی کبھی باہر نہ ہو تیسرے آدمی کا اپنے نفس سے خوش ہونا یعنی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِزَارِیْ يَسْتَرْخِیْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهٗ

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کبر و غرور کی وجہ سے) اپنے کپڑے کو دراز رکھتا ہے خدا تعالے قیامت کے روز اس کو نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا تہمد ڈھیلا ہو کر نیچے کو کھسک آتا ہے مگر جب کہ میں ہر وقت اس کی خبرگیری کرتا رہوں۔

فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ لَسْتَ مِمَّنْ یَّفْعَلُہٗ خُیَلَاءَ (بخاری)	جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر! تم اُن لوگوں میں نہیں ہو جو کبر و غرور کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُھْرَۃٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَہُ اللّٰہُ ثَوْبَ مَذَلَّۃٍ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ (ابوداؤد)	ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو دنیا میں شہرت کا کپڑا (یعنی نفیس کپڑا بالقصد تعزز و تکبر) پہنتا ہے خدا اُسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔

فخر

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ (الحجرات ع ۲ پارہ ۲۶)	لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدمؑ) اور ایک عورت (حواؑ) سے پیدا کیا اور (پھر) تمھاری ذاتیں اور برادریاں ٹھیرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے
عَنْ عِیَاضِ ابْنِ حِمَارِنِ الْمُجَاشِعِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَّلَا یَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ ۔ (مسلم)	حمار مجاشعی کے بیٹے عیاض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) خدا تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تم تواضع اور فروتنی اختیار کرو یہاں تک کہ ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور ایک ایک پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَنْتَھِیَنَّ اَقْوَامٌ یَّفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَآئِھِمُ الَّذِیْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا ھُمْ فَحْمٌ مِّنْ جَھَنَّمَ وَلَیَکُوْنُنَّ اَھْوَنَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِیْ یُدَھْدِہُ الْخِرَاءَ بِاَنْفِہٖ اِنَّ اللّٰہَ اَذْھَبَ عَنْکُمْ عُبِّیَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَفَخْرَھَا بِالْاٰبَآءِ اِنَّمَا ھُوَ	ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اپنے مرے ہوئے آباؤ اجداد پر فخر کرتے ہیں انھیں اس سے باز رہنا چاہیئے وہ تو دوزخ میں جل بھن کر کوئلے ہو گئے ہیں (پھر اُن پر فخر ہی کرنا کیا) اور اگر یہ لوگ فخر کرنے سے باز نہ آئیں گے تو خدا کے نزدیک اُس کالے کرم سے زیادہ ذلیل ٹھیریں گے جو پلیدی میں رہتا اور پلیدی کو اپنی ناک سے اُلٹ پُلٹ کرتا ہے خدا نے جاہلیت کی نخوت اور آباؤ اجداد کے ساتھ فخر کرنے کو دور کر دیا ہے (آدمی دو حال سے خالی نہیں)

مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَّفَاجِرٌ شَقِيٌّ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ (ترمذی ابی داؤد)

مؤمن پرہیزگار ہے یا بدبخت بدکار آدمی سب کے سب (ایک) آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے (بنائے گئے) ہیں (اور مٹی تعزز وترفع کے قابل نہیں)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عُقْبَةَ عَنْ اَبِيْ عُقْبَةَ وَكَانَ مَوْلًى مِّنْ اَهْلِ فَارِسَ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقُلْتُ خُذْ هٰذَا مِنِّيْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ فَالْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ هَلَّا قُلْتَ خُذْهَا مِنِّيْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْاَنْصَارِيُّ ✽ (ابی داؤد)

ابو عقبہ کے بیٹے عبد الرحمٰن اپنے باپ عقبہ سے روایت کرتے ہیں اور ابو عقبہ (اگرچہ) اہل فارس میں سے تھے لیکن مسلمان ہونے کے بعد انصار کی حمایت وکفالت میں آ گئے تھے الغرض (ابو عقبہ) کہتے ہیں کہ میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معرکۂ اُحد میں موجود تھا تو میں نے مشرکوں میں کے ایک شخص کو (تلوار) مارتے ہوئے کہا کہ لے یہ ضرب میری طرف سے اور میں ہوں جوانِ فارسی (یہ ایک کلمہ ہے جو دلیر آدمی دشمن کو مارتے وقت کہا کرتے ہیں) پیغمبر صاحب نے میری طرف مُڑ کر دیکھا اور فرمایا ابو عقبہ! تو نے یہ کیوں نہیں کہا کہ لے اس ضرب کو میری طرف سے اور میں ہوں جوانِ انصاری - ف

من المترجم کبر - نخوت - غرور - تعلّی - ترفّع - تفضّل - حبّ جاہ - عُجب - خود پسندی - خود ستائی - اپنے مُونہ میاں مٹھو - کس نہ گوید کہ دوغ من ترش است - تعظیم طلبی یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹّے بٹّے ہیں - دیکھنا یہ ہے کہ ان تمام خصلتوں کی جڑ کیا ہے - جڑ ہے وہی حفظِ نفس جو تمام اخلاق کی جڑ ہے - آدمی حفظِ نفس پر مجبول ہے اسی لیے ہر شخص کو اپنی جان یعنی اپنا نفس عزیز ہے اور آدمی جب تک اپنے نفس کو متصف بجمیع الکمالات نہ سمجھے وہ اس کو عزیز رکھ نہیں سکتا - ہر کس را عقلِ خود بکمال وفرزندِ خود بجمال **قطعہ**

یکے جہود و مسلماں مناظرہ کردند	چنانکہ خندہ گرفت از نزاعِ ایشانم
جہود گفت بتوراۃ مے خورم سوگند	وگر دروغ بود ہمچو تو مسلمانم
بطیرہ گفت مسلماں کہ گر قبالۂ من	صحیح نیست خدایا جہود مے رانم
گر از بسیطِ زمین عقل منعدم گردد	بخود گماں نہ برد ہیچکس کہ نادانم

بہرکیف آدمی کے اپنے نفس کو عزیز رکھنے کی شرطِ ضروری ہے کہ وہ اپنے تئیں متصف بجمیع الکمالات سمجھے یعنی سب باتوں میں سب سے بہتر - اور جب وہ کسی بات میں کسی سے ہیٹا ہوتا ہے تو اُس کو اس صفت کا ادّعا کرنا پڑتا ہے - اسی کا نام ہے غرور اگر مغرور آدمی اپنا غلط خیال اپنے ہی تک رکھے تو کسی کا کچھ حرج نہیں مگر مشکل یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنا خیالِ غلط دوسروں پر ظاہر کرتا ہے اور اُس کی باتوں سے اُس کی حرکات وسکنات سے دوسروں کی تذلیل ہوتی ہے جو دوسروں کو ناگوار گزرتی ہے - یہ ہے اصل وجہ غرور کے عند الناس مبغوض ہونے کی اور چونکہ بغض وعداوت مبنی ہے خود شخص مغرور کے خیالِ غلط پر

ف یعنی تجھے اسلام پر فخر کرنا زیبا تھا نہ حسب نسب پر ۱۲

جو اُس نے اپنی نسبت کر رکھا ہے اُسی کا کام ہے کہ اپنے خیالِ غلط کی اصلاح کرے۔ اور کام بھی کچھ مشکل نہیں فقط سمجھ کا
پھیر ہے۔ ذرا سا غور کرنے سے آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ کسی درجے کسی رتبے کا ہو غرور تو اُس کو کسی حالت میں زیبا نہیں
آدمی غرور کرتا ہے مال پر۔ جمال پر۔ جاہ پر۔ زور پر۔ نسب پر۔ علم و فضل پر۔ ہنر پر۔ تقویٰ و طہارت پر۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے
جمال اور نسب تو اتفاقات ہیں۔ جمال سریع الزوال بھی ہے اور لوگوں کے مذاق اُس کے بارے میں مختلف ہندوستانی
سیاہ بالوں اور موتی چور آنکھوں کے فریفتہ ہیں۔ انگریز بھورے بالوں اور کرنجی آنکھوں کے۔ کوئی گندم گوں آدمی بھی جنٹ میں
جا نکلے تو کوڑھی مبروص سمجھا جائے۔ چینیوں نے بایں خیال کہ چہرے کی ہمواری میں خلل انداز نہ ہو لوہے کی کمانیاں چڑھا
چڑھا کر ناک کو بٹھا چھوڑا۔ ہونٹوں کی لالی ہمارے یہاں داخلِ حسن ہے اور اس کے لیے مرد و زن بکری کی طرح پان چباتے رہتے
ہیں۔ انگریز اس کو ہبلوں کی جگالی کہتے اور سخت نفرت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ امرائے شاہی میں سے ایک امیر نے کالج کے انگریز
پرنسپل کی دعوت کی بادشاہی رکابداروں سے عمدہ سے عمدہ کھانے متنجن مزعفر پکوا کر بھیجے کھانے کے کمرے میں الوانِ اطعمہ
میز پر لگائے گئے۔ صاحب کمرے میں گھسنے ہی بو سے گھبرا کر باہر نکل آئے۔ اور دعوت کے کھانوں میں سے کسی کو چکھا تک نہیں
ہمارے یہاں کی تمام خوشبوئیں انگریزوں کو ناگوار گزرتی ہیں۔ حسن و جمال کے بارے میں لوگوں کے مذاق جیسے کچھ مختلف
اور متباین ہیں سو ہیں ابھی تک حسن و جمال کے معنی ہی ہماری سمجھ میں نہیں آئے۔ فرض کرو کہ زید مرد یا ہندہ عورت کو لوگ
خوبصورت سمجھتے ہیں۔ تو اس کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ اُس کے خاص خاص اعضا خاص طرح کی ساخت کے
ہیں جس کو لوگ اچھا سمجھتے ہیں۔ مگر دوسرے کے اعضا کی ساخت کو لوگ کیوں اچھا سمجھتے ہیں۔ ناک اچھی
ہے تو اُس کے لیے اچھی ہے کہ بو بد بو کا صحیح احساس کرتی ہے۔ مگر دوسروں کو اُس سے کیا۔ علیٰ ہذا القیاس کل اعضا بدن صاحب
اعضا کے لیے اچھے یا بُرے ہو سکتے ہیں نہ کسی دوسرے کے لیے۔ پھر یہ حسن پرستی اور عشق کی عالمگیر شورش دیوانگی نہیں تو
کیا ہے۔ یہ تو غرورِ حسن کی اصلیت اور حقیقت ہے۔ رہا زور کا غرور وہ بھی حسن کی طرح سریع الزوال ہے کہ ایک ذرا سا سوءِ مزاج
آدمی کو نڈھال کر دیتا ہے۔ علاوہ بریں زور پر نازاں ہونا۔ ایسی صفت پر نازاں ہونا ہے جو کتنے جانوروں میں آدمی سے کہیں بڑھ کر
پائی جاتی ہے اب رہ گیا مال اگر مکسوبہ بزرگاں ہے تو جائے فخر نہیں اور اپنی کمائی ہے تاہم عرضۂ خطرات ہے۔ ایسے ناگہانی اتفاق
اکثر پیش آتے دیکھے ہیں کہ چشم زدن میں لاکھ کے گھر خاک ہو گئے ہیں۔ تقویٰ و طہارت سے مراد ہے دینداری اور شاید ہی
کوئی متشرع اس غرور سے خالی ہو۔ اِن لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنے نفس کے احتساب سے فارغ۔ نجات کی طرف سے مطمئن خواہی
نخواہی اپنے تئیں برگزیدۂ خدا اور مقبولِ خدا اور مبشر بالجنۃ فرض کر لیتے ہیں اور ای کاش اسی پر بس کریں۔ نہیں۔ دوسروں کو
نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں اور اِن کی نظر ہمیشہ دوسروں کے عیوب پر پڑتی رہتی ہے حالانکہ مدارِ کار نیت پر ہے اِنَّمَا
الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اور نیت کا علم خدا کے سوائے کسی کو ہو نہیں سکتا بے شک لوگوں کو نصیحت کرو وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ
يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ مگر اپنے تئیں اچھا اور دوسروں کو بُرا اپنے تئیں مقبول و مرسل
کو مردود مت سمجھو اَلْعِبْرَةُ لِلْعَوَاقِبِ انجامِ کار معلوم نہیں اور نیک و بد کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے لَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى

ف اور (اے مسلمانو) تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیے جو (لوگوں کو) نیک کاموں کی طرف بلائیں اور (اچھے کام کرنے) کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں ۱۲
مسلمانو (بہت) اپنی پاکیزگی نہ (جتایا) کرو پرہیزگاروں کو وہی خوب جانتا ہے ۱۲

تعجب ہے کہ مغرور آدمی اتنی موٹی بات نہیں سمجھتا کہ تمام ساز و سامانِ خود بینی عوارضِ زندگی ہیں اِنْ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ یعنی آدمی کی ساری اکڑ پھوں متفرع ہے زندگی پر اور زندگی کچھ بھروسے کی چیز نہیں ؎

کیا بھروسا ہے زندگانی کا آدمی بلبلا ہے پانی کا

وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ کھوکھلی جڑ کی شاخیں کے دن ہری بھری رہ سکتی ہیں ؎

مرا و را رسد کبریا و منی کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

یہ خصوصیت غرور ہی میں دیکھی جاتی ہے کہ اُس کا نتیجہ ہمیشہ خلافِ مُراد ہوتا ہے۔ مغرور آدمی زائد از واجب اپنی وقعت لوگوں کی نظروں میں بٹھانی چاہتا ہے اور اُلٹا خفیف ہوتا ہے۔ اُس کا غرور ہی اُس کا پردہ فاش کرتا ہے "مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید"۔ شیطان کے راندۂ درگاہ ہونے کا قصّہ اگر اُس کو اساطیر الاوّلین نہ سمجھا جائے مغرور کی عبرت کے لیے بس ہے ؎

تکبّر عزازیل را خوار کرد بزندانِ لعنت گرفتار کرد

مغرور آدمی اِدھر تو اپنی لیاقت کے اندازہ کرنے میں غلطی کرتا ہے کہ مکھی کا بھُنگا بناتا ہے اُدھر دوسروں کی لیاقت کے اندازہ کرنے میں غلطی کرتا ہے کہ دوسروں کا بھُنگا اُس کو مکھی سُوجھ پڑتا ہے۔ مغرور آدمی کی مثال گُولر کے بھُنگے کی سی ہے کہ اپنی محدود جولانگاہ کو عرصۂ زمین و آسمان سمجھتا ہے۔ گُولر پھٹا اور اُس کی آنکھیں کھُلیں۔ اسی طرح مغرور آدمی اپنے محدود میل جول میں تیس مار خاں ہے نظر کو وسیع کرے تو فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اپنی بے حقیقتی اُس پر منکشف ہو ؎

اے ذوق کس کو چشمِ حقارت سے دیکھیے سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں

اِس سے بڑھ کر حمق کیا ہو سکتا ہے کہ آدمی بیٹھے بٹھائے لینا ایک نہ دینے دو لوگوں کو دشمن بنائے اور تکبّر میں یہی کچھ ہوتا ہے یہ تو شخصی غرور ہے جو خاص خاص افراد میں ہوا کرتا ہے اور ایک عالمگیر غرور ہے۔ عالمگیر غرور نسب کا جو تھا سو تھا۔ کہ لوگوں نے شیخ۔ مغل۔ سیّد۔ پٹھان کے تفرقے ڈال رکھے ہیں۔ پیشوں کے اعتبار سے جماعتیں قرار دے کر پیشہ وروں کو ذلیل سمجھ لیا ہے حالانکہ شرافت اگر ہے تو کردار کی ہے یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ [1] اور جن لوگوں سے نسب چلے ہیں وہ بھی دوسروں کی طرح کے آدمی تھے اور اُنھوں نے کردار کی وجہ سے امتیاز حاصل کیا تھا کہ اِن کی نسلیں اِن کے نام پر فخر کرتی ہیں اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کے ہوتے مسلمانوں میں تو کسی طرح کا تفوّق ہونا چاہیے نہیں۔ رہے پیشے تو ہم بزرگانِ دین میں دیکھتے ہیں کہ کوئی بزاز تھے کوئی دھُنے کوئی نانوائی یا بھٹیارے کوئی لوہار کوئی عطّار۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا پیشہ کرتے تھے جیسا کہ سورۂ ہود کی آیۂ ویصنع الفلک وکلما مرّ علیہ ملأ من قومہ سخروا منہ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون سے ثابت ہوتا ہے (ہود ع۴) حضرت ابوبکر صدیق بزازی کیا کرتے تھے عن عطاء بن السائب قال لما بویع ابوبکر اصبح وعلی ساعدہ ابراد وھو ذاھب الی السوق فقال عمر این ترید قال الی السوق قال تصنع ماذا وقد ولیت امر المسلمین قال فمن این اطعم عیالی الخ (ابن سعد)

[1] لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوّا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمھاری ذاتیں اور برادریاں ٹھیرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے ۱۲

پیغمبر صاحب کے صاحبزادے ابراہیم کی انّا کے شوہر ابو سیف لوہار تھے - خبّاب بن ارتؓ صحابی بھی لوہاری کا پیشہ کرتے تھے (بخاری) امام منصور جو ایک بڑے مشہور و معروف بزرگ ہیں دُھنے تھے اور نانوائی تو بہت سے صحابی اور تابعی ہوئے ہیں (اسد الغابہ) حلال و حرام کے فرق سے وہ کسی قسم کی تجارت اور کسی پیشے کو کسرِ شان کا موجب نہیں سمجھتے تھے - یہی حال ہم انگریزوں کا دیکھتے ہیں اور اسی سے اِن کی قوم کی قوم برسرِ عروج ہے - مگر ہم مسلمانوں کا کیا حال ہے کہ ہندوؤں کی طرح کھان پان میں تو نہیں باقی اور سب باتوں میں علیحدہ علیحدہ کُفو بنا کر پیغمبر کی اُمّت میں پھوٹ ڈال دی ہے جس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ قوم کا ایک بڑا حصہ شکستہ دل اور قاصر الہمّت ہو گیا ہے - قریب قریب تمام پیشہ ور اِن کی نظروں میں حقیر ہیں - مدّعیانِ شرافت پر کسبِ معاش کے تمام دروازے بند - مگر ایک نوکری کہ وہ حقیقت میں ایک طرح کی غلامی ہے ؎

بدست آہک تفتہ کردن خمیر		بہ از دست بر سینہ پیشِ امیر

نوکری کا حال یہ ہے کہ اسلامی سلطنت کے زمانے میں تو مسلمان کو نوکری کا ملنا آسان تھا اب غیروں کی حکومت ہے اور وہ اپنے مفیدِ مطلب نوکری میں عمر کی لیاقت کی طرح طرح کی شرطیں لگاتے ہیں اور مسلمان اُن شرطوں کو پورا نہیں کر سکتے اس مسلمانوں پر معاش کی طرف سے بڑا سخت وقت گزر رہا ہے اور مسلمان آپ اپنے پیروں پر کلہاڑی مار رہے ہیں - ناحق کی شیخی کے خنّاس سر سے باہر کریں اور ابن الوقت بن کر رہیں تو اس عملداری میں بدرجہا اپنی حالت بہتر کر سکتے ہیں ؎

عام ہیں اُس کے تو الطاف شہیدی سب پر		تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

غرور تو سبھی سے نازیبا ہے مگر گروہِ علماء اور مشائخ سے نازیبا تر - یوں اِن سے ملو تو شاید اِن کے غرور کا پتہ نہ بھی لگے مگر مولویوں کے فتووں اور مشائخ کے شجروں میں اِن کے ناموں کے ساتھ جو نسبتوں کا دُم چھلا لگا ہوتا ہے کیا وہ غرور پر دلالت نہیں کرتا - اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے نام مفرد کلمات تھے - ابو بکر - عمر - عثمان - علی - حسن - حسین وغیرہ - مولویوں اور مشائخ کے نام صفت بعد صفت ایک سطر میں نہیں سماتے - ایک مولوی فتوے پر دستخط کرتا ہے - حررہ محمد عبد العلام الحنفی الہروی الغزنوی الکابلی اللاہوری الدہلوی الکھاری باولی - نام کیا ہے خاندانی نقل و حرکت کا سلسلہ وار روزنامچہ ہے علیٰ ہٰذا القیاس ایک شیخ طریقت شجرہ بیعت پر عرب شاہ چشتی قادری نقشبندی نظامی باقی باللّٰہی مسکین شاہی -

دکھاوا اور شہرت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا

مسلمانو! اپنی خیرات کو احسان جتانے اور (سائل کو) ایذا دینے سے اُس شخص کی طرح اکارت مت کرو جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا اور اللہ اور روزِ آخرت کا یقین نہیں رکھتا تو اُسکی (خیرات کی) مثال چٹان کی سی ہے کہ اُس پر کچھ تھوڑی سی (مٹی رپڑی) ہے پھر اُس پر بڑے زور کا مینہ برسا اور اُس کو سپاٹ کر کے بہا گیا

لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ ع ۳۶)

(اسی طرح قیامت میں) ریاکاروں کو اُس (خیرات) میں سے جو اُنھوں نے کی تھی کچھ بھی ہاتھ نہیں لگے گا اور اللہ اُن لوگوں کو جو (نعمت کی) ناشکری کرتے ہیں ہدایت نہیں دیا کرتا - ے

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ڰ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا (النساء ع ۲۱ پارہ ۵)

منافق (مسلمانوں کو دھوکا دے کر گویا) خدا کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ (حقیقت میں) خدا اُن ہی کو دھوکا دے رہا ہے ف اور (یہ لوگ) جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں (ظاہرداری کر کے) لوگوں کو دکھاتے ہیں اور (دل سے) اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر کچھ یوں ہی سا کفر اور ایمان کے بیچ میں پڑے جھول رہے ہیں نہ اِن (مسلمانوں) کی طرف اور نہ اُن (کافروں) کی طرف اور جس کو اللہ بھٹکائے تو اے پیغمبر ممکن نہیں کہ تم

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (مسلم)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تمھاری صورتوں اور تمھارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے

عَنْ اَبِيْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ فَضَالَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ نَادٰى مُنَادٍ مَنْ كَانَ اَشْرَكَ فِيْ عَمَلٍ عَمِلَهٗ لِلّٰهِ اَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَغْنَى الشُّرَكَاۗءِ عَنِ الشِّرْكِ (مشکوٰۃ)

ابوفضالہ کے بیٹے ابوسعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب خدائے تعالیٰ قیامت کے روز جس کے برپا ہونے میں کسی طرح کا بھی شک و شبہہ نہیں لوگوں کو جمع کرے گا تو ایک پکارنے والا چاروں طرف پکارے گا کہ جو شخص (دنیا میں) اپنے اُس عمل میں جو خدا کے لیے کیا تھا کسی اور کو شریک کرتا (یعنی ریا کرتا) تھا اُسے چاہیے کہ اپنے اُس فعل کا ثواب بجز خدا کے علاوہ کسی اور سے مانگے کیونکہ خدا بہ لحاظ شرکت تمام شرکا سے غنی تر اور بے نیاز تر ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلے زمانے میں بہت لوگ ایسے پیدا ہوں گے

ف خدا کے دھوکے دینے کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اُن کی عقل اندھی کر دی ہے سمجھتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے ۱۲

ے مال بھی ایک طرح کی نعمت ہے اور اُسے لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرنا اس نعمت کی ناشکری ہے اس لیے ہم نے خط وحدانی میں نعمت بڑھا کر کفر سے ناشکری مراد لی ہے ۱۲

يَخْتِلُونَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّانِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِئُوْنَ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُولٰٓئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانَ (ترمذی)

جو دنیا کو دینی عملوں سے طلب کریں گے اور اس سے لوگوں کو دھوکے میں ڈالیں گے۔ اظہار نرمی اور تواضع کے لیے بکریوں کی کھالیاں پہنیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی۔ اور دل بھیڑیوں جیسے (انہی لوگوں کے بارے میں) خدا فرماتا ہے کیا یہ لوگ میری مہلت دینے سے مغرور ہو گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ مجھ پر جرأت کرتے ہیں تو مجھے اپنی قسم ہو کہ میں ان لوگوں پر انہی میں سے ایک فتنہ ایسا اٹھا کھڑا کروں گا جو بردبار کو بھی حیران و مبہوت بنا دے گا۔

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ (صحیحین)

جندب کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تئیں مشہور کرنا چاہتا اور اپنے فضائل لوگوں میں پھیلانے کا ارادہ رکھتا ہے قیامت کے روز خدا اس کے عیبوں کو مشہور کرے گا اور جو شخص دکھاوے کے لیے عمل کرتا ہے قیامت کے دن خدا تعالیٰ اسے ریا کار ہونے کی سزا دے گا (یعنی فرمائے گا اپنے عمل کی جزا اس سے مانگ جس کی خاطر عمل کیا تھا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَحَقَّرَهٗ وَصَغَّرَهٗ

عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اپنے عمل لوگوں میں مشہور کرتا ہے خدا تعالیٰ اسے اپنی مخلوق کے کانوں پر مشہور کر دیتا اور دنیا و عقبیٰ میں اسے حقیر اور بے قدر کرتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَيْنَا اَنَا فِيْ بَيْتِيْ فِيْ مُصَلَّايَ اِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَاَعْجَبَنِي الْحَالُ الَّتِيْ رَآنِيْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ لَكَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ (ترمذی)

ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک موقع پر اپنے گھر میں مصلے پر بیٹھا ہوا تھا دفعۃً ایک شخص میرے پاس آیا اور اس حال میں اس کا مجھے دیکھنا مجھے اپنے تئیں بہت ہی بھلا معلوم ہوا (تو کیا یہ ریا ہے) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ خدا تجھ پر رحم کرے تیرے لیے دو اجر ہیں پوشیدہ نماز پڑھنے کا اجر اور ظاہر کرنے کا اجر۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا إِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ فَقَالَ يُبْكِينِي شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ يَسِيرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَمَنْ عَادَى لِلّٰهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ بِالْمُحَارَبَةِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْأَبْرَارَ الْأَتْقِيَاءَ الْأَخْفِيَاءَ الَّذِينَ إِذَا غَابُوا لَمْ يُفْتَقَدُوا وَإِذَا حَضَرُوا لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يُقَرَّبُوا قُلُوبُهُمْ مَصَابِيحُ الْهُدَى يَخْرُجُونَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ (ابن ماجہ)

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ وہ ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی طرف نکل گئے وہاں معاذ بن جبل کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھا روتے پایا فرمایا معاذ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟ کہا مجھے اُس بات نے رُلا رکھا ہے جسے میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تھوڑا سا دکھاوا بھی شرک ہے۔ اور جو شخص خدا کے کسی دوست سے دشمنی رکھتا ہے وہ خدا سے لڑنے کے لیے آمادہ ہوتا ہے بلاشبہ خدا اُن نیکوکاروں پرہیزگاروں پوشیدہ حالوں کو دوست رکھتا ہے کہ جب وہ غائب ہوتے ہیں تو کوئی اُن کی جستجو نہیں کرتا اور موجود ہوتے ہیں تو کوئی اُن کو نہیں بلاتا اور نہ عزت سے پاس بٹھاتا ہے اُن کے دل چراغ ہدایت ہیں (اور) وہ ہر تاریک زمین سے باہر آتے ہیں۔ ف۱

حرص و طمع

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ (صحیحین)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کا بعض حصہ (یعنی دونوں مونڈھے جیسا کہ بعض روایتوں میں آیا ہے) پکڑ کر فرمایا کہ دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ مسافر ہے یا رستہ چلتا ہے اور اپنے تئیں مُردوں میں شمار کر جو قبروں میں سوتے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشِبُّ فِيهِ اثْنَتَانِ

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم جوں جوں بوڑھا اور ضعیف ہوتا چلا جاتا ہے اُس میں چیزیں جوان اور قوی

ف۱ یعنی وہ کسی نامور اور مشہور مقام کے رہنے والے نہیں ہیں ۱۲

الحرص على المال والحرص على العمر (صحیحین)

ایک مال کی حرص دوسرے عمر کی حرص

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو كان لابن آدم واديان من مال لابتغى ثالثا ولا يملأ جوف ابن آدم الا التراب ويتوب الله على من تاب (متفق علیہ)

ابن عباس جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا۔ اگر آدمی کے لیے مال کے بھرے ہوئے دو میدان بھی ہوتے تب بھی وہ (قانع و سیر نہ ہوتا بلکہ) تیسرے کی طلب میں کوشش کرتا اور آدمی کا پیٹ تو قبر کی مٹی کے علاوہ اور کوئی چیز بھرنے ہی کی نہیں اور خدا جس پر چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ رجوع کرتا ہے (کہ اُسے اس ذلیل خصلت سے دور رکھنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے)

عن شداد بن اوس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله (ترمذی)

شداد بن اوس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند اور توانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو مطیع اور مغلوب رکھے اور مرنے پیچھے ثواب پانے کے لیے عمل کرتا ہے اور عاجز و احمق وہ ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہشوں کا پیرو بناتا اور باوجودیکہ معصیت اور خدا کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے پھر خدا کے خوش اور راضی ہونے کی تمنا کرتا ہے۔

عن سفيان الثوري قال كان المال فيما مضى يكره فاما اليوم فهو ترس المؤمن وقال لولا هذه الدنانير لتمندل بنا هؤلاء الملوك وقال من كان في يده شيء من هذه فليصلحه فانه زمان ان احتاج كان اول من يبذل دينه وقال الحلال لا يحتمل السرف ۔ (مشکوٰۃ)

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ پہلے زمانے میں لوگ مال کو برا جانتے تھے اور اب تو وہ مسلمانوں کی ڈھال ہے (کہ حوادث و مصائب کے تیروں کو روکتی ہے) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر یہ دینار نہ ہوتے تو اہل دنیا و ارباب و شاہ ہمیں ہاتھ منہ پونچھنے کا رومال بنا لیتے (یعنی نہایت مبتذل اور حقیر سمجھتے) سفیان ثوری یہ بھی کہتے ہیں کہ جس کے ہاتھ میں کچھ مال ہو تو اُسے چاہیئے کہ مال کی اصلاح کرے (اور بڑھائے) کیونکہ یہ وہ زمانہ ہے کہ آدمی محتاج ہو تو سب سے پہلے اپنے دین ہی کو ہاتھ سے دے بیٹھے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مال حلال میں اسراف نہ کرنا چاہیئے (بلکہ احتیاط سے خرچ کرنا چاہیئے تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے)۔

من المترجم۔ امن جس کی انتظامِ دنیا کے لیے بڑی سخت ضرورت ہے اور جو قانونِ شریعت کی اصل غرض ہے اول درجے جان کا ہے اور جان کے دوسرے درجے میں مال کا بلکہ بسا اوقات لوگ مال کے بچانے کے لیے جان کو بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ جن افعال سے مال کی طرف سے امن اٹھ جائے سب چوری ہیں ڈاکا۔ ڈکیتی۔ راہ زنی۔ گٹھ کٹی۔ چھین جھپٹ۔ اچکاپن کو نقل

خیانت۔ دغا۔ فریب۔ جھوٹ یہ سب کردار حرص و طمع کے فرزند اور تھوڑے تھوڑے فصل سے اوپر تلے کے بھائی بہن ہیں ع زمین شور سنبل بر نیارد۔ حرص و طمع زیادہ تر ان ہی نتائج کی وجہ سے بدنام ہے ورنہ یہی تو ایک چیز ہے جو ترقی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور امورِ خیر میں حرص بجائے مذموم ہونے کے ممدوح ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(لوگو!) تمھارے پاس تمھیں میں کے ایک رسول آئے ہیں۔ تمھاری تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے (اور) ان کو تمھاری بہبود کا ہوکا ہے (اور) مسلمانوں پر نہایت درجے شفیق (اور) مہربان ہیں۔

حُبِّ دُنیا

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (آل عمران ع۲ پارہ ۳)

لوگوں (کی بناوٹ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ ان) کو (دنیا کی) مرغوب چیزوں (یعنی مثلاً) بیبیوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتی کے ساتھ دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے (حالانکہ) یہ (تو) دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہیں اور (ہمیشہ کا) اچھا ٹھکانا تو اسی اللہ کے ہاں ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران ع ۱۹ پارہ ۴)

ہر شخص (ایک نہ ایک دن) موت (کا مزہ) چکھنے والا ہے اور (جو عمل تم لوگ کر رہے ہو ان کا) پورا پورا بدلہ تو تم کو قیامت ہی کے دن دیا جائے گا تو (اس دن) جو شخص (دوزخ کی آگ سے) پرے ہٹا دیا گیا اور (اس کو رہنے کے لیے) جنت میں جگہ دی گئی تو اس نے (من مانی) مراد پائی اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی پونجی ہے (اور بس)

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل ع ۱۳ پارہ ۱۴)

اور اللہ کی قسم کے بدلے (دنیا کے) تھوڑے فائدے مت حاصل کرو (قول پورا کرنے کا اجر) جو خدا کے ہاں ہے وہی تمھارے حق میں بہت بہتر ہے بشرطیکہ تم اس (بات) کو سمجھو جو (مال و متاع دنیا) تمھارے پاس ہے وہ (سب ایک نہ ایک دن) نبڑ جائے گا اور جو (اجر) اللہ کے پاس ہے وہ (ہمیشہ ہمیشہ کو) باقی رہے گا اور جن لوگوں نے (دنیا میں) صبر کیا ان کو (قیامت کے دن) ان کے (اس) بہترین عمل کا صلہ

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ قَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهٗ لَنَا بِشَيْءٍ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ (مسلم)

حضرتؓ جابر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا بکری کے ایک مُردہ بچے پر گزر ہوا جس کے کان بکچس کر جاتے رہے تھے (آپ نے صحابہ کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا بھلا کوئی تم میں سے اس مُردار جانور کو ایک درہم میں خریدنا پسند کرتا ہے (صحابہؓ نے) عرض کیا کہ ہم تو اسے کسی چیز کے عوض میں بھی خریدنا پسند نہیں کرتے فرمایا قسم خدا کی جتنا یہ مردہ بچہ تمھارے نزدیک حقیر ہے دنیا خدا کے نزدیک اس سے بہت زیادہ حقیر ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (مسلم)

ابوؓ ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مُسلمان کے لیے قید خانے کی جگہ ہے (کہ طرح طرح کی محنتیں سہتا ہے) اور کافر کے واسطے جنت کے مزے میں ہے (کہ لذات و شہوات میں مشغول رہتا ہے)

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ (صحیحین)

عمروؓ بن عوف کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی میں اس بات سے ذرا بھی خوف نہیں کرتا کہ تم فقر و فاقے کی مصیبت میں پڑو گے مجھے تو اس کا اندیشہ ہے کہ دنیا تم پر فراخ کردی جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فراخ کردی گئی تھی پھر تم اس میں رغبت کرنے لگو جس طرح انھوں نے رغبت کی اور وہ تمھیں ہلاک کر مارے جس طرح انھیں ہلاک کر مارا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ (ترمذی)

ابوؓ ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُنو جی! دُنیا خدا کی رحمت سے دُور ہے (اور) جو چیز اس میں موجود ہے وہ بھی رحمتِ خدا سے دُور ہے ہاں ذکر الٰہی اور جسے خدا دوست رکھتا ہے اور عالم یا متعلم (اس سے) مستثنیٰ ہیں

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سعدؓ کے بیٹے سہل کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ (ترمذی)

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خدا کے نزدیک دنیا کی وقعت مچھر کے پر برابر بھی ہوتی تو کافر کو (دنیا میں) ایک گھونٹ پانی بھی تو پینے کو نہیں دیتا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهِ الْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اَخِّرُوا النِّسَاءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ (مشکوٰة)

حذیفہ کہتے ہیں میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک خطبے میں فرماتے سُنا کہ شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے اور عورتیں شیطان کے شکار کے آلات و اسباب ہیں اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے اور میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے سُنا کہ لوگو! عورتوں کو (شوہروں وغیرہ میں) پیچھے رکھو کیونکہ خدا نے اُن کو پیچھے رکھا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ (مشکوٰة)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا دنیا اُس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اُس کا مال ہے جس کے لیے کچھ مال نہیں اور دُنیا کے واسطے وہی جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں۔

من المترجم قرآن میں دنیا کے متعلق آیتوں کا تتبع کرو تو مدح اور ذم دونوں طرح کی آیتیں ملیں گی بلکہ مدح کی زیادہ دنیا میں دو ہی بڑے عیب ہیں اور ان کی وجہ سے اس کی جتنی مذمت کی جائے تھوڑی۔ ایک یہ کہ عالمِ اسباب ہے۔ اسباب کی بھول بھلیاں میں آکر آدمی کی عقل چکر میں آجاتی ہے اور وہ مسبب الاسباب اور علۃ العلل یعنی خدا کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے بلکہ بعضے کوتاہ عقل تو خدا کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ اگرچہ منکرِ خدا کم بہت کم ہیں مگر ہوئے ہیں اور ہیں اور رہیں گے اور ہوں گے دوسرا عیب ہے بے ثباتی کہ سب کچھ ہے اور مرے پیچھے کچھ بھی نہیں۔

بے زری کا نہ کر گلہ غافل — رہ تسلی کہ یوں مقدر تھا
اتنے منعم جہان میں گزرے — وقتِ رحلت کے کس کنے زر تھا
صاحبِ جاہ و شوکت و اقبال — ایک ازاں جملہ اب سکندر تھا
تھی یہ سب کائنات زیرِ نگیں — ساتھ مور و ملخ سا لشکر تھا
لعل و یاقوت ہم زر و گوہر — چاہیے جس قدر میسر تھا

آخر کار جب جہاں سے گیا ‏ ‏ ہاتھ خالی کفن سے باہر تھا
عیب طول کلام مت کریو ‏ ‏ کیا کروں میں سخن سے خوگر تھا
خوش رہا جب تلک رہا جیتا ‏ ‏ میر معلوم ہے قلندر تھا

غرض قرآن میں دنیا کی جس قدر مذمت بھی ہے متفرع ہے ان ہی دو عیبوں پر خدا کو بھول جانا اور دنیا کی بے ثباتی کا خیال نہ رکھنا۔ اب رہی دنیا کی مدح تو سارے قرآن میں دنیا کی مدح صاف لفظوں میں ایک جگہ بھی نہیں مگر اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ سے بڑھ کر کثرت سے جا بجا دنیا کا حال ایسے طور سے بیان کیا ہے کہ مبالغہ بھی نہیں اور مدح کا کوئی پہلو بھی چھوٹنے نہیں پایا۔ قرآن کی کمال بلاغت کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ایک ہی چیز کی مدح و ذم کا حق کس خوبی سے ادا کیا ہے قرآن کی جن باتوں سے دنیا کی مدح مستنبط ہوتی ہے یہ ہیں (۱) دنیا خدا کی ہستی کی دلیل اور خدا شناسی کا ذریعہ ہے (۲) خدائے تعالیٰ ہم پر دنیا کی تمام چیزوں کی منت رکھتا اور اُن کو اپنی نعمت قرار دے کر ہم سے شکر کا خواہاں ہے (۳) خدائے تعالیٰ ہم کو دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہونے کی نہ صرف اجازت بلکہ ترغیب دیتا ہے اور کیوں نہ دے تمتع کے بدون نعمت نعمت ہوتی نہیں یا یکتی اور نعمت نہیں تو کہاں کا منعم اور کیسا شکر قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۴) یہاں تک تو ہے کہ خدا نے اپنے کلام پاک میں مال کو لفظِ خیر سے تعبیر فرمایا ہے اِنْ تَرَكَ خَيْرًا اِۨلْوَصِيَّةُ اور اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ اس سے زیادہ دنیا کی مدح اور کیا ہو سکتی ہے اور بڑی بات تو یہ ہے کہ ہم بنی آدم حبِ دنیا پر مجبول ہیں اور انتظام دنیا اسی حب پر مبنی ہے۔ دنیا کی محبت دلوں سے سلب ہو جائے تو دنیا دنیا نہ رہے۔ ایک ویرانکدہ ہو جائے جو یقیناً خدا کو منظور نہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ اچھا تو پھر یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ایک شئے واحد ممدوح بھی اور مذموم بھی ہو کہ اسی کو منطق کی اصطلاح میں جمع بین النقیضین کہتے ہیں وھو محال۔ پس ضرور دنیا کی دو حیثیتیں ہیں مختلف ایک کے اعتبار سے ممدوح ہے اور دوسری کے اعتبار سے مذموم۔ بس خدا کو نہ بھولو۔ اس کو حادث اور فانی اور عارضی اور چند روزہ ع اگر ماند شبے ماند شب دیگر نمے ماند۔ سمجھو اور خدا کی نعمتوں کو علٰی وجہ الحلال جس طرح اُس نے فرما دیا ہے طلب کرو اور

لہ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) پوچھو کہ اللہ نے جو زینت (کے ساز و سامان) اور کھانے (پینے) کی ستھری چیزیں اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں (ان کو) کس نے حرام کیا ہے (یہ تو اس کا کیا جواب دیں گے تم ہی ان کو) سمجھا دو کہ جو لوگ دنیا کی زندگی میں ایمان لائے ہیں قیامت کے دن یہ (نعمتیں) خاص کر اُن ہی کو دی جائیں گی ف

ف مطلب یہ ہے کہ دنیا و مافیہا سب کچھ آدمی کے لیے پیدا کیا گیا ہے کافر ہو یا مسلمان از قسم زینت و رزق طیب کوئی چیز کسی پر حرام نہیں جو کچھ کہ جہاں میں ہے سب انساں کے لیے ہے۔ آراستہ یہ گھر اسی مہماں کے لیے ہے۔ البتہ آخرت میں یہ نعمتیں کافروں پر حرام ہوں گی یعنی کافر ان نعمتوں سے محروم رہیں گے تو جو مسلمان ہو کر زینت کی کسی چیز یا رزقِ طیب کو از خود اپنے اُوپر حرام کرے وہ خدا کی منشا کے خلاف کرتا ہے ۱۲

سلہ اور خدا کے فضل (یعنی معاش) کی جستجو میں لگ جاؤ اور (جہاں رہو) کثرت سے خدا کی یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ ۱۲

اُسی کے فرمانے کے مطابق اُن نعمتوں سے فائدہ اُٹھاؤ کہ طلب اور تمتع کے شرعی طریقے بھی ہم تم سب کے فائدے کے لیے ہیں حرص اور طمع سے مُطلق طلب اور مطلق تمتع مراد نہیں بلکہ ناجائز طلب و ناجائز تمتع۔ مُسلمان کچھ آج سے نہیں سالہا سال سے اور ہندوستان ہی کے نہیں ہر کہیں کے دنیا کے ممدوح پہلوؤں پر تو نظر کرتے نہیں سرے سے حبّ دنیا کو گناہ سمجھ کر دنیا کو طلب ہی نہیں کرتے یا کرتے بھی ہیں تو طلب کے طور سے طلب نہیں کرتے اور اس بے پروائی اور سہل انگاری کے نتیجے جو ہوئے اور ہو رہے ہیں اور ہوں گے سب نے دیکھے اور دیکھ رہے ہیں اور دیکھیں گے ع عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو ✽ حرص و طمع کو جو منع کیا جاتا ہے تو دو وجہ سے۔ ایک یہ کہ حرص و طمع دلالت کرتی ہے دُنیا کی مُحبّتِ مفرط پر اور بقاعدہ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ حرص و طمع کے ساتھ طلب کا دوسروں کی حق تلفی سے محفوظ رہنا مشکل ہے۔ دوسرے حریص و طماع اپنی حالت موجودہ سے کبھی رضامند نہیں ہو سکتا۔ حرص و طمع استسقا کا سا روگ ہے۔ جتنا پانی پیئے پیاس بڑھتی جائے اوراسی سے تو کہا ہے "طمع را سہ حرف است و ہر سہ تہی" یعنی کامیابی بھی حریص کے لیے ناکامی ہے ؎ کاسۂ چشم حریصاں پُر نشد ✽ تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد ✽

حسد

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (بقرہ ع ۱۳ پارہ ۱)

(مُسلمانو!) اکثر اہل کتاب باوجودیکہ اُن پر حق ظاہر ہو چکا ہے پھر بھی اپنے دلی حسد کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لائے پیچھے پھر تم کو کافر بنا دیں تو معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا (کوئی اور) حکم صادر فرمائے ف۱ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۝ فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّنْ

آیا ان (یہودیوں) کے پاس سلطنت کا کوئی حصہ ہے اور اس وجہ سے لوگوں کو تل برابر بھی (اُس میں سے) دینا نہیں چاہتے یا خدا نے جو اپنے فضل سے لوگوں کو نعمتِ (قرآن) عطا فرمائی ہے اُس پر جلے مرتے ہیں سو یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی) خاندان ابراہیم (کے لوگوں) کو ہم نے کتاب بھی اور علم (بھی) اور اُن کو بڑی بھاری سلطنت (بھی) دی پھر لوگوں میں سے کوئی تو اُس (کتاب) پر ایمان لایا اور کوئی

ف۱ اور حکم سے مُراد جہاد کی اجازت ہے کہ جب اہل کتاب اور مشرکوں نے مل کر مسلمانوں کو کفر پر مجبور کرنا شروع کیا اول تو مسلمان طرح دیتے رہے بعضے مزاج کے تیز لڑنے کی آمادگی ظاہر کرتے تو پیغمبر صاحب روک دیتے مگر آخر صبر اور درگزر کی بھی ایک حد ہوتی ہے جواب تُرکی بہ تُرکی دینا ہی پڑا ۱۲ ✽

عربی	ترجمہ
صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ؁ (النساء ع ۸ پارہ ۵)	اُس سے ہٹتک رہا (اور جو ہٹک رہا اُس کے لیے) دہکتی ہوئی دوزخ (کی سزا) بس کرتی ہے ف۱
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا (صحیحین)	اَبو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا (لوگو!) اپنے تئیں بدگمانی کرنے سے دور رکھو کیونکہ بدگمانی بہت ہی جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے عیب نہ ٹٹولو اور جاسوسی کرو اور دوسرے کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے کسی چیز کی قیمت نہ بڑھاؤ اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور باہم دشمنی نہ رکھو اور خدا کے بندو سب بھائی بھائی بن جاؤ
عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ مِنْ قَبْلِكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ وَلَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ ؛ (ترمذی)	زُبیر بن عوام کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! پہلی اُمتوں کا مرض آہستہ آہستہ تمہاری طرف سرکتا آتا ہے (اور) وہ (ایک) حسد ہے اور (دوسرے) دشمنی ان میں سے ہر ایک حالقہ (یعنی مونڈنے والی) ہے میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈ کر صاف کر دیتی ہے۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ؛ (ابو داؤد)	اَبو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) اپنے تئیں حسد سے دور رکھو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا	اَنس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ فقر (رفتہ رفتہ) کفر (کی طرف منجر) ہو جائے ف۲

ف۱ مطلب یہ ہے کہ خدا نے آل ابراہیم کو بہت سی دینی اور دنیاوی نعمتیں دیں تو اُن وقتوں کے لوگ بھی بعض تو ایمان لائے اور بعض کافر رہے اب بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم کی نسل میں سے ہیں سو ان کو بھی خدا نے پیغمبری اور قرآن اور سلطنت کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں غرض آل ابراہیم ہمیشہ سے محسود رہی ہے اور لوگوں کے حسد سے نہ ان کا پہلے کچھ بگڑا نہ اب بگڑے ۱۲ ف۲ کیونکہ محتاج آدمی جب شدید محنت اُٹھاتے اُٹھاتے اکتا جاتا ہے تو آخر کار مجبوری مرتکب کفر و محارم ہوتا ہے ۱۲

وَكَادَ الْحَسَدُ اَنْ يَّغْلِبَ الْقَدَرَ (مسکوٰۃ) | اور حسد تقدیرِ الٰہی پر غالب آجائے ف۱

ف۱ مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض کوئی ایسی چیز ہوتی جو تقدیرِ الٰہی پر غالب آتی تو وہ حسد ہوتی ۱۲

من المترجم۔ انتظامِ دنیا کہو۔ تمدن کہو۔ معاشرت کہو۔ یا انگریزی بولی میں جس کے کتنے الفاظ بتقاضائے وقت اُردو میں داخل ہوگئے ہیں اور ہوتے چلے جارہے ہیں سوسائٹی کہو مبنی ہے آدمی کے اختلافِ حالت پر سوائے اس کے کہ بشریت اور لوازمِ بشریت میں تو سب یکساں ہیں باقی کسی ایک کی کوئی حالت کسی دوسرے کی کسی حالت سے نہیں ملتی۔ کوئی امیر ہے کوئی غریب۔ کوئی زمیندار کوئی کاشتکار کاشتکاروں میں بھی کوئی موروثی۔ کوئی غیر موروثی۔ کوئی مالکِ مکان کوئی کرایہ دار کوئی آقا کوئی نوکر۔ کوئی تاجر کوئی دستکار۔ کوئی عالم کوئی جاہل۔ کوئی فاضل کوئی مفضول۔ کوئی محتاج کوئی محتاج الیہ۔ کوئی بیمار کوئی طبیب۔ اسی طرح اختلافات کی فہرست لکھنی ہو تو دفتر کے دفتر لکھ ڈالو اور فہرست مکمل نہ ہو۔ اگر سب آدمی سب باتوں میں یکساں ہوں تو آن کو دیہات اور قصبات اور بلاد و امصار میں جمع ہوکر بسنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ پھر ایک سے ایک کی حالت مختلف جو ہے سو ہے یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک ہی آدمی مختلف حیثیتوں سے محتاج الیہ بھی اور محتاج بھی فاضل بھی ہے مفضول بھی یا ایک بات میں ایک کی نسبت فاضل اور محتاج الیہ ہے اور اُسی بات میں دوسرے کی نسبت مفضول اور محتاج ع آنانکہ غنی تراند محتاج تراند ؎

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن　　اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

اختلافِ حالت میں دو اثر ہوتے ہیں غبطہ یا حسد۔ غبطہ محمود حسد مذموم۔ غبطہ جس کا فارسی ترجمہ رشک اور اُردو میں ہے یہ ہے کہ ہم کسی کو اپنے سے بہتر حالت میں دیکھ کر اُسی کی سی اپنی حالت کرنی چاہیں تو اس میں من حیث الاخلاق کسی طرح کی بُرائی نہیں بلکہ غبطہ اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے اور ترقی کا محرک ہے اور جس قوم کے افراد میں یہ گدگدی نہیں۔ یہ دلیل اُس قوم کی پستی اور تنزل کی ہے اور افسوس ہے کہ ہم مسلمانوں کی یہی حالت ہے ؎

نمونے باد اطپیش نظر ہیں　　مگر چہ نکمہ دل کور ہیں بے بصر ہیں

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ۔ اس اعتبار سے غبطہ اور حسد کا مادہ ایک ہے کہ دونوں صورتوں میں مفضول فاضل کی فضیلت کا احساس کرتا ہے۔ لیکن نتیجۂ احساس کی رُو سے ضد یک دگر ہیں حاسد محسود جیسا بننا نہیں بلکہ اُس کی نعمت کا زوال چاہتا ہے تو یہ محسود کے ساتھ ناحق بلاوجہ خدا واسطے کی عداوت ہے ؎

توانم آں کہ نیازارم اندرونِ کسے　　حسود را چہ کنم کو زخود برنج درست

حسد ایسی بدخصلت ہے کہ چھوٹے چھوٹے جرموں اور گناہوں کی کون کہے زمین میں پہلا خون اسی کی وجہ سے ہوا ہے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ ف۲ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

ف۲ اور (اے پیغمبر) اِن لوگوں کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے واقعی حالات پڑھ کر سُناؤ کہ جب دونوں نے (خدا کی جناب میں) نیاز چڑھائی تو اُن میں سے ایک (یعنی ہابیل) کی قبول ہوئی اور دوسرے (یعنی قابیل) کی قبول نہ ہوئی تو قابیل مارے حسد کے بھائی سے لگا کہنے کہ میں ضرور تجھکو قتل کرکے رہوں گا اس نے جواب دیا کہ اللہ تو صرف پرہیزگاروں کی نیازیں قبول کرتا ہے ف۱ اگر میرے قتل کرنے کے ارادے سے تو مجھ پر ہاتھ چلائیگا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے تجھ پر اپنا ہاتھ چلانے والا نہیں کیونکہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں میں تو یہ چاہتا ہوں کہ (بقیہ بصفحہ ۲۲۲)

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ حاسد فی زعمہ اپنی بدعقلی سے محسود کے ساتھ عداوت کرتا ہے اور حقیقت میں خود اپنے ساتھ کہ دوسروں کو اپنے سے بہتر دیکھ کر آپ ہی آپ جلا کرتا ہے۔

کرے گر کوئی بُرائی تو یہ تیری ہے بھلائی　　　　کہ جو تُو نہ خوب ہوتا وہ کیوں حسود ہوتا

(بقیہ صفحہ ۱۲۱) (زیادتی ہو تو تیری ہی طرف سے ہو اور) تُو میرا اور اپنا (دونوں کا) گناہ سمیٹے اور دوزخیوں میں (جا شامل) ہو اور ظالموں کی یہی سزا ہے اس پر بھی اُس کے (یعنی قابیل کے) نفس نے اُس کو اپنے بھائی کے مار ڈالنے پر آمادہ کیا (چنانچہ) آخر کار اُس کو مار ڈالا اور آپ ہی گھاٹے میں آگیا اس کے بعد اللہ نے ایک کوّا بھیجا وہ زمین کو کُریدنے لگا تاکہ اُس کو (یعنی قابیل کو) دکھائے کہ اُسے اپنے بھائی کی فضیحت (یعنی اُس کی لاش) کو کیونکر چھپانا چاہیئے چنانچہ وہ کوّے کو زمین کُریدتے دیکھ کر بول اُٹھا ہائے میری شامت کیا میں (ایسا) گیا گزرا ہوا کہ (بلا سے) اس کوّے (ہی) جیسا (ہوشیار) ہوتا تو اپنے بھائی کی فضیحت (یعنی لاش) کو تو چھپا دیتا الغرض وہ اپنے کیے سے بہت ہی پشیمان ہوا ۱۲

بخل

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (اٰل عمران ۱۸۰ پارہ ۴)

اور جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل (و کرم) سے (مقدور) دیا ہے اور وہ (راہِ خدا) اُس (کے خرچ کرنے) میں بخل کرتے ہیں وہ اس (بخل) کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں (بہتر نہیں) بلکہ وہ اُن کے حق میں بدتر ہے (کیونکہ جس مال) کا بخل کرتے ہیں عنقریب قیامت کے دن اُس کا طوق بنا کر اُن کے گلے میں پہنایا جائے گا اور آسمان و زمین (آخر کار سب) کا وارث اللہ ہی ہے اور جو کچھ (بھی تم لوگ) کر رہے ہو اللہ کو اُس کی (سب) خبر ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا

اور (مسلمانو) اللہ ہی کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھیراؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو (لونڈی غلام) تمہارے قبضے میں ہیں اِن (سب) کے ساتھ سلوک کرتے رہو اللہ اُن لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو اِترائیں (اور) بڑائی مارتے پھریں

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ (النسآء ع ۶ پارہ ۵)

(جو لوگ کہ) آپ بخل کریں (سو کریں دوسرے) لوگوں کو بھی بخل کرنے کی صلاح دیں اور اللہ نے اپنے فضل سے اُن کو جو کچھ دے رکھا ہے اُس کو چھپائیں اور ہم نے اُن لوگوں کے لیے جو (ہماری نعمتوں کی) ناشکری کریں ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝

(محمد ۴۶ ---------- پارہ ۲۶)

(مسلمانو! یہ) دنیا کی زندگی (جو ہے) تو بس نرا کھیل اور تماشا ہے اور اگر (خدا پر) ایمان رکھو گے اور پرہیزگاری کرتے رہو گے تو وہ تم کو تمہارے اجر عنایت کرے گا اور (اپنے لیے) تمہارے مال تم سے نہیں طلب کرے گا (اور بالفرض) اگر وہ تم سے (اپنے لیے) تمہارے مال طلب کرے اور تم کو چمٹے تو تم (ضرور) بخل کرو اور اس سے تمہاری دلی عداوتیں ظاہر ہوں ف۱ تم لوگ سُن رکھو کہ (خدا کو تو تم کیا دو گے) تم (تو) ایسے (دل کے تنگ) ہو کہ تم کو خدا کے رستے میں (اپنے قومی فائدے کے لیے) خرچ کرنے کو بلایا جاتا ہے اس پر بھی تم میں ایسے (بہتیرے) ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے تو حقیقت میں خود اپنے سے بخل کرتا ہے ورنہ اللہ تو بے نیاز ہے اور تم (اس کے) محتاج ہو اور اگر تم (حکم خدا سے) رُوگردانی کرو گے تو (خدا) تمہارے سوا دوسرے لوگوں کو (تمہاری جگہ) لا بٹھائے گا اور وہ تم جیسے (تنگ دل بھی) نہیں ہوں گے +

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ

(لوگو! جتنی مصیبتیں) روئے زمین پر نازل ہوتی ہیں اور (جو خود) تم پر نازل ہوتی ہیں (وہ سب) اُن کے پیدا کرنے سے پہلے ہم نے کتاب (لوح محفوظ) میں لکھ رکھی ہیں اور بے شک یہ اللہ کے نزدیک (ایک) سہل (سی بات) ہے (اور یہ ہم نے تم کو اس لیے جتا دیا ہے) کہ کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اُس کا رنج نہ کرو

ف۱ عداوت سے مراد یا تو وہ عداوت ہے جو عموماً ہر ایک بخیل کو سائل سے ہوتی ہے یا یہاں وہ عداوتیں مراد ہوں جو پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ اُن لوگوں کے دلوں میں [illegible]

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (الحدید ع ۳ پارہ ۲۷)

اور کوئی نعمت خدا تم کو عطا کرے تو اس پر اتراؤ مت ؎ اور اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا کہ یہ (ایک تو آپ) بخل کریں (دوسرے لوگوں کو بخل کی ترغیب دیں اور جو شخص (ان نصیحتوں سے) رُوگردانی کرے گا تو کچھ شک نہیں کہ اللہ بے نیاز (اور ہر حال میں) سزاوارِ حمد و ثنا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ ۔ (ترمذی)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی خدا سے (یعنی اس کی رحمت اور رضا سے) قریب ہے جنت سے قریب ہے (کہ جلد اس میں داخل ہو جائے) لوگوں سے قریب ہے (کہ وہ اس سے محبت کرتے ہیں) دوزخ سے دور ہے اور بخیل خدا سے دور جنت سے دور لوگوں سے دور دوزخ سے قریب ہے اور سخی جاہل ؎ خدا کو بہت پیارا ہے بخیل عابد سے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ (ترمذی)

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں کسی ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں بخل اور بدخلقی

عَنْ اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّلَا بَخِيْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ (ابو داؤد)

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دھوکا دینے والا اور بخیل اور دے کر احسان جتانے والا (یہ تینوں شخص) جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَّوْمٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ

ابو ہریرہ رض کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دن کی صبح کو دو فرشتے (آسمان سے) اُترتے ہیں

ؔف یعنی کوئی چیز جاتی رہی تو وہ بھی ایک تقدیری بات ہے اور اگر کوئی نعمت حاصل ہوگئی تو بے استحقاقِ سابق محض خدا کی دین ہے نہ نتیجہ سعی و کوشش تو پھر اترانے کا کیا محل ہے ۱۲ +

؎ ظاہر استقلال چاہتا تھا کہ یوں کہا جاتا سخی جاہل خدا کو بہت پیارا ہے بخیل عالم سے مگر چونکہ عبادت نتیجہ علم ہے عالم کو عابد فرمایا ۱۲

يَقُولُ أَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (صحیحین)

ان میں کا ایک کہتا ہے خداوندا! خرچ کرنے والے کو علہ (بدلا) اور زیادتی مال عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے الٰہی بخیل کو ہلاکت و بربادی نصیب کر۔

عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ اِرْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ ✤ (صحیحین)

اسمار (حضرت ابوبکر کی بیٹی۔ زبیر بن العوام کی بی بی جو صحابیات کی فہرست میں ایک جلیل القدر صحابیہ ہیں) کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسمار!۔ راہ خدا میں) خرچ کر ڈال اور گن مت (اگر تو گن کرے گی) تو خدا بھی تجھے گن کر دے گا اور تو مال کو سینت سینت کر مت رکھ ورنہ خدا بھی اپنا مال تجھ سے روک لے گا دے جہاں تک تجھ میں گنجائش ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ ✤ (مسلم)

جابر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) ظلم سے بچو کیونکہ قیامت کے روز ایک ظلم متعدد اندھیریوں کا سبب ہو جائے گا اور بخل سے بھی بچو کہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو نیست و نابود کر دیا ہے اس نے اُن کو باہمی خونریزی پر برانگیختہ کیا اور اسی کی وجہ سے اُنھوں نے خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر لیا ف

ف بخل کو باہمی خونریزی اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے کا باعث اس سے فرمایا کہ مال کے خرچ کرنے سے باہم میل جول اور اتحاد بڑھتا ہے اور بخل سے لوگ متنفر ہو کر بخیل سے ترک ملاقات کر دیتے ہیں پھر یہی تنفر اور ترک ملاقات مفضی الی العادات ہوتی اور باہمی عداوت قتل و خونریزی کی موجب ۱۲ ✤

اسراف

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ

اور وہی (قادر مطلق) ہے جس نے باغ پیدا کیے (بعض تو ٹٹیوں پر) چڑھائے ہوئے (جیسے انگور کی بیلیں) اور (بعض) نہیں چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن کے پھل مختلف (قسموں کے) ہوتے ہیں اور زیتون اور انار (کہ بعض تو صورت شکل مزے میں) ایک دوسرے سے ملتے جلتے (ہیں) اور (بعض) نہیں (بھی) ملتے جلتے (لوگو!) یہ سب چیزیں جب پھلیں ان کے پھل دیے

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (انعام ع ۱۷ پارہ ۸)	اور (ان نعمتوں کے شکریے میں) ان کے کاٹنے (اور توڑنے) کے دن حق اللہ (یعنی زکوٰۃ اُس میں سے) دے دیا کرو اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والوں کو خدا پسند نہیں کرتا۔
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (اعراف ع ۳ پ ۸)	اے بنی آدم ہر ایک نماز کے وقت (لباس وغیرہ سے) اپنے تئیں آراستہ کر لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچیاں نہ کیا کرو کیونکہ خدا فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۳ پارہ ۱۵)	اور (اے پیغمبر) رشتہ دار اور غریب اور مسافر (ہر ایک) کو اُس کا حق پہنچاتے رہو اور (دولت کو) بیجا مت اُڑاؤ (کیونکہ دولت کے) بیجا اُڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکر ہے ف

ف شیطان گروہ ملائکہ میں سے تھا اُس نے اِس نعمت کی قدر نہ جانی اور خدا کی نافرمانی کی اسی طرح مال بھی خدا کی نعمت ہے اور جو اُس کو بے جا اُڑائے وہ اُس کی قدر نہیں کرتا تو وہ نعمت کی قدر نہ جاننے میں شیطان کا بھائی ہوا اور دولت بیجا اُڑائی جاتی ہے تو اکثر شیطانی حرکات اور ممنوعاتِ شرعیہ میں اُڑائی جاتی ہے اِس اعتبار سے بھی دولت کے بیجا اُڑانے والے شیطان کے بھائی ٹھیرے کہ اِس کے کہنے پر چلے ۱۲

من المترجم اسراف یہی نہیں کہ آدمی آمدنی سے زیادہ خرچ کرے بلکہ بیجا خرچ کرنا تھوڑا ہو یا بہت وہ بھی اسراف ہے اسراف کے مذموم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسراف اِس بات کی دلیل ہے کہ مسرف نعمتِ خدا کی قدر نہیں کرتا اور قدر نہ کرنا عین کفرانِ نعمت ہے۔ مسلمانوں میں اسراف کا مرض عام ہے شاید ہی کوئی متنفس اس سے بچا ہوگا۔ اسراف کا ہونا متفرع ہے دولت کے ہونے پر اور مسلمان فی مقابلۃ اقوام آخر عموماً بے دولت ہیں باایں ہمہ وہ مسرف ہیں۔ بے دولت ہیں اس لیے کہ کچھ تو سرے سے دولت کے حاصل کرنے ہی کو خلافِ دینداری سمجھتے ہیں اور جو اتنے متعصب نہیں وہ دولت کے حاصل کرنے کے لیے سعی کرتے ہیں بھی تو سعیِ نامشکور "کچھ ناچ جانیں اور کچھ آنگن ٹیڑھا"۔ دولت کے کمانے کا کسی کو سلیقہ ہی نہیں مفلس ہوا ہی چاہیں۔ ہاں گنتی کے ایسے تو ہیں جن کے بزرگ کچھ دولت چھوڑ کر مرے ہیں تو مالِ مفت دلِ بے رحم وہ اُس کا رکھ رکھاؤ نہیں جانتے خدا جانے مالِ حرام بود یا نہ بود مگر بجائے حرام رفت تو ہو رہا ہے اصل مسرف تو یہ ہیں مگر ہم نے مفلسوں کو بھی مسرفوں کے ساتھ لتھیڑا ہے تو وہ اس وجہ سے کہ جتنا بن پڑتا ہے اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ[1] سے متجاوز ہو کر تن آسانی میں یا رسم و رواجِ نامشروع کی پابندی میں یا نام و نمود اور شیخی میں خرچ کرتے ہیں یا راہِ خدا بھی دیتے ہیں تو نااہلوں کو جن کا کھایا پاپ نہ پُن اور ایسوں کے دینے سے قوم میں کاہلی اور بے غیرتی کی تحریک و ترغیب اور ترقی ہوتی

[1] اور (اے پیغمبر تم لوگوں سے) اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا کہ یہ بھی شکر گزاری کا ایک طریقہ ہے ۱۲

ہے سوا الگ - نیکی برباد گناہ لازم - اسراف کا مقابل کہو ضد کہو بخل ہے تو جس طرح تونگری اور افلاس کے درجے ہیں اسی طرح اسراف اور بخل کے یعنی ہر شخص کا معیارِ اسراف و بخل جداگانہ ہے - حسد اور نظر بد کے ڈر سے کوئی اپنی دولت کا بھانڈا نہیں پھوڑا کرتا - اور لوگ ہیں کہ اپنی معرفت والوں کا خیالی اٹکل پچو جمع و خرچ لکھتے رہتے اور کسی کو مسرف کسی کو بخیل ٹھیراتے ہیں اسراف اور بخل کا ٹھیک حساب تو خدا کے یہاں چل کر ہوگا اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ مگر کوئی شخص اپنے طور پر اپنے خرچ کا احتساب کرنا چاہے تو جانچ کا گُر یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے میں مضایقہ کرنا بخل ہے اور واضح ہو کہ عباد میں سے ایک عبد یہ خود بھی ہے اس کے نفس کے بھی حقوق ہیں وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا - كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا - اول خویش بعدہ درویش - یہ بات ہم نے اس سے جتائی کہ بعضے کنجوس - مکھی چوس ہوتے سا تے آپ بھی تنگی سے بسر کرتے ہیں - بھلا اِس خصلت کے آدمی دوسروں کو کیا دیں اِن سے بڑھ کر وہ ہیں جو کسی کا دینا نہ دیکھ سکیں تقاضائے وقت تو یہ ہے کہ مسلمان بہ نسبت بخل کے اسراف کے بارے میں نصیحت کے زیادہ محتاج ہیں وَبَعْضُ الشَّرِّ اَهْوَنُ مِنْ بَعْضٍ مگر پھر بھی بخل ہے تو خصلتِ مذموم - تو دیکھنا چاہیئے کہ بخل طبیعت میں کیونکر پیدا ہوتا ہے - بخل پیدا ہوتا ہے دون ہمتی سے ناامیدی سے یعنی بخیل آدمی آیندہ کی خوش حالی اور فارغ البالی کی طرف سے ناامید ہو کر اُس کے لیے ذخیرہ کرتا ہے اور بجائے اِس کے کہ آیندہ کے لیے کوشش اور تدبیر کرے ہمت ہار بیٹھتا ہے حالانکہ نقد را بہ نسیہ گزاشتن کارِ خردمنداں نیست ؎

مزن فالِ بد کاورد حالِ بد　　مبادا کسی کو زند فالِ بد

ایک عالم اِس خبط میں مبتلا ہے کہ اولاد کے لیے اندوختہ کرتے ہیں یہ نادان دوست درحقیقت دوستی کی جگہ ان کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں - اولاد کے لیے بہترین ذخیرہ جو آدمی کر سکتا ہے یہ ہے کہ اولاد کو لائق بنائے - ان کو کوشش کرنا سکھائے ہم جدھر آنکھ اُٹھا کر دیکھتے ہیں امیروں کے خاندانوں کو پاتے ہیں کہ تباہ ہوتے چلے جا رہے ہیں - وجہ کیا کہ دولت کا کمانا تو درکنار اولاد کو دولت کی روک تھام کا سلیقہ تک نہیں سکھایا جاتا -

خیانت

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (آل عمران ع ۱۷ پارہ ۴)

اور پیغمبر کی شان (سے نہایت) بعید ہے کہ پیغمبر ہو کر خیانت کرے اور جو (مجرم) خیانت کا مرتکب ہوگا تو جو چیز خیانت کی ہو قیامت کے دن (خدا کے رُوبرو بعینہٖ وہی چیز) اُس کو لا حاضر کرنی ہوگی پھر جس نے جیسا کیا ہو اُس کو اُس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر کسی طرح کا زور و ظلم نہیں ہوگا ف۱

ع اِس باب کے ساتھ فضائل توبت شھوہ کے عنوانِ امانت کو پڑھو وہاں خیانت کے متعلق بھی بہت کچھ بیان آچکا ہے اور اسی وجہ سے یہاں صرف دو آیتوں اور دو حدیثوں پر اکتفا کیا گیا ۱۲ ف۱ یہ شاید اُس واقعے کی طرف اشارہ ہو کہ جنگِ بدر میں جو لوٹ کا مال مسلمانوں کو ہاتھ لگا تھا اور وہ ایک جگہ جمع کیا جاتا تھا کہ آخر کار فوج میں تقسیم کر دیا جائے گا اُس میں سے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (الانفال ع ۳ پارہ ۹)	مسلمانو! اللہ اور رسول کی (امانت میں) خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم تو (خیانت کے وبال سے) واقف ہو۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (صحیحین)	حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھتا اور نماز پڑھتا اور اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو (۱) جب بات کہے جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے خلاف کرے (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ (ابوداؤد ...... ترمذی)	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے شخص) تو اس کی امانت کو ادا کر دے جس نے تیرے پاس امانت رکھوائی ہے اور جو شخص تیری خیانت کرے تو اس کی خیانت نہ کر۔

ف: جب مسلمانوں اور کافروں میں لڑائی ٹھن گئی تو اس وقت تک مسلمانوں کے عزیز و قریب مکے میں تھے اور یہاں لڑائی کے مشورے ہوتے تھے اور ضرور تھا کہ یہ مشورے کافروں پر ظاہر نہ ہوں مسلمانوں میں امانت رہیں مال اور اولاد کے پاس خاطر سے یہاں کے ان مشوروں کے ظاہر کر دینے کو خدا اور رسول کی خیانت فرمایا ۱۲

بہتان

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (النساء ع ۱۶ پارہ ۵)	اور جو شخص کسی خطا یا گناہ کا مرتکب ہو پھر وہ اپنے قصور کو کسی بے گناہ پر تھوپ دے تو اس نے بہتان اور گناہ صریح کا بوجھ اپنی گردن پر لادا۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○	جو لوگ پاکدامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں جو بیچاریاں ایسی باتوں سے محض بے خبر (ہیں اور) ایمان رکھتی ہیں ایسے لوگ دنیا اور آخرت (دونوں) میں ملعون ہیں اور (قیامت کے دن) ان کو بڑا (سخت) عذاب ہوگا جب کہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے عملوں کی گواہی دیں گے

آیت	ترجمہ
يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيهِمُ اللّٰهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝ (نور ع۳ پارہ ۱۸)	(اور) اُس دن اللہ ان کو پورا پورا واجب بدلہ دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی سچا (اور سچ کو سچ کر) دکھانے والا ہے۔
إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا ۝ (الاحزاب ع ۷)	جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو (کسی طرح کی) ایذا دیتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت (دونوں) میں خدا کی پھٹکار ہے اور خدا نے اُن کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ مُسلمان مردوں اور مُسلمان عورتوں کو بے اس کے کہ اُنھوں نے قصور کیا ہو ناحق کی تہمت لگا کر ایذا دیتے ہیں تو (وہ جھوٹ) طوفان اور صریح گناہ کا بوجھ (اپنی گردن پر) لیتے ہیں۔

من المترجم۔ بُہتان بھی جھوٹ کی ایک شان ہے مگر جھوٹ سے بالاتر۔ اور اسی واسطے اِس کی سزا بھی جھوٹ سے سخت تر ہے۔ جھوٹ کے متعلق ہم اسی حصے میں کہیں بہت کچھ لکھ آئے ہیں اور وہی بہتان کے لیے بھی بس کرتا ہے۔ مگر اِن دونوں آیتوں کا مطلب عام کرنے کے لیے ہمیں اس قدر کہنے کی ضرورۃ ہے کہ مفسروں کے نزدیک یہ دونوں آیتیں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ یہ تینوں گروہ خدا اور رسولِ خدا کی طرف اُن نالائق باتوں کو منسوب کرکے جو خدا اور رسولِ خدا کی شان کے لائق نہیں اُن کو ایذا دیتے تھے۔ مثلاً یہود خدا کی شان میں کہتے تھے یدُ اللّٰہِ مغلولۃ اور ان اللّٰہ فقیرٌ ونحن اغنیاء اور عزیر ابن اللہ اور نصاریٰ مسیح کو ثالث ثلاثہ اور ابن اللہ بتاتے تھے اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور رسولِ خدا کو کبھی شاعر کبھی ساحر کبھی کاہن کبھی دیوانہ بتاتے اور صفیہ[1] کے نکاح میں پیغمبر صاحب پر طرح طرح کے طعن کرتے تھے لیکن ہمارے نزدیک دونوں آیتیں عام ہیں اور ان کا مفہوم اُن تمام لوگوں کو شامل ہے جو خدا اور رسولِ خدا کی نسبت طعن آمیز باتیں مُونھ سے نکالتے ہیں اور عجب نہیں کہ اُمّ المؤمنین حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کی طرف اشارہ ہو جس کا بیانِ مفصل قرآن کی سورۂ نور میں اور بیانِ مجمل اِس کتاب کے حصۂ دوم احترام ازواج مطہرات کے عنوان میں گزر چکا۔

[1] صفیہ۔ حیی بن اخطب رئیس خیبر کی بیٹی تھیں۔ پیغمبر صاحب نے خیبر فتح کیا اور وہاں کے مرد و عورۃ بندی میں آئے تو دحیہ بن خلیفہ صحابی نے پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اِن قیدیوں میں سے مجھے ایک لونڈی دے دیجیے۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ جاؤ جون سی لونڈی چاہو لے لو۔ دحیہ نے صفیہ کو پسند کیا۔ اور انھیں اپنے ساتھ لے گئے۔ اتنے میں ایک شخص نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا کہ دحیہ جس لونڈی کو لے گئے ہیں حیی بن اخطب کی بیٹی قریظہ اور نضیر کی سردار صفیہ ہے۔ وہ آپ کے لائق ہے نہ دحیہ کے۔ پیغمبر صاحب نے دحیہ کو بلا کر فرمایا کہ صفیہ کو چھوڑ دو اور اُس کی جگہ اور لونڈی لے لو۔ دحیہ نے ایسا ہی کیا۔ پیغمبر صاحب نے صفیہ کو آزاد کرکے اُن سے نکاح کر لیا۔ کیونکہ اُن کی دلجوئی بجز اس کے کہ پیغمبر صاحب اُنھیں اپنے نکاح میں لائیں اور کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ اسپر منافقوں اور یہودیوں نے پیغمبر صاحب پر طرح طرح کے طعن کیے۔

دیباچہ

اخلاق اور آداب کے باہم ایک دوسرے سے ممتاز ہونے میں لوگوں نے بڑی بڑی موشگافیاں کی ہیں مگر ہم حقوق اور اخلاق اور آداب کا باہمی فرق فرائض اور سُنن اور نوافل کی پہلی اور تصویر کے خاکے اور خط و خال اور رنگ و روغن کی دوسری مثال دے کر اس سے پہلے حقوق العباد کے خاتمے میں سمجھا چکے ہیں اِس حصّے کے مضامین پڑھتے وقت اس کا خیال رہے یعنی جس طرح فرائض اور سُنن اور نوافل سب نماز ہیں اسی طرح حقوق (حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد) ضرورت کے درجے میں ہیں۔ اخلاق احتیاط کے اور آداب مزید احتیاط یعنی عمدگی کے اور ہیں سب طور و طریق زندگی۔ یا یوں کہو کہ آداب اور اخلاق دونوں تکمیل ہیں حقوق کی چنانچہ ہم نے آگے چل کر جلوس و نوم کے آداب میں اس کو ظاہر بھی کر دیا ہے کہ باایں ہمہ ہم ناظرین سے داد طلب ہیں کہ اخلاق و آداب کے دونوں مضمون کتنے تو وسیع ہیں ہم نے مختصر پسندوں کے لیے ہر ایک ادب کو کسی نہ کسی خُلق یا حق کا تکملہ قرار دے کر آداب کو اخلاق و حقوق میں ملا دیا ہے۔ پھر اخلاق کو پہلے جلبِ منفعت اور دفعِ مضرّت کے ذیل میں اور پھر جلبِ منفعت اور دفعِ مضرّت کو ایک حفظِ نفس کے ذیل میں سمیٹ کر رکھ دیا اور یوں بہت سے مضامین جو بظاہر منتشر معلوم ہوتے تھے ایک سلسلے میں منتظم ہو گئے۔ ہم جس طرح پر بتاتے ہیں اس کتاب کے مضامین کو دیکھو تو بجائے تنگ دل ہونے کے غالباً خوش ہو گے۔ "لگتے ہاتھ" ہم نے اتنا اور کیا کہ فہرست مضامین کے علاوہ ان تعلقات کی ایک مختصر سی فہرست بنا کر آداب کے شروع میں لگا دی جس سے پڑھنے والوں کو صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ فلاں ادب کو فلاں فلاں حق یا خُلق کے ساتھ تعلق ہے۔ الغرض اس حصّے میں جتنے آداب ہیں سب کو حقوق یا اخلاق کا تکملہ سمجھنا چاہیئے۔ اور اسی لیے ہم نے اخلاق کو حقوق کے اور آداب کو اخلاق کے پیچھے رکھا اور آداب ہی پر کتاب کو ختم کر دیا۔

وللہ الحمد

آداب العقیقہ والتسمیہ

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ + (ترمذی)

ابو رافع (جو پیغمبر صاحب کے غلام آزاد تھے) کہتے ہیں کہ جس وقت حسن بن علیؓ بطنِ فاطمہؓ سے پیدا ہوئے تو میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اُن کے کان میں اذان دی جیسے نماز کی اذان دی جاتی ہے ف۱

ف۱ بعض سلف سے منقول ہے کہ مولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی جائے (اذان اور تکبیر میں جو فرق ہے وہ اور ان دونوں کے تراجم حصۂ اوّل حقوق اللہ کے باب الصلٰوۃ عنوانِ اذان کی فضیلۃ اور اُس کے احکام میں ملاحظہ ہوں) اور یہ بھی آیا ہے کہ مولود کے کان میں آیۂ [1] اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھی جائے اور آیۃ ہو یا اذان و تکبیر ہو یہ ایک طرح کا تفاؤل ہے کہ مولود کے کان میں سب سے پہلے توحید اور اقرارِ رسالت کی آواز پہنچے جو اسلامی شریعت کا ایک اہم اور ضروری مسئلہ ہے تاکہ وہ بڑا اور مکلف بالشرائع ہو کر اسی کا معتقد اور اس پر عامل ہو گو اس وقت سمجھے نہیں ۱۲

[1] یہ آیت جزو ہے اُس قصّے کا جو عمران کی بی بی حنہ سے حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت کے وقت ظہور میں آیا پورا قصّہ یہ ہے اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنی ایک وقت تھا کہ عمران کی بی بی نے (خدا کی جناب میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ میں جو (بچّہ) ہے اُس کو میں (دنیا کے کام کاج سے) آزاد کر کے تیری نذر کرتی ہوں تو میری طرف سے (یہ نذر) قبول فرما کہ تو (سب کی) سُنتا (اور سب کی نیّتوں کو) جانتا ہے پھر جب اُنھوں نے بیٹی جنی اور اللہ کو خوب معلوم تھا کہ اُنھوں نے کس بچے کی (بیٹی) جنی ہے (اور وہ اُس کی حقیقت سے واقف نہ تھیں) تو لگیں کہنے کہ اے میرے پروردگار (اب کیا کروں) میں نے تو یہ لڑکی جنی ہے اور لڑکا لڑکی کی طرح (کیا گزرا) نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی نسل کو شیطانِ مردود کے (داؤں) سے (تیری پناہ میں دیتی ہوں ف مریم علیہا السلام کی والدہ نے نذر کرتے وقت یہ سمجھا تھا کہ بیٹا ہوگا اُس کو دنیا کے کاموں سے آزاد کر کے خانۂ خدا کی خدمت کے لیے چھوڑ دوں گی بیٹی ہوئی تو اُن کو تردّد ہوا کہ دنیا ہو یا دین عورت تو مرد کی برابری ہو نہیں سکتی میری نذر پوری ہو تو کیونکر ہو لیکن خدا کو منظور تھا کہ اُن کے بطنِ پاک سے

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ وَيُسَمّٰى + (ترمذی)

حسن (بصری تابعی) سمرہ سے (جو ایک مشہور صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ اپنے عقیقے کے عوض گروی ہے (اور عقیقہ یہ ہے کہ) اُس (بچے) کی طرف سے ساتویں روز قربانی کی جائے اور اُس کا مونڈن کیا جائے اور نام رکھا جائے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَّقَالَ يَا فَاطِمَةُ احْلِقِيْ رَأْسَهٗ وَتَصَدَّقِيْ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً فَوَزَنَّاهُ فَكَانَ وَزْنُهٗ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ (ترمذی)

علی یعنی زین العابدین کے بیٹے امام حسین کے پوتے محمد باقر حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حسن رض کی طرف سے ایک بکری عقیقے میں ذبح کی اور فرمایا فاطمہ رض! اِس (بچے) کا سر منڈا ڈالو اور بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کردو (گھر والے کہتے ہیں کہ) جب ہم نے بالوں کو تولا تو درہم یا درہم سے کچھ کم تھے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ + (مسلم)

اُمّ المومنین بی بی عائشہ رض کہتی ہیں کہ (نوزائیدہ) بچے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے جاتے تو آپ اُن کے لیے برکت کی دعا کرتے اور کھجور یا کوئی اور میٹھی چیز چبا کر اُن کے حلق میں ڈالتے (اِسی کو تحنیک کہتے ہیں) ف

ف عقیقے کے متعلق مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو حصہ دوم حقوق العباد کے باب "حقوق اولاد" کے عنوان عقیقہ کو پڑھو ۱۲

من المترجم بچہ بطنِ مادر میں خونِ حیض سے پرورش پاتا ہے اور وضع حمل سے پہلے کا فضلہ اُس کی انتڑیوں میں جمع رہتا ہے۔ تحنیک ہلکا سا مُسہل ہے تاکہ بچے کا پیٹ صاف ہو۔ ہمارے مُلک میں شہد چٹاتے ہیں اور پھر گُھٹی دیتے ہیں اور بچے کی حفظِ تندرستی کی پہلی تدبیر ہے۔

آداب الاسامی

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ

(لوگو!) وہی (قادرِ مطلق) ہے جس نے تم کو تنِ واحد (آدم) سے پیدا کیا اور اُسی کی جنس کا اُس کا جوڑا بنایا تاکہ مرد عورت کی طرف رغبت کرے تو جب مرد عورت سے لپٹ جاتا ہے تو عورت کو ایک ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے (پہر) اُس حمل کو لیے لیے پھرتی ہے پھر

أَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ (الاعراف ع ۲۴ پارہ ۹)

جب (حمل کی وجہ سے عورت زیادہ) بوجھل ہو جاتی ہے تو (میاں بی بی) دونوں مل کر خدا سے کہ (وہی) اُن کا پروردگار ہے دعا مانگتے ہیں کہ (اے خدا) اگر تو ہم کو (جیتا جاگتا) پورا بچہ عنایت کرے گا تو ہم تیرا بڑا احسان مانیں گے پھر جب (خدا) اُن کو (جیتا جاگتا) پورا بچہ عنایت کرتا ہے تو اُس (اولاد) میں جو خدا نے اُن کو عنایت کی تھی خدا کے شریک بنانے لگتے ہیں ف۱ سو اِن کے شرک سے خدا کی شان بہت اونچی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ۔ (مسلم)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تمہارے سب ناموں میں بہت پیارا نام خدا کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَّلَا رَبَاحًا وَّلَا نَجِيحًا وَّلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُولُ أَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُونُ فَيَقُولُ لَا ۔ (مسلم)

جندب کے بیٹے سمرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمرہ! تو اپنے غلام کا نام یسار نہ رکھ اور نہ رباح اور نہ نجیح اور نہ افلح کیونکہ تو اپنے اہل خانہ سے مثلاً پوچھے گا کہ کیا وہ (یعنی مثلاً یسار یا افلح) یہاں ہے اور فرض کر کہ نہیں ہے تو اہل خانہ مثلاً تیرے جواب میں کہیں گے کہ یہاں یسار یا افلح نہیں ہے ف۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ف۱ یعنی اولاد کو غیروں کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ فلاں پیر اور فلاں ولی پیغمبر نے ہم کو یہ اولاد دی ہے چنانچہ اُن کے نام بھی ویسے ہی رکھتے ہیں جیسے پیر بخش سالار بخش نبی بخش عبد النبی ۔ عبد الرسول ۔ بندہ علی وغیرہ ۔ حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں کے ناموں میں عبد اللہ اور عبد الرحمن دو نام خدا کو بہت پسند ہیں ۱۲

ف۲ یسار مشتق ہے یسر سے اور یسر کہتے ہیں آسانی اور توفیق اور تونگری اور فراخی کو اور رباح ماخوذ ہے ربح بمعنے سود و منفعت سے نجیح لیا گیا ہے نجح سے اور نجح کہتے ہیں مبارکی اور پیروزی کو افلح مشتق ہے فلاح سے اور فلاح کے معنے ہیں رستگاری تو اگرچہ ان اسماء کے ساتھ نام رکھنا بلحاظ معنے درست بلکہ اولیٰ ہے مگر چونکہ بعض مواقع پر فال بد اور مکروہ معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا اس لیے ادب کا تقاضا ہے کہ ایسے نام نہ رکھیں ؎ مزن فالِ بد کاورد حالِ بد ۔ مبادا کسے کو زند فالِ بد ۱۲

أَخْنَعُ الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ اللّٰهِ اِسْمُ رَجُلٍ يُسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ ۔ (بخاری)

قیامت کے روز خدا کے نزدیک تمام ناموں میں بدترین نام اُس شخص کا نام ہے۔ جو شاہنشاہ کے نام سے پُکارا جاتا تھا ۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَخْبَثُهُ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ لَا مَلِكَ إِلَّا اللّٰهُ ۔

مُسلم کی روایت میں یُوں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا قیامت کے روز خدا کے نزدیک سب سے زیادہ خبیث اور سب سے بڑھ کر خدا کو غصّے میں لانے والا وہ شخص ہوگا جو (دنیا میں) شاہنشاہ کے نام سے پُکارا جاتا تھا (کیونکہ خدا کے سوا کوئی بادشاہ نہیں)

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ سُمِّيتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوهَا زَيْنَبَ ۔ (مسلم)

ابو سلمہ کی بیٹی زینب کہتی ہیں کہ ابتداء میں میرا نام بَرّہ (نیکوکار) رکھا گیا تھا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم اپنی تعریف نہ کرو تم میں جو نیکوکار ہیں خدا اُنھیں خوب جانتا ہے (برّہ نام رکھنے میں تزکیۂ نفس اور اپنی تعریف پائی جاتی ہے) تم برّہ کا نام زینب رکھو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيلَةَ ۔ (مشکوٰۃ)

ابن عمر کہتے ہیں کہ عمرؓ کی ایک لڑکی تھی جسے عاصیہ (نافرمان) کہا جاتا تھا تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام جمیلہ رکھا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ يَا عَبْدِي وَأَمَتِي كُلُّكُمْ عَبِيدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِي وَجَارِيَتِي فَتَايَ وَفَتَاتِي وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّي وَلٰكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِي وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ فَإِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ ۔ (مسلم)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا کوئی شخص اپنے مملوک کو یَا عَبْدِیْ (اے میرے بندے) اور یَا اَمَتِیْ (اے میری کنیزک) کہہ کر نہ پکارے درحقیقت تم سب کے سب بندۂ خدا ہو اور تمھاری سب عورتیں خدا کی کنیزیں ہاں یا غُلَامِیْ اور یا جَارِیَتِیْ اور یا فَتَایَ اور یا فَتَاتِیْ کہہ کر پکارے اور مملوک اپنے مالک کو رَبِّیْ نہ کہے بلکہ سَیِّدِیْ کہے (تو مضایقہ نہیں) اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مملوک اپنے آقا کو مَوْلَایَ نہ کہے کیونکہ تم سب کا حقیقی مولا خدا ہے ف۱

ف۱ حدیث میں عبدی اور اَمتی کہنے سے اس لیے منع فرمایا کہ عبودیت میں انتہا درجے کا تذلل اور پلّے مرتبے کی خواری پائی جاتی ہے اور اسکا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جو عزت اور کبریائی میں اپنا جوڑ نہ رکھتا ہو وہ خدائے رب العزت کے سوا اور کوئی ہو نہیں سکتا غلامی اور جاریتی (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْکَرْمَ وَلَا تَقُوْلُوْا یَا خَیْبَۃَ الدَّھْرِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الدَّھْرُ ٭ (بخاری)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا (لوگو!) تم انگور کا نام کرم نہ رکھو (کیونکہ کرم تو مومن کا دل ہی ہے ف) اور (کسی کو) ای بدنصیب زمانہ نہ کہو کیونکہ (زمانہ کچھ اختیار نہیں رکھتا بلکہ) خدا (زمانے) میں تصرف کرتا) ہے (تو فاعل حقیقی خدا ہے نہ زمانہ اور اس صورت میں زمانے کو برا کہنا معاذ اللہ خدا کو برا کہنا ہے)
عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِاَسْمَائِکُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَائَکُمْ (ابوداؤد)	ابوالدرداء کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا (لوگو!) تم قیامت کے روز اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے تو تم اپنے اچھے نام رکھو۔
عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمَّیْتُمْ بِاسْمِیْ فَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ ٭ (بخاری)	جابر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا (لوگو!) جب تم میرے نام پر اپنا نام رکھو تو میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو

(متعلقہ صفحہ ۱۳۴) کہنے کی ہدایت اس سے فرمائی کہ غلام کے معنی ہیں لڑکے کے اور جاریہ لڑکی کو کہتے ہیں اور ان دونوں لفظوں کے اطلاق میں شفقت و مہربانی کے معنے نکلتے ہیں جو اس مقام پر نہایت چسپاں اور مناسب ہیں اصل میں تو یہ حدیث ہمارے بحث سے خارج تھی کیونکہ ہم ہندوستانیوں میں لونڈی غلاموں کا دستور نہیں مگر چونکہ نوکر و خادمہ بھی ایک طرح لونڈی غلام کا حکم رکھتے ہیں اس لیے اس حدیث کو رہنے دیا مطلب یہ ہے کہ نوکر اور خادمہ کو ایسے الفاظ سے نہ پکارا جائے جس سے اُن کی غایت درجے کی تذلیل ہوتی ہو ۱۲

ف عرب انگور اور درخت انگور کو کرم کہتے تھے اس لیے کہ شراب جو انگور سے بنائی جاتی ہے سخاوت و کرم کی موجب ہے پیغمبر صاحب نے ممانعت کردی کہ جو چیز اصل میں اُم الخبائث ہو اُسے کرم و خیر کے ساتھ تعبیر کرنا مناسب نہیں ۱۲

من المترجم افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت اُونٹ رے اُونٹ تیری کوئی بھی کل سیدھی۔ مسلمانوں کے عمل کو ہم اسی ایک بات میں آزماتے ہیں تو پاتے ہیں کہ یا تو ناموں کے بارے میں پیغمبر صاحب کی تعلیم ان کے کانوں تک نہیں پونہچی تو یہ قصور ہے مولویوں کا جو تعلیم احکام شریعت کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں یا پونہچی ہے اور یہ دیدہ و دانستہ پیغمبر کا فرمودہ نہیں مانتے تو یہ قصور ہے خود مسلمانوں کا۔ مگر پیغمبر صاحب کی تعلیم مسلمانوں کے کانوں ہی تک نہیں پونہچی ورنہ ان کے ناموں میں اتنی لغویت اور اتنی بیہودگی تو باقی نہ رہتی۔ باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب کو اتنی قسم کے نام ناپسند تھے۔

(۱) وہ نام جو بدفالی کے باعث ہوں۔ اس قسم کے نام حدیث میں گنوا دیئے ہیں۔ ان سے ملتا ہوا بلکہ ان کا ہم معنی ہمارے یہاں برکت ہے جو اکثر مردوں اور عورتوں کا نام ہوتا ہے یا خوبی کہ ہمارے متعارفین میں یہ بھی ایک کا نام تھا یا اسی طرح کے اور بھی نام ہوں گے جو اس وقت خیال میں نہیں آتے۔

(۲) وہ نام جو کبر و نخوت پر دلالت کریں ایسے ناموں کی ہمارے اُمرا اور رؤسا میں تو کچھ کمی نہیں۔ مغرب سے اُتار اُتار کر ایسے ایسے نام رکھتے ہیں کہ فرعون کے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کی بھی ان کے آگے کچھ حقیقت نہیں ؎

ہیچ کس از ناکم از فرعون نیست لیکن اورا عون مارا عون نیست

امیروں کی دیکھا دیکھی غریبوں کو بھی یہ بلا مار گئی ہے کہ سر پر ٹیلا کچیلا پھٹا ہوا بُرقع سر پڑ لے ماما گری کی تلاش میں گلی گلی ماری پڑی پھرتی ہیں نام پوچھو تو شاہنشاہ زمانی بیگم۔ اوساط الناس کے ناموں کا بھی اکثر یہی حال ہے الا ماشاء اللہ کہ چھانٹ کر ایسے نام رکھتے ہیں۔ کہ ان میں شیخی اور نمود کی جھلک ضرور ہوتی ہے۔

(۳) وہ نام جو دینداری اور نیکوکاری پر دلالت کریں "اپنے مُونہ میاں مٹھو" یہ بھی ایک شان غرور و نخوت کی ہے۔ ایک طریقہ نمود کا یہ بھی ہے کہ کچھ لوگ نام کے شروع میں بے جوڑ لفظ محمد اور آخر میں احمد یا حسن یا حسین بڑھا کر نام کو شاندار بنا لیتے ہیں علماء اور مشائخ کی ایک طرز خاص یہ کہ وطن یا نسب یا خانوادے کی نسبتوں سے نام کا لمبا کر لینا ان کی اختیاری بات ہے ہم نے ان کے ناموں کی بعض مُہریں دیکھی ہیں جن کا دَور شاہی مُہروں کے دَور سے ہرگز کم نہ تھا۔ الحنفی القادری الچشتی النقشبندی الفلانی البھانی وہلم جرًّا الی ماشئت من عرض وطول۔ غرض بہت ہی تھوڑے نام ایسے ملیں گے جن میں مقصود شارع کا لحاظ کیا گیا ہو ہم قرونِ اولے کے مسلمانوں کے نام دیکھتے ہیں تو بشمولِ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مفرد الفاظ پاتے ہیں۔ محمد۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ حسن۔ حسین وغیرہ اور ہماری عقیدت مندی ان بزرگوں کے ساتھ تقلید کے درجے سے نکل کر اجتہاد کے درجے کو پہنچ جاتی ہے ۔

(۴) وہ نام کسی بدخصلت پر دلالت کرتے ہوں جیسے مثلاً عاصیہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عمرؓ کی بیٹی کا نام بدل کر جمیلہ رکھا اور مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ پڑھے لکھے اظہار تشرع کے لیے نام کے ساتھ عاصی یا گنہگار یا آثم لکھتے ہیں بے شک کوئی شخص گناہ سے بری نہیں مگر تنہائی میں گناہ کا اعتراف کرنا شاید اس سے بہتر ہے کہ ڈھنڈورا پیٹا جائے اور الفاظِ عاصی وغیرہ کچھ اعتراف گناہ کے لیے نہیں بڑھائے جاتے بلکہ اصل میں نام کا بڑھانا مقصود ہوتا ہے ۔

آداب بیت الخلاء

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا

ابو ایوب انصاری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ نے فرمایا کہ (لوگو!) جب تم قضائے حاجت کے لیے آؤ تو نہ تو قبلے کی طرف مُونہ کر کے بیٹھو اور نہ اُس کی طرف پُشت کرو ہاں پُورب کی طرف کرلو یا پچھم کی طرف کرلو ف

ف یہ صورت مدینہ طیبہ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ مدینے کا قبلہ جنوب کی سمت واقع ہے تو مدینے کا جو شخص قبلے کی طرف رُخ کرے یا اس کی طرف پشت کرنے سے بچے گا اُس کو بغیر اس کے چارہ ہی نہیں کہ پُورب کی طرف مُونہ کرے اور پچھم کی جانب پیٹھ یا اس کے برعکس لیکن ہمارے ملکوں میں قبلہ بجانب غرب ہے تو ہم کو قضائے حاجت کے وقت شمال جنوب کی طرف مونہ اور پشت کرنی ہوگی۔ یہ ساری صرف جنگل صحرا کے ساتھ متعلق ہے گھروں میں یا پاس پردا قبلہ کی طرف مُونہ یا پشت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہو اور اس کی مزید توضیح اور قضائے حاجت کے مفصل آداب حصۂ اول حقوق اللہ کے عنوان

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ نَهَانَا يَعْنِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَاَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ وَاَنْ نَسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ وَاَنْ نَسْتَنْجِيَ بِعَظْمٍ اَوْ رَوْثٍ ۔ (مسلم)

سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قضائے حاجت یا پیشاب کرتے وقت قبلے کی طرف مونہ کر کے بیٹھنے سے منع فرمایا اور (نیز) اس سے (بھی منع فرمایا کہ) داہنے ہاتھ سے استنجا کریں اور اس سے (بھی) کہ تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کریں اور اس سے بھی منع فرمایا کہ ہڈی یا مینگنی سے استنجا کریں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ (صحیحین)

حضرت انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے میں جاتے تو فرماتے خداوندا میں ذکور و اناثِ شیاطین کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ ۔ (ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب پاخانے سے نکلتے تو غفرانک فرماتے یعنی خداوندا میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں ف

ف اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی وقت کسی حالت میں یادِ خدا سے غافل نہ تھے ۱۲ من المترجم

آداب البول[1]

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ ۔ (ابوداؤد)

سرجس کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا کوئی شخص جانوروں کے بلوں میں پیشاب نہ کرے ف

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَرَادَ اَنْ يَبُوْلَ فَاَتٰى دَمِثًا فِيْ اَصْلِ

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ایک دن میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے پیشاب کرنا چاہا تو ایک دیوار کی جڑ میں ہموار اور نرم زمین پر تشریف لا کر پیشاب کیا

[1] آداب البول کی مزید تفصیل دیکھنا چاہو تو حصہ اول حقوق اللہ کے باب طہارت میں آداب الخلاء کا سارا عنوان پڑھو ۱۲

ف اس میں دو مصلحتیں ہیں ایک تو یہ کہ بلوں کے اندر جو کیڑے مکوڑے ہیں متاذی نہ ہوں دوسرے یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی موذی جانور بل میں ہو اور وہ کلبلا کر نکلے اور حملہ کرے ۱۲ من المترجم

جَبَلٍ بِقُبَالٍ ثُمَّ قَالَ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ ٭ (ابوداؤد)

پھر فرمایا کہ جب تم میں کا کوئی شخص پیشاب کرنا چاہے تو پیشاب کرنے کے لیے ہموار و نرم زمین تلاش کرے (تاکہ چھینٹوں سے بچا رہے)

من المترجم دیوار کی جڑ تو پردے کے لیے اختیار کی اور زمینِ نرم یعنی پُولی بھربھری اس غرض سے کہ پیشاب مٹی میں جذب ہوتا جائے۔ ہی ہیں شارع اسلام کو تو طہارت کا اس قدر خیال تھا اور ہم انگریزی خواں نوجوانوں کو دیکھتے ہیں کہ پیشاب کے بعد استنجا تک نہیں کرتے اس لیے کہ نماز نہیں پڑھتے یا برائے نام بادلِ ناخواستہ دکھاوے کے لیے پڑھتے ہیں تو طہارت کو نماز کی شرط نہیں مانتے اور اس پر حفظانِ صحت اور صفائی کے بڑے چوڑے دعوے۔ پاجامے کی جگہ پتلون اختیار کی ہے اور وہ اوکڑوں بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتی ناچار کھڑے کھڑے پیشاب کرنا پڑتا ہے تو چھینٹیں اُڑا ہی چاہیں۔ اندھی تقلید اسی کو کہتے ہیں ٭

آداب الحمام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِيْ مُسْتَحَمِّهٖ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ أَوْ يَتَوَضَّأُ فِيْهِ فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ ٭ (ابوداؤد)

مُغفّل کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا کوئی شخص اپنے نہانے کی جگہ پیشاب نہ کرے پھر وہیں نہائے یا وضو کرے (یعنی یہ بات بالکل خلاف ہے کہ جہاں پیشاب کرے پھر وہیں غسل یا وضو کرے) کیونکہ اس سے عام وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنْ دُخُوْلِ الْحَمَّامِ قَالَتْ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوْهُ فِي الْمَآزِرِ (ابوداؤد)

ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ (شروع شروع میں) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں دونوں کو حمام میں جانے سے منع فرمایا تھا مگر بعد کو مردوں کو اجازت دی کہ تہمد باندھ کر حمام میں جایا کریں ف

وَفِيْ رِوَايَةٍ أَنَّ عَائِشَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا نِسْوَةٌ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الشَّامِ فَقَالَتْ لَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُوْرَةِ الَّتِيْ يَدْخُلُ نِسَاءُهَا الْحَمَّامَاتِ قُلْنَ نَعَمْ قَالَتْ أَمَا إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ کے پاس شام کے باشندوں کی کچھ عورتیں آئیں حضرت عائشہ نے (ان عورتوں کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا شاید تم فلاں علاقے کی رہنے والی ہو جہاں کی عورتیں حماموں میں جایا کرتی ہیں۔ عورتوں نے عرض کیا کہ ہاں (ہم وہیں سے آئے ہیں) فرمایا سنو! میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے

ف مثل مشہور ہے کہ ایک حمام میں سب ننگے کتنی ہی احتیاط کرو حمام میں تھوڑی بہت بے پردگی تو ہوتی ہی ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں عرب کے لوگ زیادہ بے احتیاطی کرتے ہوں گے ہمارے ہاں لوگوں نے تہذیب میں یہاں تک ترقی کی ہے کہ ننگے گلے گھر سے باہر نہیں نکلتے۔ حمام میں اتنی احتیاط تو ہو نہیں سکتی ۱۲ من المترجم

مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَخْلَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ مِنْ حِجَابٍ (ترمذی)

کہ عورت نے جب اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ کپڑے اتارے تو اس نے اس حجاب کو پھاڑ ڈالا جو اس کے اور خدا کے درمیان تھا ف

عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْعَجَمِ وَسَتَجِدُونَ فِيهَا بُيُوتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ فَلَا يَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِإِزَارٍ وَامْنَعُوهَا النِّسَاءَ إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نُفَسَاءَ (ابوداؤد)

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمھارے لیے ملک عجم فتح کیا جائے گا اور تم وہاں کچھ مکانات پاؤ گے جن کو حمام کہا جاتا ہوگا تو مردوں کو چاہیے کہ اُن میں نہ جائیں ہاں تہمد کے ساتھ (رہو تو کچھ مضائقہ نہیں) اور عورتوں کو وہاں جانے سے (مطلقاً) منع کرو لیکن بیمار اور صاحب نفاس عورت (کو اجازت ہے)

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيلَتَهُ الْحَمَّامَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ (ت ن)

حضرت جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا اور روز آخر (یعنی قیامت کے ہونے) پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ بے تہمد کے حمام میں نہ جائے۔ اور جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اپنی بیوی کو (بغیر کسی عذر کے) حمام میں نہ بھیجے اور جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ ایسے دستر خوان پر (کھانا کھانے کے لیے) نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو

ف یعنی اُس نے خدا کا لحاظ اُٹھا دیا۔ گھر میں کپڑے بدلتے وقت تو ناچار برہنہ ہونا پڑتا ہے مگر اجنبی جگہ میں برہنہ ہونا عورت کے لیے بد لحاظی کی بات ہے ۱۲ ع ہ بیمار سے مطلق بیمار مراد نہیں ہے بلکہ وہ بیمار مراد ہے جسے حمام مفید ہو جیسے گٹھیا والی عورت یا جسے وجع المفاصل ہو گیا ہو یا امراض جلدی میں مبتلا ہو وغیرہ وغیرہ ۱۲ ع سہ صاحب نفاس کو چونکہ مبالغے کے ساتھ تطہیر مد نظر ہوتی ہے اور تطہیر کے علاوہ گرمی اعضا وغیرہ کی بھی حاجت ہوتی ہے اور یہ باتیں ہر ایک گھر میں آسانی کے ساتھ جمع ہو نہیں سکتیں اس لیے صاحب نفاس کو حمام میں جانے کی اجازت دی گئی یہی معنے ہیں الضرورات تبیح المحظورات کے ۱۲

آداب الغسل

عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ٭ (النسائی)

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کرتے ہوتے اور میں آپ کا پردہ کیے رہتی ف

عَنْ يَعْلَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ ٭ ([illegible])

یعلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھلے میدان میں (برہنہ) غسل کرتے دیکھا تو آپ منبر پر چڑھے اور خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ لوگو! خدائے تعالیٰ بڑا شرم والا (اور) بڑا پردہ پوش ہے (اور) شرم اور پردہ پوشی کو دوست رکھتا ہے تو جب تم میں کا کوئی غسل کرے تو پردے کی آڑ کرے

عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رض قَالَتْ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ ٭ (مسلم)

ام ہانی کہتی ہیں کہ میں سال فتح مکہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی تو میں نے پایا کہ آپ غسل کر رہے ہیں اور فاطمہؓ آپ کی صاحبزادی آپ کا پردہ کیے ہوئے ہیں

ف غسل جنابت کی کیفیت اور اقسام غسل کی تفصیل دیکھنا چاہو تو حصہ اول حقوق اللہ کے باب طہارت کے عنوان غسل کو پڑھو ص ۱۴

آداب النفس

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ مَنْ يَأْخُذُ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَعَدَّ خَمْسًا قَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے صحابیوں سے فرمایا کہ ان باتوں کو جن کا میں ابھی ذکر کروں گا کون شخص لینے اور ان پر عمل کرنے یا ان پر عمل کرنے والے کو تعلیم دینے کے لیے تیار ہے ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو پیغمبر صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گنوائیں (ا) اور فرمایا تو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچ (ایسا کرے گا تو) سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ٹھیرے گا۔

ارضَ بما قسم اللهُ لك تكن اغنی الناس و احسنْ الی جارک تکن مومنًا و احبَّ للناس ما تحبُّ لنفسک تکن مسلمًا و لا تکثر الضحک فان کثرۃ الضحک تمیت القلب (ترمذی)

(۲) خدا کے دیئے ہوئے پر راضی ہو جا کہ سب لوگوں سے زیادہ دولتمند ہوگا (۳) اپنے پڑوسی کے ساتھ سلوک کر کہ مومن (کامل) ٹھیرے گا (۴) جو اپنے لیے دوست رکھتا ہے وہی لوگوں کے لیے دوست رکھ کہ (پورا) مسلمان ہوگا (۵) زیادہ مت ہنسا کر کیونکہ زیادہ ہنستا دل کو مار ڈالتا ہے۔

عن ابی هریرۃ قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم امرنی ربی بتسع خشیۃ الله تعالی فی السر و العلانیۃ و کلمۃ العدل فی الغضب و الرضاء و القصد فی الفقر و الغنا و ان اصل من قطعنی و اعطی من حرمنی و اعفو عمن ظلمنی و ان یکون صمتی فکرا و نطقی ذکرا و نظری عبرۃ و آمر بالعرف و قیل بالمعروف (رزین)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے پروردگار نے نو باتوں کا حکم کیا ہے (۱) خدا سے ظاہر و باطن ڈرنے کا (۲) ناخوشی اور خوشی کی حالت میں انصاف کی بات کہنے کا (۳) مفلسی اور تونگری میں بیچ کی چال چلنے کا (۴) جو شخص مجھ سے رشتہ قطع کرے میں اُس کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور جو مجھے محروم رکھے میں اُسے دوں (۵) جو مجھ پر ظلم کرے میں اُس سے درگزر کروں (۶) خاموش رہوں تو فکر کروں (۷) بولوں تو یادِ الٰہی کروں (۸) دیکھوں تو نظرِ عبرت سے دیکھوں (۹) اچھی باتوں کا حکم کروں۔

عن مالک قال بلغنی انه قیل للقمان الحکیم ما بلغ بک ما نری قال صدق الحدیث و اداء الامانۃ و ترک ما لا یعنینی و زاد فی روایۃ و الوفاء بالعهد ٭ (موطا)

امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ کسی نے حکیم لقمان سے پوچھا کہ اس مرتبے پر ہم تمھیں دیکھتے ہیں اُس پر تمھیں کس چیز نے پہنچایا جواب دیا سچ بولنے نے امانت کے ادا کرنے نے لایعنی اور بے فائدہ باتوں کے چھوڑ دینے نے اور ایک روایت میں اتنا اور ہے کہ عہد (و پیمان) کے پورا کرنے نے

عن ثوبان رض قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم من مات و هو بریٔ من ثلث الکبر و الغلول و الدین دخل الجنۃ ٭ (ترمذی)

ثوبان رض کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں مرے کہ تین باتوں سے پاک ہو تکبر سے اور خیانت سے اور قرض سے وہ جنت میں داخل ہوگا ف

عن حذیفۃ رض قال قال رسول الله صلی الله

حذیفہ رض کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ف ایمان شرطِ مقدر ہے یا پیغمبر صاحب نے ایمان والوں سے خطاب فرمایا ہوگا تو صراحت کی ضرورت نہ تھی ۱۲ من المترجم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهٗ قَالَ يَتَعَرَّضُ لِلْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيْقُ ＊ (ترمذی)	مومن کو شایاں نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے (صحابہ نے) عرض کیا مومن کیونکر اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے فرمایا وہ ایسی مصیبت کا سامنا کرتا ہے جس (کی برداشت) کی طاقت نہیں رکھتا۔

من المترجم اس باب کے اکثر مطالب حقوق اللہ اور حقوق العباد میں بھی بیان کیے جا چکے ہیں مناسب مطلب بیانِ سابق کو بھی مزید آگہی کے لیے پڑھ لینا بہتر ہوگا ان حدیثوں کے متعلق ہمیں اتنا ہی کہنا ہے کہ اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ نمبر ۲ کا ہم معنی ہے اور آنچہ برخود نہ پسندی بر دیگرے مپسند نمبر ۴ کا محرمات سے محترز رہنا خدا کے خوف سے وسیلِ فرماں برداری ہے اور اسی کا نام ہے عبادت بہت ہنسنا ذہول و غفلت کی علامت ہے جو دوسرے لفظوں میں اخلاقی اور روحانی موت ہے۔

آدابُ العلم والتعلّم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهٗ اُلْجِمَ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ ＊ (ترمذی)	ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے علم (دینی ضروری) کا کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ لگے اُسے چھپانے تو (قیامت کے روز) ایسے شخص کے مونہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی ۵
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَنْبَغِیْ لِمَنْ عِنْدَهٗ شَیْءٌ مِّنَ الْعِلْمِ اَنْ يُّضَيِّعَ نَفْسَهٗ (بخاری)	حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ جس شخص کو تھوڑا سا بھی علم حاصل ہو اُسے زیبا نہیں کہ اپنے نفس کو ضائع کرے (یعنی علمی اشتغال چھوڑ دے اور مستحقِ علم کو فائدہ نہ پونہچائے) ف

۱ ہم نے اس عنوان کے خالی رہ جانے کے خوف سے بہت سی کھینچا تانی کے بعد ایک حدیث اور ایک اثر لکھ دیے ورنہ اس کا نہایت مفصل اور مبسوط بیان حصہ دوم حقوق العباد کے عنوان حقوقِ علماء اور حقوقِ معلم و متعلم میں گزر چکا یہاں ہمیں صرف اتنا ہی کرنا تھا کہ ناظرین کو ادھر متوجہ کر دیں ۱۲ ۵ صاحب تیسیر الوصول اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ علم سے وہ علم مراد نہیں جو غیر ضروری ہو اور جس کی تعلیم فرض و لازم ہو بلکہ وہ علم مراد ہی جس کی تعلیم لازم و ضروری ہو مثلاً کوئی کافر ہم سے اسلام اور دین کو دریافت کرے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ اگر اس پر اسلام کی حقانیت ظاہر کریں گے تو وہ مسلمان ہو جائے گا یا نو مسلم نماز کا طریقہ پوچھے یا کوئی شخص حلال و حرام کی نسبت دریافت کرے تو ایسی صورت میں ہم پر سائل کی تعلیم فرض اور اُس کو جواب دینا ضرور ہے اگر جواب دینے سے بخل کریں گے تو بے شک وعید مذکور کے مستوجب ٹھیریں گے مگر ہم اس وعید کے مستوجب اُسی وقت ٹھیر سکتے ہیں جب کہ دوسرا شخص سائل کو تعلیم کرنے والا اور جواب دینے والا موجود نہ ہو دوسرا شخص موجود ہوگا تو ہم سائل کو جواب نہ دینے سے مستوجبِ وعید نہیں ٹھیر سکیں گے یہی وجہ ہے کہ تعلیم علم کو فرضِ کفایہ میں داخل کیا گیا ہے نہ فرضِ عین میں اور اسی وجہ سے ہم نے اس حدیث کو آداب میں لیا ہے تعلیم علم فرضِ عین ہوتی تو ہم اس حدیث کو حقوق میں نقل کرتے ۱۲ ف ہندوستان میں حکامِ رعایا کی تعلیم پر بڑا زور دے رہے ہیں جگہ جگہ طرح طرح کے کالج ہیں سکول ہیں اور سب اپنی اپنی جگہ برسرِ عروج ہیں علامتیں تو اچھی ہیں ایک ہی بات کی کسر ہے کہ لوگوں کو علم سے متمتع ہونے کا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ یُّکَذَّبَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ ۔ (بخاری)	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (علماء اور وعاظ کی طرف روئے سخن کر کے) کہا تم لوگوں کو ایسے طریق کے ساتھ حدیث سناؤ جو اُن کا متعارف طریق ہو کیا تمھیں یہ بات پسند آتی ہے کہ خدا اور اُس کا رسول جُھٹلائے جائیں۔
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ قَالَ مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِیْثًا لَا یَبْلُغُہٗ عُقُوْلُھُمْ اِلَّا کَانَ لِبَعْضِھِمْ فِتْنَۃً ۔ (مسلم)	حضرت عبداللہ بن مسعود نے (اپنے ایک شاگرد کو مخاطب کر کے) فرمایا کہ جب تو کسی قوم کے سامنے ایسے طریق سے حدیث بیان کرے گا جس تک اُن کی عقلیں نہ پہنچ سکیں (تو سمجھ لے کہ حدیث کا یہ طریق اُن میں سے بعض کے لیے ضرور ہی) فتنے (کا موجب) ہوگا ف

ف علیؓ اور ابن مسعودؓ کی دونوں حدیثیں مقولہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ کے گویا ترجمے ہیں۔ لوگوں میں مدارج فہم متفاوت ہیں آدمی کا قاعدہ ہے کہ جو بات اِس کی سمجھ میں نہ آئے اُس کو باور نہیں کیا کرتا۔ مذہب میں ایسی بہت باتیں ہیں جو فہم عوام سے بالاتر ہیں سو نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ مگر اُن کے لیے ایسی باتیں شرط ایمان نہیں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ۱۲

من المترجم حصۂ دوم باب حقوقِ نفس میں تعلیم کا رونا بہت کچھ رویا جا چکا ہے۔ اب کہ آداب کی تقریب سے پھر علم کا نام آیا چار و ناچار قلم چلاتا پڑا اس لیے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اہلِ یورپ اور امریکا کے سوائے اور چونکہ امریکا بھی یورپ کا بچّہ ہے الگ کر کے اس کا نام لینا کیا ضرور ہے یوں کہو کہ اہلِ یورپ کے سوائے ساری دنیا تعلیم کے بارے میں مُبتلائے غلط فہمی ہے۔ لوگوں نے علم کا مفہوم ہی ٹھیک نہیں سمجھا اس کی قدر کریں کیا خاک اور اس سے مستفید ہوں کیا اپنا سر۔ علم ایک ایسی طاقت ہے جو ہر ایک جگہ اور ہر ایک چیز میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ آیندہ ہوگا یہ سب علم ہی کے نتائج ہیں۔ علم ہر ایک جاندار کے لیے شرطِ زیست ہے مگر ہاں علم کے مدارج مختلف ہیں اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی تو مخلوقات میں شرف اور افضلیۃ علم ہی کی وسعت اور کثرۃ پر موقوف ہے۔ آدمی اس سے اشرف المخلوقات کہلایا کہ اس میں سب سے زیادہ علم حاصل کرنے کی قابلیت ہے ورنہ بیش برین نیست کہ یہ بھی ایک قسم کا جانور ہے اُن ہی کی طرح پیدا ہوتا کھاتا پیتا سوتا جاگتا چلتا پھرتا اور آخر کو اُن ہی کی طرح مر جاتا۔ پھر آدمی آدمی اَنتر کوئی ہیرا کوئی پتھر۔ آدمیوں میں بھی شرف اُسی کو ہے جو علم نافع کا جامع ہے۔ وہ حاکم ہوگا جیسے انگریز اور اُسی کے ابنائے جنس اُس کے محکوم جیسے ہم وہ متبوع ہوگا محتاج الیہ ہوگا آمر ہوگا صاحب ثروت ہوگا ہنرمند ہوگا۔ شائستہ ہوگا جفاکش ہوگا ضابطِ اوقات ہوگا مستقل مزاج ہوگا معاملے کا صاف ہوگا سچا ہوگا دیانتدار ہوگا غرض آدمی ہوگا جیسے انگریز اور اُسی کے ابنائے جنس اُس کے تابع ہوں گے محتاج ہوں گے مامور ہوں گے مفلس ہوں گے بے ہنر ہوں گے بے ادب ہوں گے کاہل ہوں گے نکمّے ہوں گے۔ معاملات میں دغل فصل کریں گے جھوٹ بولیں گے خائن ہوں گے غرض جانور ہوں گے اور جانوروں میں بھی عقل سے بے نصیب ورسوذی جیسے ہم انگریزوں میں اور ہم میں مستثنیات بھی ہیں مگر للاکثر حکم الکل مسلمانوں کی حالت پر ہمارا دل جلا تو ہم نے جلی کٹی باتوں سے جلے دل

کے پھپولے پھوڑ لیے۔ خیر تو یہ امر غور طلب ہے کہ علم کا میدان اس قدر وسیع ہے تو سارے میدان پر احاطہ کرنا مقدور بشر نہیں چنانچہ خدا نے بھی بنی آدم کے حق میں وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا فرمایا ہے لیکن بحکم مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ آدمی کو چاہیے کہ حسب تقاضائے وقت اپنی حالت اور طبیعت کے مناسب جس علم کو اپنے حق میں نافع اور مفید سمجھے اس کے حاصل کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے۔ ہم برای العین دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت بہتری اور ترقی کے اسباب اہل یورپ تمام اقوام روزگار میں پیش پیش ہیں۔ اور نیز یہ کہ ان کی برتری اور ترقی تمام تر متفرع ہے تعلیم پر تو ہم کو چاہیے کہ تعلیم کے رستے میں آنکھیں بند کر کے ان کے پیچھے ہو لیں۔ علوم جو انھوں نے اختیار کر رکھے ہیں کچھ راز سربستہ نہیں ہیں۔ سرکاری کالجوں میں ہر ایک علم کا نصاب مقرر ہے کتابیں نامزد ہیں بس وہی پڑھنی چاہئیں لیکن ہیں اکثر زبان انگریزی میں اس لیے کہ یہ علوم یا تو سرے سے انگریزوں ہی نے ایجاد کیے ہیں یا ہیں تو پرانے اور ان میں تحقیقات مابعد سے متاخرین نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ گویا موجد ہیں بہر کیف جن علوم نے ان کی ساری قوم کو نفع دیا ہے انگریزی میں ہیں مشکل ہے کہ مولوی لوگ انگریزی پڑھنے کی اجازت دیں نہیں دیں گے جیسے کہ اب تک جی کھول کر نہیں دی تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

ہم اپنے یہاں کے نصاب تعلیم کو دیکھتے ہیں تو شروع ہی سے وہ دنیاداری میں چنداں بکار آمد نہ تھا اور کچھ تھا بھی تو زمانے کے انقلاب نے اس کو کسی کام کا نہ رکھا۔ ہمارے یہاں دو قسم کے علوم تھے منقول اور معقول۔ منقول میں صرف نحو لغت معانی بیان عروض رسم الخط تجوید سو یہ سب زبان عربی سے متعلق اگر ان علوم سے قرآن کی خدمت لی جائے جس کے لیے حقیقت میں یہ علوم وضع کیے گئے تھے تو ان کا پڑھنا پڑھانا ایک طرح کی عبادت ہے مگر عملاً یہ علوم خدمت قرآن سے آزاد ہیں۔ اور اسی لیے ہم ان کو بکار آمد نہیں سمجھتے۔ اور پھر مثلاً صرف و نحو سے بتعلق زبان عربی دین کی خدمت لی جا سکتی ہے۔ اور اس رو سے ان کو علوم دین میں شمار کیا جا سکتا ہے تو علوم انگریزی بدرجہ اولیٰ اس مہربانی کے مستحق ہیں اس لیے کہ ان علوم کے موضوع کائنات عالم اور واقعات نفس الامری ہیں اور ان ہی کائنات اور واقعات کو خدائے تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے ثبوت میں پیش فرماتا ہے اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ[1] تو ان کا پڑھنا اور ان کے ذریعے سے خدا کی ذات و صفات پر ایمان لانا کیوں دین کی خدمت نہ ہو اور کیوں ان علوم کو داخل علوم دین نہ سمجھا جائے۔ معقول کی نسبت اتنا کہنا کچھ بے جا نہیں کہ برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے۔ اب ان کے مقابلے میں علوم انگریزی کا یہ حال ہے کہ ؎ عصائے پیر ہیں تیغ جواں ہیں حرز طفلاں ہیں یعنی جیتے جی کے رفیق آدمی کسی حال میں ہو اس کے مددگار۔ یہ تو دنیاوی علوم کی کیفیت ہے رہے مذہبی علوم تو اصل دین ہے قرآن اس کے ساتھ جو معاملہ مسلمانوں نے کیا اور کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ معانی سے تو کسی کو غرض و مطلب نہیں۔ ہاں الفاظ کا اس قدر اہتمام ہے کہ شاید ہی کسی قوم میں ہو بہتیرے تو حفظ کرتے ہیں اور ناظرہ پڑھنا تو خواندہ ہونے کے لیے ہمارے دیکھتے شرط ضروری تھا اب البتہ اس کی پابندی مسلمانوں سے اٹھتی چلی جاتی ہے کہ بچوں کی تعلیم کی ابتدا سرکاری مدارس میں اردو کی

---

[1] کیا ان لوگوں نے آسمان اور زمین کے انتظام اور خدا کی پیدا کی ہوئی کسی چیز پر بھی نظر نہیں کی اور نہ اس بات پر کہ عجب نہیں ان کی موت قریب آ لگی ہو تو اب اتنا سمجھائے پیچھے اور کون سی بات ہے جس کو سن کر ایمان لائیں گے ۱۲

پہلی دوسری سے ہونے لگی ہے۔ معانیِ قرآن کی طرف سے تو پہلے ہی غفلت کی جاتی تھی اب الفاظ کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ
ہونے لگا تو اس کے یہ معنے کہ مسلمان قرآن کے ساتھ کسی طرح کا سروکار رکھنا نہیں چاہتے مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ[۱] ہم نے
کہا کہ معانیِ قرآن کی طرف سے تو پہلے ہی غفلت کی جاتی تھی اس کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کا سمجھنا جیسا کہ سمجھنے کا حق ہے موقوف
ہے زبانِ عربی کے جاننے پر اور زبانِ عربی کچھ تو فی نفسہٖ مشکل زبان ہے ہم ہندیوں کو صرف و نحو کے بدون آ نہیں سکتی اور تیسرے
صرف و نحوِ عربی بجائے خود انبار اور انبار ہونے کے علاوہ مولویوں کی طبع آزمائی اور موشگافیوں نے ان کو اس قدر پیچیدہ بنا دیا
ہے کہ ان کا جاننا اور عمل میں لانا دیرطلب۔ لوگوں کی ہمتیں قاصر۔ فکرِ معاش سے فراغ نہیں نتیجہ یہ کہ ننانوے فی صد مسلمانانِ
ہند نہ زبانِ عربی کے ذریعے سے قرآن کا مطلب سمجھے ہیں اور یہی لیل و نہار ہے تو آیندہ بھی نہیں سمجھیں گے پس ان کے لیے
تو قرآن کو کتابِ مقفّل سمجھو کنجی دریا بُرد۔ مولویوں کی نسبت ہم یہ بدگمانی تو نہیں کرتے کہ جس طرح یہودیوں کے احبار نے یا جس
طرح ہندوؤں کے برہمنوں نے علومِ دین کو اپنے ہی میں محدود رکھا اسی طرح مولوی صاحبان بھی علومِ شریعتِ اسلامی کو
اپنے ہی میں محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر مولوی صاحبان سے اس کی شکایت تو ضرور ہے کہ انھوں نے علمِ دین کے رستے میں
بقدرِ تقاضائے وقت کچھ سہولتیں بھی پیدا نہیں کیں بلکہ چلتی گاڑی میں روڑے اٹکائے کاٹھ کو بھی کیا (دیکھو ان کے شرح
اور تعلیقات اور حاشیے) تاکہ بین الاقران مشارٌ الیہ بالبنان ہوں۔ نصابِ عربی جو مروّج ہے اس میں قرآن سرے سے
داخل ہی نہیں۔ ایک آدھی تفسیر ہے تو کبڈّی میں پالا چھونے کی طرح کی ہے۔ علومِ دین میں سے حدیث اور فقہ کو بھی قرآن کا
ضمیمہ سمجھو تو حدیث جس طرح پڑھی پڑھائی جاتی ہے ہم تو اس کو گھاس کاٹنا ہی سمجھتے ہیں۔ حاصلِ درس و تدریس یہ کہ شیخ سے
قَرَأَ یَسْتَمِعُ مِنِّیْ اَوْ بِحَضْرَتِیْ لکھوا لیا جائے ورنہ طیِّ اللسان کی کرامت کے بدون مجلّداتِ صحاحِ ستّہ پر تحقیق کے ساتھ دو
دو چار چار برس میں عبور کرنا مقدورِ بشر تو ہے نہیں۔ رہی فقہ وہ بقدرِ تعلّقِ معاملات۔ (اور یہی فقہ کا جزوِ اعظم ہے) تقویمِ پارینہ
کا حکم رکھتی ہے اس لیے کہ قانونِ انگریزی کے ہوتے اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اور از روئے لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[۲]
ہم بقدرِ تعلّقِ معاملات تکلیفِ شرعی سے معاف ہیں۔ غرض ہم مسلمانوں میں پیٹ بھر کر تعلیم کی مٹی خراب ہے۔ علومِ
دنیاوی کی تعلیم ہو تو اور علومِ دین کی تعلیم ہو تو ؎

علم ہمارا ہے بدتر جہل سے — اور بھی کچھ ہونا ہے نااہل سے

پھر تعلیم دو طرح کی ہے تعلیمِ کتابی جو کتابوں کے ذریعے سے کی جاتی ہے اور تعلیم سینہ بسینہ جیسے مثلاً تعلیمِ صنعت کہ شاگرد استاد
کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کر اس کی نقل اتارنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ تعلیم کا سلسلہ تعلیم سینہ بسینہ سے شروع ہوا۔ اور ابھی تک
بھی بہت سی باتوں کی تعلیم سینہ بسینہ ہو رہی ہے۔ مگر انگریزوں نے تعلیمِ کتابی کو اس قدر وسعت دی ہے کہ شاید ہی کوئی فن
محتاجِ تعلیم سینہ بسینہ رہا ہوگا ÷

---

[۱] جیسی قدر اللہ کی جاننی چاہیے تھی ویسی اس کی قدر نہ جانی ۱۲

[۲] اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر جس (کے اٹھانے) کی اس کو طاقت ہو ۱۲ –

آداب المصحف

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ○ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ○ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ○ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ○ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (واقعہ ع ۳ پارہ ۲۷)	سو ہم (شہاب) ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم کھاتے ہیں ف اور سمجھو تو یہ (بہت ہی) بڑی قسم ہے ف۲ کہ یہ (قرآن) بڑی قدر و منزلت کا قرآن ہے (اور ہمارے ہاں) احتیاط سے رکھی ہوئی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں (لکھا ہوا موجود) ہے (اور پاک فرشتوں کے سوا کوئی اُس کو ہاتھ نہیں لگانے پاتا اور اُسی کی نقل یہ قرآن ہے جو) پروردگار عالم کی طرف سے (پیغمبر آخر الزماں پر) نازل ہوا ہے۔
كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ○ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ○ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ○ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ○ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ○ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ○ (عبس پارہ ۳۰)	سنو جی! قرآن تو (سر تا سر) نصیحت ہے پس جو چاہے اس کو سوچے (سمجھے اور ہمارے ہاں وہ لوح محفوظ کے) اوراق میں (لکھا ہوا) ہے جن کی تعظیم کی جاتی ہے (اور وہ) اونچی جگہ رکھے ہوئے ہیں اور پاک (رہیں اور ایسے) لکھنے والوں (یعنی فرشتوں) کے ہاتھوں میں (رہتے ہیں) جو بزرگ (اور) نیکو کار ہیں۔
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰٓى اَرْضِ الْعَدُوِّ ٭ (صحیحین)	ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے ملک میں قرآن کو ساتھ لے جانے سے منع فرمایا
وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لَا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْاٰنِ فَاِنِّيْ لَآ اٰمَنُ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ ٭	اور مسلم کی روایت میں یوں آیا ہے کہ (پیغمبر صاحب نے فرمایا) لوگو! قرآن کو ساتھ لے کر سفر نہ کرو کیونکہ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں کہ دشمن اسے پالیں (اور اُس کی توہین کریں)
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَمَا لِاَحَدِكُمْ اَنْ يَّقُوْلَ	حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بُرا وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ

ف نجوم سے تو ہم نے شہاب مراد لیے اور لفظ مواقع سے اُن کا ٹوٹنا اور بعض مفسرین نے نجوم سے عام ستارے مراد لیے ہیں اور مواقع سے اُن کے مقامات یا رستے یا اُن کے طلوع و غروب کی جگہ ۱۲ ف۲ خدا جب مخلوقات میں سے کسی کی قسم کھاتا ہی تو گویا وہ اپنی قدرت کی قسم کھاتا ہے۔ اور خدا کی جتنی صفات ہیں سب لازم ذات ہیں تو گویا اپنی ذات کی قسم کھاتا ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کی قسم سب قسموں میں بڑی قسم ہے یا یہ معنی ہوں کہ مطلق خدا کی قسم کھانا تو ایک بڑی بات ہے ۱۲٭

نَسِیْتُ اٰیَۃَ کَیْتَ وَکَیْتَ بَلْ یَقُوْلُ نُسِّیَ وَاسْتَذْکِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ ؕ

(صحیحین)

میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بھلادیا گیا اور قرآن کو (ہمیشہ پڑھنے کے ساتھ) یاد رکھو کیونکہ قرآن چارپائے جانوروں کے بھاگ جانے سے بھی زیادہ آدمیوں کے سینوں سے نکل جانے والا ہے (یعنی چارپایوں کی اگر حفاظت نہ کروگے وہ بھاگ جائیں گے اسی طرح قرآن کی حفاظت نہ ہوگی تو دل سے محو ہوجائے گا)

ف نسیان کو اپنی طرف منسوب کرنا موہم استخفاف آیت ہے اور استخفاف موہم سوء ادب اور اسی وجہ سے حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے سورۂ کہف کے نویں رکوع میں حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا قصہ بڑی وضاحت کے ساتھ موجود اور ہماری اس کتاب کے دوسرے حصے حقوق العباد کے عنوان حقوق علماء کے ذیل میں مفصل مذکور ہے وہاں ایک آیت ہے وَمَآ اَنْسٰنِیْہُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْکُرَہٗ یہ موسیٰ علیہ السلام کے خادم یوشع کا مقولہ ہے کہ جب وہ مچھلی کے غائب ہوجانے کا قصہ حضرت موسیٰ سے ذکر کرنا بھول گئے تو یاد آنے پر حضرت موسیٰ سے عرض کیا کہ شیطان ہی نے مجکو بھلادیا کہ (میں آپ سے) اس کا تذکرہ کرتا ہیں اس آیت سے صرف یہ بات استنباط کرلی ہے کہ یوشع نے نسیان کو اپنی طرف منسوب کرنے میں استخفاف سمجھا اور اسے شیطان کی طرف منسوب کیا ۱۲

من المترجم۔ ہم اپنے بچپن میں دیکھتے تھے کہ لکھے ہوئے کاغذ کا پُرزہ زمین میں پڑا ہوتا تو اُٹھاکر چوما ماتھے چڑھایا اور کنارے رکھ دیا تو اُن دنوں نہ کاغذ کی اتنی افراط تھی نہ چھاپے تھے اور اب تو یہ حال ہے کہ انگریزی تو انگریزی اردو کے اخباروں اور پادریوں کی مذہبی کتابوں کی جوتی کے تلے کی برابر بھی قدر نہیں کی جاتی۔ ہم کو تو لوگوں کی یہ ادا ایک آن نہیں بھاتی کاغذ کا ادب کاغذ یا نقوش کا ادب نہیں ہے بلکہ علم کا ادب ہے اور احتیاط اسی کی مقتضی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کتابت میں خدا رسول کا یا کسی بزرگ کا نام ہو اور اکثر ہوتا ہے۔

آدابِ تلاوت

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَطِّعُ قِرَاءَتَہٗ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ثُمَّ یَقِفُ ثُمَّ یَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ یَقِفُ ثُمَّ یَقُوْلُ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (ترمذی)

ابن ابی ملیکہ اُمّ المومنین بی بی اُمّ سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے فرمایا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم حروف وکلمات کو الگ الگ کرکے پڑھتے تھے (مثلاً) فرماتے الحمد للہ رب العالمین یہاں تک پہنچ کر ٹھیر جاتے پھر فرماتے الرحمن الرحیم یہاں بھی ٹھیر جاتے پھر کہتے مالک یوم الدین (اسی طرح آخر سورت تک پڑھتے)

سلہ آداب تلاوت کا مفصل باب حصہ اول حقوق اللہ کے باب حقوق القرآن کے ذیل میں بہ عنوان آداب التلاوۃ گزرچکا مزید توضیح کے لیے اس کے ساتھ اسے بھی

عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِہَا وَاِیَّاکُمْ وَلُحُوْنَ اَھْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ اَھْلِ الْکِتَابَیْنِ وَسَیَجِیْءُ بَعْدِیْ قَوْمٌ یُّرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ تَرْجِیْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ مَفْتُوْنَۃٌ قُلُوْبُھُمْ وَقُلُوْبُ الَّذِیْنَ یُعْجِبُھُمْ شَانُھُمْ (مشکوٰۃ)	حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! قرآن عرب کی آواز اور لہجوں میں پڑھو اور اہل عشق کے لہجوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے لہجوں سے اپنے تئیں دُور رکھو۔ میرے بعد عنقریب ایک قوم آتی ہے جو قرآن کے پڑھنے میں اُسی طرح گٹ کڑی کی آوازیں نکالیں گے جیسے لوگ راگ اور نوحوں میں گٹ کڑی کی آوازیں نکالتے ہیں قرآن ان کے گلوں سے بھی تجاوز نہیں کرے گا (چہ جائیکہ دل میں بیٹھے) ان کے دل اور ان کے ساتھ اُن لوگوں کے دل جن کو ان کا حال بھلا لگتا ہوگا مُبتلائے فتنہ ہوں گے۔

من المترجم عرب کے لوگ جو ہندوستان میں آنکلتے ہیں اُن کو تو قرآن پڑھتے سُنا ہے مصریوں کا لہجہ الگ ہے مکّے والوں کا الگ۔ کتابت کیں اُن لہجوں کی نقل ہو نہیں سکتی۔ رہے یہودی اُن کی نے معلوم نہیں کسی کو سُننے کا اتفاق نہیں ہوا عیسائی انگریزی باجوں پر آیات الٰہی کو گاتے ہیں ہمارے یہاں مرثیہ خوان نوحہ خواں گانے کی طرح پڑھتے ہیں اہل عجم کی نوحہ خوانی کا لہجہ خاص ہے اور وہ بھی راگ سے مشابہ ہے۔ حاصل حدیث یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے پڑھنے میں راگ چھونہ جائے ورنہ سننے والوں کی طبیعتیں مصروف نغمہ ہوں گی اور نغمہ صارف ہوگا توجہ الی المعانی سے جو قرأت کا اصل مقصود ہے

گر تو قرآں بدین نمط خوانی   ببری رونق مسلمانی

آداب الدعاء

عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّبِیْتُ عَلٰی طُھْرٍ ذَاکِرًا لِلّٰہِ تَعَالٰی فَیَتَعَارُّ مِنَ اللَّیْلِ فَیَسْاَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی خَیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ (ابوداؤد)	معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی سا مسلمان بھی خدا کو یاد کرتے کرتے بحالت طہارت سو جائے پھر رات کو جاگ اُٹھے اور خدا سے دنیاوی و اُخروی بھلائی مانگے تو خدا اُسے وہ بھلائی ضرور عطا فرماتا ہے
عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ	ابو امامہ کہتے ہیں کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سی دعا جلد قبول ہوتی ہے

قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ ۞ (ترمذی)	فرمایا کہ آخر شب میں (صبح کے قریب) ف۱ اور فرض نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد کی جاتی ہے
عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ قِيلَ مَاذَا نَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ سَلُوا اللّٰهَ تَعَالَى الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (ابوداؤد، ترمذی)	انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور تکبیر کے بیچ میں جو دعا کی جاتی ہے وہ ردّ نہیں کی جاتی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اُس وقت کیا کہیں فرمایا دنیاوی و اُخروی عافیت مانگو ف۲
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ (مسلم)	ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ سب سے زیادہ قریب اپنے پروردگار سے سجدے کی حالت میں ہوتا ہے تو اس حالت میں بہت دعا کیا کرو ف۳
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰهَ تَعَالَى بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوا بِهَا وُجُوهَكُمْ ۞ (ابوداؤد)	ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہتیلیوں کو مونہ کے سامنے رکھ کر خدا سے دعا مانگو ہتیلیوں کی پشت مونہ کے سامنے رکھ کر نہ مانگو پھر جب (دعا سے) فارغ ہوجاؤ تو ہاتھوں کو مونہوں پر مل لو ف۴

ف۱ خدا نے رات کو سونے اور آرام کرنے کے لیے بنایا ہے اور جس کام کے لیے بنایا ہے لوگ اُس سے وہی کام لے رہے ہیں آدھی رات تک تو خیر آدھی رات کے بعد ایک ہُو کا عالم ہوتا ہے اور یہی سناٹا یکسوئی خاطر اور حضورِ قلب کے لیے وقت مناسب ہے جس کو مقبولیتِ دعا میں مدخلِ عظیم ہے اور یہ آزمودہ بات ہے آخر شب میں قریب صبح کی خصوصیت بڑھی ہوتی ہے کہ فیضانِ الٰہی گویا از سرِ نو جان بخشی کے لیے مستعد ہوتا ہے ۱۲ ف۲ نمازی اذان سن کر عبادت کے لیے تیاری کرنے لگتے ہیں تیاری بھی عبادت کی تمہید ہے اور یہ اُسی کی برکت ہے کہ اس وقت کی دعا کو شرفِ اجابت بخشا گیا ہے ۱۲ ف۳ سجدہ نہایت تذلل کی حالت ہے اور یہی وہ ادا ہے جو خدا کو بھاتی ہے اور اس حالت کی دعا بے شک اَولیٰ بالقبول ہونی چاہیے ف۴ یہ تو بالکل سائلوں کی سی صورت بنانا ہے ابھی تک مانگنے والے ہاتھ پھیلا پھیلا کر مانگا کرتے ہیں رہا ہاتھوں کا مونہ پر پھیرنا وہ اُن کلمات سے جو دعا کرتے وقت زبان سے نکلے ہیں برکت کا حاصل کرنا ہے اور لوگ تو دعا کے بعد سینے پر بھی دم کر لیا کرتے ہیں اور اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ سانس میں شفا ہے تو اس خوش عقیدتی کو پسند کرتے ہیں ۱۲

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَآءِ حَتّٰی رَاَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْہِ ٭ (بخاری)

انس رضؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا میں یہاں تک ہاتھ اٹھائے کہ میں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی اچھی طرح دیکھ لی ف۱

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَآءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ ٭ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا خدا سے دعا مانگو حالانکہ تم کو (دعا کی) قبولیت کا یقین ہو اور جانے رہو کہ خدائے تعالیٰ اُس دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل (اور) بے پروا دل سے نکلتی ہو ف۲

عَنْ فَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَّدْعُوْ فِیْ صَلَاتِہٖ وَلَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَجِلَ ھٰذَا ثُمَّ دَعَاہُ فَقَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَأْ بِتَحْمِیْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالثَّنَآءِ عَلَیْہِ ثُمَّ لْیُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لْیَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَآءَ ٭ (ترمذی)

عُبید کے بیٹے فضالہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے سُنا جس نے جناب نبی صلے اللہ علیہ سلم پر درود نہیں پڑھا تھا فرمایا اس شخص نے بہت جلدی کی پھر آپ نے اُس کو بُلا کر فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی (آدمی نماز پڑھے اور دعا کا ارادہ کرے) تو پہلے خدائے تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔

عَنْ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَآءُ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلٰی

عمر رضؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا آسمان وزمین کے درمیان ٹھیرا دی جاتی ہے (اور) جب تک مجھ پر درود نہ پڑھا جائے اوپر نہیں چڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی)۔

ف۱ اس میں دستِ سوال کے دراز کرنے میں مبالغہ ہے اور یہ شان الحاح کی ہے ۱۲ ف۲ اب ایک نیا فن نکلا ہے جس کا نام ہے مسمریزم اُس میں ارادے کی قوت سے کام لیا جاتا ہے ڈاکٹر لوگ اسی قوت کے ذریعے سے بے دوا بے علاج بیماروں کو چنگا کرنے لگے ہیں یہ عمل ہمارے یہاں کے مشائخ کی توجہ کا سا عمل ہے دعا کی قبولیت کے یقین کو قبولیت میں دخل ہو تو عجب نہیں ع خدا کی باتیں خدا ہی جانے ۱۲

فَلَا تَجْعَلُوْنِیْ كَغُمَرِ الرَّاكِبِ صَلُّوْا عَلَيَّ اَوَّلَ الدُّعَاءِ وَاَوْسَطَهٗ وَاٰخِرَهٗ (ترمذی)

تو تم مجھے سوار کے پیالے کی طرح[۱] بے کار نہ چھوڑ دو دعا سے پہلے اور دُعا کے بیچ میں اور دعا کے آخر میں مجھ پر درود پڑھ لیا کرو ف۱

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا لِاَحَدٍ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ (ترمذی)

اُبیؓ بن کعب کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لیے دُعا کرتے تو اپنے نفس سے شروع کرتے تھے (یعنی پہلے اپنے لیے دعا کرتے تھے پھر اُس کے لیے) ف۲

عَنْ اَبِيْ زُهَيْرٍ النُّمَيْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَلَحَّ فِي الْمَسْئَلَةِ فَوَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ مِنْهُ فَقَالَ اَوْجَبَ اِنْ خَتَمَ فَقِيْلَ بِاَيِّ شَيْءٍ يَخْتِمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِاٰمِيْنَ وَانْصَرَفَ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ يَا فُلَانُ اخْتِمْ بِاٰمِيْنَ وَاَبْشِرْ (ابوداؤد)

ابوزہیر نمیریؓ کہتے ہیں کہ ہم (چند صحابی) ایک رات جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے اور ہمارا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو دعا میں سخت اصرار کر رہا تھا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی دعا سُننے کھڑے ہو گئے اور لگے فرمانے کہ اس شخص نے اپنا کام کر چکا اگر (دُعا پر) مُہر لگا دی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ (دُعا پر) کس چیز کی مُہر لگائی جاتی ہے فرمایا آمین کی ف۳ (یہ کہہ کر پیغمبر صاحب رو ہاں سے) پھرے اور کسی نے اُس شخص سے کہا کہ اے شخص تو اپنی دعا کو آمین پر ختم کر اور خوش ہو کہ تیری دُعا قبول ہوئی)

ل۱ غمر اصل میں چھوٹے سے پیالے کو کہتے ہیں جو مسافر کے ساتھ رہتا ہے اور سوار کا قاعدہ ہوتا ہے کہ کوچ کے وقت پہلے اپنا اسباب اور توشہ سواری پر لادتا ہے اور پیالے کی طرف چنداں التفات نہیں کرتا ضروری چیزیں لا دلیتا ہے تو چلتے وقت پیالے کو اُٹھاتا ہے گویا وہ پیالے کو غیر ضروری چیز سمجھتا ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ لوگو! تم مجھ پر درود پڑھنے کو تبعاً اور غیر ضروری نہ سمجھو ۱۲

ف۱ سائلوں کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عزیز چیزوں کا واسطہ دلا کر مانگا کرتے ہیں ایک سائل دروازے پر آیا کرتا ہے اُس کی یہی صدا ہے بچوں کا صدقہ دیں ایمان کا صدقہ پس پیغمبر صاحب پر درود بھیجنا گویا خدا کو اُس کے محبوب کا واسطہ دلانا ہے ۱۲

ف۲ اللہ اللہ کیا شانِ عبودیت ہے کہ ہمہ وقت خدا کے فضل کی لَو لگائے رہتے تھے کسی کے مطلب کی تقریب ہاتھ آئی اور اپنی حاجت سے ذرو کے اوّل خویش بعدہٗ درویش ۱۲

ف۳ لفظ آمین دُعا کا دُوہرانا ہے کہ جو مانگتے ہیں ملے دعا تفصیل اور آمین اُسی کا اجمال ہے ۱۲

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کُنَّا فِیْ سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَجْهَرُوْنَ بِالتَّکْبِیْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبِعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا وَّهُوَ مَعَکُمْ وَالَّذِیْ تَدْعُوْنَهٗ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِکُمْ مِّنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهٖ (اخرجہ الخمسۃ)	ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ہم (صحابی) ایک سفر میں تھے لوگوں نے پکار پکار کر اللہ اکبر کہنا شروع کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) نرمی و آہستگی اختیار کرو تم کسی بہرے اور آنکھ سے اوجھل کو تو پکارتے نہیں تم تو اس سننے دیکھنے کو پکارتے ہو جو (ہر وقت اور ہر جگہ) تمہارے ساتھ ہے اور (نیز) اس کو پکارتے ہو جو تم سے تمہاری اونٹنی کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے ف
عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَیَدَعُ مَاسِوٰی ذٰلِكَ + (ابو داؤد)	ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم دعاؤں میں سے جامع دعاؤں کو پسند کرکے اختیار فرماتے ف۲ اور ان کے علاوہ اور کو ترک کر دیتے تھے +
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْجِبُهٗ اَنْ یَّدْعُوَ ثَلَاثًا وَّیَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا (ابو داؤد)	ابن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند تھی کہ (جب دعا کرتے تو) تین دفعہ دعا کرتے اور تین ہی دفعہ استغفار پڑھتے ف۳

ف چلانا خدا کی عظمت اور شان دعا دونوں کے خلاف ہے اور مطلقاً ریا بھی ہے باایں ہمہ مشائخ کے یہاں ذکر جہر بھی ہے اس میں کوئی مصلحت ہوگی اور شاید وہ مصلحت رفع غفلت اور جوش کا پیدا کرنا ہو ۱۲ ف۲ جیسے مثلاً ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ اور اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی اور جیسے پیغمبر صاحب نے فرمایا سل ربك العافیۃ والمعافاۃ اور اللھم ارزقنی حبك وحب من ینفعنی حبہ عندك اور اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا واثرنا ولا توثر علینا وارضنا وارض عنا اور اللھم انی اسألك الصحۃ والعفۃ والامانۃ وحسن الخلق والرضا بالقدر اور اللھم انی اسألك علما نافعا وعملا متقبلا ورزقا طیبا وغیرہ وغیرہ اور یہ دعائیں معہ ترجمہ حصہ اول حقوق اللہ کے باب دعا میں دیکھو ۱۲ ف۳ تین کے عدد کو یہ شرف ہے کہ طاق ہے اور اللہ وتر یحب الوتر سے مناسبت رکھتا ہے اور اسی لیے وضو میں منھ ہاتھ تین تین بار دھوئے جاتے ہیں اور نماز کے رکوع و سجود میں تسبیح بھی تین تین بار کہی جاتی ہے ۱۲

من المترجم ہم نے اس باب میں صرف دو حدیثیں لی ہیں جن سے آداب دعا مستنبط ہوتے ہیں سب اقسام دعا کہ کن کن مواقع پر کون کون دعائیں مانگنی چاہئیں یہ ہم حقوق اللہ کے دوسرے باب اعمال لسانی میں بعنوان دعا نہایت تفصیل و توضیح کے ساتھ بیان کر آئے ہیں وہاں ہر موقع اور ہر مطلب کی دعا ہے اور دعا کے ساتھ اس کا ترجمہ اس باب کے ساتھ اسے بھی ملا کر

پڑھوگے تو باب دعا کو ایک ایسا جامع اور مکمل باب پاؤگے کہ دوسری کتاب کے دیکھنے کی حاجت باقی نہیں رہے گی ۱۲ ✤

آدابِ قسم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُمَرَ یَحْلِفُ بِاَبِیْہِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْھٰکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ فَمَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اَوْ لِیَصْمُتْ ✤ (صحیحین)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر کو اپنے باپ کی قسم کھاتے سُنا تو فرمایا (لوگو!) خدا تعالیٰ تمھیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے تو جو شخص قسم کھانے والا ہو اُسے خدائے تعالیٰ کی قسم کھانی چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے ف

ف باپوں کی قسم کی تخصیص رسم ورواج کی رُو سے ہے کہ عرب میں باپ کی قسم کھانے کا دستور تھا مگر خدا کے سوائے کسی چیز کی قسم کھانا شرعاً درست نہیں وجہ یہ کہ قسم عزیز چیز کی کھائی جاتی ہے اور مومن کی شان نہیں کہ خدا سے بڑھ کر کوئی چیز اُس کو عزیز ہو وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ ہمارے ہندوستان میں لوگ اَولاد کی اپنے سر کی اپنی جوانی کی قسمیں کھایا کرتے ہیں اور قرآن کی قسم بھی ہر ایک کو رواں ہے شریعت تو خدا کے سوائے کسی کی قسم کی اجازت دیتی نہیں ۱۲

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَۃِ فَلَیْسَ مِنَّا ✤ (ابوداؤد)

بریدہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص امانت کی قسم کھائے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ✤

عَنْ اِبْرٰھِیْمَ النَّخَعِیِّ قَالَ کَانُوْا یَنْھَوْنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ اَنْ نَّحْلِفَ بِالشَّھَادَۃِ وَالْعَھْدِ ✤ (بخاری)

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ پیغمبر صاحب کے صحابی ہمیں منع کرتے تھے جبکہ ہم بچے سے تھے کہ ہم شہادت اور عہد کی قسم کھائیں ✤

لہ اس سے پہلے ہم حصۂ اول حقوق اللہ کے ضمیمے میں ایک عنوان آدابِ قسم کا قائم کر چکے ہیں اس کے ساتھ اُسے بھی ملا کر پڑھوگے تو قسم اور آدابِ قسم کے متعلق مفصل حالات معلوم ہوں گے ۱۲

من المترجم آخر کی دو حدیثوں میں امانۃ اور شہادۃ اور عہد کے الفاظ ہیں۔ ان کا پتہ قرآن سے لگایا تو امانۃ کا مذکور آیۂ انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان میں ہے اور شہادت اور عہد کا

کا آیۂ واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظہورھم ذریتہم واشہدھم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی شہدنا میں تو امانت اور شہادت اور عہد کی قسمیں اسی قسم کی ہیں جیسی لوگ ہمارے اپنے یہاں اپنے دین ایمان یا قرآن کی قسمیں کھایا کرتے ہیں۔

آداب المساجد

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ	ابو اسید کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کا کوئی مسجد میں جائے تو یوں کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور مسجد سے باہر آئے تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ ٭
عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ (صحیحین)	ابو قتادہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کا کوئی شخص مسجد میں جائے تو بیٹھنے سے پہلے دو نفل رکعتیں (تحیۃ المسجد) پڑھ لے ٭
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِی الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَیْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِیْہِ وَاَنْ یَّتَحَلَّقَ النَّاسُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فِی الْمَسْجِدِ (ابو داؤد)	عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے اور خرید فروخت کرنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ جمعے کے روز نماز سے پہلے لوگ مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھیں

ع۵ مسجد کے حقوق و آداب اور بنا رِ مساجد کے فضائل میں ایک بڑا وسیع باب حصۂ اول کے ضمیمے میں بعنوان حقوق و آداب مسجد گزر چکا اس کے ساتھ اسے بھی ملا کر پڑھو۔ حصۂ آداب میں بہت سی باتیں مکرر لانی پڑی ہیں جو حقوق میں مذکور ہو چکی ہیں۔ وجہ تکریر یہ کہ حقوق اور آداب میں بہت ہی تھوڑا فرق ہے بقدرِ واجب حق ہے اور زائد از واجب ادب ۱۲

ع۵۱ خداوندا میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے ۱۲ ٭

ع۵۲ خداوندا میں تجھ سے تیرا کچھ فضل مانگتا ہوں ۱۲ ٭

آداب کعبہ

عَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْدِمُ مَكَّةَ اِلَّا بَاتَ بِذِي[1] طُوًى حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ وَيُصَلِّيَ فَيَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَاِذَا نَفَرَ مِنْهَا مَرَّ بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ۔ (صحیحین)

نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر جب مکّے میں داخل ہونا چاہتے تو ذی طوی میں (جو مکّے کے قریب داخل حرم ایک موضع کا نام ہے) رات گزارتے اور جب صبح ہوتی تو غسل کرکے نماز پڑھتے پھر دن کو مکّے میں داخل ہوتے اور جب مکّے سے کوچ کرتے تو بھی ذی طوی میں آکر شب باش ہوتے اور صبح تک وہیں رہتے اور ابن عمر بیان کرتے تھے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے ۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ مَكَّةَ فَاَقْبَلَ اِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ اَتَى الصَّفَا فَعَلَاهُ حَتّٰى يَنْظُرَ اِلَى الْبَيْتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَذْكُرُ اللّٰهَ مَا شَاءَ وَيَدْعُو ۔ (ابوداود)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مکّے کی طرف متوجہ ہوئے اور مکّے میں داخل ہوکر حجر اسود کی طرف رُخ کیا اور اُسے بوسہ دے کر خانۂ کعبہ کا طواف کیا پھر صفا پہاڑ کی طرف آئے اور اُس پر یہاں تک چڑھے کہ خانۂ کعبہ دکھائی دینے لگا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور جب تک چاہا دعا اور ذکر الٰہی کرتے رہے ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اُسَامَةُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ الْكَعْبَةَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتّٰى خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِي قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ ۔ (مسلم)

ابن عباس کہتے ہیں کہ اُسامہ نے مجھے خبر دی ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے تو اُس کی سب سمتوں میں دعا کی مگر کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ جب باہر تشریف لائے تو سمت کعبہ میں دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا کہ یہی (سمت) قبلہ ہے

وَفِي اُخْرٰى لِلْبُخَارِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَفِيهَا سِتَّةُ سَوَارٍ فَقَامَ

بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے اور کعبے میں (اس وقت) چھ ستون لگے ہوئے تھے

[1] ذی طوی ایک مقام کا نام ہے داخل حرم جدھر سے لوگ عمرہ کرنے کو جاتے ہیں ۱۲

عِنْدَ كُلِّ سَارِيَةٍ فَدَعَا وَلَمْ يُصَلِّ وَعِنْدَ النَّسَائِيِّ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَسَبَّحَ فِيْ نَوَاحِيْهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ ۔

تو آپ نے ہر ستون کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ پیغمبر صاحب کعبے کے اندر تشریف لے گئے اور اُس کی تمام سمتوں میں تسبیح کہی اور نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ باہر تشریف لے آئے

عَنْ طَارِقِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَاءَ مَكَانًا فِيْ دَارِ يَعْلٰى اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَدَعَا ۔ (نسائی)

علقمہ کے بیٹے طارق اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب یعلے کی حویلی میں اُس جگہ تک پونہچتے (جہاں سے خانہ کعبہ دکھائی دیتا ہے[1]) تو آپ قبلے کی طرف رُخ کر لیتے اور دُعا مانگتے

[1] جن دنوں کا یہ ذکر ہے اُس وقت یہاں ایک سرائے تھی جو دارِ یعلٰی کے نام سے مشہور تھی یہاں سے خانۂ کعبہ نمایاں طور پر دکھائی دینے لگتا ہے

آداب مکّہ و مدینۃ الرسول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهٗ وَلَا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ

ابن عباس[2] کہتے ہیں کہ (فتح مکّہ کے دن) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شہر (مکّہ) کو خدا نے اُسی روز سے قابلِ تعظیم و تکریم ٹھیرا دیا ہے جس دن اُس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا (یعنی مکّے کی تحریم و تعظیم قدیمی ہی) تو وہ خدا کی تعظیم کی وجہ سے قیامت تک قابلِ تعظیم رہے گا۔ مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لیے اُس میں کُشت و خُون کرنا حلال نہیں ہوا تھا اور نہ مجھے بھی صرف دن کی ایک ساعت کے لیے حلال ہوا تو اب وہ خدا کی حُرمت کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرام رہے گا (اور شہر مکّہ کے حرام ہونے کے یہ معنے ہیں) کہ اُس کا کانٹا تک نہ توڑا جائے (چہ جائے کہ درخت) اور نہ اُس کے شکار کا تعاقب کیا جائے اور نہ اُس میں گرا پڑا مال اُٹھایا جائے ہاں اُس شخص کو اُٹھانا جائز ہے جو اُس کا اعلان کرتا پھرے اور نہ اُس کی گھاس اُکھاڑی جائے اس پر عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ اذخر گھاس کو تو مستثنیٰ کر لیجیے

لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ (بخاری)	کیونکہ وہ لُہاروں اور گھر کی چھتوں) میں کام آتی ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا ہاں میں اذخر کو مستثنےٰ کرتا ہوں۔

من المترجم اِس حدیث میں فتحِ مکّہ کے دن کی طرف اشارہ ہے اور فتحِ مکّہ کا قصّہ بطریق اختصار یہ ہے کہ معاہدۂ حدیبیہ[1] میں جہاں اور شرطیں تھیں اُن میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو لوگ اِس معاہدے میں جناب پیغمبر صاحب کے ساتھ شامل ہو جانا چاہیں ہو جائیں۔ اور جو قومیں قریش کے معاہدے میں داخل ہونا پسند کریں اُن کے ساتھ ہو جائیں چنانچہ بنو خزاعہ پیغمبر صاحب کے ساتھ اور بنو بکر قریش کے ساتھ معاہدے میں شریک ہوئے مگر ابھی پورے دو سال بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ بنو بکر نے بنو خزاعہ کے ساتھ اپنی قدیمی عداوت کو تازہ کیا۔ اور آغازِ زمانہ اسلام سے جو لڑائی موقوف تھی اُسے دفعۃً بھڑکا دیا نوفل بن معاویہ دئلی نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور چند آدمی مارے گئے۔ قریش نے شرائطِ معاہدہ کے برخلاف بنو بکر کی مدد کے لیے ہتیار بھی بھیجے اور بعض سردارانِ قریش بہ تبدیلِ لباس بنو بکر کے ساتھ ہو کر شریکِ لڑائی بھی ہوئے آخر کار بنو خزاعہ کو شکست ہوئی اور وہ یہاں تک عاجز ہوئے کہ حرمِ کعبہ میں پناہ گزین ہوئے مگر نوفل نے وہاں بھی اُن کا پیچھا نہ چھوڑا اور تعاقب کرتا ہوا حرم میں پہونچا۔ بنو خزاعہ نے مجبور ہو کر بدیل بن ورقا کی پناہ لی۔ اور اِدھر عمرو بن سالم کو استمداد کے لیے پیغمبر صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ قریش عہد شکنی کرنے کو کر بیٹھے مگر فوراً ہی یہ اندیشہ ہوا کہ پیغمبر صاحب یہ خبر سُنیں گے تو ضرور اس کی تلافی میں کوشش کریں گے اِس لیے ابو سفیان معذرت کرنے کے لیے مدینے میں آیا اور پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت کچھ معذرت کی اور دوبارہ عہد قائم کرنے کی درخواست کی مگر پیغمبر صاحب نے ایک نہ سُنی اور سُننے کے قابل بھی نہ تھی کیونکہ قریش نے بنو خزاعہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا تھا اور انتہا درجے کے جور و ظلم کیے تھے تو یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ باوجود اس ظلم و زیادتی اور کُشت و خُون کے درگزر کیا جاتا اور از سرِ نو جدید معاہدہ قائم کیا جاتا پس جناب پیغمبر صاحب نے فوراً لشکروں کے جمع ہونے کا حکم صادر فرمایا اور مکّے کے تمام رستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی سنہ ۸ ہجری رمضان کے مہینے میں پیغمبر صاحب دس ہزار فوج لے کر مدینے سے نکلے اور جب مکّے کے قریب مرّ الظہران موضع میں تشریف فرما ہوئے تو سردارانِ لشکر کو حکم دیا کہ شب کو اپنے اپنے خیموں کے آگے آگ روشن کریں ابھی تک قریش اگرچہ بالکل بے خبر تھے مگر انھیں پیغمبر صاحب کی طرف سے اطمینان بھی نہ تھا۔ اس لیے قریش مدینے کی راہوں میں لوگوں کو بھیجتے رہتے اور ہمیشہ چوکنے رہتے تھے۔ ایک رات ابو سفیان اور بدیل اور حکیم بن حزام جو تفحّصِ حال پر مامور تھے اِدھر آ نکلے اور مدینے کی جانب ایک ٹیلے پر آگ روشن دیکھ کر نہایت حیران ہوئے کہ یہ آگ کیسی ہے اسی اثنا میں پیغمبر صاحب کے چچا عباس بن عبد المطلب جو اِسی سفر میں پیغمبر صاحب کے ساتھ شریک ہو گئے تھے اُن کو خیال ہوا کہ اگر یہ لشکرِ جرّار بے خبری کی حالت میں مکّے پہنچ گیا تو قریش بالکل برباد ہو جائیں گے اِس خیال سے وہ سوار ہو کر مکّے کی طرف بڑھے کہ کوئی آتا جاتا مل جائے تو قریش کو مطلع کر دیں اور وہ پیغمبر صاحب سے امان حاصل کر لیں اتنے میں ابو سفیان کی آواز ان کے کان میں پہونچی انہوں نے اس کا نام لے کر پکارا ابو سفیان پاس آیا تو عباس بن عبد المطلب نے سارا راز ظاہر کر دیا جس کو سُن کر ابو سفیان کے ہوش جاتے رہے اور اُسے بجز اِس کے اور کچھ کرتے ہی نہ بن پڑا کہ عباس کے کہنے کے مطابق اُن کے پیچھے بیٹھ لیا دونوں لشکر

[1] حدیبیہ کا پورا قصّہ اور معاہدے کی تصریح اسی حصّے کے باب حقوقِ پیغمبر صلعم میں "عنوانِ اطاعت" کے ذیل میں پڑھو ۱۲

اسلام میں پہونچے تو ابوسفیان نے پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا اور عباس نے اُس کی بہت کچھ سفارش کی پیغمبر صاحب نے ابوسفیان کو اَمان دے مکّے جانے کی اجازت دی اور از روئے رحم و مہربانی یہ بھی فرما دیا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا یا اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے خاموش بیٹھ جائے گا یا حرم کعبہ میں پناہ لے گا یا ہتھیار ڈالدے گا اُس کو اَمن دیا جائے گا۔ الغرض نمازِ فجر کے بعد پیغمبر صاحب نے لشکرِ اسلام کے سرداروں کو مکّے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس موقع پر خالد بن الولید سب سے پیش پیش تھے۔ عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن اُمیہ نے خالد کے مقدمۃ الجیش کا خفیف سا مقابلہ کیا اور چند مسلمان شہید ہوگئے مگر کفارِ قریش کے ستّر آدمی مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ کھڑے ہوئے پھر کسی نے لشکرِ اسلام کا مقابلہ نہیں کیا اور جنابِ پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم بے روک اُونٹ پر سوار مکّے میں داخل ہوئے سب سے پہلے طواف کعبہ کیا پھر قریش کے بتوں کو جو حرم کعبہ میں جابجا نصب تھے توڑنا شروع کیا۔ آپ آیۂ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا پڑھتے اور بتوں کو توڑتے جاتے تھے۔ اب صرف وہ بُت باقی رہ گئے جو کعبے کی اُونچی دیواروں پر نصب تھے اور وہاں تک ہاتھ نہ پونہچ سکتا تھا حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میرے کندھوں پر پاؤں رکھ لیجیے۔ اور انھیں بھی توڑ ڈالیے پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم میرے کندھوں پر کھڑے ہوکر ایسا کرو چنانچہ حضرت علیؓ نے اُن تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ کعبے کے اندر فرشتوں اور پیغمبروں کی کچھ تصویریں بھی منقوش تھیں پیغمبر صاحب نے حضرت فاروق کو اُن کے مٹا دینے کا حکم فرمایا اور اُنھوں نے اُن کو مٹا دیا مگر حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کی تصویروں کے مٹانے میں اُنھیں تامّل ہوا۔ اور آخر کار خود پیغمبر صاحب نے اپنے ہاتھ سے اُنھیں مٹا چھوڑا۔ زاں بعد آپ مکّیوں کی طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ چند لوگ جو نہایت مفسد اور واجب القتل تھے اُن میں سے چار آدمی قصاصاً قتل کیے گئے اور باقی معاف کر دیے گئے۔ لوگ تھے کہ جوق جوق پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بطیبِ خاطر مسلمان ہوتے تھے آپ اُن سے اِس شرط پر بیعت کر رہے تھے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں گے قتلِ ناحق کے مرتکب نہ ہوں گے چوری زنا نہ کریں گے بیٹیوں کو قتل نہ کریں گے۔ کسی پر بہتان نہ لگائیں گے اور تمام اُمورِ حقہ میں آپ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کیے رہیں گے۔ اِسی موقع پر آپ عورتوں سے بھی ان ہی شرائط پر بیعت لے رہے تھے مگر اُن کے ساتھ چند باتیں خصوصیت کے ساتھ زیادہ کرتے تھے کہ کسی کے سوگ میں بال اور مُونہہ نہ نوچیں گی اور نہ طمانچوں سے پیٹیں گی نہ گریبان چاک کریں گی نہ چلّا کر روئیں گی نہ قبر پر سوگواری کے لیے بیٹھیں گی۔ بلال بن رباح نے کعبے کی چھت پر چڑھ کر باوازِ بلند کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس وقت خدا کی توحید اور پیغمبر صاحب کی رسالتِ حقہ کی منادی کی صدا سے سارا جنگل گونج اٹھا اور خدا کی عظمت و جلال کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج گیا ہمیں اِس مقام پر مکّے کا مختصر جغرافیہ دینا بھی ضرور ہے تاکہ مکّے کے متعلق جو ضروری باتیں اس عنوان میں بیان کی گئی ہیں خواص و عوام کے نزدیک مفہوم ہوں

مکّہ نام ہے ایک شہر کا جہاں خانۂ کعبہ واقع ہے۔ خانۂ کعبہ اصل میں ایک چھوٹی سی عمارت ہے اور اس کے گرداگرد بہت سی شاندار عمارتیں ہیں جو مسجد الحرام کے نام سے مشہور ہیں۔ مسجد الحرام کے اردگرد ہر چہار طرف آبادی پھیلتی چلی گئی ہے جسے حرم کہتے ہیں۔ حدودِ حرم ہر جانب میں مختلف ہیں اور اس بات کی شناخت کے لیے کہ یہاں تک حدِ حرم ہے ہر طرف منارے نصب

ہیں شمال و غرب میں ساڑھے تین کوس کے فاصلے پر تنعیم ایک مقام کا نام ہے اور یہی اس سمت کی حدِ حرم ہے۔ جدّے کی راہ میں حُدَیْبِیَہ ہے جو مکّے سے سات کوس کے فاصلے پر واقع ہے اور جنوب کی طرف موضع حسینیہ جو مکّے سے ساڑھے دس کوس پر واقع ہے۔ مشرق کی جانب عرفات کے متصل مسجدِ نمرہ جو مکّے سے ساڑھے دس کوس کے فاصلے پر ہے۔ مکّے کے رہنے والے حج اور عمرے دونوں کا اور آفاقی صرف عمرے کا احرام ان ہی مقامات سے باندھتے ہیں۔ حدودِ حرم جن کا ہم نے ذکر کیا ہے یہاں تک کی آبادی مکّے میں داخل ہے اور جو آبادی ان سے متجاوز ہے وہ مکّے سے خارج۔ حرم کے باہر چاروں طرف تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چند مقامات اور بھی ہیں جہاں سے آفاقی (باہر سے آنے والے) لوگ احرام باندھتے ہیں ان میں ایک ذوالحلیفہ ہے جو مدینہ اور اطرافِ مدینہ سے آنے والوں کے رستے میں پڑتا ہے اور مدینے سے صرف چھے میل کے فاصلے پر ہے مدینے وغیرہ سے آنے والے یہیں سے احرام باندھتے ہیں دوسرے جحفہ جو شام و مصر اور ان کے مضافات سے آنے والوں کا میقات ہے تیسرے یلملم جو ہندوستان اور مضافاتِ ہندوستان سے جانے والوں کے لیے مقرر ہے چوتھے قرنِ منازل جہاں سے اہلِ نجد احرام باندھتے ہیں پانچویں ذاتِ عرق جو عراق اور اطرافِ عراق سے آنے والوں کے لیے مقرر ہے۔

حدودِ حرم میں جن چیزوں کی پیغمبر صاحب نے ممانعت فرمائی کہ وہاں کشت و خون نہ کیا جائے درخت نہ کاٹا جائے شکار کا تعاقب نہ کیا جائے بے ضرورت ہتیار نہ اٹھائے جائیں۔ گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر اعلان کرنے والے کے لیے درست ہے وغیرہ وغیرہ اِن میں محرم اور غیر محرم مکّی اور آفاقی سب برابر ہیں۔ یعنی کسی شخص کو جائز نہیں کہ اِن میں سے کسی ایک کام کا بھی مرتکب ہو مرتکب ہوگا تو ضمان واجب ہوگی محرم کو جن باتوں کی مناہی ہے وہ حرم کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں بلکہ حلّ اور حرم دونوں میں ممنوع ہیں یعنی جب تک محرم ہے حرم میں ہو تو حل میں ہو تو ہر جگہ اور ہر موقع پر منہیات سے بچنا ضرور ہے اور ان امور کی تفصیل و توضیح کے لیے حصۂ اوّل حقوق اللہ کے عنوان حج کو پڑھو

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ لِاَحَدِکُمْ اَنْ یَّحْمِلَ بِمَکَّۃَ السِّلَاحَ۔ (مسلم)	حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ تم میں سے کسی شخص کو مکّے میں (کشت و خون کے لیے) ہتیار اُٹھائے رکھنا حلال نہیں۔
عَنْ سَعْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاھُھَا اَوْ یُقْتَلَ صَیْدُھَا وَقَالَ الْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ (مسلم)	سعدؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مدینے کی دونوں طرف کے سنگستان[1] کی درمیانی مسافت کو حرام کرتا ہوں کہ نہ تو وہاں کے درخت کاٹے جائیں نہ وہاں شکار کیا جائے اور فرمایا کہ مدینہ لوگوں کے لیے بہتر ہے اگر وہ (اُس بہتری کو) جانیں (تو کبھی وہاں سے نہ نکلیں)

[1] لابہ بہ تخفیف یائے موحدہ زمین سنگستان۔ اصل میں مدینے کے دونوں طرف سنگستان واقع ہے اور مدینہ ان دونوں سنگستانوں کے بیچ میں آباد ہے ۱۲ –

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ فَجَعَلَھَا حَرَامًا وَّاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ حَرَامًا مَّا بَیْنَ مَاْزِمَیْھَا[1] اَنْ لَّا یُھْرَاقَ فِیْھَا دَمٌ وَّلَا یُحْمَلَ فِیْھَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَّلَا یُخْبَطَ فِیْھَا شَجَرَۃٌ اِلَّا لِعَلَفٍ

ابو سعید سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم نے خدائے تعالیٰ سے مکّے کے حرام ہونے کی دعا کی تو خدا نے اُن کی دُعا سے مکّے کو حرام کردیا اور میں نے مدینے کی دونوں طرف کے سنگستان کی درمیانی مسافت کو حرام کردیا ہے کہ وہاں نہ تو خونریزی کی جائے اور نہ وہاں کشت و خون کے لیے ہتیار اُٹھائے جائیں اور نہ وہاں کے درخت کاٹے جائیں لیکن جانوروں کے چارے کے لیے ہو تو مضایقہ نہیں)

[1] مازمین تثنیہ ہے مازم بکسر زا کا اور مازم کہتے ہیں پہاڑوں کے بیچ کی تنگی کو جو دو پہاڑوں کے باہم ملنے سے پیدا ہو مازمین سے وہی لابتین یعنی سنگستانی جانبین کے مراد ہیں جن کا ذکر اوپر کی حدیث میں ہے ۱۲ +

من المترجم مکّے مدینے کی تعظیم کے بارے میں جو احکام صادر ہیں اُن سے مقامی اور وقتی خصوصیتیں چھوڑ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا رسول اپنے اِن دو شہروں کے نمونے پر ساری دنیا میں اَمن و اطمینان چاہتے ہیں اور اسی غرض سے قانونِ شریعت وضع کیا گیا ہے کاش لوگ اس نکتے کو سمجھیں اور خدا رسول کی مرضی پر چلیں +

آداب حاکم ومحکوم

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَقْضِیَنَّ حَکَمٌ بَیْنَ اثْنَیْنِ وَھُوَ غَضْبَانُ + (صحیحین)

ابو بکرہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ کوئی حاکم دو شخصوں کے درمیان اس حال میں فیصلہ نہ کرے کہ غصّے میں ہو (کیونکہ غصّے کی حالت میں عقل سلیم برجا نہیں رہتی)

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْیَمَنِ قَاضِیًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تُرْسِلُنِیْ وَاَنَا حَدِیْثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِیْ بِالْقَضَاءِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ سَیَھْدِیْ قَلْبَکَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے زمین کا قاضی بنا کر بھیجتے ہیں حالانکہ میں نوعمر آدمی ہوں اور نہ مجھے فصل خصومات کا طریقہ معلوم نہیں پیغمبر صاحب نے فرمایا خدائے تعالیٰ تیرے دل کی رہنمائی کرے گا

وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ إِذَا تَقَاضَى إِلَيْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْأَوَّلِ حَتَّى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ قَالَ فَمَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ

(ترمذی)

اور تمہاری زبان کو (حق بات پر) ثابت و برقرار رکھے گا بعد ازاں پیغمبر صاحب نے طریق قضا کی تعلیم کی اور فرمایا کہ (جب دو آدمی تمہاری طرف قضیہ پیش کریں (اور اُن میں کا ایک شخص اظہار مدعا کر چکے) تو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سن لو اوّل شخص کے موافق فیصلہ نہ کرو کیونکہ یہ صورت اس بات لائق تر ہے کہ تمہارے لیے فیصلے کی پوری کیفیت ظاہر ہو جائے (حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے فیصلے میں کبھی شبہہ ہی نہیں ہوا۔

عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يُقْعَدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَاكِمِ (ابو داؤد)

ابن زبیر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو حاکم کے سامنے بٹھلایا جائے ف

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَإِذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۰ (ابو داؤد)

مالک کے بیٹے عوف سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں میں فیصلہ کیا تو جس کے برخلاف فیصلہ ہوا تھا اُس (از روئے غم و حسرت) کہا خدا مجھے بس کرتا ہی اور وہی اچھا کارساز ہے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اُس آدمی کو ملامت کرتا ہی جو فکر و تدبیر سے عاجز رہتا ہے تجھے ہوشیاری بیداری عمل میں لانی چاہیئے ہاں اسکے بعد بھی اگر کوئی کام تجھ پر غالب آجائے اور تو بالکل عاجز ہو جائے اُس صورت میں حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کہنا چاہیے

ف تاکہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں میں مساوات ملحوظ رہے نہ یہ کہ قاضی صاحب ایک کو اپنی بغل میں بٹھائیں اور دوسرے کو سامنے کھڑا رکھیں ۱۲

من المترجم مولوی عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کی توجیہ اس طرح پر کی ہے کہ معاملہ قرض کا تھا پیغمبر صاحب نے مدعی کو ڈگری دے دی مدعا علیہ نے کہا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ جس کے یہ معنے ہیں کہ مدعی میرا مال ناحق لے گیا مگر اس توجیہ سے ایہام ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب نے صرف مدعی کا بیان سن کر مدعا علیہ کے اوپر ڈگری کر دی اور اس سے لازم

آتا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فیصلے میں غلطی کی۔ ہمارے نزدیک مولوی عبدالحق صاحب کی یہ توجیہ ٹھیک نہیں بلکہ صحیح توجیہ یہ ہے کہ پیغمبر صاحب نے جب بحق مدعی ڈگری دی تو مدعا علیہ نے اس لیے اظہارِ عجز کیا کہ مدعی کی ڈگری بھرنے کا مجھ میں مام نہیں پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ ایسے عجز پر خدا ملامت کرتا ہے تجھے کوشش و ہمت عمل میں لانا چاہیئے اس پر بھی مدعی کا مطالبہ پورا نہ ہو تو حسبی اللہ ونعم الوکیل کہنا بے جا نہ ہوگا۔

آداب خط وکتابت

عَنِ ابْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ الْعَلَاءَ الْحَضْرَمِيَّ كَانَ عَامِلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ

(ابوداؤد)

علاء حضرمی کے بیٹے کہتے ہیں کہ علاء حضرمی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عامل (صوبہ) تھے (کہ پیغمبر صاحب نے انھیں اپنے عہد میں بحرین کی صوبہ داری کا منصب عطا فرمایا تھا) ان کا قاعدہ تھا کہ جب پیغمبر صاحب کو خط لکھتے تو خط کو اپنے نفس سے شروع کرتے۔

من المترجم مثلاً لکھتے من العلاء بن الحضرمی الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور یہی طریقہ تھا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ جب کسی کو خط لکھتے تو خط کے آغاز میں اپنا نام لکھتے پھر مکتوب الیہ کا نام پھر سلام علیک اور اس کے بعد اظہارِ مطلب۔ مکتوب الیہ مسلمان ہوتا تو خصوصیت کے ساتھ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تحریر فرماتے ورنہ اس کی جگہ سلام علی من اتبع الہدیٰ جیسا کہ آپ کے اُن مکتوبات سے ظاہر ہوتا ہے جو آپ نے شاہِ روم ہرقل اور شاہِ فارس کسریٰ اور شاہِ حبشہ نجاشی کی طرف لکھے یہ مکتوبات اگرچہ کتبِ احادیث میں بشرح وبسط مذکور ہیں مگر ہم لوگوں کی تنبیہ کے لیے نمونے کے طور پر بقدر مایتعلق بالباب پیغمبر صاحب اور آپ کے صحابہ کے دو خط نقل کرتے ہیں جن سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ جناب پیغمبر صاحب خط لکھنے وقت ہمیشہ اس بات کی رعایت کرتے تھے کہ شروع خط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد اپنا اور پھر مکتوب الیہ کا نام گنے ہوئے چند لفظوں میں تحریر فرماتے اس کے بعد سلام علیک اور سلام علیک کے بعد اپنا مطلب نہایت اختصار کے ساتھ صاف اور کھلے ہوئے لفظوں میں ظاہر کرتے بخلاف اس زمانے کے لوگوں کے کہ انھوں نے معاملہ بالکل برعکس کر دیا ہے اور خط وکتابت کی شان کو پیٹ بھر کر بگاڑ رکھا ہے خط کے سرنامے پر مکتوب الیہ کے اوصاف اور کبھی اُس کا نام نہایت مبالغہ آمیز اور روزنی القاب و آداب کے ساتھ دُور تک لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آداب و تسلیمات اور اشتیاقِ ملاقات کے اظہار میں نصف خط کے بھر دینے پر بھی بس نہیں کرتے۔ اور جب اس سے فارغ ہوتے اور خط میں کچھ جگہ باقی رہتی ہے تو پیچدار اور نامفہوم المعانی الفاظ میں اپنا مطلب ادا کرنے کی کوشش کرتے اور آخر میں اپنا نام نہایت عریض وطویل لکھ کر خط کو تمام کرتے ہیں حالانکہ جناب پیغمبر صاحب اور نہ صرف پیغمبر صاحب بلکہ انبیاءِ سابقین کے خط وکتابت کی شان وہی تھی جس کا ہم نے اُوپر ذکر کیا۔ دیکھو جب حضرت سلیمان علیہ علی نبینا السلام نے سبا کی شہزادی کو ہدہد کی معرفت خط بھیجا تو اُس کو کس شان کے ساتھ شروع کیا اور کس طریقے پر ختم کیا اور کس طرز پر اپنا مطلب ادا کیا۔ قرآن مجید کی سورۂ نمل کے رکوع ایک و دو

میں جہاں ملکۂ سبا کا قصہ مذکور ہے اُس موقع کی حکایت پڑھو کہ ملکۂ سبا کے پاس حضرت سلیمان کا خط پونہچا اور اُس نے اپنے دربار میں یُوں پڑھنا شروع کیا اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (یعنی ملکہ سبا نے اپنے اہلِ دربار کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ ایک فرمان واجب الاحترام ہماری طرف ڈالا گیا ہے) یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور یہ (یعنی اس کی عبارت اس طرح پر ہے کہ سب سے پہلے اُس میں) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے (اور بسم اللہ کے بعد) یہ کہ ہم سے سرکشی نہ کرو اور فرماں بردار بن کر ہمارے حضور میں آحاضر ہو - دیکھو اس خط کے کیسے صاف لفظ ہیں اور کس اختصار کے ساتھ کیسا اہم مطلب ادا کیا گیا ہے - اِس زمانے میں ہم لوگ اکثر رسم و رواج میں عجمیوں کے قدم بہ قدم آنکھیں بند کیے چلے جارہے ہیں اور سنتِ انبیاء اور طریقۂ نیچرل سے کوسوں دور پڑے ہوئے ہیں - خط و کتابت کی یہ شان جو آج کل مروّج ہے عجمیوں کا طریقہ ہے اور لوگ ہیں کہ اسی ڈہرے پر چلے جارہے ہیں حالانکہ نیچرل طریقہ وہی ہے جو انبیاء نے اختیار کیا کیونکہ مقتضائے طبع یہی ہے کہ لکھنے والا پہلے اپنا نام لکھے اس لیے کہ مُرسِل یہی ہے پھر مکتوب الیہ کا نام درج کرے کہ وہ مُرسَل ہے بعدہٗ تحفہ پیش کرے کہ وہ سلام ہے اور ان سب کے بعد شگفتہ اور سلیس پیرایے میں اظہارِ مطلب کے درپے ہو - یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ خط و کتابت کی اصلی شان میں سب سے بڑا حصہ انگریزوں نے لیا ہے کہ اُن کے مکتوبات اور انشاؤں میں اس اسلامی طریقے کی پوری رعایت رکھی گئی ہے بخلاف ہماری یہاں کی انشاؤں کے جو بالکل برعکس اور شانِ اسلام کے سرتاسر خلاف ہیں ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا *

پیغمبر صاحب کا خط بادشاہِ رُوم کی طرف

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى قَيْصَرَ يَدْعُوْهُ اِلَى الْاِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلَيْهِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى لِيَدْفَعَهٗ اِلٰى قَيْصَرَ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ وَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْاَرِيْسِيِّيْنَ ط ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم (ہرقل) کو خط لکھا کہ آپ کو اُسے اسلام کی دعوت دینی منظور تھی اور وہ خط دحیۂ کلبی (صحابی) کو دے کر بھیجا اور حکم کیا کہ یہ خط حاکمِ بُصریٰ تک پونہچا دیں تاکہ حاکمِ بُصریٰ قیصر روم (ہرقل) کو پونہچائے جناب پیغمبر صاحب کے خط میں یہ عبارت مرقوم تھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط (یعنی شروع اللہ کے نام سے (جو) نہایت رحم والا مہربان ہے) خدا کے بندے اور اُس کے پیغمبر محمد کا یہ خط ہے بادشاہِ روم ہرقل کی طرف - جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اُسے سلامتی ہو اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ میں تمہیں اسلام کی طرف بُلاتا ہوں تم مُسلمان ہوجاؤ دنیا و عقبےٰ کی برائی سے سلامت رہو گے اسلام لاؤ خدا تم کو تمہارا اجر دوہرا دے گا[1] اور اگر تم قبول اسلام سے اعراض کروگے تو تم پر تمہاری رعایا کا بھی وبال (سرکشی) پڑے گا -

[1] ایک تمہارے اسلام لانے کا دوسرے تمہارے دیکھا دیکھی جو لوگ اسلام میں داخل ہونگے اُن کا اسی طرح اگر تم اسلام سے اعراض کروگے تو تمہارے اعراض کا وبال تو تم پر پڑے ہی گا تمہارے دیکھا دیکھی جو رعایا سرکشی کرے گی اُس کا وبال بھی تمہارے سر پر پڑے گا ۱۲

خالد بن الولید کا خط رستم و مہران کی طرف جو فارس کے روسا میں ذو جلیل القدر رئیس تھے

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَتَبَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ اِلٰی اَهْلِ فَارِسٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اِلٰی رُسْتَمَ وَمِهْرَانَ فِیْ مَلَاءِ فَارِسٍ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی - اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّا نَدْعُوْکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَبَیْتُمْ فَاَعْطُوا الْجِزْیَةَ وَاَنْتُمْ صَاغِرُوْنَ فَاِنْ اَبَیْتُمْ فَاِنَّ مَعِیَ قَوْمًا یُّحِبُّوْنَ الْقَتْلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَا یُحِبُّ الْفَارِسُ الْخَمْرَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

ابو وائل کہتے ہیں کہ خالد بن الولید نے اہل فارس کو اس طرح خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی (شروع اللہ کے نام سے (جو) نہایت رحم والا مہربان ہے) یہ خط خالد بن الولید کی طرف سے ہے رستم و مہران کی طرف جو فارس کے اشراف و روسا میں مشہور رئیس ہیں - اُن لوگوں کو سلامتی ہو جو ہدایت یعنی راہِ راست کی پیروی کریں اس کے بعد ہم تمہیں اسلام کی طرف بُلاتے ہیں تو اگر تم اسلام سے انکار کرو تو ذلیل ہو کر جزیہ دو اور اگر جزیے سے انکار کرو گے تو یاد رکھو کہ میں تم پر ایسی قوم کے ساتھ چڑھ کر آؤں گا جو خدا کی راہ میں مارڈالے جانے کو ویسے ہی عزیز رکھتے ہیں جیسے اہل فارس شراب...

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَتَبَ اَحَدُکُمْ کِتَابًا فَلْیُتَرِّبْهُ فَاِنَّهٗ اَنْجَحُ لِلْحَاجَةِ + (ترمذی)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جب تم میں کا کوئی شخص خط لکھے تو اس پر مٹی چھڑک دے کیونکہ یہ (خط پر مٹی کا چھڑکنا) حاجت کے بر لانے میں بہت بڑا اثر رکھتا ہے -

من المترجم خط یا اور کچھ لکھتے وقت نقوش کے خشک کرنے کے لیے مٹی چھڑکنے کا دستور پہلے زمانے میں زیادہ مروّج تھا جب سے بلاٹنگ پیپر یا سیاہی چٹ یا جاذب جو کچھ کہو ایجاد ہوا ہے مٹی چھڑکنے کا دستور موقوف سا ہو گیا ہے اب تو کہیں کہیں مہاجنوں میں ریگ دانی دیکھی جاتی ہے اِن کے سوا جتنے لوگ لکھنے پڑھنے کا کام کرتے ہیں اُن میں شاذ و نادر ہی کوئی ہوگا جس کے پاس جاذب نہ رہتا ہو - پھر پیغمبر صاحب نے جو اس طریقے کو انجح للحاجۃ فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر خط یا حساب کتاب کا کوئی کاغذ خشک کرنے سے پہلے بند کر دیا جائے گا تو اُس کے نقوش مٹ جائیں گے اور نقوش مٹ جائیں گے تو دوسرا شخص اس کا مطلب نہ سمجھے گا کیونکر اس سے فرمایا کہ کتابت کو مٹی چھڑک کر خشک کر لیا کرو تاکہ دوسرا شخص تمہارا مطلب صاف سمجھے اور تم اپنا مطلب اُسے سمجھانے میں کامیاب ہو -

عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَیْنَ یَدَیْهِ کَاتِبٌ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰی اُذُنِکَ فَاِنَّهٗ اَذْکَرُ لِلْمَآلِ + (ترمذی)

ثابت کے بیٹے زید کہتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے سامنے کاتب بیٹھا ہے اور میں نے سُنا کہ پیغمبر صاحب اُس سے فرماتے ہیں کہ قلم (کی تعظیم کر اور اُس کی تعظیم یہ ہے کہ) اپنے کان میں رکھ لیا کر کیونکہ قلم عاقبت کو خوب یاد دلاتا ہے -

من المترجم حدیث میں اِنَّہٗ کی ضمیر کا مرجع ہر شخص وضع کو قرار دے گا جو لفظ ضَعْ سے مفہوم ہوتا ہے لیکن اس صورت میں اَذْکَرُ لِلْمآل کا ثبوت نہیں۔ ہم نے سوچ کر یہ بات نکالی کہ اِنَّہٗ کی ضمیر کا مرجع قلم ہے تو حدیث کا مطلب قلم کی تعظیم ہے اس لیے کہ قلم زبان کی نیابت کرتا ہو اور اس اعتبار سے آیۃ من آیات اللہ ہے اور خدا نے نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ میں اس کی قسم کھائی ہے۔ ظاہر ہے کہ قلم کے لیے کان سے بہتر تعظیم کی جگہ ہو نہیں سکتی تو قلم کے کان پر رکھنے سے قلم کی تعظیم کا حق تو ادا ہوا اب رہی انجام کار یا عاقبۃ کی یاد دہانی تو دنیا کا ذرہ ذرہ یاد دہانی کر رہا ہے مگر اس کو جس کو یادگیری کی صلاحیت ہو۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش — ور نبشت است پند بر دیوار

یا

کسانے کہ یزداں پرستی کنند — برآواز دولاب مستی کنند

تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی چیز دنیا میں عاقبت کی یاد دہانی کرنے کے قابل ہے تو کاتب کے حق میں قلم ہے کہ قلم کے ذریعے سے کاتب کا ذہن بہ تعلق کتابت نامۂ اعمال کی طرف آسانی سے منتقل ہو سکتا ہے اور یہی عاقبت کی یاد دہانی ہوا اور اسی لیے قلم مستحقِ تعظیم ہے اور اس کی تعظیم کا پیرایہ کان پر رکھ لینا ہے۔

آدابِ ملاقات

عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهٗ كَانَ يَاْتِيْ ابْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْ مَعَهٗ اِلَى السُّوْقِ قَالَ فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلٰى سَقَّاطٍ وَّلَا عَلٰى صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَا عَلٰى اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِيْ اِلَى السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا تَصْنَعُ فِي السُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ فَاجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَا اَبَا بَطْنٍ

اُبی بن کعب کے بیٹے طفیل سے روایت ہے کہ وہ (یعنی طفیل) ابن عمرؓ کے پاس آتے اور صبح کو ابن عمر کے ساتھ بازار جایا کرتے طفیل کا بیان ہے کہ جب ہم صبح کو بازار کے گرداگرد گھومتے پھرتے تو عبداللہ بن عمر نہ تو کسی ردی چیز کے بیچنے والے پر گزرتے تھے نہ خرید فروخت کرنے والے پر نہ مسکین و فقیر پر اور نہ کسی ایک شخص پر مگر اُسے سلام علیک ضرور کرتے تھے طفیل کہتے ہیں ایک دن کا ذکر ہے کہ میں (حسب معمول) عبداللہ بن عمر کے پاس آیا تو انھوں نے مجھے اپنے ساتھ بازار لے جانا چاہا میں نے عرض کیا کہ تم بازار میں جا کر کیا کرو گے تم نہ تو کسی چیز کے بیچنے پر کھڑے ہوتے ہو نہ کسی بکتے ہوئے اسباب کی بابت دریافت کرتے ہو نہ کوئی چیز خریدتے ہو نہ بازار کے نشستگاہوں میں بیٹھتے ہو تو آپ اسی جگہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیے کہ ہم کچھ بات چیت کریں طفیل کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے (میری طرف روئے سخن کرکے) فرمایا کہ اے ابو بطن (یہ طفیل کی کنیت ہے)

عربی	ترجمہ
قَالَ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَاهُ (موطا)	نیچے کے راوی کا بیان ہے کہ طفیل بزرگ شکم آدمی تھے ہم صبح کو بازار میں صرف لوگوں کو سلام کرنے کی غرض سے جاتے ہیں کہ جس سے ملتے ہیں اُس سے سلام علیک کرتے ہیں
عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَتَفَرَّقَا ✤ (ترمذی)	عازب کے بیٹے براء کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان باہم ایک دوسرے سے ملتے پھر مصافحہ[1] کرتے ہیں تو قبل اس کے کہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں اُن کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ اَوْ صَدِيْقَهٗ اَيَنْحَنِیْ لَهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَاْخُذُهٗ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ قَالَ نَعَمْ ✤ (ترمذی)	حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں کا کوئی شخص اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ملے تو کیا کرے کیا اُس کے آگے سر و پشت خم کرے پیغمبر صاحب نے فرمایا نہیں اُس نے عرض کیا کیا اُس کو گلے لگائے اور اُس کے ہاتھ چومے فرمایا نہیں عرض کیا آیا اُس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے فرمایا ہاں ف
عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَيْتِیْ	اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حارثہ کے بیٹے زید[2] مدینے آئے اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے

[1] مصافحہ اور تصافح دونوں کے معنے ہیں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنا لیا گیا ہے صفح سے اور صفح اصل میں کہتے ہیں کسی چیز کی چوڑائی کو بولا کرتے صفح وجہ اور صفح سیف یعنی مُونہ کی چوڑان تلوار کی چوڑان ہم مسلمانوں کے ہاں ملاقات کے وقت مصافحہ سنت ہے مصافحہ دونوں ہاتھ ملا کے کرنا چاہیئے اس طرح کہ ایک شخص کی ہتیلی دوسرے کی ہتیلی پر ہو انگلیوں سے مصافحہ کرنا بدعت ہے اور یہ جو بعض لوگ نماز جمعہ یا کسی اور نماز کے بعد خصوصیت کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں یہ بھی لا اصل لہ ہے۔ جوان عورت سے مصافحہ کرنا حرام اور بڑھیا سے لا بأس بہ ہے ۱۲

ف کسی کے آگے پیٹھ خم کرنا اور سر جھکانا مکروہ ہے بعض مشائخ نے اگرچہ اس بارے میں بڑی تشدید و تغلیظ سے کام لیا ہے اور کہا ہے کاد الانحناء ان یکون کفرا یعنی پشت خم کرنا کفر کے قریب ہے مگر شیخ ابو منصور نے صاف طور پر کہہ دیا کہ اگر کوئی شخص کسی کے لیے زمین بوسی کرے گا یا پشت و سر خم کرے گا تو کافر نہ ہوگا بلکہ آثم و گنہگار ٹھیریگا کیونکہ جو شخص ایسا فعل کرتا ہے اس سے اُس کا مقصود دوسرے کی تعظیم و توقیر ہوتا ہے نہ عبادت رہا معانقہ یعنی ایک دوسرے سے بغل گیر ہونا اور تقبیل یعنی ہاتھ اور پیشانی کو بوسہ دینا ممنوع و مکروہ ہے اگر بہ سبیل تملق و تعظیم ہو اور جائز ہے اگر اس کا وقوع مسافر کے رخصت کرتے یا آتے وقت ہو جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے ۱۲

[2] یہ وہی زید بن حارثہ صحابی ہیں جو بارگاہِ نبوت میں مقرب و مقبول تھے ابتدا میں پیغمبر صاحب نے انھیں اپنا متبنّٰی کر لیا تھا اور اپنی پھوپی کی بیٹی زینب کو ان کے نکاح میں دے دیا تھا سورہ احزاب کے پانچویں رکوع میں ان کا قصہ مذکور ہے اور وہ قصہ نہایت بسط و شرح کے ساتھ ہمارے ترجمۃ القرآن میں اور باختصار کے ساتھ حقوق العباد کے صفحہ (۲۵) میں مذکور ہے ۱۲

فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُهٗ عُرْيَانًا لَا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ۔

(ترمذی)

تو اُنھوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم (شدتِ فرح اور غایتِ شوق کی وجہ سے) اُن (سے ملنے) کے لیے برہنہ (یعنی بے چادر اوڑھے) کھڑے ہوگئے (آپ چلتے جاتے اور) اپنی چادر سنبھالتے جاتے تھے (حضرت عائشہؓ کہتی ہیں) خدا کی قسم میں نے نہ تو اس سے پہلے ہی کبھی آپ کو برہنہ (یعنی بغیر چادر اوڑھے ہوئے) دیکھا تھا نہ اس کے بعد ہی دیکھا الغرض پیغمبر صاحب نے انھیں گلے لگایا اور اُن کے ہاتھ و پیشانی کو بوسہ دیا۔

عَنْ زَارِعٍ وَّكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ

زارعؓ جو عبد القیس کے ایلچیوں میں ایک بڑے معتبر شخص تھے کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینے میں آئے تو اپنی سواریوں سے جلد علیحدہ ہو کر پیغمبر صاحب کی خدمت میں دوڑے اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو لگے بوسے دینے ف

ف اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بزرگانِ دین کے ہاتھ پاؤں چومنے جائز ہیں ۱۲

آداب السّلام

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا۔

(النساء رع ۱۲ پارہ ۵)

اور (مسلمانو!) جب تم کو کسی طرح پر سلام کیا جائے تو تم (اُس کے جواب میں) اُس سے بہتر (طور پر) سلام کرو[1] یا (کم سے کم) ویسا ہی جواب دو اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے (جیسا کرو گے تم کو ویسا اجر دے گا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ (صحیحین)

عمروؓ کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آدابِ اسلام میں سب سے بہتر ادب کون ہے فرمایا کھانا کھلانا ف اور آشنا اور بیگانہ کو سلام علیک کرنا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] جواب کی بہتری عمران کی حدیث سے جو آگے لکھی گئی ہے سمجھی جاسکتی ہے ۱۲

حدیث	ترجمہ
يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ (صحیحین)	سوار کو چاہیئے کہ پیادے کو سلام علیک کرے اور رستہ چلتا ہوا بیٹھے کو اور تھوڑے آدمی بہت آدمیوں کو۔
وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ	اور بخاری کی روایت میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو اور رستہ چلتا ہوا بیٹھے کو اور تھوڑے بہتوں کو سلام علیک کیا کریں۔
عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ (صحیحین)	حضرت انس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا لڑکوں پر گزر ہوا تو آپ نے اُنھیں سلام علیک کیا۔
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلٰثُوْنَ وَزَادَ مُعَاذٌ ثُمَّ اَتٰى اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَ [illegible]	عمران بن حصین سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے حاضر ہو کر کہا السّلام علیکم پیغمبر صاحب نے اُس کو ویسا ہی جواب دیا (یعنی وعلیکم السلام فرمایا) پھر وہ شخص بیٹھ گیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی گئیں اتنے میں ایک اور شخص آیا اور کہا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ پیغمبر صاحب نے اسکو بھی ایسا ہی جواب دیا (یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا) اور جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا اس کے لیے بیس نیکیاں لکھی گئیں پھر تیسرے شخص نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ پیغمبر صاحب نے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ اور جب بیٹھ گیا تو فرمایا اس کے واسطے تیس نیکیاں لکھی گئیں معاذ (صحابی) نے اتنا اور زیادہ کیا کہ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ پیغمبر صاحب نے جواب میں یہی لفظ فرما کر ارشاد کیا کہ اس کے لیے چالیس نیکیاں لکھی گئیں
عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَ بِالسَّلَامِ (ت د)	ابو اسامہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی بارگاہ میں سب سے زیادہ قریب اور مخصوص وہ شخص ہے جو سلام علیک کرنے میں سبقت کرے ف

ف کوئی مذہب کوئی قانون کوئی دستور العمل اس سے بہتر شریفانہ زندگی اور باہمی اتحاد و مواخاۃ کا طریقہ بتا سکتا ہے؟ لیکن مسلمانوں کی طرز معاشرت کو بالکل اس کے برعکس پاتے ہیں۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ لوگ باہمی معاملات میں احکام شریعت کی پروا نہیں کرتے مسلماناں در گور مسلمانی در کتاب ۱۲

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى فَإِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ

(ترمذی)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم مسلمانوں کے سوائے دوسری قوموں کے ساتھ تشبہ کرے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں پھر آپ نے دوسری قوموں کے ساتھ تشبہ کرنے کی تصریح کی کہ یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو اور نہ نصاریٰ کی کیونکہ یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے۔

من المترجم جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہودی سلام کے وقت انگلیوں سے اور نصاریٰ ہتھیلیوں سے اشارہ کرتے رہے ہوں گے۔ ہمارے ہندوستان میں تو یہودیوں کے ساتھ کچھ ایسا اختلاط نہیں معدودے چند یہودی کہیں کہیں ہیں تو انھوں نے الناس علی دین ملوکہم کے مطابق اپنے تمام قومی شعار چھوڑ دیے ہیں وہ اکثر انگریزوں کی طرح رہتے سہتے ہیں۔ انگریزوں کا حال یہ ہے کہ انگلیوں اور ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا کیسا اکثر کو تو بغرور حکومت جواب سلام میں سر و گردن سے اشارہ کرنے میں بھی مضایقہ ہوتا ہے یہود و نصاریٰ کے علاوہ ہم کو ہنود میں بھی رہنا ہے سو کسی قوم کے تشبہ سے نہیں بلکہ فارس کے رسم و رواج کے مطابق سلام کا دستور کچھ ایسا پڑ گیا ہے کہ رکوع کے قریب تک جھکنا ہوتا ہے۔ لفظ سلام کی جگہ الفاظ تسلیمات۔ مجرا۔ کورنش۔ آداب۔ بندگی۔ رواج پا گئے ہیں۔ ہم نے اپنے نزدیک علم ادب یعنی زبان کو قومی عزت اور ذلت کا معیار ٹھیرا رکھا ہے تو زبان عربی کو دیکھتے ہیں کہ اس میں مفرد کے لیے کوئی تعظیمی لفظ نہیں واحد مخاطب کے لیے کَ چاہے وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو اسی طرح واحد غائب کے لیے مذکر ہے تو ضمیر ہُوَ اور مؤنث ہے تو ضمیر ہِیَ۔ واحد متکلم کے لیے اَنَا اور یہی حال انگریزی زبان کا ہے۔ اختلاط عجم سے لفظ آپ اور تم اور جناب اور حضور اور غریب پرور اور بندہ اور فدوی اور خانہ زاد اور نیاز مند اور خاکسار اور حقیر اور عاصی اور آثم و امثالہا داخل روزمرہ ہوئے غرض عربی اور فارسی کے علم ادب کو ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھتے ہیں تو مسلمانوں کی ترقی اور پستی کا صاف پتہ چلتا ہے۔ سلام بھی زبان کا جزو ہے اِس میں بھی وہی عزت اور ذلت کی جھلک نمایاں ہے۔ بہرکیف ہماری رائے یہ ہے کہ اسلامی سلام تو عام رواج پا نہیں سکتا تاہم تعظیم مفرط اور تذلل سے بچ کر رواجی ادب کا پاس کرنے میں کسی طرح کا حرج نہیں اسلامی سلام معدودے چند متشرع مسلمانوں کو چھوڑ کر رو دار مسلمانوں میں داخل بد تہذیبی خیال کیا جاتا ہے۔ تعظیم نامشروع کے سلام اُن تکلفات میں سے ہیں جو فارس کے مسلمان بادشاہ اپنے ساتھ ہندوستان میں لائے اور اُن کے دیکھا دیکھی عام رواج پا گئے اور رواج بھی پا گئے تو ایسا کہ اب اُن کا چھوٹنا ناممکن مسلمانوں سے وضعداری نکل گئی جس کے برتنے پر ایک ادنیٰ درجے کا آدمی بادشاہ جلیل القدر سے بے سر جھکائے بے ہاتھ ہلائے السّلام علیک کہہ کر خطاب کیا کرتا تھا اسلامی سلام کو چھوڑ کر رسمی سلام کے اختیار کرنے سے لوگوں نے فی زعمہم ادب اور محبت کو تو باقی رکھا

اور دعا کی برکت کو کھو بیٹھے۔ ہمارے رسمی سلاموں سے تو انگریزی سلام اچھے۔ کہ اُن میں دُعائیہ الفاظ تو ہیں خُدا جانے کیا بات ہے کہ انگریزوں کی اکثر باتیں قرونِ اُولیٰ کے مُسلمانوں سے ملتی جلتی ہیں۔ اُن ہی کی سی جفاکشی ہے اُن ہی کی سی صداقت ہے اُن ہی کی سی ہمّت ہے اُن ہی کی سی جُرأت ہے اُن ہی کی سی حمیّت ہے اُن ہی کی سی خودداری ہے اُن ہی کی سی قوم اور وطن کی محبت ہے۔ عقیدۃً مُسلمان ہم ہیں اور عملاً مُسلمان انگریز۔ خدا کرے کہ ان کا عقیدہ ہم جیسا ہوجائے اور ہمارا عمل ان جیسا۔ رسمی سلاموں میں الفاظ کے علاوہ جُھک کر داہنا ہاتھ بھی پھیلا کر مُونہ یا سر تک لے جانا پڑتا ہے۔ بس غنیمت ہے کہ رسمی سلام میں دستِ یمین کی فضیلت کو تو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ دستِ یمین پر ایک حکایت یاد آئی ۱۸۵۷ء کے غدر سے بہت پہلے کا مذکور ہے کہ مدرسہ عالیہ ہگلی کے امین المدارس مولوی کبیر الدین احمد مرحوم دہلی کالج مرحوم میں تشریف لائے۔ اُن دنوں کالج اجمیری دروازے کے باہر اسی عالی شان عمارت میں تھا جس میں اب اینگلو عربک سکول ہے۔ کالج کے تمام مُدرّس مولوی کبیر الدین احمد کے رُوبرو پیش ہوئے۔ مُدرّسوں میں مولوی حسن علی خان مرحوم فارسی کے سوم مُدرّس بھی تھے۔ یہ اُن دنوں بڑے خوش رُو بے ریش و بروت نوجوان لڑکے تھے۔ مولوی کبیر الدین احمد کے سامنے آئے تو انھوں نے جُھک کر بائیں ہاتھ سے سلام کیا۔ مولوی کبیر الدین احمد نے ان کی یہ ادا دیکھ کر فی البدیہہ یہ شعر پڑھا ؎

دلبرِ ما طفل ہست ناز ندانَد ہنوز ÷ دستِ چپ از دست است بلا زندانَد ہنوز

یعنی بائیں ہاتھ سے سلام کرنا ایک طرح کا سوءِ ادب ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (مسلم)

اَبُو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جب تک ایمان نہ لاؤ گے جنّت میں داخل نہ ہوگے اور جب تک باہم ایک دوسرے کو (صرف خدا کے لیے) دوست نہ رکھوگے (پورے) ایمان دار نہ ہوگے کیا میں تمھیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب تم اُسے عمل میں لاؤ آپس میں ایک دوسرے کو دوست رکھنے لگو (وہ یہ کہ) آپس میں سلام کو رواج دو

من المترجم سلام کو رواج دینے کا یہ مطلب ہے کہ آشنا اور بیگانہ سب کو سلام کرو۔ جس طرح لکڑی کو سریش سے اِسٹول کو گارے یا چُونے سے پیوند دیا جاتا ہے اِسی طرح آدمیوں میں آپس کی صاحب سلامت سے وصلت پیدا کی جاتی ہے صاحب سلامت اُنس و محبت کی تمہید ہے اِس سے اجنبیّت دُور ہوتی ہے اور کام پڑے پر جان پہچان کا پاس کرنا انسانی طبیعت کا خاصہ ہے۔ کیا تو اُنس و محبت پیدا کرنے کی آسان تدبیر ہے مگر لوگ ہیں کہ ان مصلحتوں پر نظر نہیں کرتے۔ اور خودداری تعارف کے دائرے کو وسیع نہیں ہونے دیتی۔ ہم کو اس بات سے بڑا ہی تعجب ہوتا ہے کہ انگریزوں میں حبِّ قوم

اور حبِّ وطن کی خصلتیں تو عام ہیں با این ہمہ یہ لوگ دیر آشنا بھی ہیں۔ کہ مہینوں ایک ہوٹل ایک جہاز میں ایک میز پر کھانا کھائیں اور بدوں اس کے کہ کسی ثالث بالخیر نے ان میں تعارف کرا دیا ہو ایک دوسرے سے بات نہ کر سکیں ہم ہندوستانیوں میں اسلامی تعلیم کے مطابق ہر ایک سے صاحب سلامت کا تو دستور نہیں۔ مگر یہ بھی دیکھا ہے کہ دو اجنبی اتفاق سے ریل میں جمع ہوئے اور بے سابقہ معرفت ایک سے ایک نے مخفی خانگی حالات پوچھنے شروع کیے ٭

آداب الصحبۃ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو ایمان لائے پیچھے بد تہذیبی کا نام ہی بُرا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی (خدا کے نزدیک) ظالم ہیں مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک (داخلِ) گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور نہ تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے بُرا کہے بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو (یقیناً) تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو کہ یہ بھی ایک قسم کا مُردار کھانا ہے) ف اور اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ

ابو ہریرہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (لوگو!) تم اپنے تئیں شک کرنے سے بچاؤ کیونکہ شک کرنا بڑی جھوٹی بات ہے

ف اس آیت میں غیبت کو مُردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے اور وجوہ تشبیہ یہ ہیں اوّل بے خبری کہ جیسے مُردے کو اپنی جو بوٹیوں کے نوچے جانے کی خبر نہیں ہوتی اسی طرح اُس شخص کو جسے پیٹھ پیچھے بُرا کہا جاتا ہے غیبت کی خبر نہیں ہوتی۔ دوسرے جس طرح گوشت خوار نے لاش کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھائیں اسی طرح غیبت کرنے والے نے اپنے بھائی کی عزّت کا خون کر دیا یا یوں کہو کہ اُس کی عزّت کا خون پی لیا فارسی میں غیبت کو "پوستین مردم اُفتادن" کہتے ہیں یہ محاورہ اِس تشبیہ سے بہت ہی ملتا ہوا ہے ۱۲

وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا

وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا

وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا

يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ

الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ

حَرَامٌ مَالُهٗ وَدَمُهٗ وَعِرْضُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ

اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَجْسَادِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ

وَاَعْمَالِكُمْ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ

اِلٰى صَدْرِهٖ اَلَا لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّ

كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ

اور ایک دوسرے کے حالات کی ٹٹول اور باتوں کی تفتیش میں نہ رہا کرو نہ ایک دوسرے کی ریس کرو نہ باہم حسد کرو نہ بغض وعداوت رکھو نہ ترک ملاقات کرو اور اے خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تو چاہیئے کہ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرے نہ اس کی حمایت و نصرت سے دست کشی (اختیار) کرے نہ اسے حقیر جانے آدمی کو اتنی ہی برائی بس کرتی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال اور خون اور آبرو حرام ہے خدا تمھاری صورتوں اور ڈیل ڈول کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے اور پیغمبر صاحب نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تقویٰ اس جگہ ہے تقویٰ اس جگہ ہے سنو! سنو! ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خرید و فروخت پر (سبقت کر کے) خرید و فروخت نہ کرے ف اور خدا کے بندو! تم سب باہم بھائی بھائی ہو جاؤ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک ملاقات رکھے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى

الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَ

اِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ

الْعَاطِسِ (بخاری) وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاِذَا دَعَاكَ

فَاَجِبْهُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهٗ

(مسلم)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ طرح کے حق ہیں سلام علیک کا جواب دینا۔ مریض کی بیمار پرسی کرنا۔ جنازے کے ساتھ چلنا۔ دعوت قبول کرنا چھینکنے والے کے جواب میں رحمک اللہ کہنا۔ امام مسلم نے ایک روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ (اے مخاطب) جب تجھے تیرا مسلمان بھائی (کھانے کے لیے) بلائے تو اس کو قبول کرے اور جب وہ اپنی خیر خواہی کی کوئی بات تجھ سے پوچھے تو جس میں اس کی خیر خواہی ہو وہ مشورہ دے۔

ف اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً خالد اور ولید میں کوئی سودا ہو رہا ہے اور بظاہر بائع یا مشتری کا فائدہ نظر آتا ہے اب ایک تیسرا شخص اگر اپنے فائدے کی غرض سے سودا چھنڈ کرنا چاہے تو یہ درست نہیں کیونکہ یہ ایک طرح کا حسد ہے اور چونکہ یہ صورت کثیر الوقوع ہے اس سے اسے خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ۱۲

عَنْ اَبِی مُوسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوا الْعَانِیَ ٭ (بخاری)

ابو موسے کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) بھوکے کو کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو (قید سے) چھڑاؤ ف

ف قیدی سے دیوانی کا قیدی مراد ہے جو علت قرض میں قید ہوا ہو اس قیدی کو قید سے چھڑانے کا یہ مطلب ہے کہ قرضہ اس کی طرف سے ادا کر دیا جائے ۱۲

آداب المجلس

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ○ (المجادلہ ۲۶ پارہ ۲۸)

مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کھل کر بیٹھو تو کھل بیٹھا کرو کہ خدا (بہشت میں) تم کو بافراغت جگہ دے گا اور جب (تم سے) کہا جائے کہ (اپنی جگہ سے) اٹھ کھڑے ہو (اور دوسری جگہ جا بیٹھو) تو اٹھ کھڑے ہوا کرو کہ تم لوگوں میں سے جو (پورا پورا) ایمان لائے ہیں اور جن کو علم (مجلس) دیا گیا ہے (اور وہ آداب مجلس ملحوظ بھی رکھتے ہیں) اللہ ان کے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی (سب) خبر ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُقِیْمَنَّ اَحَدُکُمْ رَجُلًا مِّنْ مَّجْلِسِہٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْہِ وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا قَامَ لَہٗ رَجُلٌ مِّنْ مَّجْلِسِہٖ لَمْ یَجْلِسْ فِیْہِ (متفق علیہ)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا ایک شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں آپ بیٹھ جائے لیکن کھل بیٹھو اور جگہ فراخ کر دو (خدا بہشت میں) تم کو بافراغت جگہ دے گا اور ابن عمرؓ کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی شخص ان کے لیے اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا تو آپ اس جگہ نہیں بیٹھتے تھے۔

عَنْ وَہْبِ بْنِ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ لِحَاجَتِہٖ ثُمَّ عَادَ فَہُوَ اَحَقُّ بِمَجْلِسِہٖ (ترمذی)

حذیفہ کے بیٹے وہب کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی کسی ضرورت کے لیے مجلس سے نکل کر باہر چلا جائے پھر (ضرورت کو پورا کر کے) واپس آئے تو وہ اپنی اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے جہاں پہلے بیٹھا تھا ف

ف یہاں تک تو دوسروں کی آسایش کے لحاظ کرنے کا حکم ہے اور لوگ ہیں کہ دشمنی پر آمادہ ہوتے ہیں تو گھر اور محلے اور شہر کی کون کہے عرصہ ہستی میں بھی دشمن کے رہنے کے روادار نہیں۔ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِيْ (ابوداؤد)	سمرہ کے بیٹے جابر کہتے ہیں کہ ہم (صحابی) جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتے تھے تو ہم میں سے ہر ایک شخص جہاں جگہ پاتا تھا بیٹھ جاتا تھا۔
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَّجْلِسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا (ابوداؤد)	عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کو جائز نہیں کہ دو آدمی ایک جگہ بیٹھے ہوں اور خود اُن کے بیچ میں جا بیٹھے مگر ہاں وہ دونوں اجازت دے دیں (تو مضائقہ نہیں) ف۱
عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ جَلَسَ رَجُلٌ فِيْ وَسْطِ الْحَلْقَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ (ابوداؤد)	ابو مجلز کہتے ہیں کہ ایک شخص حلقے کے بیچ میں بیٹھ گیا تو حذیفہؓ نے فرمایا جو شخص (براہِ شیخی) حلقے کے بیچ میں بیٹھے اُس پر جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔
عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتُّخِذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ (ترمذی)	انس کے بیٹے معاذ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعے کے روز لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا جائے گا (قیامت کے دن) جہنم کے راستے کی طرف اُس کا پُل بنایا جائے گا (کہ جہنم کے جانے والے اُس پر سے گزریں اور اُسے پامال کریں گے)

ف۱ یہ ممانعت اس خیال سے ہے کہ شاید دو آدمی جو پاس پاس بیٹھے ہیں آپس میں کچھ ضروری باتیں کرتے ہوں اور تیسرے آدمی پر ان کا ظاہر کرنا منظور نہ ہو ۱۲ ف۲ براہِ شیخی کی قید جو ہم نے ترجمے میں بڑھائی ہے قید ضروری ہے ورنہ درس اور وعظ کے حلقوں میں مدرّس اور واعظ متعلمین اور مستمعین کے بیچ میں ضرورۃً بیٹھتا ہے تاکہ سب مستفید ہوں ۱۲ ف۳ یہ صیغہ معروف اور مجہول دونوں طرح سے روایت کیا گیا ہے مجہول کی صورت میں تو وہی مطلب ہوگا جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیا کہ قیامت کے روز خود اُس کا پل بنایا جائے گا تاکہ جس طرح دنیا میں یہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا تھا قیامت کے روز لوگ اس کی گردن پھلانگ کر جائیں اور معروف ہونے کی صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ نمازیوں کی گردنوں کا پھلانگنے والا گویا اپنے لیے دوزخ کی طرف پُل بنا رہا ہے کہ اُس پر سے گزر کر جہنم میں جا داخل ہو کوئی سی صورت بھی ہو شریعت کے بہت سے احکام صرف تہدید اور تخویف کے لیے ہیں ازاں جملہ یہ حکم بھی اور مطلب یہ ہے کہ خدا نہیں چاہتا کہ مسلمان بھائیوں کو مسلمان بھائی کے ہاتھ سے ذری سی تکلیف بھی پہنچے ۱۲ +

من المترجم لوگوں کو گاہ و بے گاہ کسی نہ کسی ضرورت سے ایک جگہ جمع ہونے کا بھی اتفاق ہوتا ہے اسی اجتماع کا نام ہے مجلس۔ ضرورتیں جن کے لیے لوگ جمع ہوتے ہیں طرح طرح کی ہوتی ہیں اسی لیے مجلسیں بھی کئی طرح کی ہیں۔ مجلسِ درس۔ مجلسِ وعظ۔ مجلسِ میلاد۔ مجلسِ عزا۔ مجلسِ شوریٰ۔ مجلسِ مناظرہ وغیرہ۔ اگر ہر ایک طرح کی مجلس کے آداب علیحدہ

علیحدہ لکھے جائیں تو بڑی طوالت ہو لہٰذا ایک ادب جامع بتا دیا جاتا ہے جو ہر طرح کی مجلس میں کام دے گا۔ وہ یہ کہ تمھاری نشست و برخاست۔ تمھاری کسی ادا اور تمھاری کسی گفتگو سے کسی شریکِ مجلس کو کسی طرح کا رنج نہ پہنچے۔ بس یہ ہر قسم کی مجلس کا ادبِ جامع ہے اور اس کے ذیل میں بہت سے افراد ہیں اور ہر ایک شایستہ اور مہذب آدمی فی الوقت خود معلوم کر سکتا ہے کہ اس خاص محل پر اس کو کیا کرنا چاہیے ۵

ادب تاجے ست از لطفِ الٰہی — بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور نہ صرف یہ کہ کسی شریکِ مجلس کو کسی طرح کا رنج پہنچے بلکہ تمام شرکاءِ مجلس مل بیٹھ کر خوش ہوں۔

آداب المجلوس

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صحنِ کعبہ میں بیٹھے دیکھا بوضع احتبا[1]

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا (ابو داؤد)

سمرہ کے بیٹے جابرؓ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی عادت تھی کہ) جب فجر کی نماز پڑھ چکتے تو جب تک سورج خوب نکھر لیتا (یعنی اچھی طرح صاف اور روشن نہ ہو لیتا) آپ اسی جگہ (جہاں نماز پڑھی تھی) چارزانو بیٹھے رہتے

عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ أَنَّهَا رَأَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ قَالَتْ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ ۔ (ترمذی)

مخرمہ کی بیٹی قیلہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھے دیکھا بوضع قرفصا[2]۔ قیلہ کہتی ہیں کہ جب میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وضع میں نہایت فروتنی و انکسار کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا تو میں مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگی (کہ پیغمبر صاحب اس طرح سمٹے سکڑے کیوں بیٹھے ہیں)

[1] احتبا بیٹھنے کی ایک ہیأۃ ہے کہ آدمی دونوں زانوؤں کو کھڑا کر کے تلوؤں کو زمین پر ٹکا کر بیٹھے اور دونوں ہاتھوں کو پکڑ کے پنڈلیوں کا حلقہ کرے ۱۲

[2] یہ بھی ایک طرح کی بیٹھک ہے کہ آدمی دونوں سُرین پر بیٹھتا اور رانوں کو پیٹ سے چپکا لیتا اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں کا حلقہ کر لیتا ہے جیسا کہ غربا اور اکثر وہ لوگ بیٹھا کرتے ہیں جو فکر و خیال میں ڈوبے رہتے ہیں ۱۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّاءُ فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحَى أُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ وَقَدْ ثُرِدَ فِيهَا فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا ۱۲ (ابوداود)

بُسر کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جس کا نام غرّا تھا (آپ کی عادت تھی کہ) جب چاشت کا وقت ہو چکتا اور لوگ نمازِ چاشت سے فارغ ہو جاتے تو وہ پیالہ لایا جاتا اور اُس میں روٹی کے ٹکڑے بھیگے ہوئے موجود ہوتے فقرا صحابہ اُس کے گرد اگرد جمع ہو جاتے اور جب حاضرین کا زیادہ ازدحام ہو جاتا تو پیغمبر صاحب (جگہ کی تنگی کی وجہ سے) دو زانو بیٹھ جاتے اِس پر ایک بدوی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بیٹھنے کی ہیئت آپ کی شان کے لائق نہیں ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے بندۂ کریم بنایا ہے متکبر اور سرکش نہیں بنایا۔

من المترجم ہماری اس کتاب میں جا بجا اور خاص کر آداب کے ذیل میں اِس قسم کی حدیثیں کثرت سے ملیں گے جن کو پڑھ کر ہمارے وقتوں کی آزاد صحبتیں پریشان ہوں گی کہ مذہب تو جان کو آگیا۔ کھانا پینا چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا ہنسنا جلنا بولنا چالنا ہنسنا رونا حرکت ہو یا سکون ہر ایک حالت کے لیے ایک حدیث موجود۔ بے شک اگر جمع احادیث کی غرض و غایت یہی ہے تو پریشانی بجا اور شکایت واجب۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے عموماً شروع سے کتب احادیث کو مجموعہ اوامر و نواہی سمجھا اور ابھی تک بھی ایسا ہی سمجھ رہے ہیں۔ لیکن حقیقۃ الحال یہ ہے کہ کتبِ احادیث میں اوامر و نواہی بھی ہیں اور اوامر و نواہی کے علاوہ از قبیل قصص و حکایات و تاریخ اور واقعات و حالات و مراسلات اور بھی بہت کچھ ہے اور بہت کچھ کے مقابلے میں اوامر و نواہی قدرِ قلیل باقی رہ جاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک حدیث بیش برین نیست کہ ایک خاص طور کا روزنامچہ ہے اگرچہ اِس کی ترتیب تاریخوار نہیں اور اس میں ناتمامیاں بھی ہیں بے ترتیبی اور ناتمامی کی وجہ یہ ہوئی کہ پیغمبر صاحب کی زندگی میں تو کسی نے روزنامچے کے لکھنے کا خیال نہیں کیا لوگوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت ہی کم تھا پھر شروع شروع کے مسلمانوں کو مخالفوں کے لڑائی جھگڑوں سے اطمینان سے بیٹھنا بھی کب نصیب ہوا۔ پیغمبر صاحب کی وفات کے کہیں ڈیڑھ سو برس بعد ضرورتیں داعی ہوئیں کہ پیغمبر صاحب کے عملدرآمد کو معمّل بہ قرار دیا جائے۔ یہ تھی بنیاد جمعِ احادیث کی۔ پھر یہ خیال بھی پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ جامعانِ احادیث کی ارادت جناب رسولِ خدا کے ساتھ کس درجے کی تھی وہ عبادت سمجھ کر حدیث کی سند کے لیے سیکڑوں ہزاروں کوس کے سفر کرتے تھے ہم لوگوں سے نمازِ فرض کے لیے وہ اہتمام نہیں ہو سکتا جو وہ شغلِ حدیث کے لیے کرتے تھے اِن میں سے ہر ایک فنا فی الرسول تھا۔ ہر طرح پر اِن کو رسول کا ذکر کرنا اور رسول کا ذکر سُننا۔ پھر

جامعانِ احادیث مختلف مذاق کے بزرگ تھے ۔ ایک رُواۃ کے حالات کی تفتیش کے پیچھے پڑا ہے دوسرا نفسِ مطلب سے غرض رکھتا ہے ۔ تیسرا لفظوں کی ٹوہ لگا رہا ہے ۔ چوتھا ایک ایک حدیث کی شانِ نزول کی تحقیق کے درپے ہے ۔ ابتدائے آفرینشِ دُنیا سے کسی مُلک کسی قوم میں اِس قدر احتیاط جمعِ تاریخ یا تحریرِ روزنامچے میں نہیں کی گئی ۔ جس قدر جمعِ احادیث میں کسی کا یہ شعر کبھی کا کان میں پڑا ہوا ہے ؎

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے

پس جمعِ احادیث میں جامعانِ احادیث اِس شعر کے پُورے پُورے مصداق تھے اَب نہ ویسی عقیدتیں ہیں نہ ویسے خلوص ہیں کتبِ حدیث کی ضخامتیں دیکھ دیکھ کر دل ہے کہ اُڑا جاتا ہے ۔ ہم نے اِس کتاب کے جمع کرنے سے فی زعمنا اسی دھڑکن کا علاج کیا ہے سارا دینی کتاب خانہ نہ دیکھا صبر و سکون سے یہی چند اجزا پڑھ لیے ۔ ہم نے تو اپنے مقدور بھر بہتیرا ہی اختصار اور اقتصار کیا مگر انسان کو کیا کیا جائے کہ وہ فی حدِّ ذاتہٖ عالمِ اصغر ہے اور عالمِ اصغر ہونے کے علاوہ کُلَّ آنٍ فی شان تو کہاں تک اِس کے جزو کُل حالات اور حرکات و سکنات کو ضبط میں لایا جا سکتا ہے ۔ بااین ہمہ ہم ناظرین سے داد طلب ہیں کہ اخلاق و آداب کے دونوں مضمون کتنے تو وسیع ہیں ہم نے مختصر پسندوں کے لیے ہر ایک ادب کو کسی نہ کسی خُلق یا حق کا تکملہ قرار دے کر آداب کو اخلاق میں ملا دیا پھر اخلاق کو پہلے جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت کے ذیل میں اور پھر جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت کو ایک حفظِ نفس کے ذیل میں سمیٹ کر لے آئے ۔ اور یُوں بہت سے مضامین جو بظاہر منتشر معلوم ہوتے تھے ایک سلسلے میں منتظم ہو گئے ۔ ہم جس طرح پر بتاتے ہیں اِس کتاب کے مضامین کو دیکھو تو بجائے تنگدل ہونے کے غالباً خوش ہو گے ۔ اَب یہی بیٹھنے لیٹنے کے آداب ہیں اِن میں پاسِ شرم و حیا کے علاوہ کوئی نئی بات نہیں اور شرم و حیا داخلِ حفظِ نفس اِن آداب کے پڑھتے وقت اِس کا بھی خیال کرو کہ یہ پیغمبر صاحب کے وقت کی باتیں ہیں ۔ اُن وقتوں میں تہمد کا عام رُواج تھا جیسا ہمارے مُلک کے ہندوؤں اور دیہاتیوں میں دھوتی کا ۔ بنظرِ احتیاط کشفِ عورت کے خیال سے لیٹنے بیٹھنے کے طریقے بتا دیئے تو یہ بتانا ایک طرح کی بزرگانہ اور مشفقانہ صلاح ہے اِس کو مذہبی اوامر و نواہی سے کچھ بھی تعلق نہیں اور اسی طرح کی اَور بہت سی باتیں ہیں جن کو لوگ غلطی سے حکم سمجھتے ہیں واجب الاتّباع اور یُوں کوئی آدمی از خود اُن کو اپنے اُوپر لازم کرے تو اُس کی خوشی کرو تو اچھا نہ کرو تو اچھا اصل غرض کو فوت نہ ہونے دو ۔ غرضِ شارع کی طرف سے اُٹھنے بیٹھنے سونے لیٹنے اور اسی طرح کی دوسری چھوٹی چھوٹی باتوں میں کسی طرح کی روک ٹوک نہیں جس کو جس طرح راحت ملے سوئے بیٹھے ۔ رُواۃِ احادیث نے جو اس قسم کی حدیثیں بیان کیں تو تلذّذ بذکر الرسول کے علاوہ کوئی دینی غرض ایسی احادیث سے متعلق نہیں رہا تفریعِ مسائل وہ کام ہے فقہاء کا جو حجّت نہیں ۔ ہاں اوضاعِ خاص میں بعض طبّی مصلحتیں ہیں ۔ بعض اخلاقی اور ان کو سلیم العقل آدمی بے کسی کے بتائے خود سمجھ سکتا ہے ۔

---

[1] دیکھو مشارق الانوار جس میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر حدیثیں لائی گئی ہیں ۱۲

قیامِ تعظیم[۱]

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَیْظَۃَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْہِ

ابُوسعید خدری کہتے ہیں کہ جب بنو قریظہ[۲] (جو یہود میں ایک مشہور قبیلہ تھا اور جن کا پیغمبر صاحب نے فتح خندق کے پچیس[۲۵] روز بعد محاصرہ کرلیا تھا اور وہ قلعہ بند ہوگئے تھے) سعد بن معاذ کے حکم پر (جو انصار کے قبیلۂ اوس کے سردار تھے) قلعے سے نیچے اُترے[۳]

[۱] قیام سے ہماری مراد وہ قیام ہے جو مجلس میں آنے والے کے لیے کیا جاتا ہے جیسا کہ اس زمانے میں متعارف ہے کہ جب کوئی بڑا آدمی مجلس میں داخل ہوتا ہے تو اہلِ مجلس اُس کے لیے تعظیمًا کھڑے ہوجاتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ داخلِ مجلس کے لیے اہلِ مجلس کا کھڑا ہونا سنّت ہے اور اُن کی دلیل ابو سعید خدری کی حدیث ہے جس میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے لیے صحابہ سے فرمایا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اور بعض علما کہتے ہیں کہ مکروہ اور بدعت اور منہی عنہ ہے اور ان کی دلیل حدیثِ انس ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کھڑے ہونے سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ جس طرح عجمی لوگ تعظیم کے لیے اُٹھتے ہیں تم نہ اُٹھا کرو غرضکہ اس باب میں دونوں طرح کی حدیثیں آئی ہیں اور دونوں معمول بہا ہیں کبھی پیغمبر صاحب نے قیام کا حکم دیا اور کبھی منع کردیا پیغمبر صاحب کے صحابہ کبھی کسی کی تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کبھی نہیں بھی اُٹھے اور یہی وجہ توفیق ہے دونوں حدیثوں میں واللہ اعلم ۱۲

[۲] بنو قریظہ یہودیوں کے ایک قبیلے کا نام ہے جو مدینے سے باہر چند میل کے فاصلے پر ایک گڑھی میں آباد تھے انھوں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان کیا تھا کہ ہم آپ کے مخالفوں کو مدد نہ دیں گے بلکہ شرائطِ معاہدہ کے موافق مسلمانوں کی مدد کریں گے مگر جب غزوۂ خندق یا احزاب پیش آیا تو انھوں نے اپنے ہم جنس بنی نضیر یہودیوں کی رعایت سے عہد توڑ ڈالا بنو قریظہ اگرچہ بدر کی لڑائی کے موقع پر بھی بدعہدی کرچکے تھے اور دشمنوں کو ہتیار دینے سے اُن کی دَرپردہ مدد کی تھی مگر پیغمبر صاحب نے انھیں معاف کردیا اور دوبارہ عہد لے لیا تھا لیکن معرکۂ خندق کے موقع پر جو مسلمانوں کے لیے نہایت نازک وقت تھا ان کی دغابازی اور عہد شکنی اس قسم کی نہ تھی کہ پیغمبر صاحب گئی کرجاتے۔ الغرض معرکۂ خندق میں جوں ہی ابوسفیان محاصرہ اُٹھا کر چلے گیا پیغمبر صاحب نے بنو قریظہ کی گڑھی کا محاصرہ کرلیا جو پچیس[۲۵] روز تک جاری رہا اس اثنا میں بنو قریظہ نے اپنے سردار کعب بن اسد سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے اُس نے کہا تین کاموں میں سے ایک کام اختیار کرلو۔ یا ہم سب مل کر اسلام قبول کریں یا اپنے ہاتھوں سے اپنی عورتوں اور اپنے بچّوں کو قتل کرکے محمدؐ سے لڑکر مرجائیں یا آج ہی کہ سبت کا روز ہے اور اس وجہ سے مسلمانوں کو ہم سے حملہ کرنے کی توقع نہیں ہے اُن پر حملہ کردیں لیکن بنو قریظہ نے ان تینوں باتوں میں سے کسی بات کو پسند نہیں کیا اور پیغمبر صاحب کو صلح کا پیغام بھیجا۔ پیغمبر صاحب کی طرف سے بجز اس کے اَور کوئی جواب ہی نہیں ملا کہ بغیر کسی شرط کے اپنے تئیں سپرد کردیں پھر پیغمبر صاحب جو چاہیں گے اُن کی نسبت حکم دیں گے۔ اس پر انھوں نے درخواست کی کہ تھوڑی دیر کے لیے ابو لبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجیے (ابو لبابہ اُن لوگوں میں تھے جن کا بنو قریظہ سے محالفہ و معاہدہ تھا) پیغمبر صاحب کی اجازت سے ابو لبابہ گئے تو انھوں نے پوچھا کہ ہم پیغمبر صاحب کے حکم پر اپنے تئیں سپرد کردینا قبول کرلیں یا نہیں ابو لبابہ نے جواب دیا کہ ہاں قبول کرلو مگر ساتھ ہی اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا جس کا یہ مطلب تھا کہ سب قتل کیے جاؤگے اس پر بنی قریظہ بالکل ہمّت سے اُکھڑ گئے۔ اب بنی اوس جو انصار کا ایک مشہور قبیلہ تھا اور بنو قریظہ کا حلیف بھی تھا درمیان میں پڑا (بقیہ نوٹ ۵۳ بر صفحہ آیندہ)

وَكَانَ قَرِيبًا مِنْهُ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ

(صحیحین)

توجناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے بلانے کے لیے کسی کو بھیجا (کہ آکر بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کریں) اور سعد پیغمبر صاحب کے قریب ہی (ایک خیمے میں فروکش) تھے (کہ غزوہ خندق میں اُن کی (یعنی سعد کی رگ ہفت اندام پر زخم لگ گیا تھا اور خون نہیں تھمتا تھا) الغرض سعد گدھے پر سوار ہوئے آئے اور جب پیغمبر صاحب کی منزلِ شریف کے قریب آگئے (جہاں پیغمبر صاحب نماز پڑھا کرتے تھے) تو پیغمبر صاحب نے انصار (کے قبیلۂ اوس) کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف اُٹھو (اور اُنھیں آگے بڑھ کر لو)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلَى عَصًا فَقُمْنَا لَهُ فَقَالَ لَا تَقُومُوا كَمَا يَقُومُ الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا ✦ (ابوداؤد)

انس رضہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم لاٹھی پر سہارا دیئے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم آپ (کی تعظیم) کے لیے کھڑے ہوگئے پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ جس طرح عجمی لوگ (اپنے سردار کو آتا دیکھ کر) کھڑے ہوجاتے اور ایک کی ایک تعظیم دیتے ہیں تم (لوگ) اُس طرح نہ کھڑے ہوا کرو۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (ترمذی)

معاویہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اِس بات سے خوش ہوتا ہو کہ لوگ اُس (کی خدمت میں کھڑے رہیں یا اُس کی تعظیم) کے لیے کھڑے ہوجایا کریں تو اُسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَيُحَدِّثُنَا فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتَّى نَرَاهُ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہم صحابیوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے اور جب (باتوں سے فارغ ہوکر) کھڑے ہوتے تو ہم بھی فوراً کھڑے ہوجایا کرتے (اور اُس وقت تک کھڑے رہتے)

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۷۸) پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا تم اِس بات پر راضی ہو کہ تمھاری قوم میں کا ایک شخص یعنی سعد بن معاذ بنو قریظہ کے باب میں جو حکم دے وہ منظور کیا جائے بنی اوس اور بنی قریظہ دونوں اِس پر راضی ہوگئے اور بنی قریظہ نے اپنے تئیں سپرد کردیا سعد بن معاذ بلائے گئے تو اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ لڑنے والوں کو قتل کردیا جائے اور اُن کی عورتیں اور بچے قید کرلیے جائیں اور اُن کا مال مجاہدوں کو تقسیم کردیا جائے چنانچہ ایسا کیا گیا (تاریخ البخاری) ۵۳ سعد بن معاذ قبیلۂ اوس کے سردار تھے اور بنو قریظہ اوس کے حلیف اِس سے بنو قریظہ کو خیال تھا کہ سعد ضرور ہماری رعایت کریں گے اور اِسی وجہ سے اُنھوں نے سعد کو اپنا حکم تجویز کیا تھا ۱۲ ✦

کہ آپ کو ازواج مطہرات میں سے کسی بی بی کے گھر میں داخل ہوتے دیکھ لیتے	قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُیُوْتِ اَزْوَاجِهٖ (مشکوٰۃ)
خطاب کے بیٹے واثلہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور پیغمبر صاحب مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ تو جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص کے بیٹھنے کے لیے سُکڑے اور اپنی جگہ سے یکسو ہو گئے اُس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ جگہ بہت ہے (آپ کو اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی ضرورت نہیں) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا حق ہے کہ جب اُس سے اُس کا بھائی ملنے آوے تو (اکرامًا) اُس کے لیے یکسو ہو جائے (خواہ جگہ فراخ ہو یا تنگ)	عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ قَاعِدٌ فَتَزَحْزَحَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فِی الْمَكَانِ سَعَةً فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُسْلِمِ لَحَقًّا اِذَا رَاٰهُ اَخُوْهُ اَنْ یَّتَزَحْزَحَ لَهٗ (مشکوٰۃ)

(من المترجم)

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

مو الید ثلثہ جمادات نباتات حیوانات کے آپس میں جو اختلاف ایک دوسرے سے ہے سو ہے ایک جنس ایک نوع ایک صنف کی جزئیات کا یہ حال ہے کہ اُن میں دو چار وجوہ مماثلت ہیں تو دس بیس وجوہ اختلاف۔ ہم کو تو بنی نوع بشر کا اختلاف دیکھنا ہے تو سگے بھائی بہن ایک باپ ایک ماں ایک سے ایک نہیں ملتے وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ اختلاف ہی کی وجہ سے فاضل و مفضول کا تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ اور مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ یَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِیْلًا اور وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ۔ آدمیوں میں وجوہ فضیلت بہت ہیں از انجملہ صورت سیرت ؎

ہوتے سیرت سے ہیں مردان خدا ممتاز
ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

رشتہ عمر دولت حکومت نسب حسب علم و لیاقت تقویٰ و طہارت وغیرہا۔ ہر ایک مفضول کو چاہیئے کہ وہ اپنے سے فاضل کا ادب کرے۔ اِس سے دوسروں کو وجہ فضیلت کے حاصل کرنے کی اور خود صاحب فضیلت کو استقامت کی ترغیب ہوگی۔ اور معلوم ہے کہ تمام وجوہ فضیلت متفرع ہیں ادائے حقوق پر یعنی وہی شخص فاضل اور برتر مانا جاتا ہے جو ادائے حقوق

خدا کے یہاں مقبول ہوگی (اے پیغمبر) وہ (دنیا کے طالب) اور یہ (آخرت کے طالب) سب ہی کو ہم تمہارے پروردگار کی (دی ہوئی) بخشش سے امداد دیتے ہیں اور تمہارے پروردگار کی بخشش (عام) کسی پر بند نہیں (اے پیغمبر) دیکھو تو سہی کہ ہم نے (دنیا میں) بعض لوگوں کو بعض پر کیسی برتری دی ہے اور البتہ آخرت کے درجے کہیں بڑھ کر ہیں ۱۲ اور زمین میں پاس پاس کئی قطعے (ہوتے) ہیں اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت (جن میں بعض) دو شاخے (ہوتے ہیں) اور

ہین کی نہیں کرتا تو حقیقت میں برتر کا ادب عین دین کا ادب ہے اور اسی لیے خود دین ہے [۵]

از خدا مے خواہ توفیقِ ادب　　　بے ادب محروم شد از لطفِ رب

ادب تاجیست از لطفِ الٰہی　　　بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

ع گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

ہاں بعض وجوہِ برتری ایسے بھی ہیں جن کا حاصل کرنا اختیاری نہیں جیسے فضیلتِ عمر فضیلتِ نسب - تو عمر کا ادب حقیقۃً میں تجربہ و معلومات کا ادب ہے جو فی اغلب الاحوال سال خوردہ مُسِن لوگوں کو حاصل ہوتا ہے اسی سے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا - رہی فضیلتِ نسب وہ بھی اگر دیکھا جائے تو نسب کا ادب نہیں ہے بلکہ ادب ہے اُن محاسن عادات اور مکارمِ اخلاق کا جن سے بزرگ صاحبِ سلسلہ متحلی اور متصف تھے بعد کو لوگوں نے اُن صفات سے اور یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ [۶] سے قطع نظر کر لیا اور ع بدنام کنندۂ نکو نامے چند ، بے ہنروں کا ادب کرنے لگے اور تمدن چیونٹیوں بھر اکیاب ہو گیا - بہرکیف اپنے سے برتر کا ادب (برتر کسی بات میں ہو) داخلِ حُسنِ معاشرت ہے - پھر ادب کے معنے ہیں نگاہ داشتنِ حدِ ہر چیز اور اس کے طریقے ہر ملک اور ہر سوسائٹی میں ہر موقع پر مختلف ہیں - اور اُن کی پیروی میں کسی طرح کی قباحت نہیں - مگر ہاں اس کا خیال رہے کہ جو تعظیم خدا کے لیے خاص ہے جیسے رکوع و سجود دوسرے کسی کے لیے کوئی بھی ہو روا نہ رکھی جائے کہ ایسی تعظیم تعظیم نہیں بلکہ پرستش سمجھی جائے گی

حدیثیں جو اس باب میں جمع کی گئی ہیں اُن میں صرف ادب کے ایک طریقے یعنی قیامِ تعظیمی کا مذکور ہے تو کسی حدیث میں حکم و اجازت ہے اور کسی میں ممانعت - مولوی شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ میں جو وجہ توفیق بیان کی ہے اُس کو ہم نے نوٹ میں لکھ بھی دیا ہے مگر ہم کو وہ توجیہ پسند نہیں - اصل وجہ توفیق یہ ہے کہ پیغمبر صاحب اُمّت کو مکارمِ اخلاق سکھانے کے لیے مبعوث ہوئے تھے - اور اُمّت میں مختلف الحال لوگ تھے بعض برتر کہ اِن کو خدا نے ابنائے جنس پر کسی طرح کی برتری دے رکھی تھی اور اِن کے مقابلے میں بعض مفضول جن کو وہ برتری حاصل نہ تھی اور ظاہر بات ہے کہ ایسے اختلافِ حالت میں اخلاق کا مختلف ہونا ضرور ہے مقیم کے احکام مسافر کے مناسبِ حال نہیں ہوتے غنی صاحبِ نصاب کے اور فقیر کے اور تندرست کے اور بیمار کے اور - اسی طرح برتر کے اور فروتر کے اور برتر کی برتری اُس کو تعظیم طلب بناتی اور اُس میں عجب اور خود پسندی اور کبر پیدا کرتی - اس کی روک کے لیے برتر کو حکم دیا کہ دوسروں سے تعظیم نہ لیں - اور اپنی برتری پر مغرور نہ ہوں دوسروں کو حکم دیا کہ ایسوں کو تعظیم نہ دیں - تاکہ مسلمانوں میں تعظیم طلبی کا مرض نہ پھیلے - پیغمبر صاحب نے تعلیم زبانی پر بس نہ کر کے اپنا نمونہ بھی دکھا دیا لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ [۷] ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر پیغمبر ہو کر اپنی تعظیم کے لیے لوگوں کا کھڑا ہونا آپ جائز نہیں رکھتے تھے اور یہ حضرت کا غایت درجہ کا انکسار اور اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ [۸] کا ثبوت تھا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پیغمبر صاحب کی تعظیم کے لیے بایں خیال کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضرت کو یہ امر ناپسند تھی مگر اُن سے بڑھ کر پیغمبر صاحب کی کوئی کیا تعظیم کرے گا کہ مارے ادب کے پُکار کر بات نہیں کرتے تھے لَا تَرْفَعُوْا

[۵] جو چھوٹے پر رحم اور بڑے کا وقر نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے ۱۲ [۶] لوگو ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھیرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت

اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ - اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تو ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ممانعتِ قیام اور اجازتِ قیام کے مخاطب دو ہیں - ممانعتِ قیام کے فاضل اور حکم و اجازت کے مفضول - پھر قیام ایک شان تعظیم کی ہے قیام کے علاوہ تعظیم کی اَور شانیں بھی ہیں - اور مہذّب اور شایستہ لوگوں میں ان پر عمل کیا جاتا ہے اور وہ سب قابلِ عمل ہیں بھی - قیامِ تعظیمی کے ساتھ ہم کو اُس قیام کا بھی خیال آیا جو مجالسِ مولود میں عند ذکرِ ولادۃ الرسول کیا جاتا ہے کہ اِس قیام کے بارے میں اختلاف بڑھتے بڑھتے مخالفت اور مخاصمت کی حد کو پہنچ گیا ہے افراط اور تفریط تو دونوں طرف ہے قولِ فیصل یہ ہے کہ مجالسِ مولود بھی داخلِ مجالسِ ذکر ہیں بشرطیکہ موضوع روایتیں چھوڑ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ بابرکات کے وہ حالات بیان کیے جائیں جن سے مسلمانوں کو اپنی حالت کی اصلاح کی طرف ترغیب اور توجہ ہو -

آداب النوم

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِیًا وَّاضِعًا اِحْدٰی قَدَمَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی (صحیحین)

تمیم کے بیٹے عبّاد اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے (اور) اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے دیکھا -

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی وِسَادَةٍ عَلٰی یَسَارِهٖ (ترمذی)

سمرہ کے بیٹے جابر کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی بائیں کروٹ کا ایک تکیے پر سہارا لیے بیٹھے ہیں -

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَرَّسَ بِلَیْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَیْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰی کَفِّهٖ (مشکوٰۃ)

ابو قتادہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ حالتِ سفر میں آخر شب کو کسی جگہ اُترتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے اور صبح ہونے سے کچھ پہلے نزول فرماتے تو اپنی بانہہ مبارک کھڑی کرتے اور ہتیلی پر سر مبارک رکھ لیتے -

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُّضْطَجِعًا عَلٰی بَطْنِهٖ فَقَالَ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اوندھا لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا

ملہ مسلمانو! اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو اور نہ اُن کے ساتھ بہت زور سے بات کرو جیسے تم ایک سے ایک (آپس میں) زور زور سے بولا کرتے ہو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارا کیا کرایا سب اکارت ہو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو جو لوگ رسول خدا کے روبرو اپنی آوازیں پست کر لیا کرتے ہیں یہی ہیں جن کے دلوں کو خدا نے پرہیزگاری [illegible] تا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

إِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ (ترمذی)

یہ لیٹنے کی ہیئت ایسی ہیئت ہے جسے خدا دوست نہیں رکھتا

عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَابٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ ۔ (ابوداؤد)

شیبان کے بیٹے علی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مکان کی چھت پر اس حال میں سوئے کہ چھت پر کوئی پردہ اور آڑ جو اس کو نیچے گرنے نہ دے نہ ہو تو اس سے (وہ حفاظت کی) ذمہ داری اٹھ گئی (جو خدا نے اپنی مہربانی سے فرشتوں کے متعلق کی ہے کہ وہ آدمی کو ہلاکت سے بچائے رکھیں)

آداب الرؤیا

عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهٖ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِذَا رَأٰى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتْفُلْ ثَلَاثًا وَّلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ ۔

(صحیحین)

ابو قتادہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب (دیکھنا) خدا کی طرف سے ہے (یعنی اس کے لطف و رحمت کی علامت ہے) اور برے خواب (دیکھنا) شیطان کی طرف سے (کہ وہ مسلمان کو اندوہگیں کرنے کے لیے پریشان خوابوں کے دکھانے کا باعث ہوتا ہے) پس (لوگو!) جب تم میں کا کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اسے بھلا معلوم ہو تو جسے دوست رکھتا ہے اس کے سوا کسی اور سے اپنا خواب بیان نہ کرے اور جب ایسا خواب دیکھے کہ اسے برا لگے تو خواب کے شر اور شیطان کے شر سے خدا کی پناہ مانگے اور تین دفعہ تھتکار دے اور کسی سے بیان نہ کرے کیونکہ (بیان نہ کرنے سے یہ خواب بد) اسے کسی طرح کا نقصان نہیں پونہچا سکے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ ۔ (مسلم)

جابر کی روایت میں ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جب تم میں کا کوئی آدمی مکروہ و ناپسند خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھتکار دے اور تین دفعہ شیطان کی برائی سے خدا کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر سوتا تھا اسے چھوڑ کر دوسری کروٹ بدل لے

عَنْ اَبِیْ رَزِیْنِ نِ الْعُقَیْلِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ وَہِیَ عَلٰی رِجْلِ طَائِرٍ مَّا لَمْ یُحَدِّثْ بِہَا فَاِذَا حَدَّثَ بِہَا وَقَعَتْ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ لَا تُحَدِّثْ اِلَّا حَبِیْبًا اَوْ لَبِیْبًا (ترمذی)

ابورزین عقیلی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں کا ایک حصہ ہے اور خواب تاوقتیکہ کسی سے بیان نہ کیا جائے اُسے قرار و ثبات نہیں ہوتا (یعنی واقع نہیں ہوتا) ہاں جب بیان کر دیا جاتا ہے تو واقع ہو جاتا ہے (راوی کا بیان ہے) اور میرا گمان ہے کہ جناب پیغمبر صاحب نے فرمایا (مخاطب!) تو اپنا خواب کسی کے آگے نہ بیان کر مگر دوست اور ذوالرائے سے (بیان کرنے کا مضایقہ نہیں)

آداب التیقظہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّیْلِ فَقَضٰی حَاجَتَہٗ یَعْنِیْ بَالَ فَغَسَلَ وَجْہَہٗ وَیَدَیْہِ ثُمَّ نَامَ (ابوداؤد)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم رات کو (سوتے ہوئے) اُٹھے تو آپ نے قضاء حاجت یعنی پیشاب کیا پھر ہاتھ مونہ دھوکر سو رہے۔

من المترجم اِس حدیث سے سوائے اِس کے کہ اِس میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایک اتفاقی واقعے کا مذکور ہے اور کسی طرح کی غرض متعلق نہیں یعنی اِس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ سوتے سے جاگ پڑے تو پیشاب کرنا ہاتھ مونہ دھونا سُنت ہے یہ ایک نکتہ ہے جو حدیث کے پڑھتے وقت پیش نظر رہنا چاہیئے ۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اللّٰہُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْاَلُکَ رَحْمَتَکَ اللّٰہُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ ہَدَیْتَنِیْ وَہَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَہَّابُ (ترمذی)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو (سوتے سوتے) جاگ اُٹھتے تو فرماتے لا الٰہ (یعنی اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں خداوندا تو پاک ہے اور ہر طرح کی تعریف تجھی کو سزاوار ہے میں تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا اور تجھ سے تیری رحمت مانگتا ہوں الٰہی! مجھے اور زیادہ علم نصیب کر اور اِس کے بعد کہ تو مجھے راہ راست پر لگا چکا ہی میرے دل کو ٹیڑھا مت کر اور مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے

من المترجم حدیث میں تعلیم ہے ذکر اللہ کی اور دعا کی کہ یہ ایک طرح کی عبادت ہے زیادہ تر قابلِ توجہ دعائے ازدیادِ علم ہے کہ پیغمبر ہو کر علم کی طلب اس درجے کی ہے کہ باوجودے کہ تمام علومِ اوّلین و آخرین خدا نے سکھا پڑھا دیئے تھے عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا پھر بھی علم کا ہوکا تھا۔ اُن ہی کی اُمّت ہم ہیں کہ طلب تو درکنار علم سے نفرت ہے اور نفرت نہیں تو علم کی طرف سے غفلت اور لاپروائی تو ضرور ہے۔ علم پر ہم اس کتاب میں جابجا اتنا کچھ لکھ چکے ہیں کہ مَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ کے لیے بس کرتا ہے۔

عَنْ مَالِكٍ[۳] اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُرَوَّعُ فِيْ مَنَامِيْ فَقَالَ قُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ

امام مالک[۳] کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ خالد بن الولید نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سوتے سوتے ڈر ڈر جاتا ہوں فرمایا تم یوں کہا کرو کہ میں آیاتِ قرآنی کا جو سراسر برکت اور کامل التاثیر ہیں واسطہ دیکر خدا کے غضب اور اُس کے عذاب اور اُسکے بندوں کے شر اور شیاطین کے وسوسوں اور اُن کے حاضر ہونے سے پناہ مانگتا ہوں

من المترجم جن لوگوں کا یہ شیوہ ہے اور اب تو ان وقتوں کے اکثر تعلیم یافتہ لوگوں کا یہی شیوہ ہے کہ ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر کس کر دیکھنا چاہتے ہیں جس کو عقل قبول کرے مقبول اور جس کو عقل نے رد کیا اور رد بھی نہیں بلکہ جو بات سمجھ میں نہ آئی اور اُس تک عقل کی رسائی نہ ہو سکی مردود بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ یہ لوگ حقیقت میں وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا اور وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ اور[۵]

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن — کہ جاہا سپر باید انداختن

اور مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ اور اَلْعَجْزُ عَنِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ اور **قطعہ**

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم

اس قسم کی باتوں کے قائل ہی نہیں۔ حدیث میں اتفاق سے خواب اور شیاطین اور دعا ایک چھوڑ تین تین باتیں ہیں اور تینوں داخلِ اسرارِ الٰہی جن کی حقیقت کماہی آدمی بزورِ عقل اس وقت تک معلوم نہیں کر سکا۔ پس حدیث پر تو عمل وہی کرے گا جو اپنے علم کو اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرِ اپنے تئیں نیم ملا خطرۂ ایمان اور اپنی عقل کو بے حقیقت محض سمجھ کر بے چون و چرا فرمودۂ خدا و رسول کو پلّے باندھے گا ✤

آداب المشی

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ[۱] قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوہریرہ[۱] کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[۵] جو صاحب دل ہی ہاکان لگا کر حضور قلب سے بات کو سنتا ہی ۱۲ [۵۲] یہ لوگ اس پہلو سے گریز کرینگے کہ اُس چیز کو جھٹلانے جسکے سمجھنے پران کو دسترس نہ ہوا اور ابھی تک اُس کی تصدیق کا موقعہ ہی ان کو پیش نہیں آیا

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِي بُرْدَيْنِ وَقَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ خُسِفَ بِهِ الْأَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (صحیحین)

کہ ایک موقع پر ایک شخص دو مخطط چادروں میں گردن اُٹھائے اکڑتا چلا جاتا تھا حالانکہ اُس کے نفس نے (اس بات کو) اُسی بھلا کر دکھایا تھا تو وہ زمین میں دھنسا دیا گیا اور قیامت کے دن تک برابر زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لِلنِّسَاءِ اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ (ابوداؤد)

ابو اُسید انصاری سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا حالانکہ آپ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے اور راستے میں مرد عورتوں کے ساتھ گڈمڈ ہو رہے تھے تو آپ نے عورتوں کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ (اور مردوں سے یکسو رہو) کیونکہ تمھارے لیے راستے کے بیچ بیچ میں چلنا جائز نہیں بلکہ راستے کے کنارے کنارے چلنا لازم ہے۔ اس کے بعد عورت دیوار سے چمٹ کر چلتی تھی یہاں تک کہ اُس کا کپڑا دیوار سے اُلجھتا جاتا تھا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَمْشِيَ يَعْنِي الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْأَتَيْنِ (ابوداؤد)

ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ مرد دو عورتوں کے بیچ میں ہوکر نہ چلے۔

آداب الطریق

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ حَقُّ الطَّرِيقِ غَضُّ الْبَصَرِ

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو اپنے تئیں راہوں میں بیٹھنے سے بچاؤ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو راہوں میں بیٹھنے کی ضرورت ہے کہ ہم وہاں بیٹھ کر باہم بات چیت کرتے ہیں پیغمبر صاحب نے فرمایا اگر تم کو راہوں میں بیٹھنا ہی ہے تو راستے کا حق ادا کرو عرض کیا راستے کا حق کیا ہے یا رسول اللہ فرمایا راستے کا حق ہے (اجنبی عورتوں کے دیکھنے سے) آنکھیں بند رکھنا

متن	ترجمہ
وَكَفُّ الْأَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ (صحیحین)	اور جو چیز آمد و رفت کرنے والوں کو تکلیف پونچائے (مثلاً پتھر کانٹا وغیرہ) اُسے راستے سے ایک کنارے کر دینا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات (کرنے) کا حکم (کرنا اور) بری بات سے منع کرنا۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ وَإِرْشَادُ السَّبِيْلِ (ابوداؤد)	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اس (اوپر کی حدیث کے) قصے میں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (اور باتوں کے بعد یہ بھی) فرمایا کہ (راستے کا حق یہ بھی ہے کہ جو لوگ بھولے بھٹکے ہوں انھیں) راستہ بتا دینا۔
وَفِي رِوَايَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ وَتُغِيْثُوا الْمَلْهُوْفِيْنَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ (ابوداؤد)	اور اسی (اوپر کے) قصے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (راستے کا حق یہ بھی ہے کہ) مظلوموں کی فریاد رسی کرو اور بھولے بھٹکے کو راہ بتاؤ۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا خَيْرَ فِي جُلُوْسٍ فِي الطُّرُقَاتِ إِلَّا لِمَنْ هَدَى السَّبِيْلَ وَرَدَّ التَّحِيَّةَ وَغَضَّ الْبَصَرَ وَأَعَانَ عَلَى الْحَمُوْلَةِ (مشکوٰۃ)	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راہوں میں بیٹھنا بھلائی کی بات نہیں ہاں (ایسے شخص کو راہوں میں بیٹھنے کا مضایقہ نہیں) جو بھولوں کو رستہ بتائے اور سلام کا جواب دے اور (اجنبی عورتوں کے دیکھنے سے) آنکھ بند رکھے اور بوجھ اٹھانے والے کی (بوجھ اٹھا کر) مدد کرے۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ (صحیحین)	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخے ہیں سب سے افضل لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنےٰ رستے سے اس چیز کا کنارے کر دینا جس سے آمد و رفت کرنے والوں کو تکلیف پونہچتی ہو۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ فَغَفَرَ لَهُ (صحیحین)	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک موقع کا ذکر ہے کہ ایک شخص رستے میں چلا جا رہا تھا اتفاقاً اُس نے رستے پر کانٹوں کی ایک ٹہنی پائی اُسے پرے ہٹا دیا تو خدا نے اُس کی اس سعی کو مشکور فرمایا اور اُسے بخش دیا۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُہَا وَسَیِّئُہَا فَوَجَدْتُّ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِہَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُّ فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِہَا النُّخَامَۃَ تَکُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ - (مسلم)

ابوذر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے اعمال نیک اور بد میرے سامنے پیش کیے گئے تو میں نے نیک عملوں (کی فہرست) میں اُس موذی اور تکلیف دہ چیز کو دیکھا جو (آمدورفت کرنے والوں کے) راستے سے یکسو کردی گئی ہو اور اعمال بد (کی فہرست) میں وہ رینٹھ پایا جو مسجد میں تھوکا جاتا اور دفن نہیں کیا جاتا...

من المترجم رستہ خود تو مساجد اور مقابر کی طرح کی جگہ ہے نہیں کہ اُس کا ادب کیا جائے لیکن چونکہ وہ گزرگاہِ عام ہے اور ہر شخص اس راہ سے ہو کر گزرنے کا حق رکھتا ہے گزرنے والوں کے لحاظ سے رستے کا بھی ادب کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اتنی سی دیر کے تعلق میں بھی ہر شخص دوسروں کا خیال رکھے کہ اُن کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو اور حتے الوسع اُن کی خوشنودی اور راحت رسانی اور خیر خواہی میں کوشش کرے دیہات میں چونکہ کم آدمی بستے اور رستے کم چلتے ہیں آداب الطریق میں سے معدودے چند آداب کی رعایت کرنی پڑتی ہے بعض کی کبھی کبھی اور بعض کی کبھی نہیں۔ لیکن بڑے شہروں میں جہاں اکثر اوقات لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے بہت سی باتوں کا خیال رکھنا ضرور ہوتا ہے۔ دہلی کی گلیوں اور بازاروں میں بلاناغہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ آ بھی رہے ہیں اور جا بھی رہے ہیں بے خیالی میں ایک کی ایک سے مٹھ بھیڑ ہو جاتی ہے۔ اب یہ دونوں کبھی ادھر کو مڑتے ہیں کبھی اُدھر کو مڑتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لیے دونوں کو اکھاڑے کی طرح کے پینترے بدلنے پڑتے ہیں۔ ایسی صورت میں رستے کا ادب یہ ہے کہ آدمی دھیان سے چلے اور مٹھ بھیڑ ہونے کی نوبت نہ آنے دے۔ یعنی ہر شخص اپنے حریفِ مقابل کو اپنی داہنی طرف سے گزر جانے دے۔ خاص کر سواری والوں کو اس قاعدے کی پابندی لازمی ہے۔ لوگ اس کی بھی بہت ہی کم احتیاط کرتے ہیں کہ بازار میں اِدھر اُدھر کی دوکانوں کو دیکھتے چلے جا رہے ہیں اور سامنے کی خبر نہیں کہ کون آرہا ہے ایسی صورت میں مٹھ بھیڑ بھی نہیں ٹکر لگ جایا کرتی ہے ایک بے تمیزی یا بے ادبی یہ ہے کہ عین رستے میں لوگوں سے کھڑے باتیں کر رہے ہیں راہ گیروں کو مجبوری کترا کر چلنا پڑتا ہے۔ گرمی کے دن ہیں چوڑی سی چھتری لگا رکھی ہے یہ نہیں کہ چھتری کو اونچا کرلیں کہ کسی کو تیلی کی نوک نہ لگے۔ دوسروں کی خاطر سے سکڑ جانا یا دب جانا یا ہٹ جانا اس کا تو سبق ہی نہیں پڑھا۔ بڑے شہروں میں بازار کے دونوں طرف کوٹھوں پر بازاری عورتیں رہتی ہیں۔ ان میں سے بعض کے آشنا ان کی ہواخوری کے لیے گاڑیاں بہم پہنچا دیتے ہیں۔ تو وہ کھلی ہوئی گاڑیوں میں دو دو چار چار سوار ہو کر بازاروں میں اپنی چھب دکھاتی پھرتی ہیں اور جن کو سواری کا مقدور نہیں بن سنور کر کوٹھوں پر سرِ راہ آبیٹھتی ہیں نظر باز لوگ ہیں کہ نیچے رستے چلے جا رہے ہیں اور آنکھیں کوٹھوں پر لگی ہوئی ہیں۔ یہ بھی آداب الطریق کے خلاف ہے اور بدکرداری کی تمہید ہے اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ +

آداب السّوق

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرٰتِهِ قَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرٰتِهِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ ؀ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا

(بخاری)

یسار کے بیٹے عطا کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن عاص کے بیٹے عبداللہ سے مل کر کہا کہ مجھے پیغمبر صاحب کی وہ صفت بتاؤ جو توراۃ میں مذکور ہے اُنھوں نے کہا ہاں (میں پیغمبر صاحب کی وہ صفت بتاتا ہوں جو توراۃ میں مذکور ہے) بخدا پیغمبر صاحب کی جو صفتیں قرآن میں مذکور ہیں اُن میں سے بعض صفتیں ؀ توراۃ میں بھی ہیں (مثلاً قرآن کی آیۃ یا ایہا النبی الخ میں جو صفتیں ہیں توراۃ میں ان الفاظ میں ارشاد ہوا کہ) اے نبی ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور (نیکوں کو جنّت کی) خوش خبری دینے والا اور (بدوں کو دوزخ سے) ڈرانے والا اور اَن پڑھ لوگوں (یعنی عرب) کے لیے پناہ بنا کر بھیجا ہے تم میرے بندے اور میرے پیغمبر ہو میں نے تمھارا نام متوکّل رکھا ہے ایسا متوکّل جو درشت خُو اور سخت دل نہ ہو اور نہ بازاروں میں چلّانے والا ہو وہ بُرائی کے بدلے بُرائی نہیں کرتا بلکہ درگزر کرتا اور معاف کر دیتا ہے خدائے تعالیٰ اُسے اُس وقت تک (دنیا سے) نہیں اُٹھائے گا جب تک وہ ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کر دے گا بایں طور کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگیں گے (یعنی توحید کے قائل ہو جائیں گے) اور وہ اِس کلمے سے اندھی آنکھوں اور بہرے کانوں اور اُن دلوں کو کھول دے گا جن پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الْمَسَاجِدُ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک تمام مقامات میں پسندیدہ تر مقام مسجدیں ہیں

؀ یہ لفظ بعینہٖ قرآن کی سورۂ احزاب کے رکوع ۶ میں واقع ہیں اور وہاں ہم نے اپنے ترجمۃ القرآن میں ایک فائدہ بھی لکھا ہے جسے مزید بصیرت کے لیے یہاں نقل کرتے ہیں پیغمبر صاحب کو گواہ فرمایا اِس کے بہت سے پیرایے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ خدا کی ہستی اور اُس کی وحدانیت اور کمالِ قدرت وغیرہ کے گواہ ہیں دوسرے جنّت اور دوزخ اور واقعاتِ بعدِ مرگ کے گواہ ہیں اور خدا کے بتانے سے گویا چشم دید حالات بیان کرتے ہیں تیسرے یہ کہ قیامت میں اپنی اُمت کی گواہی دیں گے کہ فلاں فلاں نے مانا اور ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور فلاں فلاں نے نافرمانی کی ۱۲

وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْاَسْوَاقُ (مسلم)	اور خدا کے نزدیک تمام مقامات میں مکروہ اور ناپسندیدہ تر مقام بازار ہیں۔
عَنْ سَلْمَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَکُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ یَّدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا اٰخِرَ مَنْ یَّخْرُجُ مِنْھَا فَاِنَّھَا مَعْرَکَۃُ الشَّیْطَانِ وَبِھَا یَنْصِبُ رَایَتَہٗ (مسلم)	سلمانؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے مخاطب) اگر تجھ سے ہوسکے تو تو سب سے پہلے بازار میں نہ جا اور نہ سب سے پیچھے بازار سے نکل کیونکہ بازار شیطان کے میدان ہیں اور وہ بازاروں ہی میں اپنا جھنڈا گاڑا کرتا ہے۔

من المترجم بازار اب بھی بدتہذیبی اور ناشایستگی میں بواجب بدنام ہیں۔ باوضع لوگ بازاریوں کو بھلامانس نہیں سمجھتے اول تو خرید و فروخت میں جھوٹ بہت رواج پاگیا ہے۔ جھوٹی قسم لوگوں کا تکیہ کلام ہوگیا ہے۔ دھوکا دینا ہوشیاری سمجھا جاتا ہے۔ اور چونکہ برے بھلے سبھی طرح کے لوگ بازار میں جمع ہوتے ہیں معمولی بات چیت میں بھی مکروہ الفاظ اکثر سننے میں آتے ہیں۔ ایک وضعدار خاندان کا حال مجکو معلوم ہے کہ مردوں کو دوسرے محلوں میں جانے کی ضرورت ہوئی تو بازار میں گزرنے سے مضایقہ کرتے اور مستورات کو ایسی ضرورت پیش آتی تو ڈولی یا پالکی میں پہر ڈیڑھ پہر رات گئے اپنے رشتے داروں میں جاتیں تاکہ بازاریوں کے الفاظ ناشایستہ ان کے کان میں نہ پڑیں۔ عنوان کی پہلی حدیث صرف وَلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ کی رعایت سے لی گئی ہے اور جب بازاروں کا یہ حال ہے کہ وہ بدتہذیبی کے دنگل بنے ہوئے ہیں تو وہاں چیخنا اور چلانا اور بھی سخت بدتہذیبی ہے پیغمبر کی شان اس سے بہت اعلےٰ اور ارفع ہے کہ وہ اس درجے خفیف الحرکات ہو۔

اپنے گھر میں آنے جانے کے آداب

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ (مشکوٰۃ)	انسؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا! جب تم اپنے گھر میں جایا کرو تو گھر والوں کو سلام علیک کر لیا کرو (کیونکہ یہ سلام کرنا) تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے برکت کا موجب ہوگا۔
عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ اِلٰی بَیْتِہٖ	ابو مالک اشعری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے لگے

فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَ خَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلٰۤى اَهْلِهٖ + (ابوداؤد)

تو کہے خداوندا میں تجھ سے گھر میں داخل ہونے کی بہتری اور گھر سے نکلنے کی بہتری کا سوال کرتا ہوں خدا ہی کے نام سے ہم داخل ہوئے اور خدا ہی کے نام سے نکلے اور اپنے خدا کے پروردگار ہی پر ہم نے بھروسا کیا یہ کہہ کر اپنے لوگوں کو سلام علیک کرے ف۱

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ عَلٰۤى اُمِّیْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا + (موطا)

یسار کے بیٹے عطا کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاتے ہوئے بھی اجازت لے کر جاؤں پیغمبر صاحب نے فرمایا بے شک اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں (پھر اجازت مانگنے کی ضرورت؟) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس کے پاس جاتے ہوئے بھی داخل ہونے کی اجازت مانگ کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ماں کو ننگا دیکھ پائے عرض کیا نہیں فرمایا تو بس اس کے پاس بھی اجازت لے کر جا۔

ف۱ اس تسلیم کا ماحصل یہ ہے کہ آدمی کسی وقت اور کسی حالت میں یادِ خدا اور انابۃ الی اللہ سے غافل نہ ہو ۱۲

دوسرے گھروں میں آنے جانے کے آداب

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

(نور ع ۴ پارہ ۱۸)

مسلمانو! اپنے گھروں کے سوا (دوسرے) گھروں میں گھر والوں سے پوچھے اور ان سے سلام کیے بدون نہ جایا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (یہ حکم تم کو اس غرض سے دیا گیا ہے) کہ (جب ایسا موقع ہو تو) تم اس بات کا خیال رکھو پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر میں کوئی آدمی موجود نہیں تو جب تک تمہیں (خاص) اجازت نہ ہو ان میں نہ جاؤ اور اگر (گھر میں کوئی ہو اور) تم سے کہا جائے کہ (اس وقت موقع نہیں) لوٹ جاؤ تو (بے تامل) لوٹ آؤ یہ (لوٹ آنا) تمہارے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے +

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ
حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى
اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ
بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ
فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ

نہ (تو) اندھے (آدمی) کے لیے کچھ مضایقہ ہے اور نہ لنگڑے (آدمی)
کے لیے کچھ مضایقہ ہے اور نہ بیمار کے لیے کچھ مضایقہ ہے اور
نہ (عموماً) تم مسلمانوں کے لیے (اس میں کچھ مضایقہ ہے) کہ
اپنے گھروں سے (کھانا) کھاؤ یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں
کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے
گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے
گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں
کے گھروں سے یا اُن گھروں سے جن کی کُنجیاں تمھارے اختیار
میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (پھر اس میں بھی)
تم پر کچھہ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ تو جب گھروں[۱]
میں جانے لگو تو اپنے (لوگوں) کو سلام کر لیا کرو (سلام ایک)
دعائے خیر ہے جو تم مسلمانوں کو خدا کی طرف سے (تعلیم کی گئی
ہے) برکت والی عمدہ یوں اللہ (اپنے) احکام تم سے کھول کھول کر بیان
کرتا ہے تاکہ تم سمجھو ف[۱]

[۱] گھروں سے مراد ہیں اُن رشتے داروں کے گھر جن کا اسی آیت میں مذکور ہے یعنی ماں باپ بہن بھائیوں چچاؤں پھوپھیوں ماموؤں خالاؤں کے اور چونکہ یہ گھر اپنے نہیں بلکہ غیروں کے گھر ہیں اس لیے ہم نے اس آیت کو دُوسرے گھروں میں آنے جانے کے آداب کے عُنوان میں رکھا ۱۲

ف[۱] لوگوں میں اتحاد و ارتباط کے پیدا ہونے کا بڑا عمدہ ذریعہ کھانا ہے اور اس آیت کا مقصودِ اصلی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مُسلمان اس ذریعے سے باہمی اتحاد کو بڑھائیں اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ جہاں تک ہو سکتا ہے ایک دوسرے کے ہاں کھانے میں مضایقہ کرتے ہیں کہ کہیں لالچی اور بدنیت نہ سمجھے جائیں اور بعض لوگ مثلاً لنگڑے وغیرہ معذوری کی وجہ سے کنارہ کش رہتے ہیں کہ حقیر نہ سمجھے جائیں لیکن اگر یہ دستور بکثرت سے جاری ہو کہ میں نے تمھارے یہاں کھانا کھا لیا تم نے میرے یہاں کھا لیا تو کچھ شک نہیں کہ مُسلمانوں میں یک دلی اور اتفاق پیدا کرنے کی عمدہ تدبیر ہے اور ما ملکتم مفاتحہ کا ایک محمل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اکثر رشتے داروں میں سے کوئی شخص کہیں مہمان چلا جاتا ہے تو قریب کے رشتے دار کو جس پر اس کا اعتبار ہے گھر کی کُنجیاں دے جاتا ہے اور معنیٰ یہ ایک طرح کی اجازت ہے کہ تمھیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو گھر میں سے لے لینا لیکن یہ کُنجی رکھنے والے خود اپنی طبیعت سے اجنبیت برتتے ہیں ورنہ اگر صاحبِ خانہ کی غیبت میں ضرورت کی کوئی چیز لے لیں تو وہ آکر خوش ہو مگر دنیا میں نفسا نفسی پھیل گئی ہے نہ کوئی کسی کے ساتھ ایسی سخاوت کرنی چاہتا ہے اور نہ معاوضے کے ڈر سے کوئی ایسی سخاوت سے فائدہ اُٹھاتا مگر اسلامی اخوت کو ترقی دینے کی ایک تدبیر خدا نے بتا دی ہے اور ما ملکتم مفاتحہ سے مفسروں نے یتیم کا ولی سرپرست یا وصی مہتمم بھی مراد لیا ہے ۱۲

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَتَانَا
أَبُو مُوسَى قَالَ إِنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَنْ آتِيَهُ
فَأَتَيْتُ بَابَهُ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ
فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنَا فَقُلْتُ
إِنِّي أَتَيْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَى بَابِكَ ثَلَاثًا فَلَمْ
تَرُدُّوا عَلَيَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِي رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ
أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ
فَقَالَ عُمَرُ أَقِمْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ فَقُمْتُ
مَعَهُ فَذَهَبْتُ إِلَى عُمَرَ فَشَهِدْتُ لَهُ (صحیحین)

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ ہمارے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ میرے پاس حضرة عمرؓ نے ایک شخص کو بھیجا تھا کہ میں اُن کے پاس جاؤں چنانچہ میں اُن کے دروازے پر گیا اور تین دفعہ سلام علیک کیا لیکن کسی نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور نہ مجھے اندر آنے کی اجازت دی، تو میں واپس چلا آیا (اس کے بعد حضرة عمرؓ نے بطریقِ زجر و سرزنش مجھ سے) فرمایا کہ تجھے ہمارے پاس آنے سے کون چیز مانع ہوئی میں نے کہا کہ (حضرة!) میں آپ کے پاس گیا تھا اور آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر تین دفعہ سلام کیا تھا مگر جب آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا تو میں لوٹ آیا کیونکہ مجھے جنابِ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم میں کا کوئی (آدمی) تین دفعہ گھر میں جانے کی اجازت مانگے اور اُسے اجازت نہ دی جائے تو لوٹ آئے حضرة عمرؓ نے فرمایا اچھا تو اپنے اس دعوے پر دلیل پیش کرو اور اپنے سوا کوئی دوسرا شخص پیدا کرو جس نے یہ حدیث سُنی ہو، ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ (ابو موسیٰ کا یہ قصہ سُن کر) میں اُن کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور حضرة عمرؓ کے پاس جا کر (ابو موسیٰ کی) گواہی دی[ف]

من المترجم باتوں باتوں باہمی میل محبت پیدا کرنے کی سلام سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ سلام میں یہ کتنی بڑی خوبی ہے کہ وہ بجائے خود دعا ہے اور اسی لیئے سلام کو موجبِ برکة فرمایا۔ مگر عملاً سلام کے وقت کسی کو اس کا خیال تک بھی نہیں آتا۔ پس برتاؤ میں سلام سے صرف اظہارِ ادب مقصود ہوتا ہے اور چونکہ مدارجِ ادب متفاوت ہیں بڑے ادب کے مواقع میں الفاظ آداب یا آداب بجا لاتا ہوں۔ تسلیمات۔ بندگی۔ کورنش۔ مجرا۔ استعمال کیئے جاتے ہیں یا صرف رکوع یا صرف ہاتھ کا اشارہ اور زبان ساکت۔ اور سلامِ شرعی داخلِ بد تہذیبی ہو گیا ہے یعنی سلامِ شرعی کا رواج مسلمانوں سے بالکل اُٹھ گیا اس لیئے کہ ان میں وہ اگلی سی خودداری باقی نہیں۔ انھوں نے اپنے تئیں آپ ذلیل کیا۔ لاجرم سب کی نظروں میں بھی ذلیل ہو گئے زبان سے سلامِ شرعی موقوف اپنی زبان سے اپنی حرکات و سکنات سے ہوا تو اُس کے ساتھ وعلیکم السلام یا وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ جوابِ آ باللسان کی شرعی موقوف ہونا ہی تھا۔ اب کسی حاکم کو جھک کر سلام کرو تو وہ یوں ہی سا سر ہلا دے گا یا بہت کرے گا تو ہاتھ سے مکھی سی اُڑا دے گا چھوٹے بزرگوں کو سلام کریں تو جواب ملتا ہے برخوردار۔ جیتے رہو۔ عمر دراز۔ گھروں میں ایک دوسرے کو سلام کرنے کا کہیں بھی دستور نہیں ہاں بہوئیں صبح اُٹھ کر ساسوں کو بڑی نندوں کو یعنی سُسرال کے بڑوں کو وہی جھک کر سلام کرتی ہیں اور اُن کو جواب دیا جاتا ہے ٹھنڈی سہاگن۔ سائیں جیئے۔ بچے جئیں۔ سلام کچھ ایسی بڑی بات نہیں مگر ہم اسی سے اس بات کا پتہ چلاتے ہیں کہ پیغمبر صاحب نے ہماری خانہ داری ہماری معاشرت کی اصلاح کے لیئے ہم کو کیا صلاح دی۔ ہم نے اس پر کہاں تک عمل کیا اور ہمارے عمل کا کیا نتیجہ ہوا۔

ف حضرة عمر رضہ کو اس کی بڑی احتیاط تھی کہ کوئی قول یا فعل پیغمبر صاحب کی طرف بلا ثبوتِ کامل منسوب کیا جائے اور اگر ان کی سی احتیاط اوروں کو بھی ملحوظ ہوتی تو مسلمانوں میں اتنا اختلاف ہی کیوں ہوتا۔ حضرة عمر رضہ باوجودیکہ صحابے کی طرح پیغمبر صاحب کے ساتھ رہتے تھے۔ بااین ہمہ کتب احادیث میں اُن کی روایة کی ہوئی گنتی کی چند حدیثیں ہیں ۱۲

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِي فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا ۔ (صحیحین)	جابرؓ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس قرض کے بارے میں (سفارش کے کرا گیا جو میرے باپ پر تھا تو میں نے پیغمبر صاحب کا دروازہ کھٹکھٹایا پیغمبر صاحب نے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا میں ہوں پیغمبر صاحب نے فرمایا میں ہوں میں ہوں۔ گویا پیغمبر صاحب نے (جابر سے) اس کلمے کو ناپسند فرمایا (کیونکہ اُنھوں نے اپنا نام یا لقب یا کنیت جو مزیل ابہام تھے ان میں سے کچھ ذکر نہیں کیا) ۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ اَنَّ الدُّوْرَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا سُتُوْرٌ ۔ (ابو داؤد)	بُسرؓ کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے مونہ کے سامنے نہیں بلکہ چوکھٹ کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور فرماتے السّلام علیکم۔ السّلام علیکم اور یہ اس لیے کہ اُس زمانے میں دروازوں پر پردوں کے پڑے رہنے کا دستور نہ تھا ۔

آداب اکل و شرب

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ ۔ (صحیحین)	ابو سلمہ کے بیٹے عمر کہتے ہیں کہ جب میں بچہ سا تھا (اور) پیغمبر صاحب کے کنارِ (عاطفت) میں پرورش پا رہا تھا۔ اور میرا ہاتھ (کھانے کے) پیالے کی طرف بالہد بڑھ رہا تھا (یعنی میں پیالے کی ہر جانب کھا رہا تھا) تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ خدا کا نام لے (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ) اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا ۔

من المترجم اس حدیث میں کھانے کے متعلق تین ادب سکھائے گئے ہیں اوّل یہ کہ کھانا خدا کا نام لے کر شروع کیا جائے اس کا یہ مطلب کہ ہر جاندار کی ضرورتوں میں بڑی سخت ضرورت کھانے کی ہے کہ غذا کے بدون کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا

غذا کا حال یہ ہے کہ انسان کی سعی و تدبیر کے علاوہ اور بہت سے اسباب ہیں جن کو غذائے مخلوقات کے مہیا کرنے میں بڑا دخل ہے **قطعہ**

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند	تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار	شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری

اور مسبب الاسباب خود پروردگار عالم۔ تو کھانے سے پہلے خدا کا نام لینے سے غرض یہ ہے کہ آدمی خدا کو یاد کرے گا تو دل سے اُس کا شکر گزار بھی ہوگا اور لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ " بشکر اندرش مزید نعمت"۔ شکر کرے گا تو رزق مطمئن کے حاصل کرنے میں خدا اُس کے لیے سہولتیں بھی پیدا کرے گا۔ مسلمانوں کی یہ اداتحسین کے قابل ہے کہ وہ ہر ایک کام کے شروع کرتے وقت بسم اللہ کہہ لیا کرتے ہیں اگرچہ غرض اور اصل مطلب کی طرف فی الوقت ان کا ذہن منتقل نہیں ہوتا یہ ہو تو اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی رُو سے ان کا اُٹھنا بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا سبھی کام عبادت ہوں اب تو لفظوں میں معانی نہیں اعمال میں روحانیت نہیں۔ دوسری تعلیم داہنے ہاتھ سے کھانے کی ہے۔ اس میں مصلحت یہ ہے کہ داہنا ہاتھ بہ نسبت بائیں کے اپنے افعال پر زیادہ ضابط ہے۔ داہنا ہاتھ لقمے کو اچھی طرح پکڑے گا اور بے تکلف سیدھا محفوظ مونہ تک پونہچائے گا۔ مجکو پہلے پہل ایک دوست کے یہاں انگریزوں کی طرح میز پر چھری کانٹے سے کھانے کا اتفاق ہوا تو وہ لوگ داہنے ہاتھ میں چھری اور بائیں میں کانٹا لے کر کانٹے سے بوٹی کو رکابی میں دباتے اور دائیں سے کاٹتے اور کانٹے میں بیندھ کر بوٹی کو بائیں سے مونہ میں رکھ لیتے ہیں۔ میں کن انکھیوں سے دوسروں کے عمل کو دیکھتا اور انہی کی نقل کرتا جاتا تھا تاکہ اناڑی نہ سمجھا جاؤں تاہم ایک یا دو مرتبہ تو ایسا ہوا کہ مہارت تو تھی نہیں۔ بایاں ہاتھ اچھی طرح بوٹی کو نہ دبا سکا اور کانٹے میں بوٹی اُچٹ کر غنیمت ہوا کہ میری ہی آنکھ میں لگی۔ دوسری اضطراری بے تمیزی یہ ہوئی کہ اُنکھ کی جلدی میں سالن سے بھرے ہوئے چھری کانٹے کو رکابی کے باہر رکھ دیا۔ میز کے اُجلے دسترخوان میں دھبے پڑ گئے۔ میں دیکھتا تھا کہ خدمتگار تک میری اس حرکت پر مونہ پھیر کر ہنس رہے ہیں۔ بارے ایک خدمتگار نے سالن کی دوسری رکابی سامنے لاکر رکھدی۔ اس مرتبہ میں نے یہ احتیاط کی کہ بڑی بوٹی کو تو چھوا تک نہیں۔ چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کانٹے میں بیندھ بیندھ کر مونھ میں رکھنی شروع کیں اور ایک نئی مصیبت پیش آئی کہ بائیں ہاتھ کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھتا تھا۔ پیٹ تو کیا بھرتا خدا خدا کرکے ڈنر تمام ہوا اور میں دیوالی کی کلھیا کی طرح الوانِ نعمت سے چتا ہوا مونہ لے کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ انگریزوں میں تو کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کلی کرنے کا دستور نہیں کھانے کو ہاتھ لگایا ہو تو دھوئیں لیکن میں کیونکر مونھ نہ دھوتا کہ سارا لتھڑا ہوا تھا۔ اس کے بعد بارہا متشبہ بالنصاریٰ دوستوں کے ساتھ میز پر چھری کانٹے سے کھانے کا اتفاق ہوا ہے پہلے کی طرح تو نشانہ خطا نہیں کرتا۔ مگر میز اور چھری کانٹے کا پورا پورا ادب سنا ہے کہ محتاج تعلیم و مشق ہے خصوصاً میزبانی کہ وہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے

اسی تقریب میں یہ بات بھی لکھنے کی ہے کہ میز پر چھری کانٹے سے کھانے کا طریقہ اصل میں انگریزوں کا طریقہ ہے اب انگریزوں کی دیکھا دیکھی ہندوستان کا کالا لوگ بات بات میں انگریزی طور طریق اختیار کرتے جاتے ہیں۔ موجودہ حالات کو زیادہ نہیں

اب سے صرف پچاس برس پہلے کے حالات سے مقابلہ کرکے دیکھو تو پاؤگے کہ جیسے ہندوستان میں بالکل نئی قسم کی مخلوق آباد ہے نہ اگلے سے مکانات ہیں۔ نہ اگلے سے ساز و سامان ہیں نہ اگلی سی سواریاں ہیں۔ نہ اگلے سے لباس ہیں۔ خلاصہ یہ کہ نہ اگلی سی زمین ہے نہ اگلا سا آسمان ہے۔ نہ اگلا سا خدا ہے۔ نہ اگلے سے بندے ہیں۔ اگرچہ ہندوستانی کیا ہندو کیا مسلمان قدامت پرست اور لکیر کے فقیر مشہور ہیں مگر اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ کی ٹکر انہی بھی سنبھالی تو بہت سنبھالی۔ خیر اب تو یہ حال ہے کہ انگریزوں اور ہندوستانیوں میں مابہ الامتیاز روز بروز اُٹھتا چلا جاتا ہے۔ اور اگر سد راہ دین حکومت حائل نہ ہوتی تو انگریزیت کبھی کی بہت کچھ پھیل گئی ہوتی۔ ہم تو وضع ظاہر۔ طرز ماندوبود۔ طریقہ اکل و شرب سب کو اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ کے تحت میں سمجھ کر ان چیزوں کو دینیات کے ذیل میں آنے ہی نہیں دیتے ؎

ما بروں را ننگریم و قال را ما دروں را بنگریم و حال را

ہمارا مسلمہ اصول تو یہ ہے کہ دنیا اور دین میں کچھ جدائی نہیں۔ دنیا کو قواعدِ شریعت کی پابندی کے ساتھ برتنے کا نام ہے دین تو اس سے وضعِ ظاہر طرز ماندوبود اور طریقہ اکل و شرب یعنی آدمی کے تمام اقوال اور افعال اور حرکات اور سکنات اور اوضاع اور اطوار اور معاملات سب میں ایک پہلو دین کا بھی ہے اور وہ مثلاً لباس میں یہ ہے کہ اسراف نہ ہو خیلاء نہ ہو تشبہ بالنسا نہ ہو اور لباس کی ساخت مانع ادائے نماز نہ ہو۔ یہ شرائط تو عدمی ہیں۔ وجودی شرط ہے تشکر کہ کپڑے پہن کر خدا کا جو ستار العیوب ہے شکر کیا جائے۔ کھانے پینے میں دینداری یہ ہے کہ کوئی حرام چیز نہ ہو۔ آدمی اگر حرام سے اس لیے محترز ہے کہ حرام چیز اس کے حق میں مضر ہے تو یہ خود غرضی ہے اور اگر محترز ہے اس لیے کہ خدا نے منع فرمایا ہے (اگرچہ خدا نے بھی خود آدمی ہی کے فائدے کے لیے منع فرمایا ہے) تو یہ اعلیٰ درجے کی دینداری ہے۔

کھانے پینے میں دوسری دینداری یہ ہے کہ آدمی رزق کا سخت حاجتمند تھا خدا نے اپنے فضل سے اس کی حاجت روائی کی اس کا احسان ماننے اور احسان مندی اس کی ہر ایک ادا سے ظاہر ہو۔ کھانے پینے کے اور چھوٹے چھوٹے آداب طبی مصلحتوں پر مبنی ہیں۔ اور ان کی پابندی مُمِدِ تندرستی ہے۔ ان باتوں کا خیال کرکے آدمی جو چاہے کھائے۔ اور جس طرح چاہے کھائے جو چاہے پیئے اور جیسا چاہے پہنے کسی طرح کی شرعاً یا عقلاً روک ٹوک نہیں۔ اور یہ جو دو فریقِ مخالف اوضاعِ متباین پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں کوئی افراط و تفریط سے خالی نہیں وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ؎

حدیث کی تیسری تعلیم ہے کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ (اپنے آگے سے کھا) تو اگر کئی آدمی مل کر ایک رکابی میں سے کھا رہے ہیں تو ان میا ستے رکابی کی ایک طرح کی اندرونی حد بندی ہو جاتی ہے اس صورت میں دوسرے کی سرحد میں دست اندازی کرنا مداخلتِ بیجا ہے اور اگر آدمی رکابی میں سے اکیلا کھا رہا ہے تو جو کچھ پھندڑا ہوا بچ رہے گا دوسرا شخص گھن کرے گا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَیْتَہٗ فَذَکَرَ اللّٰہَ عِنْدَ دُخُوْلِہٖ وَعِنْدَ طَعَامِہٖ قَالَ الشَّیْطَانُ	جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنے گھر میں آنا چاہتا اور آتے وقت خدا کا ذکر کرتا یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے اور اسی طرح کھانا کھاتے وقت تو شیطان (اپنے اعوان و انصار سے) کہتا ہے

کہ یہاں تمہارے لیے نہ تو شب باشی ہی کی جگہ ہے نہ شام کا کھانا ہی تمھیں نصیب ہو سکتا ہے اور اگر آدمی نے گھر میں آنا چاہا اور آتے وقت خدا کا ذکر نہیں کیا تو شیطان کہتا ہے تم نے یہاں شب باشی کی جگہ تو پالی اور آدمی جب کھاتے وقت خدا کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے تم نے شب باشی کی جگہ بھی پالی اور شام کا کھانا بھی حاصل کر لیا +	لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَلَوْ دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ (مسلم)

من المترجم اس حدیث کی تعلیم مبنی ہے اسلام کے دو بڑے مہتم بالشان عقیدوں پر ایک عقیدہ خدائے یگانہ جل علا شانہ کی ذات وصفات کا دوسرا شیطان کا کہ اسلامی عقیدے کی رُو سے شیطان جنوں میں سے ہے آگ سے پیدا ہوا ہے۔ مختلف شکلوں میں متشکل ہو سکتا ہے۔ شروع سے خدا کا نافرمان ہے باغی ہے۔ کافر ہے۔ آدم اور بنی آدم کا کھلا دشمن ہے انھیں ایذا پہنچانے اور گمراہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اُس کی بہت سی اولاد ذکور و اناث ہے اور اُن میں توالد وتناسل جاری ہے اُس کا ایک نام خناس بھی ہے اور یہ اس لیے کہ خنوس کے لغوی معنے پیچھے ہٹنے کے ہیں۔ شیطان بھی ذکر الٰہی کرتے وقت آدمی کے دل پر سے ہٹ جاتا ہے اس سے اُسے خناس کہتے ہیں۔ یہ دونوں عقیدے صرف مسلمانوں کے نہیں۔ بلکہ یہودی۔ عیسائی کل اہل کتاب کے ہیں۔ ہم نے حصۂ اول کے عنوان ایمان باللہ کے ذیل میں خدا کی ذات و صفات کی نسبت اور عنوان ایمان بالملائکہ کے ذیل میں شیطان کی نسبت بسوط بحث کی ہے اُس کی طرف رجوع کرو غالباً اسلامی عقائد کی طرف سے تم کو کامل نہیں تاہم بہت کچھ اطمینان حاصل ہو جائے گا سمجھنے کے ارادے سے سمجھنا چاہو تو تمکے او جھل پہاڑ سیدھی سی بات ہے حصولِ اطمینان کے لیے ہم جس طرح بتائیں سلسلہ بسلسلہ چلو۔ سب سے پہلے مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کو کالنقش فی الحجر ذہن نشین کرو آئے دن کے جدید انکشافات جن کا اس زمانے میں طوفان برپا ہے بآواز بلند پکار رہے ہیں ؎

کیا ہم نے جانا گر شانہ جانا　　زلفوں کو اُس کی سلجھا نہ جانا

پھر ہر قسم کی بشری معلومات کا جس قدر ذخیرہ سینوں اور سفینوں میں جمع ہے تم بتاؤ کہ تم نے یا کوئی بڑا بوجھ بجھکڑ تہا ہے کہ اُس نے اِس ذخیرے میں سے کتنے حصے پر قبضہ پایا ہے من میں چھٹانک - تولہ - ماشہ - رتی - بقدر دانۂ خشخاش یا اس سے بھی کم؟ - ہم نہیں سمجھتے کہ اس طرح پر آڑے ہاتھوں لیا جائے تو دنیا میں کوئی فرد بشر یا کوئی جماعت دانشوری کا دعوے کر سکے - اتنا سمجھے پیچھے آگے بڑھو تو پہلے اچھی طرح کان کھول کر سن لو کہ ہندسے اور اقلیدس کی طرح کا مبنی بر مشاہدہ ثبوت تو خدا کی ذات اور صفات یعنی اُس کی ہستی کا مقدور بشر نہیں - جو لوگ خدا کی طرف سے شک میں پڑے ہیں کہ ہے بھی یا نہیں اور ہے تو اُس کا حال کیا ہے اور اس تردد کو مبنی بر مشاہدہ ثبوت کے ذریعے سے رفع کرنا چاہتے ہیں بڑی سخت غلطی کرتے ہیں ؎

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی　　کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

اِن کو اتنا تو سوچنا چاہیے کہ مشاہدے کے علاوہ ثبوت عقلی اور دل کی گواہی بھی ذریعۂ اطمینان ہے یا نہیں - ہم دیکھتے ہیں کہ

دنیا میں حقیر سے حقیر چیز بھی بے بنائے نہیں بنتی۔ میز کرسی۔ بڑھئی بناتا۔ چھری قینچی لوہار۔ اور علیٰ ہذا القیاس دوسری مصنوعات۔ بے شک آدمی بھی بہتیری چیزیں بناتا ہے مگر وہ بنا تا گیا ہے۔ اس کوٹھی کے دھان اُس کوٹھی میں اور اُس کوٹھی کے دھان اس کوٹھی میں کیا کرتا ہے۔ بناتا تو ہم جب جانیں کہ دھان بنائے۔ دھان اکیلے آدمی کے کرنے سے پیدا نہیں ہوتے۔ دھانوں کے پیدا ہونے میں آدمی کی محنت اور تدبیر کے علاوہ دخل ہے مٹی کو پانی کو ہوا کو روشنی اور گرمی کو یعنی عناصرِ اربعہ آب خاک و باد و آتش کو اور ان میں سے کسی ایک میں ارادہ اور شعور تک نہیں۔ پس ہو نہ ہو بنانے والا پیدا کرنے والا کاریگر کوئی اور ہے اور یہ سب اُس کے اوزار ہیں آلات ہیں۔ اُسی خالق کو دنیا کہتی ہے خدا۔ غرض دنیا کا ذرّہ ذرّہ خالق کی ہستی اور نہ صرف ہستی بلکہ اُس کے صفات علم و قدرت حلم و رحم وغیرہ وغیرہ کا گواہ ہے ؎

ہر گیا ہے کہ از زمین روید وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

بس خدا کے بارے میں ہماری عقل کی رسائی یہیں تک ہے اب اس کے بعد رسالت کا مسئلہ ہے تو جس طرح خدا کے بارے میں ہماری فہمید قاصر ہے اسی طرح رسالت کی حقیقت بھی ہم پر منکشف نہیں کہ وہ کس قسم کا خاص طور کا تعلق پیغمبر کو خدا سے ہوتا ہے۔ ہاں نزولِ وحی کے وقت جسمانی سختی جو پیغمبر صاحب پر گزر جاتی تھی وہ تو دیکھی بھالی بات ہے۔ آدمی اس طرح کا بیہودہ گستاخ اور شریر مخلوق ہے کہ بعض نے خود خدائی کا دعویٰ کیا بعض خدا سے منکر ہوئے بعض نے مخلوق خدا کو خدا مانا۔ بعض نے پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ پیغمبری کی علامۃ الوزود پر کھ ہے معجزہ اور معجزے میں شک و اشتباہ کی بڑی گنجائش ہے۔ لہٰذا ہم اس پہلو ہی پر نہیں آتے بلکہ ہم نے پیغمبر کی صداقت کے دوسرے معیار قرار دے رکھے ہیں۔ وہ معیار کیا ہیں خود پیغمبر کے حالات۔ پیغمبر کی تعلیم۔ اگر ان ذرائع سے اچھی طرح ٹھوک بجا کر ہم کو پیغمبر کی صداقت کی طرف سے کامل اطمینان ہو جائے تو پھر پیغمبر جو کچھ بھی کہے ہم کو اس میں چون و چرا کرنے کا کوئی حق نہیں یعنی ہم کو مجرد پیغمبر کے کہنے سے بے طلب دلیل تمام غیب کی باتوں پر ایمان لانا ہوگا۔ از انجملہ حالاتِ بعد مرگ پر جنّت پر۔ دوزخ پر۔ فرشتوں پر۔ جنّات پر۔ شیطان پر۔ سحر پر۔ خواب پر۔ یعنی قرآن اور حدیث کے لفظ لفظ پر۔ اب ہم نے اپنے نزدیک حدیث کے مطلب کو ہندی کی چندی کر کے سمجھا دیا ہے دل میں بٹھانا خدا کا کام ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَأْکُلَنَّ اَحَدُکُمْ بِشِمَالِہٖ وَ لَا یَشْرَبَنَّ بِھَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَأْکُلُ بِشِمَالِہٖ وَیَشْرَبُ بِھَا ٭ (مسلم)	ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم میں سے کوئی (آدمی) بائیں ہاتھ سے ہرگز کھانا نہ کھا اور نہ بائیں ہاتھ سے پانی پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہی سے پیتا ہے ٭

من المترجم۔ حدیث نمبر ۲ کے من المترجم میں اپنے ہاتھ سے کھانے پر جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ داہنے ہاتھ سے پینے کے لیے بس کرتا ہے بات یہ ہے کہ جتنی بُرائیاں انسان سے صادر ہوتی ہیں نصیحت کا کیسا عمدہ پیرایہ ہے کہ اسلامی شریعت کھلم کھلا انسان کو اُن کا ملزم نہیں ٹھیراتی۔ بلکہ شیطان کی آڑ میں اس کو سرزنش کرتی ہے ٭

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ بِثَلٰثَۃِ اَصَابِعَ وَیَلْعَقُ یَدَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّمْسَحَھَا ثُمَّ یَغْسِلُھَا۔ (مسلم)

کعب بن مالک کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں (یعنی انگوٹھے اور شہادت اور بیچ کی انگلی) سے کھانا تناول فرمایا کرتے اور اپنے ہاتھ (یعنی انگلیوں) کو پونچھنے سے پہلے چاٹ لیا کرتے اور پھر اسے دھو ڈالا کرتے تھے +

من المترجم اس حدیث سے یہ ادب سمجھا گیا کہ ضرورت سے زیادہ ہاتھ کا لتھیڑنا نفاست کے خلاف ہے تین انگلیوں سے مراد ہیں ابہام سبابہ وسطے جیسا کہ ہم نے ترجمے میں اس کو کھول دیا ہے +

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَۃِ وَقَالَ اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیَّۃِ الْبَرَکَۃُ + (مسلم)

جابر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کے چاٹنے اور پیالے کے پونچھنے صاف کرنے کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا یہ اس لیے کہ تمھیں معلوم نہیں کہ کون سے لقمے میں برکت ہو +

من المترجم انگلیوں اور پیالے کے چاٹنے میں نفاست کے علاوہ قدر نعمت اور اظہار احتیاج رزق بھی ہے اور قدر نعمت اور اظہار احتیاج مستلزم شکر +

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَحْضُرُ اَحَدَکُمْ عِنْدَ کُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَاْنِہٖ حَتّٰی یَحْضُرَ عِنْدَ طَعَامِہٖ فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِکُمُ اللُّقْمَۃُ فَلْیُمِطْ مَا کَانَ بِھَا مِنْ اَذًی ثُمَّ لِیَاْکُلْھَا وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطَانِ فَاِذَا فَرَغَ فَلْیَلْعَقْ اَصَابِعَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِہٖ تَکُوْنُ الْبَرَکَۃُ + (مسلم)

جابر سے روایت ہو کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک شخص کے پاس اس کی ہر ایک حالت میں آحاضر ہوتا ہے یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت بھی پس جب تم میں سے کسی ایک کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑے تو جو خس و خاشاک وغیرہ لقمے میں لگ گیا ہو اسے چھڑا کر لقمہ کھالے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ کھانے سے فراغت پائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کون سے کھانے میں برکت ہے +

من المترجم۔ گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر کھا لینے میں حد درجے کی فروتنی ہے اور یہی تو وہ ادا ہے جو بندوں کو زیبا اور خدا کو بھاتی ہے +

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ وَاِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ ٭ (صحیحین)

علیہ وسلم نے کسی کھانے کو بُرا نہیں کہا اگر اچھا لگا کھالیا ناپسند ہُوا چھوڑ دیا ٭

من المترجم ایسی باتیں ہر ایک خانہ داری میں آئے دن واقع ہوتی رہتی ہیں۔ کھانے کی نسبت عورتیں کہا کرتی ہیں کہ آگ کا باغ ہے بنتا بھی ہے بگڑتا بھی ہے۔ سارے نخرے پیٹ بھرے کے ہیں قطعہ

اے سیر ترا نانِ جوین خوش ننماید	معشوقِ من است آنکہ بنزدیک تو زشت است
حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف	از دوزخیاں پُرس کہ اعراف بہشت است

زور کی بھوک میں ٹھنڈیاں نُختیوں کا مزہ دیا کرتی ہیں مگر ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ دنیا کی فانی لذتوں نے ہم کو اندھا بہرا بنا رکھا ہے حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ ایسی پیش پا افتادہ بات ہم کو نہیں سُوجھ پڑتی کہ سارے مزے بانِ فضائے دہن تک کے ہیں لقمہ حلق سے نیچے اُترا اور میٹھا اور کھٹا اور کڑوا اور پھیکا اور سلونا سب ایک۔ کھانا اگر مزے کا نہ لگے تاہم مُونھ پھوڑ کر بُرا نہ کہو کہ اس سے خدا کی ناشکری کے علاوہ پکانے والے کی دل شکنی ہوگی اور اسلام تو کسی کی اتنی دل آزاری بھی جائز نہیں رکھتا دعوتوں میں دیکھا ہے کہ لوگوں کی کچھ ایسی عادت ہے کہ کھانے میں عیب نکالے بدون نہیں رہتے۔ اور کچھ نہیں تو دیر کی شکایت یا بدانتظامی کی یا کسی اور چھوٹی سی بات کی یہ سب ادائیں داخلِ کج خُلقی ہیں۔

عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَآ اٰكُلُ مُتَّكِئًا ٭ (بخاری)

ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (زمین پر) تکیہ دے کر کھانا نہیں کھاتا ٭

من المترجم اس حدیث میں انکسار و تواضع کی تعلیم ہے جس طرح بھی ہو ٭

عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ٭ (صحیحین)

اُمیّہ کے بیٹے عمرو سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے دستِ مبارک میں بکری کا شانہ تھا اور اسے چھری سے کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے (یعنی اذان ہوئی) تو آپ نے بکری کے شانے اور اس چھری کو ڈال دیا جس سے گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا ٭

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْعِيًا يَاْكُلُ تَمْرًا ٭ (مشکوٰۃ)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بہیئتِ اقعاء[1] بیٹھے ہوئے کھجوریں کھا رہے ہیں ٭

[1] اقعاء کی ہیئت یہ ہے کہ آدمی زمین پر سُرین ٹیک کر اور دونوں پنڈلیوں کو کھڑا

من المترجم۔ ہم تو ایسی حدیثوں سے کوئی مذہبی تعلیم مستنبط کرتے نہیں اور نہ ہم اِن باتوں کو سنّت نبوی قرار دیتے ہیں ہمارا مسلک یہ ہے کہ گو راوۃ احادیث نے التذاذاً بذکر الرسولؐ اس قسم کی باتیں بھی بیان کردی ہیں۔ مگر فقہا نے ان باتوں کو سنّت ٹھیرا کر دین میں بڑی تنگی کردی۔ چنانچہ انگریزوں کی طرح چھری کانٹے سے کھانے پر بڑا تشدّد کیا جاچکا ہے اور ابھی تک بھی کیا جارہا ہے مگر اُس زور شور سے نہیں۔ چھُری کی سند تو ہم کو قرآن اور حدیث دونوں سے ملتی ہے حدیث تو یہی نمبر۹ کی حدیث ہے اور قرآن کی سند سورہ یوسف کی یہ آیت ہے وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَةُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا۔ بلکہ اس آیت سے میز کے لیے استشہاد کیا جاسکتا ہے مگر مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کے آگے اِن سندوں کو کون مانتا ہے۔ ہم نے فی زعمنا اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ سے سند پکڑ کے ہمیشہ کے لیے معترضین کے مُونہ بند کردیے اور ایک بڑے گروہ کو جو اسلام سے خارج کیا جارہا تھا اپنے میں ملائے رکھا۔

۱۱ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْرُنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهٗ ✤ (صحیحین)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی ہے کہ آدمی اپنے ساتھیوں کی اجازت بغیر دو دو کھجوریں ملا کر کھائے ہاں اگر اُن سے اجازت لے لے تو درست ہے ✤

من المترجم یہ تعلیم حدیث نمبر۱ کی کلمۃً تلیک کی طرح کی ہے جس سے حقوق شرکاء کی حفاظت مقصود ہے ✤

۱۲ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَاْتُ فِي التَّوْرٰىةِ اِنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ ✤ (ترمذی)

سلمان (فارسی) کہتے ہیں میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ کھانے کے بعد ہاتھ مُونہ دھونا کھانے میں برکت پیدا ہونے کا سبب ہے۔ چنانچہ میں نے توراۃ کی اِس (عبارۃ) کا جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ مُونہ دھونا کھانے میں برکت (پیدا ہونے کا) سبب ہے ✤

من المترجم۔ اِس میں شک نہیں کہ کھانے سے پہلے ہاتھ مُونہ دُھو لینے سے آدمی تازہ دم ہوجاتا ہے اور اس کو ایک خاص طرح کی فرحت حاصل ہوتی ہے جو ممدِ خواہش طعام اور ممدِ ہضم ہوتی ہے۔ اور کھانے کے بعد ہاتھ مُونہ کا دھونا نفاست اور صفائی کے لیے ہے ✤

۱۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم

اَنَّہٗ اُتِیَ بِقَصْعَۃٍ مِّنْ ثَرِیْدٍ فَقَالَ کُلُوْا مِنْ جَوَانِبِھَا وَلَا تَاْکُلُوْا مِنْ وَّسْطِھَا فَاِنَّ الْبَرَکَۃَ تَنْزِلُ فِیْ وَسْطِھَا ۔ (ترمذی)	سے سامنے بھیگے ہوئے ٹکڑوں کا ایک پیالہ لایا گیا۔ فرمایا لوگو! پیالے کے اردگرد سے کھاؤ بیچ میں سے نہ کھاؤ کیونکہ برکت پیالے کے بیچ میں اُترتی ہے ۔

من المترجم اس کی تعلیم بھی حدیث نمبر ا کی طرح ہمارا لیلات کے قسم کی ہے اور مقصود یہ بھی ہے کہ جو بیچ سے لوگ اُس سے کراہت نہ کریں ۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِیْ یَدِہٖ غَمَرٌ لَّمْ یَغْسِلْہُ فَاَصَابَہٗ شَیْءٌ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ ۔ (ترمذی)	ابوہریرہ کہتے ہیں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں سو جائے کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی یا گوشت کی بُو موجود ہو اور اُسے دھوئے نہیں تو اگر اُسے حشرات الارض کی طرف سے کوئی تکلیف پُہنچ جائے تو اپنے ہی نفس کو ملامت کرے (کہ خود احتیاط کیوں نہیں کی)

من المترجم ۔ اس طرح کی باتوں سے ہم نے یہ کلیہ استنباط کیا ہے کہ اسلامی شریعت کے جتنے احکام بھی ہیں اوامر ہیں تو نواہی ہیں تو سب آدمی کے فائدے کے لیے ہیں۔ دُنیوی ہوں یا اُخروی۔ مگر ہاں بعض کی مصلحتوں کو ہم میں سے اکثر نہیں سمجھتے تو یہ ہمارا قصورِ فہم ہے ۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّھَا کَانَتْ اِذَا اُتِیَ بِثَرِیْدٍ اَمَرَتْ بِہٖ فَغُطِّیَ حَتّٰی تَذْھَبَ فَوْرَۃُ دُخَانِہٖ وَتَقُوْلُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ھُوَ اَعْظَمُ لِلْبَرَکَۃِ ۔ (دارمی)	ابوبکر کی بیٹی اسماء سے روایت ہے کہ جب ان کے سامنے کھانا لایا جاتا تو خادمہ کو حکم دیتیں کہ اسے یہاں تک ڈھکا رکھنا چاہیئے کہ اس کی بھاپ کا جوش جاتا رہے اور کہتی تھیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ ترکیب (یعنی کھانے کو یہاں تک ڈھکا رکھنا کہ بھاپ کا جوش جاتا رہے) بہت بڑی برکت کا موجب ہے ۔

من المترجم ۔ بڑی بے برکتی یہ ہے کہ جلتا ہوا لقمہ جو اچھی طرح چبایا نہ جائے اُس سے سیری نہ ہو ۔

عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	قتادہ (تابعی) انس (صحابی) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَلٰی خِوَانٍ وَّلَا فِیْ سُکُرُّجَۃٍ وَّلَا خُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ قِیْلَ لِقَتَادَۃَ عَلٰی مَا یَاْکُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ۔ (بخاری)	نہ کبھی خوان[1] پر رکھ کر کھانا کھایا اور نہ سکوریٔ میں رکھ کر اور نہ کبھی آپ کے لیے پتلی چپاتی پکائی گئی کسی نے قتادہ سے کہا پھر کس چیز پر رکھ کر کھانا کھایا دستر خوان پر رکھ کر کھانا کھایا

من المترجم حدیث نمبر ۹۰۱ پر ہم نے جو کچھ لکھا ہے اُس کو پڑھو۔ اصل مطلب تو ضع اور انکسارے سے اور میز اور خوان وغیرہ اوضاع ظاہری ہیں ہر ملک کے ہر سے۔ میز پر کھانا رکھ کر کھانے میں بھی کھانے کی تعظیم پائی جاتی ہے بشرطیکہ نیت ہو اور ہم نے تو ایسا سنا ہے کہ ترک تو خیر ہر بات میں اہل یورپ کی طرح ماندو بود کرتے ہیں خود اہل حرمین ایک طرح کی نیچی تپائیوں پر کھانا رکھ کر کھاتے ہیں وَلَا بَاْسَ بِہٖ ۞

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلٰثًا وَزَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَۃٍ وَّیَقُوْلُ اِنَّہٗ اَرْوٰی وَاَبْرَأُ وَاَمْرَأُ۔ (مشکوٰۃ)	انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم تین سانس میں پانی پیا کرتے (اور ہر سانس لینے میں پانی کے برتن کو مُونہ سے علیحدہ کر لیا کرتے تھے) یہاں تک تو بخاری اور مسلم دونوں متفق ہیں مگر آگے مسلم نے ایک روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہو کہ پیغمبر صاحب فرماتے تھے اس طرح پانی پینا زیادہ سیراب کرنے والا اور جسم کو زیادہ صحت و تندرستی بخشنے والا اور گوارا تر ہے

من المترجم۔ یہ ہر روز کا تجربہ ہے کہ بیچ میں سانس لے کر پینے سے تھوڑا پانی سیر کر دیتا ہے اور دوسری طبی مصلحتیں اس کے علاوہ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِمِ السِّقَاءِ	ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مشک کے مُونہ سے پانی پینے کی ممانعت کی۔

[1] خوان خے کے کسرے سے لغۃً ہر اُس اونچی چیز کو کہتے ہیں جس پر رکھ کر کھایا جائے۔ مغروروں اور ناز پروردہ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ انہیں کھانا کھاتے وقت سرنگوں ہونے اور گردن جھکانے سے عار آتی ہے اور اسی وجہ سے وہ اونچی میز یا تپائیوں پر رکھ کر کھانا کھاتے ہیں حدیث میں خوان کا لفظ آیا ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے کسی اہل لغت اور شارحین احادیث نے کوئی تصریح نہیں کی کہ خوان کیا چیز ہے معلوم تو ہے کہ ہر زمانے میں کھانا کھانے کے اوضاع مختلف تھے بعض لوگوں نے تپائیاں بنا رکھی ہوں گی کہ کھانا کھاتے وقت جھکنا نہ پڑے اور بعض نے کچھ اور۔ ہمارے ان وقتوں میں میز ہے جس پر انگریز کھانا کھاتے ہیں ۱۲ منہ سکوری سے مراد چھوٹا پیالہ ہے کہ کھاتے وقت آسانی سے مُونہ کے قریب کر لیا جاتا ہے اور اس سے نیچے کی طرف جھکنا نہیں پڑتا اور چونکہ یہ بھی مغروروں کی عادت ہے اس لیے پیغمبر صاحب نے کبھی طشتری میں کھانا نہیں کھایا ۱۲

من المترجم مشک کو مونہ لگا کر پانی پینے سے اندر کا حال معلوم نہیں ہو سکتا ایسا ہوا ہے کہ لوگ بے خبری میں پانی کے ساتھ کنکھجورے اور گرگٹ سلائیاں پی گئے ہیں اور دونوں پریشان رہے ہیں ﴿

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا ﴿ (مسلم)	[۱۹] حضرت انس سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا کہ آدمی کھڑے ہوکر پانی پیے۔

من المترجم پانی رقیق اور سریع الانحدار چیز ہے کھڑے ہوکر پینے سے فوراً غیر منہضم آنتڑیوں میں اُتر جاتا ہے جس سے ہضم غذا میں فتور واقع ہوتا ہے۔

[۲۰] عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اِنَّ الَّذِيْ يَاْكُلُ وَيَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ	[۲۰] اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں آتش دوزخ کو گھونٹ گھونٹ کرکے اُتارتا ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص چاندی اور سونے کے برتن میں کھاتا پیتا ہے۔ الخ ﴿

من المترجم سونے چاندی کے باسنوں کی ممانعت اصل میں اسراف اور کبر کی وجہ سے ہے اور غریب آدمیوں کے لیے موجب یاس و حسرت ﴿

[۲۱] عَنْ اَنَسٍ قَالَ حَلَبْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً دَاجِنًا وَّشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَاءٍ مِّنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ فِيْ دَارِ اَنَسٍ فَاَعْطٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَّعَلٰى يَمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ اَعْطِ اَبَابَكْرٍ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنُ فَالْاَيْمَنُ ﴿ (بخاری)	[۲۱] حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے گھر یلو بکری کا دودھ دوہا اور دودھ میں اُس کنوئیں کا پانی ملایا گیا جو انس کے (یعنی میرے) گھر میں تھا الغرض دودھ کا پیالہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا پیغمبر صاحب نے اُس میں سے کچھ پیا اور آپ کے بائیں جانب ابوبکر تھے اور دائیں طرف ایک بدوی عمر نے عرض کیا یارسول اللہ ابوبکر کو عنایت کیجیے پیغمبر صاحب نے (پیالہ) اُس بدوی کو دیا جو آپ کے دائیں جانب بیٹھا تھا از اں بعد فرمایا کہ جو شخص دائیں جانب بیٹھا ہو وہ زیادہ استحقاق رکھتا ہے پھر وہ جو اُس کے بعد بیٹھا ہو۔

من المترجم داہنے ہاتھ کو خدا نے بائیں پر فضیلت دی ہے شاہی درباروں میں بھی اس کا لحاظ کیا جاتا ہے آخرت میں بھی جنتی اصحاب الیمین ہوں گے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ اور دوزخی صحاب الشمال اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ جیسا کہ قرآن کی سورۂ واقعہ پارہ (۲۷) میں ہے- سبعہ معلقہ کے ایک قصیدے میں ایک شعر ہے ؎

صبنت الكاس عنا ام عمرو	وكان الكاس مجراها اليمينا

اس سے بھی دست یمین کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے ✣

۲۳ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ النَّفْخِ فِی الشَّرَابِ فَقَالَ رَجُلُ الْقَذَاۃَ اَرَاھَا فِی الْاِنَاءِ قَالَ فَاَھْرِقْھَا قَالَ فَاِنِّیْ لَا اَرْوٰی مِنْ نَّفَسٍ وَّاحِدٍ قَالَ فَاَبِنِ الْقَدَحَ مِنْ فِیْکَ ثُمَّ تَنَفَّسْ ✣ (ترمذی)

۲۳ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی میں سانس لینے سے منع فرمایا تو ایک شخص لگا کہنے کہ میں پانی کے برتن میں خس و خاشاک دیکھوں تو کیا کروں فرمایا پانی گرا دے- اس شخص نے عرض کیا کہ میں ایک سانس میں پانی سے سیراب نہیں ہوتا- فرمایا پانی کے پیالے کو مونہ سے علحدہ کر کے سانس لے لیا کر ✣

من المترجم اب یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی ہے کہ سانس جو باہر آتا ہے اندرونی کثافت لیے ہوئے باہر آتا ہے اور اس میں ایک طرح سمیت ہوتی ہے اور اسی لیے تنگ اور بند مکان میں یا لحاف کے اندر مونھ ڈھانک کر سونا طب کی رو سے منع ہے- ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک چھوٹی سی بند کوٹھری میں بہت سے آدمی ٹھونس دیئے گئے- کڑاکے جاڑے میں مارے گرمی کے تڑپا کیے- صبح کو ان میں سے اکثر مرے نکلے تو سانس کی ہوا کا فساد پینے کے پانی میں سرایت کر کے اس کو مضر صحت بنا دے گا- ہم کو تو حیرت اس سے ہوتی ہے کہ یہ باتیں اب سے تیرہ سو برس پہلے عرب جیسے جاہل ملک میں پیغمبر صاحب کو کیسے سوجھ گئی تھیں چار و ناچار وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کو ماننا پڑتا ہے-

۲۴ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیِّ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَۃِ الْقَدَحِ وَاَنْ یُّنْفَخَ فِی الشَّرَابِ (ابوداؤد)

۲۴ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کی دڑار میں سے پانی پینے کی ممانعت کی اور نیز پانی میں پھونکنے سے منع فرمایا ف

ف حدیث نمبر ۲۳ کی تعلیم کا اعادہ ہے ۱۲

۲۵ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ

۲۵ ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کا کوئی-

طَعَامًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ وَاِذَا سُقِيَ لَبَنًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ

(ترمذی)

شخص کھانا کھائے تو یوں کہے خداوندا! اس کھانے میں ہمیں برکت دے اور اس سے بہتر کھانا کھلا اور دودھ پیئے تو کہے خداوندا! اس دودھ میں ہمیں برکت دے اور اس سے زیادہ پونہچا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَهٗ وَاِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُخْجِلُ جَلِيْسَهٗ فَيَقْبِضُ يَدَهٗ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ ٭ (ابن ماجہ)

ابن عمر[۲۵] کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھانے کے لیے دستر خوان بچھا دیا جائے تو (کھانے کا ادب ہے کہ) کوئی شخص اٹھے نہیں یہاں تک کہ دستر خوان (کھانے سے فراغت ہونے کے بعد) اُٹھا لیا جائے اور تاوقتیکہ اَور لوگ اطمینان سے کھانا نہ کھا چکیں یہ اپنا ہاتھ کھانے سے نہ اُٹھائے اگرچہ سیر ہو گیا ہو اور (اگر اَوروں کے فارغ ہونے سے پیشتر کھانے سے دست کشی کرنا ہی چاہتا ہی تو) اپنے عذر کو ظاہر کر دے کیونکہ یہ (بے عذر کیے کھانے سے دست کشی کرنا) اُس کے ہم نشین کو شرمندہ کرتا ہے یعنی وہ بھی اپنا ہاتھ سکیڑ لے گا اور ممکن ہے کہ ہنوز اُسے کھانے کی حاجت ہو ٭

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ مَعَ قَوْمٍ كَانَ اٰخِرَهُمْ اَكْلًا ٭ (مشکوٰۃ)

امام[۲۶] جعفر اپنے والد امام محمد (باقر) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سے پیچھے کھانے سے فارغ ہوتے ٭

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ ٭ (ابن ماجہ)

خطاب[۲۷] کے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) مل کر کھانا کھایا کرو الگ الگ نہ کھایا کرو کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے

آداب الظروف

۱

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ جُنْحُ اللَّیْلِ اَوْ اَمْسَیْتُمْ فَکُفُّوْا صِبْیَانَکُمْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْتَشِرُ حِیْنَئِذٍ فَاِذَا ذَھَبَ سَاعَۃٌ مِّنَ اللَّیْلِ فَخَلُّوْھُمْ وَاَغْلِقُوا الْبَابَ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَفْتَحُ بَابًا مُّغْلَقًا وَّاَوْکُوْا قِرَبَکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ وَخَمِّرُوْا اٰنِیَتَکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضُوْا عَلَیْہِ شَیْئًا وَّاَطْفِئُوْا مَصَابِیْحَکُمْ (در صحیحین)

جابرؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا آغاز ہو یا یوں فرمایا کہ جب تم شام کرو تو اپنے چھوٹے بچوں کو (گلی کوچوں میں پھرنے سے) روکو۔ کیونکہ شیطان (کا لشکر) شام کے وقت (ہر چہار طرف) پھیل جاتا ہے ہاں رات کا تھوڑا سا حصہ گزرے تو بچوں کو چھوڑ دینے کا مضایقہ نہیں اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو اور بند کرتے وقت خدا کا نام لے لیا کرو (مثلاً بسم اللہ یا کوئی اور دُعا وغیرہ) کیونکہ شیطان اُس دروازے کے کھولنے کی قدرت نہیں رکھتا جو نام خدا کے ساتھ بند کیا گیا ہو اپنی مشکوں کے دہانے (جن میں پانی ہو) باندھ دیا کرو اور (باندھتے وقت) خدا کا نام لیا کرو اور اپنے پانی کے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور (ڈھانکتے وقت) خدا کا نام لیا کرو اگرچہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دو (یعنی برتن کو پورا نہ ڈھک سکو تو دفع کراہت اور رفع ضرر کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ برتن کی چوڑان میں کوئی چیز لکڑی یا تنکا وغیرہ ہی رکھ دو) اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔

۲

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَطُّوا الْاِنَاءَ وَاَوْکُوا السِّقَاءَ فَاِنَّ فِی السَّنَۃِ لَیْلَۃً یَّنْزِلُ فِیْھَا وَبَاءٌ لَّا یَمُرُّ بِاِنَاءٍ لَیْسَ عَلَیْہِ غِطَاءٌ اَوْ سِقَاءٍ لَیْسَ عَلَیْہِ وِکَاءٌ اِلَّا نَزَلَ فِیْہِ مِنْ ذٰلِکَ الْوَبَاءِ ٭

مُسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور مشکوں کے دہانے باندھ دیا کرو کیونکہ سال بھر میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وبا اترتی ہے پھر وبا کا کسی ایسے برتن پر جو ڈھانکا نہ گیا ہو یا ایسی مشک پر جس کا دہانہ باندھا نہ گیا ہو گزر نہیں ہوتا مگر اُس برتن یا مشک میں یہ وبا ضرور اُترتی ہے

۳

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُکُوا النَّارَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ

ابن عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگو! جب تم سونے لگو تو اپنے

حِيْنَ تَنَامُوْنَ ۔ (مشکوٰۃ)

گھروں میں آگ (جلتی ہوئی) نہ چھوڑو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكَلْبِ وَنَهِيْقَ الْحَمِيْرِ مِنَ اللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَاِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَالَا تَرَوْنَ وَاَقِلُّوا الْخُرُوْجَ اِذَا هَدَأَتِ الْاَرْجُلُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَبُثُّ مِنْ خَلْقِهٖ فِيْ لَيْلَتِهٖ مَا يَشَاءُ وَاَجِيْفُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا اِذَا اُجِيْفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَغَطُّوا الْجِرَارَ وَاَكْفِئُوا الْاٰنِيَةَ وَاَوْكُوا الْقِرَبَ [illegible]

جابر کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جب تم رات کو کتّے کا بھونکنا اور گدھے کا چِلّانا سنو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو کیونکہ کتے اور گدھے وہ چیز دیکھتے ہیں ([illegible]) جو تم نہیں دیکھتے اور رات کو جب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف کریں اور رستے بند ہو جائیں تو تم گھر سے باہر کمتر نکلا کرو کیونکہ خدا رات کو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے اور (شب کو) گھروں کے دروازے بند کر دیا کرو (اور بند کرتے وقت) خدا کا نام لے لو کیونکہ شیطان اُس دروازے کو نہیں کھول سکتا جس کے بند کرتے وقت نام خدا لے لیا جائے اور پانی کے مٹکے ٹھلیاں ڈھانک دیا کرو اور برتنوں کو اوندھا دیا کرو اور مشکوں کے دہانے باندھ دیا کرو۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَاْنِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ ۔ (صحیحین)

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ مدینے میں ایک رات ایک گھر جل گیا (اور جل کر گھر والوں پر گر پڑا اور ان) کو جلا دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس کی کیفیت بیان کی گئی آپ نے فرمایا (لوگو!) یہ آگ تمھاری دشمن ہے تو جب تم سونے لگو اُسے بجھا دیا کرو (اور اپنے جان و مال سے اس کے ضرر کو دور کر دیا کرو)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ فَارَةٌ تَجُرُّ الْفَتِيْلَةَ فَاَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِيْ كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا فَاَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ فَقَالَ اِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهٖ عَلٰى هٰذَا

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک چوہا جلتی ہوئی بتی کھینچ کر لایا اور اُسے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے اُس بوریئے (یا جائے نماز) پر ڈال دیا جس پر آپ بیٹھے تھے تو درہم کے مقدار بوریا جل گیا اس پر پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ (لوگو!) جب تم سونے لگو تو اپنے چراغوں کو گل کر دیا کرو کیونکہ شیطان (جو تمھارا دشمن قدیم ہے) اِن جیسے (موذی جانوروں) کو اس فعل پر ابھارتا اُکساتا ہے پس (شیطان اس حیلے سے)

يُحْرِقُ عَلَيْكُمْ (ابوداؤد)	تمھارے جلنے کا باعث ہوتا ہے ٭

من المترجم ان حدیثوں میں جن باتوں کی تعلیم ہے ان کی مصلحتوں کو ہر شخص ادنیٰ تامل سے معلوم کر سکتا ہے جھٹپٹے کا وقت بڑی گھبراہٹ کا وقت ہوتا ہے۔ دن کی رخصت اور رات کی آمد آمد دنیا میں ایک انقلاب عظیم کے وقوع کی خبر دیتی ہے جتنے جاندار ہیں دوسری طرح کی زندگی کے لیے تیاری کرنے لگتے ہیں جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا۔ مسافر منزل پر پہنچنے کے لیے جلدی کرتا ہے۔ چرند پرند سب اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف کو لوٹتے ہیں۔ لوگ جو سودے سلف خرید فروخت کے لیے باہر تھے گھروں کو واپس آنا چاہتے ہیں۔ دنیا کے حال پر اس وقت نظر کرو تو ایسا معلوم ہوگا کہ جیسے دکاندار چیزوں کو سمیٹ سمٹا کر دوکان بند کرنے کو ہے۔ دن رات میں شام کے وقت سے بڑھ کر کوئی وقت ہجوم کا نہیں عیار لوگ ایسے وقت کی تاک میں لگے رہتے ہیں اور بچوں کی چوری اکثر دوپہر کو ہوتی ہے یا شام کو اسی لیے حکم دیا کہ سر شام بچوں کو گلی کوچے میں نہ نکلنے دو۔ پھر رات کا وقت اگرچہ آرام کا ہے مگر چور تاریکی شب کی آڑ میں لوگوں کی غفلت سے فائدہ اٹھانے میں بڑی سرگرمی ظاہر کرتے ہیں۔ ادھر حشرات الارض جو دن دہاڑے آدمی کے ڈر سے باہر نہیں آسکتے تھے بے کھٹکے چاروں طرف رینگنے لگتے ہیں۔ پانی کے باسنوں کے ڈھانکنے کا حکم ان ہی کے شر سے بچنے کے لیے ہے۔ بعض لوگ رات بھر گھر میں چراغ جلائے رکھتے ہیں یہ بھی برا کرتے ہیں گھر والوں کو تو سونے کی حالت میں روشنی درکار نہیں اور اگر کہیں چور گھس آئے تو اس کو روشنی سے تائید پہنچتی ہے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ چوہا جلتی بتی گھسیٹ کر لے گیا اور گھر میں آگ لگ گئی۔ ہم تو ایسی حدیثوں سے یہ بات اخذ کرتے ہیں کہ کیسی تو پیغمبر صاحب کی نظر وسیع تھی کہ امت کے کل حالات جزو کل ان کی نگاہ میں تھے اور امت کے حال پر کس درجے کی شفقت اور عنایت تھی کہ خیر خواہی اور نصیحت کا کوئی دقیقہ انھوں نے اٹھا نہیں رکھا ٭

حقے پان کے آداب

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ ٭ (ترمذی)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا بہترین اسلام ان چیزوں کے چھوڑ دینے میں ہے جو اس کے کارآمد نہیں ہیں ٭

من المترجم۔ ہم اپنی جگہ اسی خیال میں ہیں کہ یہ کتاب احکام شریعۂ اسلامی کے فتاوے کا کام دے بڑی چھوٹی کوئی بات اس سے رہ نہ جائے۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال آیا۔ کہ کھانے پینے کی حرام حلال چیزوں پر ہم بہت کچھ لکھ چکے ہیں بڑی بھول ہوئی کہ حقے پان تماکو کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ حالانکہ یہ چیزیں ہم مسلمانوں میں اس کثرت سے چل پڑی ہیں کہ اب ان ہی کی تواضع مدارات رہ گئی ہے۔ اور غالباً دو تہائی سے زیادہ ہی زیادہ مرد و زن اس بلا میں مبتلا ہیں حقیقت میں تو حقہ پان تماکو ماکولات اور مشروبات کی قسم سے ہیں نہیں۔ اور اسی وجہ سے ہم نے کھانے پینے کی حرام حلال چیزوں کے بیان میں ان کے حال سے تعرض نہیں کیا۔ مگر بولنے میں حقے پان تماکو کو کھانے پینے ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے کثرت استعمال

سلہ ہم ہی سے رات کو بتی [illegible]

اور تعبیر کے لحاظ سے ہم نے ان کا جداگانہ باب قائم کیا۔ فرضی حکایتوں میں سے ایک حکایت ہے کہ ایک چوہے کو کہیں سے ہلدی کی ایک گرہ مل گئی تھی وہ برخود غلط اُسی گرہ کے برتے پر اپنے تئیں پنساری سمجھنے لگا۔ یہی حال آدمی کا ہے خصوصًا ان وقتوں کے متنزل العقیدہ مسلمانوں کا کہ تاوقتیکہ عقل اجازت نہ دے معاذ اللہ خدا رسول کسی کے کہنے کا یقین نہیں کرتے تو یہ گویا وہی برخود غلط چوہے ہیں اور عقل ان کی ہلدی کی گرہ۔ بے شک ہم کو عقل اسی لیے دی گئی ہے کہ ہم اس سے دنیا اور دین دونوں میں مدد لیں۔ اس کی ہدایت پر کاربند ہوں۔ اور عقل ہی کی وجہ سے ہم مکلّف بالشرائع بھی ٹھیرائے گئے ہیں مگر غلطی کیا ہوتی ہے کہ ہم (ہر کس را عقلِ خود بکمال وفرزندِ خود بجمال) اپنی عقل کو عقل کامل سمجھ کر اُس کو معصوم عن الخطا مانے ہوئے ہیں اور عقل سے فوق طاقت کام لیتے ہیں جیسے کوئی شخص چشمِ سر سے پسِ دیوار یا مسافتِ بعیدہ پر دیکھنے کا قصد کرے۔ پس یہ ہے منشا گمراہی کا اور سی سے کہا گیا ہے کہ اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَر۔ اب یہی معاملہ کھانے پینے کی حرام حلال چیزوں کا ہے۔ ہم نے سوچ کر حرمت کی دو وجہیں پیدا کیں مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ کے لیے مماثلتِ شرک اور باقی محرّمات کے لیے ان کا ازروئے طب انسان کی جسمانی دماغی اخلاقی صحت کے حق میں اوپر سو پر مضر ہونا۔ اس پر بھی اگر کسی خاص چیز کی حرمت کی وجہ شافی سمجھ میں نہ آئے۔ تو قصورِ فہم کا اعتراف کرکے ہم کو چاہیئے کہ حکمِ شارع کو بے چون وچرا تسلیم کریں۔ ہاں ایسا بھی ہے کہ بعض چیزوں میں شارع نے بنظرِ مزید اہتمام واحتیاط تضییق بھی کی ہے تو وہ بھی مبنی بر مصلحت ہے جیسے شراب کہ حدِ سکر کو نہ بھی پہنچے تو بھی حرام ہے تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا[1]۔ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ حقّے پان تمباکو میں حقّے کا تو کچھ قصور نہیں کہ وہ ایک آلہ ہے اور نہ پان کا کہ وہ پتّا ہے۔ قصور جو کچھ ہے تمباکو کا ہے تو مولویوں کے جھگڑے میں کون پڑے۔ کوئی اس کو حرام بتاتا ہے کوئی مکروہ تحریمی کوئی مکروہ تنزیہی اور بعض اس کی حلت کے بھی قائل ہیں ہم تو اتنا ہی کہتے ہیں کہ اپنے پیچھے ایک لت لگا لینے کی تو بات ہی دور ہے تمباکو کھایا جائے یا پیا جائے یا سونگھا جائے عادت سے پہلے لایعنی تو ضرور ہے اور مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ کی رُو سے تمباکو کا استعمال کسی طرح بھی پرہیز گاری کی شان سے بعید ہے۔ جتنے کا تمباکو ملک میں خرچ ہوتا ہے صوبے صوبے میں یونیورسٹی (دار العلوم) بنا دینے کا تو میں ٹھیکہ لیتا ہوں لیکن اگر خدا اسی قوم کی عقلیں گُدّی میں لگا دے تو وہ کیا فلاح پاسکتی ہے۔ مولوی بیچارے حرمت نہیں کفر وارتداد کے فتوے بھی دیں تو تمباکو کا رواج رُک نہیں سکتا کہ اب شرطِ زندگی ہو گیا ہے۔

آداب الضحک

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ (بخاری)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ سلم کو پورا خندہ کرتے کبھی نہیں دیکھا تھا کہ میں آپ کے کوّے کو دیکھ پاؤں ہاں آپ مسکراتے اور تبسّم کیا کرتے تھے۔

[1] یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں تم ان کے پاس بھی نہ پھٹکنا اسی طرح اللہ اپنے احکام لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ خلاف حکم کرنے سے بچیں ۱۲

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یٰبُنَیَّ لَا تُکْثِرِ الضِّحْکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضِّحْکِ یُمِیْتُ الْقَلْبَ ۔ (مشکوۃ)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا! بہت ہنسا مت کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر ڈالتا ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاہُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْہِ الصُّبْحَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَکَانُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ فَیَاْخُذُوْنَ فِیْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ فَیَضْحَکُوْنَ وَیَتَبَسَّمُ ۔ (مسلم)

سمرہ کے بیٹے جابرؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جس جگہ صبح کی نماز پڑھتے تھے طلوع شمس تک وہاں سے نہ اٹھتے تھے جب سورج نکل آتا تو آپ کھڑے ہو جاتے اور صحابی بیٹھے باتیں کیا کرتے زمانہ جاہلیت کے واقعات شروع کرتے اور ہنستے اور پیغمبر صاحب اُن کی باتیں سن سن کر مسکراتے

عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ ھَلْ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضْحَکُوْنَ قَالَ نَعَمْ وَالْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِھِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ (رزین)

قتادہ کہتے ہیں کسی نے ابن عمرؓ سے پوچھا کیا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہنسا کرتے تھے؟ ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ ہاں وہ بیشک ہنسا کرتے تھے حالانکہ اُن کے دلوں میں ایمان پہاڑ سے بڑا تھا ف

ف مطلب یہ ہے کہ وہ ایسا نہیں ہنستے تھے جیسا اہل غفلت ہنستے ہیں اور نہ ایسا ہنسنا ہنستے تھے جو دل کو مار ڈالتا اور نور ایمان میں خلل پیدا کرتا ہے ۱۲

من المترجم روح میں دو قسم کی ہیں ایک روح حیوانی یعنی زندگی یا جان جو جسم کے ہر رگ و پٹھے میں پھیلی ہوئی ہے اعضاء کی حس و حرکت اسی روح کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کوئی اس کو حرارت غریزی کہتا ہے کوئی خون کا سیلان۔ اس کا منبع ہے قلب افراط شادمانی میں یہی روح دل سے باہر کی طرف کو خروج کرتی ہے۔ شادی مرگ سنا ہو تو وہ اسی حالت کا نام ہے۔ اسی کو حدیث میں یمیت القلب فرمایا۔ بہت ہنسنے سے ایک طرح کا ضعف اور تکان تو ہوتا ہے اور یہ دلیل ہے روح حیوانی کے کم ہونے کی۔ روح حیوانی کے علاوہ ایک روح وہ ہے جس کو ہر ایک آدمی میں سے تعبیر کرتا ہے اور کہتا ہے میرا دل میرا سر۔ اس کو جسم کے ساتھ روح حیوانی کا سا تعلق نہیں۔ ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو ہاتھ کی قدر روح حیوانی کم ہو جائے گی مگر وہ روح جسکو میں سے تعبیر کیا جاتا ہے اُس میں کسی طرح کا نقص نہیں آتا۔ اس روح کو بھی جسم کے ساتھ ایک خاص طرح کا تعلق ہے؟ مگر اس روح کی اور جسم کے ساتھ اس کے تعلق کی حقیقت معلوم نہیں وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ہنسنے کے بھی مدارج ہیں جس کا ادنیٰ درجہ تبسم ہے تبسم سے بڑھ کر ضحک جو ایک نیک خاصہ بشری ہے اور حد سے زیادہ دلیل ذہول و غفلت۔

اور اے پیغمبر لوگ تم سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں تو ان سے کہدو کہ روح (بھی) میرے پروردگار کا ایک حکم ہے اور تم لوگوں کو (اسرار الٰہی میں سے) بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے ۱۲

آدابِ البُکاء

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَھَا اَنْ تَئِطَّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا فِیْھَا مَوْضِعُ اَرْبَعَۃِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدًا لِلّٰہِ وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَبُوْذَرٍّ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ شَجَرَۃً تُعْضَدُ (ترمذی ابن ماجہ)

ابوذر رضہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف روئے سخن کر کے) فرمایا (لوگو!) میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے (مثلاً علاماتِ قیامۃ اور آیاتِ صنعِ الٰہی اور خدا کی صفاتِ قہریہ) اور سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے (جیسے اسرارِ احوالِ آخرت اور اہوالِ قیامۃ اور شدتِ عذابِ دوزخ کی خبریں) آسمان (ملائکہ کے بوجھ سے) چرچرا اُٹھا اور اُسے سزاوار تھا چرچرا اُٹھنا (کیونکہ) مجھے اُس ذاتِ مقدس کی قسم جس کے دستِ (قدرۃ) میں میری جان ہے آسمان میں چار انگشت برابر بھی کوئی جگہ نہیں مگر وہاں ایک فرشتہ موجود ہے (اور) خدا کو سجدہ کرتے ہوئے (اس جگہ) اپنی پیشانی رکھے ہوئے ہے قسم خدا کی جو میں جانتا ہوں اگر تم جان جاؤ تو ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت اور بچھونوں پر کبھی اپنی عورتوں کے ساتھ خوش نہ ہو اور (جس طرح محروم اور غم زدہ لوگ گھروں کو چھوڑ کر جنگل و صحرا کو نکل جاتے ہیں تم بھی جناب الٰہی میں فریاد وزاری کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل بھاگو۔ اِس پر ابوذر رضہ نے (بطریق تحسر) کہا اے کاش میں کوئی درخت ہوتا جو (بیخ و بنیاد سے) اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے ف

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوۃٍ فَرَاَی النَّاسَ کَاَنَّھُمْ یَکْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّکُمْ لَوْ اَکْثَرْتُمْ ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَکُمْ عَمَّا اَرٰی فَاَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ لَمْ یَاْتِ عَلَی الْقَبْرِ یَوْمٌ اِلَّا تَکَلَّمَ فَیَقُوْلُ اَنَا بَیْتُ الْغُرْبَۃِ وَاَنَا بَیْتُ الْوَحْدَۃِ وَاَنَا بَیْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَہٗ

ابو سعید خدری رضہ کہتے ہیں (ایک دن کا ذکر ہے) کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (معمول کے مطابق ادائے) نماز کے لیے باہر تشریف لائے پس آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ گویا وہ کھل کھلا کر ہنس رہے تھے (اس پر پیغمبر صاحب نے فرمایا (لوگو!) سنو! اگر تم لذتوں کے مٹا دینے والی یعنی موت کا بہت ذکر کرتے تو وہ تم کو اِس (خندہ کرنے) سے باز رکھتی جسے میں دیکھ رہا ہوں پس تم لذتوں کے مٹا دینے والی یعنی موت کو بہت یاد کیا کرو کیونکہ قبر پر کوئی دن بھی نہیں گزرتا مگر وہ (زبانِ حال) بولتی ہے یعنی کہتی ہے میں غربت کا گھر ہوں اور میں تنہائی کا گھر ہوں اور میں مٹی خاک کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں اور جب ایماندار بندہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر

ف مطلب یہ ہے کہ جس طرح درخت مکلف نہیں ہے اور مکلف نہیں ہے تو اُس پر عذاب ثواب بھی مترتب نہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہ ایک زمانے تک پھولتا پھلتا [illegible] کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے کہ پھر کوئی اُس سے سروکار نہیں رکھتا اسی طرح میں بھی مکلف نہ ہوتا اور درخت کی طرح کاٹ کر پھینک دیا گیا ہوتا تو اچھا تھا۔

القبر مرحبا و اهلا اما ان كنت لاحب من يمشي
على ظهري الي فاذا وليتك اليوم وصرت الي
فسترى صنيعي بك قال فيتسع له مد بصره و
يفتح له باب الى الجنة واذا دفن العبد الفاجر او
الكافر قال له القبر لا مرحبا ولا اهلا اما ان
كنت لابغض من يمشي على ظهري الي فاذ
وليتك اليوم وصرت الي فسترى صنيعي بك
قال فيلتئم حتى تختلف اضلاعه قال وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم باصابعه فادخل بعضها
في جوف بعض قال ويقيض له سبعون تنينا لو ان
واحدا منها نفخ في الارض ما انبتت شيئا ما بقيت
الدنيا فينهسنه ويخدشنه حتى يفضي به الى
الحساب (ترمذی)

اُس سے کہتی ہے آیئے آیئے یہ آپ ہی کا گھر ہے کسی غیر کا نہیں
سُنو! جو لوگ میری پشت پر چلتے تھے اُن سب سے تم مجھکو زیادہ
محبوب تھے۔ تو آج جبکہ میں تمھاری سرپرست قرار دی گئی ہوں
اور تم نے میری طرف رجوع کیا ہے تو اب تم میرے اُس سلوک
کو دیکھو گے جو میں تمھارے ساتھ کرتی ہوں پیغمبر صاحب نے
فرمایا پھر قبر اُس کے لیے جہاں تک میت کی نظر پہنچتی ہے فراخ
ہو جاتی اور اُس کے لیے بہشت کی طرف ایک دروازہ کھل جاتا
ہے اور جب فاسق یا کافر بندہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی
ہے دُر تیرا کالا مونہ۔ سُن! جو لوگ میری پشت پر چلتے تھے
اُن سب میں تو مجھکو زیادہ بُرا معلوم ہوتا تھا تو آج جبکہ میں
تیری سرپرست قرار دی گئی ہوں اور تو نے میری طرف
رجوع کیا ہے تو اب تو میرے برتاؤ کو دیکھے گا جو میں تیرے
ساتھ کرتی ہوں پیغمبر صاحب نے فرمایا پس قبر اُس پر یہاں تک
مِل جاتی ہے کہ اُس کی اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی اِدھر
نکل جاتی ہیں ابو سعید کا بیان ہے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے دو پسلیوں کے اختلاف کی صورت ظاہر کرنے کے لیے اپنی انگلیوں
کی طرف اشارہ کرکے بعض انگلیوں کو بعض کے اندر داخل کیا اور
فرمایا پھر اُس (فاجر یا کافر) پر ستر اژدہے مقرر کیے جاتے ہیں ایسے
اژدہے کہ اگر اُن میں کا ایک اژدہا زمین پر پھنکار مار دے تو قیامت

عن عبد الله بن عمر قال اشتكى سعد بن عبادة
شكوى له فاتاه النبي صلى الله عليه وسلم
يعوده مع عبد الرحمن بن عوف وسعد بن
ابي وقاص وعبد الله بن مسعود فلما دخل عليه
وجده في غاشية فقال قد قضى قالوا لا
يا رسول الله فبكى النبي صلى الله عليه وسلم

عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ سعد بن عبادہ کسی بیماری میں
مبتلا ہوئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم عبد الرحمن بن عوف اور
سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود کو ساتھ لے کر
ان کی عیادۃ (بیمار پرسی) کو اُن کے پاس تشریف لے گئے اور
جب اُن کے بستر کے پاس پہنچے تو اُنھیں ایک نہایت
دشوار اور سخت مرض میں مبتلا پایا اور فرمایا سعد کا
تو کام تمام ہو گیا۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ
سعد مرے نہیں ہیں پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم رونے لگے

فلما رأى القوم بكاء النبي صلى الله عليه وسلم بكوا فقال ألا تسمعون إن الله لا يعذب بدمع العين ولا بحزن القلب ولكن يعذب بهذا وأشار إلى لسانه أو يرحم وإن الميت ليعذب ببكاء أهله عليه

اور جب لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو سب رونے لگے۔ اس پر پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا تم نہیں سنتے کہ خدا تعالیٰ نہ تو آنسوؤں سے رونے پر عذاب کرتا ہے اور نہ دل کے غم و اندوہ پر اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرکے لیکن اس کے فعل پر عذاب کرتا یا رحم فرماتا ہے (یعنی عذاب و رحم فعل زبان پر مترتب ہوتے ہیں) اور وہ مردہ اپنے لوگوں کے رونے کی وجہ سے

عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية (متفق عليه)

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مونہ پیٹے اور کپڑے پھاڑے اور جاہلیت جیسا نوحہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے ۱۲

چھینکنے اور جمائی لینے کے آداب

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن الله يحب العطاس ويكره التثاؤب فإذا عطس أحدكم وحمد الله كان حقا على كل مسلم سمعه أن يقول له يرحمك الله فأما التثاؤب فإنما هو من الشيطان فإذا تثاءب أحدكم فليرده ما استطاع فإن أحدكم إذا تثاءب ضحك منه الشيطان رواه البخاري وفي رواية لمسلم فإن أحدكم إذا قال ها ضحك الشيطان منه + (مشكوة)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ چھینک لینے کو دوست رکھتا اور جمائی لینے سے ناخوش ہوتا ہے تو جب کوئی تم میں سے چھینک لے اور ساتھ ہی الحمد للہ[1] بھی کہے تو جو مسلمان اس کا الحمد للہ کہنا سنے اس پر حق ہے کہ جواب میں یرحمک اللہ[2] کہے لیکن جمائی لینا شیطان (کی تحریک) سے ہے تو جب تم میں کا کوئی شخص جمائی لے تو جہاں تک بن پڑے اسے روک دے کیونکہ تم میں کا جب کوئی جمائی لیتا ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے یہاں تک تو بخاری کے لفظ ہیں۔ مسلم کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ تم میں کا جب کوئی جمائی آہ آہ کہتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

[1] سب تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے ۱۲ [2] خدا تجھ پر رحم کرے ۱۲

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلْیَقُلْ لَہٗ اَخُوْہُ اَوْ صَاحِبُہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَاِذَا قَالَ لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَلْیَقُلْ یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ (بخاری)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کا جب کوئی شخص چھینک لے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی (مسلمان) یا اس کا دوست اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے اور جب یہ اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے تو اس کو کہنا چاہیے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم[1]

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ فِیْہِ (مسلم)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص جمائی لے تو اس کو چاہیے کہ اپنے مونہہ پر ہاتھ رکھ کر جمائی کو روک لے کیونکہ مونہ کھلا رہنے سے تو شیطان اس میں گھس جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰی وَجْھَہٗ بِیَدِہٖ اَوْ بِثَوْبِہٖ وَغَضَّ بِھَا صَوْتَہٗ (ترمذی)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم چھینک لیتے تو اپنا منہ مبارک ہاتھ سے یا کپڑے سے ڈھانک لیتے اور آواز کو نہایت پست کرتے۔

عَنْ سَعِیْدِ الْمِصْرِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ شَمِّتْ اَخَاکَ ثَلٰثًا فَاِنْ زَادَ فَھُوَ زُکَامٌ وَقَالَ لَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا اَنَّہٗ رَفَعَ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ابوداؤد)

سعید مصری تابعی کہتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کو تین مرتبہ چھینک کا جواب دے اور اگر وہ تین دفعہ سے زیادہ چھینکے تو جواب دینا ضرور نہیں (کیونکہ) وہ مبتلائے زکام ہے سعید مصری تابعی کہتے ہیں کہ میرے علم میں یہ حدیث مرفوع[2] ہے

[1] خدا تمہیں راہ راست دکھائے اور تمہارے دل یا تمہارے حالات نیک کرے [2] جس حدیث کی سند کی انتہا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر ہو اُسے حدیث مرفوع کہتے ہیں ۱۲

من المترجم بخرے دماغ کی طرف صعود کرتے ہیں تو دماغ متاذی ہو کر اضطراراً ان کو دفع کرتا ہے اسی کا نام ہے چھینک۔ چھینک سے ایک طرح کی راحت پہنچتی ہے اسی پر چھینک لینے والے کو الحمد للہ کہنے کا حکم ہے کہ وہ شکر کا کلمہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ خدا کو ہر وقت یاد رکھو سامعین کو جو جواب دینے کا اور پھر چھینکنے والے کو جواب الجواب کا حکم ہے تو یہ آپس میں محبت پیدا کرنے کی تدبیر ہے غرض اسلام کی کوئی سی بات بھی ہو فائدے سے خالی نہیں۔ چھینکنا فعل اضطراری ہے چھینکنے میں اعصاب متشنج ہو کر چہرہ بگڑ جاتا ہے اور کبھی حلق سے یا ناک سے بلغمی رطوبت بھی بزور خارج ہوتی ہے اور آواز نامناسب بھی سنائی دیتی ہے اس لیے مونہ کا ڈھانک لینا ہے۔ جمائی کا انجام ہے کسل اس لیے اس کو شیطان کی طرف منسوب کیا اور حکم دیا کہ تا امکان جمائی کو

روکو- منھ پر ہاتھ کے رکھ لینے میں مصلحت یہ ہے کہ مکھی بھنگے کی قسم سے کوئی چیز سانس کے ساتھ حلق میں نہ چلی جائے اور چہرے کی بدنمائی بھی ظاہر نہ ہو-

آداب اللباس

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّاْکُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِہٖ اَوْ یَمْشِیَ فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدَۃٍ وَّاَنْ یَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ اَوْ یَحْتَبِیَ بِثَوْبٍ وَّاحِدٍ کَاشِفًا عَنْ فَرْجِہٖ (مسلم)

جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتی پہن کر رستہ چلے اور نیز اشتمال صماء[۵۱] سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ آدمی اس ہیئت سے[۵۲] زمین پر سہارا لے کر بیٹھے کہ اُس کا ستر کھلا رہے-

۵۱ اشتمال صماء یہ ہے کہ آدمی چادر اس طرح اوڑھے یا لپیٹے کہ اُس کا سارا جسم ڈھک جائے اور جسم کا کوئی حصہ بھی کھلا نہ رہے حتٰے کہ ہاتھ بھی کپڑے کے اندر ہی ہوں اور کپڑے کی کوئی طرف اتنی اٹھی ہوئی نہ ہو کہ ہاتھ باہر نکال سکے اس طرح چادر اوڑھنے کو صماء اس سے کہتے ہیں کہ کپڑے کی وجہ سے منافذ و مداخل سب بند ہو جاتے ہیں سخت اور ٹھوس پتھر کو صخرہ صماء اسی سے کہا جاتا ہے کہ اس میں خلو اور شگاف مطلق نہیں ہوتا ۱۲

۵۲ احتباء کی صورت یہ ہے کہ آدمی دونوں سُرین زمین پر ٹکا کر بیٹھے اور دونوں پنڈلیاں کھڑی کر کے ہاتھوں یا کپڑے سے حلقہ کرے ایسی صورت میں اگر صرف ایک ہی کپڑا یعنی چادر ہو گی تو کشف عورت ضرور ہو گا اور اسی وجہ سے اس قسم کا احتباء ممنوع ہے ہاں اگر چادر کے علاوہ دوسرا کپڑا بھی ہو گا تو اس طرح بیٹھنے سے کشف عورت نہ ہو گا- اور اسی لیے یہ احتباء درست ہے جیسا کہ اسی حصے کے عنوان آداب جلوس میں گزر چکا ۱۲

من المترجم اس حدیث میں چار ادبوں کی تعلیم ہے اور چاروں مبنی ہیں آدمی کے ذاتی مفاد پر- داہنے ہاتھ سے کھانے کی مصلحت پہلے ہم اوپر لکھ چکے ہیں- اعادہ تحصیل حاصل بلکہ لاحاصل- ایک پاؤں ننگا ایک میں جوتی یہ تو ایک مجنونانہ حرکت ہے- کوئی عاقل بھی اس کو جائز نہیں رکھے گا اور خود آدمی اس طرح اطمینان کے ساتھ چل بھی تو نہیں سکتا- چادر دولائی رضائی کمل یا اسی طرح کے کپڑے کو ایسے طور پر چاروں طرف سے لپیٹنا کہ ضرورت پڑے پر ہاتھ باہر نہ نکل سکے ایک طرح کی ناحق کی قید ہے- ایک شخص اسی طرح بے سُر کٹے بیٹھے تھے اُوپر سے گری چھپکلی ہاتھ کھلے ہوتے تو جھٹ سے رضائی اُتار پھینکتے مگر وہ تو جی کا جنجال ہو گئی تھی بیچارے بہت ہی پریشان ہوئے- چوتھی تعلیم پردہ داری کی ہے-

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ وَالْقَمِیْصِ وَالْعِمَامَۃِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَیْئًا خُیَلَآءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ([illegible])

سالم (عبد اللہ بن عمر کے بیٹے) اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کپڑا حد سے زیادہ لٹکانا (جو حرام و مکروہ ہے) نہ صرف تہمد میں ہے جیسا کہ متعارف ہے بلکہ تہمد میں اور کرتے میں اور پگڑی میں سب میں ہے تو جو شخص ان میں سے کوئی چیز بھی بطریق غرور و تکبر زیادہ لٹکائے گا خدا قیامت کے روز اس کی طرف دیکھے گا بھی تو نہیں[۱]

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ ذَکَرَ الْاِزَارَ فَالْمَرْاَۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تُرْخِیْ شِبْرًا فَقَالَتْ اِذًا تَنْکَشِفُ عَنْھَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِیْدُ عَلَیْہِ

(ابو داؤد - ابن ماجہ)

ام المومنین ام سلمہ کہتی ہیں کہ جس وقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تہمد کا حکم بیان کیا کہ زیادہ لٹکانا نہیں چاہیئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ عورت کے لیے کیا حکم ہے (کہ اگر وہ اس حد سے زیادہ جو مردوں کے لیے مقرر ہے مثلاً نصف ساق دراز نہ کرے گی تو کشف ستر لازم آئے گا) فرمایا کہ عورت ایک بالشت زیادہ کرے ام سلمہؓ نے کہا اگر اس میں بھی کشف ستر کا احتمال ہو؟ فرمایا ایک ہاتھ (بڑھائے) اس سے [illegible]

من المترجم ٹخنوں سے نیچے پاجامے پر تو تشرع لوگ نحو سے بڑی سختی کرتے آئے ہیں مگر اصل مطلب نبذ دہ وراء ظھورھم کر رکھا ہے۔ تری کی بات تو کبر و اسراف ہے جس کپڑے اور جس وضع اور جس حالت میں بھی ہو بس اگر نیچے دامن یا نیچے پائینچے کسی ملک کا دستور پڑ گیا ہو اور کبر و اسراف کا خیال نہ ہو تو اس پر شرعاً کوئی اعتراض یا وعید وارد نہیں۔ یہ الٹی بات ہے کہ ہمارے ملک میں بد وضع لوگ اکثر چست لباس میں بھی اکڑتے ہیں غرض کسی شان کی خصوصیت نہیں ہے فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے ❊ نالہ پابندِ نَے نہیں ہے ❊ مدار کار نیت پر ہے۔

عَنْ سَمُرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلْبَسُوا الثِّیَابَ الْبِیْضَ فَاِنَّھَا اَطْھَرُ وَاَطْیَبُ وَکَفِّنُوْا فِیْھَا مَوْتَاکُمْ

(ترمذی - نسائی)

سمرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ پاکیزہ تر ہیں (کہ میلے ہونے کی وجہ سے جلد جلد دھوئے جاتے ہیں) اور خوش تر (کہ طبع سلیم کا میلان اسی طرف ہوتا ہے) اور ان ہی سفید کپڑوں میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

(بخاری)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تہمد ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہے گا قدم کا اتنا ٹکڑا دوزخ کی آگ میں ہوگا

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ اِلَّا ھٰکَذَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَیْہِ الْوُسْطٰی وَالسَّبَّابَۃَ وَضَمَّھُمَا

(صحیحین)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے کے پہننے سے منع فرمایا ہاں اتنی مقدار ہو تو مضائقہ نہیں اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں انگلیوں یعنی بیچ کی اور شہادت کی انگلیاں اٹھا کر دونوں کو ملا لیا (خلاصہ یہ کہ ریشمی کپڑے کی دو انگل کی گوٹ مرد کو جائز ہے)

ف اصل میں عورت کا ستر منہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ تو نہیں باقی سارا جسم

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّهُ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَوْضِعَ إِصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ

اور مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جابیہ (شام کا ایک مشہور شہر ہے) میں خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا مگر دو انگشت یا تین انگشت یا چار انگشت (کی اجازت دی)۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا (صحیحین) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ إِنَّهُمَا شَكَوَا الْقَمْلَ فَرَخَّصَ لَهُمَا فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور عبد الرحمٰن بن عوف کو اُس خارش (جسم) کی وجہ سے جو انھیں لاحق تھی ریشمی کپڑے کے پہننے کی اجازت دی اور مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ زبیر اور عبد الرحمٰن نے جوؤں کی شکایت کی تو پیغمبر صاحب نے انھیں ریشمی کرتوں کے پہننے کی اجازت دی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسَ قَمِيصًا بَدَأَ بِمَيَامِنِهِ (ترمذی)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب کرتہ پہنتے تو دائیں جانب سے پہننا شروع کرتے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ (ترمذی)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو شملہ دونوں مونڈھوں کے بیچ میں چھوڑتے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ عِمَامَةً أَوْ قَمِيصًا أَوْ رِدَاءً ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ

ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا زیبِ جسم فرماتے تو اُس کا نام لے کر مثلاً عمامہ یا کرتہ یا چادر فرماتے خداوندا ہر طرح کی تعریف تجھی کو سزاوار ہے اس پر کہ تو نے مجھے (یہ) کپڑا (مثلاً عمامہ یا کرتہ یا چادر) پہنایا میں تجھ سے اس (کپڑے) کی بھلائی[1]

[1] کپڑے کی بھلائی یہ کہ بوجہ خیرت بدن پر رہے اور اُسے کوئی آفت و شر نہ پہنچے اور اُس چیز کی بھلائی طلب کرنے سے جس کے لیے کپڑا بنایا گیا ہے یہ مراد ہے کہ کپڑے کا استعمال ایسے موقع اور مصرف میں ہو جو خیرات و طاعات کو شامل ہو اور یہی مطلب ہے دوسرے جملے کا ۱۲

وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ
وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ (ترمذی)

اور جس چیز کے لیے یہ بنایا گیا ہے اُس کی بھلائی کی درخواست کرتا ہوں اور اس کپڑے کی بُرائی اور جس چیز کے لیے یہ بنایا گیا ہے اُس کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ
مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِي كَسَانِي هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ
حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ (ترمذی)

انس کے بیٹے معاذ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھانا کھا کر کہتا ہے کہ ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میرے بے تدبیر و حیلہ کیے اور بے قدرت رکھے اپنے پاس سے پونہچایا اُس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو کپڑا پہن کر کہتا ہے ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور باوجودیکہ میں اس کے حاصل کرنے میں کوئی حیلہ و تدبیر اور قدرت نہیں رکھتا تھا اُس نے یہ کپڑا مجھے نصیب کیا تو اُس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا
أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي
مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ
عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ
كَانَ فِي كَنَفِ اللّٰهِ وَفِي حِفْظِ اللّٰهِ وَفِي
سِتْرِ اللّٰهِ حَيًّا وَمَيِّتًا ۔ (ترمذی)

ابو امامہ کہتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہن کر فرمایا ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس سے میں اپنا ستر چھپاتا اور اپنی زندگی میں اُس سے زینت کرتا ہوں پھر کہا میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص نیا کپڑا پہن کر یہ کہے گا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي پھر جس کپڑے کو پرانا کیا ہے اُس کی طرف قصد کرے یعنی خیرات کرے گا تو وہ خدا کے سایۂ عنایت اور خدا کی حفاظت و نگہبانی اور خدا کے پردۂ مغفرت میں رہے گا زندہ رہے گا جب بھی اور مرے گا جب بھی

لہ ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس میں اپنا ستر چھپاتا اور اپنی زندگی میں اُس سے زینت حاصل کرتا ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ إِنْ أَرَدْتِ اللُّحُوْقَ بِيْ فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَإِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْأَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِيْ ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيْهِ (ترمذی)	اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عائشہ! اگر تم عقبےٰ میں میرے ساتھ اتصال چاہتی ہو تو تمھیں چاہیے کہ دنیا کی صرف اتنی مقدار پر بس کرو جیسے سوار کا توشہ (کہ وہ منزل پر جلد جا پونچنے کی وجہ سے بہت ہی تھوڑا توشہ ساتھ لیتا ہے) اور تم اپنے تئیں مال داروں کی ہمنشینی سے دُور رکھو اور کپڑے پر جب تک پیوند نہ لگا لو اُسے پرانا شمار نہ کرو۔

من المترجم بنائے سلطنت اسلام اور اپنی خانہ داری میں اتنا زہد اس سے بڑھ کر صداقت کی دلیل اَور کیا ہوگی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (ابوداؤد)	ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نفیس کپڑا بقصد تعزز پہنتا ہے خدا اُس کو قیامت کے روز ذلت کا لباس پہنائے گا۔

من المترجم شہرۃ طلبی بھی کبر و نخوت کا ایک پیرایہ ہے اور اسی لیے عند اللہ مبغوض ہے غرور من وجہ دعوے خدائی ہے
مراد ار رسد کبریا ومنی * کہ ملکش قدیم ست وذاتش غنی *

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَّهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ (ترمذی)	وہب کے بیٹے سوید (تابعی) ایک ایسے شخص سے جو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے فرزندوں میں تھے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص زیب و زینت کے لباس کو اُس پر قدرت رکھتے ساتے چھوڑ دے گا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو زینت کے لباس کو تواضعاً چھوڑ دے گا خدا اُس کو بزرگی و عزت کا جوڑا پہنائے گا (یعنی بہشت کا جوڑا جو کرامت و عزت کا باعث ہوگا۔

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ابوالاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اِس حال میں حاضر ہوا۔

وَعَلَيَّ ثِيَابٌ دُوْنٌ فَقَالَ لِيْ اَلَكَ مَالٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَيِّ الْمَالِ قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ قَالَ فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ اَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهٖ (نسائی)

کہ میرے جسم پر ردی اور میلے کچیلے کپڑے تھے پیغمبر صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے میں نے عرض کیا جی ہاں ہے فرمایا کس قسم کا مال ہے میں نے عرض کیا سب قسم کا خدا نے مجھے اونٹ گائے بکری گھوڑے غلام سب کچھ دے رکھا ہے فرمایا تو جب خدا نے تجھے مال دے رکھا ہے تو چاہیئے کہ خدا کی نعمت و کرامت کا اثر تجھ پر دیکھا جائے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرًا فَرَاٰى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهٗ فَقَالَ مَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهٖ رَاْسَهٗ وَرَاٰى رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ مَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يَغْسِلُ بِهٖ ثَوْبَهٗ (ترمذی نسائی)

جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس بقصد ملاقات تشریف لائے پس آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کے سر کے بال پراگندہ اور پریشان ہو رہے ہیں فرمایا کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو اس کے سر کو تسکین دے سکے (یعنی تیل اور کنگھی وغیرہ) اور اسی موقع پر آپ نے ایک اور شخص کو دیکھا جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھا تو فرمایا کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑے دھو کر صاف کرے۔

من المترجم ریشمی کپڑے کا پہننا ممنوع لذاتہ نہیں ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں معیار تمول بہت گھٹا ہوا تھا اُن وقتوں میں حریر کے کپڑوں پر لاگت بھی بہت آتی ہوگی۔ بیش قیمت ہونے کے لحاظ سے مقدور والوں کو بھی استعمال حریر کی ممانعت فرمادی کہ کم مقدرت والے اُمراء کا لباس فاخر دیکھ کر تنگدل نہ ہوں جیسا کہ قارون کے ہم عصر اس کا جاہ و حشم دیکھ کر بے اختیار یَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ[1] بول اُٹھے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ استعمال حریر دلیل تنعم بھی ہے اور پیغمبر صاحب نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان اتنے آسایش طلب ہوں اور عمدہ لباس پہن کر عجب و نخوت سے بچنا ذرا ہی بھی مشکل ان وجوہ سے استعمال حریر کو منع کیا گیا اگر یہ وجوہ نہ ہوں تو ع در عمل کوش ہرچہ خواہی پوش ۞ یا حریر کے دوسرے کپڑے میں ہوں تو از روئے اخلاق وہ بھی ممنوع الاستعمال ہے ۞

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ

اُم المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ابو بکر کی بیٹی اسماء (میری علاتی بہن) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئیں۔

[1] کہ جیسا کچھ ساز و سامان قارون کو ملا ہے ایسا کاش ہمارے پاس بھی ہوتا اس میں شک نہیں کہ قارون بڑا صاحب نصیب ہے ۔

رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَنْ يَّصْلَحَ اَنْ يُّرٰى مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ (ابو داؤد)	کہ باریک اور مہین کپڑے پہنے ہوئے تھیں پیغمبر صاحب نے اِن کی طرف سے مونہ پھیر لیا اور فرمایا اسماء! عورت جب حدِّ بلوغ کو پونہچ چکی تو اب اس کو ہرگز سزاوار نہیں کہ اُسکے جسم کا کوئی حصّہ دیکھا جائے ہاں اِس کا اور اُس کا (دیکھا جانا مضائقہ کی بات نہیں) اور پیغمبر صاحب نے اپنے چہرہ مُبارک اور کف دست کی طرف اشارہ کیا ۱؎
۲۰ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا اَخْطَاتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ وَمَخِيْلَةٌ (بخاری)	ابن عباس کہتے ہیں کہ مخاطب! جو تیرا جی چاہے کھا جو جی چاہے پہن (سب کچھ جائز ہے) جب تک دو باتیں یعنی اسراف اور تکبّر تجھ پر نہ گزریں

من المترجم ہمارے ملک میں اس تعلیم کے رواج دینے کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ مرد تو اتنے نہیں مگر عورتیں عمومًا باریک کپڑے پہنتی ہیں کہنے کو تو گرمی کی وجہ سے مگر نہیں اصل میں منظور ہوتی ہے زینت اور گوری چٹّی ہے تو رنگت کی جھلک اہلِ یورپ پر ہم لوگوں کی اِس اخلاقی کمزوری کا پردہ فاش ہو گیا ہے باوجودیکہ خود استعمال نہیں کرتے۔ انواع واقسام کے باریک کپڑے بنا بنا کر ان ہی کپڑوں کے ذریعے سے ہماری ملکی دولت کا بڑا حصّہ گھسیٹے لیے چلے جاتے ہیں بے پردگی کے علاوہ مہین کپڑے جلد جلد پھٹتے اور جلد جلد نئے بنانے کی ضرورت واقع ہوتی رہتی ہے اب سمجھے کہ شارعِ اسلام کو کہاں تک ہمارے فائدوں پر نظر ہے۔ جو حکم بھی دیا ہے جو بات بھی سکھائی ہے فائدے کا پہلو لیے ہوئے ضرور ہے ۰

انگوٹھی پہننے کے آداب

۱ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ وَّجَعَلَهٗ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ اَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ نُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشُ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِيْ هٰذَا وَكَانَ اِذَا لَبِسَهٗ جَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ بَطْنَ كَفِّهٖ (صحیحین)	ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور ایک روایت میں ہے کہ سونے کی انگوٹھی اپنے داہنے ہاتھ میں پہنی پھر آپنے اُسے پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوا کر اُس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا گیا اور فرمایا کہ میری اِس انگوٹھی جیسا نقش کوئی شخص (اپنی انگوٹھی میں) کندہ نہ کرائے۔ آپ جب وہ انگوٹھی پہنتے تو (عُجب اور زینت سے بچنے کے لیے) اُس کا نگینہ ہتیلی کے اندر کی طرف رکھتے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ یَّکْتُبَ اِلٰی کِسْرٰی وَقَیْصَرَ وَالنَّجَاشِیِّ فَقِیْلَ اِنَّھُمْ لَا یَقْبَلُوْنَ کِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلْقَتُہٗ فِضَّۃٌ نُقِشَ فِیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (مسلم)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (بادشاہ فارس) اور قیصر (شاہ روم) اور نجاشی (بادشاہ حبشہ) کی طرف خط لکھنا چاہا تو عرض کیا گیا کہ یہ بادشاہ بے مُہر کے خط کو قبول نہیں کرتے ہیں پس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی کے بنانے کا حکم فرمایا جس کا حلقہ چاندی کا تھا (اور) جس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا گیا تھا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَانَ خَاتَمُہٗ مِنْ فِضَّۃٍ وَکَانَ فَصُّہٗ مِنْہُ (بخاری)

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور چاندی ہی کا اُس کا نگینہ تھا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّۃٍ فِیْ یَمِیْنِہٖ فِیْہِ فَصٌّ حَبَشِیٌّ کَانَ یَجْعَلُ فَصَّہٗ مِمَّا یَلِیْ کَفَّہٗ (صحیحین)

اور ایک روایت میں ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی جس کا نگینہ حبشی (یعنی عقیق یا سلیمانی پتھر) کا تھا آپ انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کے اندر کی جانب رکھتے تھے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذِہٖ وَاَشَارَ اِلَی الْخِنْصَرِ مِنَ الْیَدِ الْیُسْرٰی (مسلم)

حضرت انس کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس میں تھی اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا کی طرف اشارہ کیا (یعنی آپ بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے)

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَھَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِیْ اِصْبَعِیْ ھٰذِہٖ اَوْ ھٰذِہٖ قَالَ فَاَوْمٰی اِلَی الْوُسْطٰی وَالَّتِیْ تَلِیْھَا (مسلم)

حضرت علی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع کیا کہ میں اپنی اس انگلی یا اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں راوی حدیث کا بیان ہے کہ پھر حضرت علی نے بیچ کی انگلی اور اُس کے پاس والی (یعنی بنصر) کی طرف اشارہ کیا (خلاصہ یہ کہ وسطیٰ اور بنصر میں انگوٹھی پہننی منع ہے) +

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی خَاتَمًا مِّنْ ذَھَبٍ فِیْ یَدِ

عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی

رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلَى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهُ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم)

تو اُس کی انگلی سے اُتار کر پھینک دی۔ اور فرمایا (لوگو!) تم میں کا ایک شخص آگ کے انگارے کا قصد کرتا پھر اُسے اپنے ہاتھ میں لیتا ہے (یہ فرما کر آپ تو تشریف لے گئے) اور آپ کے تشریف لے جانے کے بعد کسی شخص نے اُس آدمی سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اُٹھا لے (اسے بیچ کر) فائدہ اُٹھا یو اُس نے جواب دیا واللہ جس انگوٹھی کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پھینکا ہے اُسے تو میں اُٹھاؤں گا نہیں۔

عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ شَبَهٍ مَالِيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ مَالِيْ اَرٰى عَلَيْكَ حِلْيَةَ اَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ اَتَّخِذُهُ فَقَالَ مِنْ وَّرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا (ترمذی ابوداود)

بریدہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوتے تھا فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھ میں بتوں کی بدبو پاتا ہوں (یہ سن کر) اُس شخص نے انگوٹھی کو پھینک دیا پھر (وہی شخص ایک اور دفعہ) آیا اور اُس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی تھی جناب پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھے دوزخیوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں اُس شخص نے یہ انگوٹھی بھی پھینکدی اور عرض کیا یا رسول اللہ میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں فرمایا چاندی کی اور اُس کا وزن پورے مثقال[1] تک نہ پونہچا۔

عَنْ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَوْلَاةً لَّهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِيْ رِجْلِهَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ (ابوداود)

زبیرؓ کے بیٹے (عبد اللہ) سے روایت ہے کہ ہماری آزاد لونڈی زبیر کی بیٹی (میری بہن) کو عمر بن الخطاب کے پاس لے گئی اور اُس کے پاؤں میں گھونگرو تھے حضرت عمرؓ نے گھونگروؤں کو کاٹ کر فرمایا کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ ہر گھونگرو کے ساتھ شیطان ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ اَنَّ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ ابْنَ اَسْعَدَ قُطِعَ اَنْفُهُ

طرفہ کے بیٹے عبد الرحمن سے روایت ہے کہ اُن کے دادا اسعد کے بیٹے عرفجہ کی کلاب[2] کے دن ناک کٹ گئی تھی۔

[1] مثقال ایک وزن ہے دینار کے برابر اور دینار ایک درم اور درم کے دو سبع کے ہموزن ہوتا ہے اور انگریزی تول کے حساب سے درم ساڑھے تین ماشے کا تو مثقال چار ماشے کے قریب وزن ہوگا ۱۲ [2] کلاب ایک جگہ کا نام ہے جہاں اہل عرب میں ایک بڑا معرکہ پیش آیا تھا جو ایام عرب میں ایک نہایت مشہور واقعہ سمجھا جاتا ہے ۱۲

يَوْمَ الْكُلَابِ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِنْ فِضَّةٍ فَاَنْتَنَ عَلَيْهِ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَّخِذَ اَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ (نسائی)

تو اُنھوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگالی تھی - لیکن چند روز کے بعد اُس میں بدبو پیدا ہوگئی تو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ سونے کی ناک بنوا کر لگائیں ف۱

عَنْ مَالِكٍ قَالَ اَنَا اَكْرَهُ اَنْ يُّلْبَسَ الْغِلْمَانُ شَيْئًا مِّنَ الذَّهَبِ لِاَنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ فَاَنَا اَكْرَهُ لِلرِّجَالِ الْكَبِيْرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيْرِ (موطا)

امام مالک کہتے ہیں میں اِس بات کو مکروہ اور ناپسند رکھتا ہوں کہ لڑکے سونے کی کوئی چیز پہنائے جائیں کیونکہ مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا تو میں مردوں میں سے بڑوں اور چھوٹوں دونوں کے لیے سونے کو مکروہ رکھتا ہوں -

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِاِنَاثِ اُمَّتِيْ وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا (نسائی)

ابو موسےٰ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا اور ریشمی کپڑا میری اُمت کی عورتوں کے لیے حلال اور مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے -

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ وَضَعَ بَدَلَ نَزَعَ

انس کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اُتار دیتے اور ابو داؤد کی روایت میں نزع کی جگہ وضع آیا ہے یعنی بیت الخلاء جاتے وقت انگوٹھی رکھ دیتے ف۲

ف۱ جو لوگ دانتوں کو سونے کے تاروں سے بندھواتے ہیں وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں ۱۲ ف۲ کیونکہ اُس کے نگینے پر محمد رسول اللہ کندہ تھا یہاں سے معلوم ہوا کہ جب آدمی پاخانے جانے لگے تو ایسی چیز ساتھ نہ لے جائے جس میں خدا یا رسول خدا کا نام یا قرآن کے لفظ ہوں ۱۲

من المترجم دوسرے ادیان کے مقابلے میں اسلامی شریعت کی بڑی خوبی ہے نرمی اور آسانی مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ہم تو اس آیت کو مسلمانوں کے حق میں فرمانِ آزادی سمجھتے ہیں یہ تو قرآن ہوا اور حدیث اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ اسی فرمان کی تفسیر اور تشریح ہے - لیکن الفاظ دین اور دنیا اور حرج اور آزادی کے مفہوم کے سمجھنے میں اکثر لوگ افراط کی یا تفریط کی غلطی کرتے ہیں سب سے پہلے آزادی کو لو کہ اس کی اُمنگ تو انسان کی فطرت میں ہے اور اس کا جنون ہمارے زمانے میں خصوصاً انگریزی عملداری میں کریلا اور نیم چڑھا ع سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا - انگریزی تعلیم کے گدگدانے سے بڑے زوروں پر ہے بے شک آدم زاد بڑا وسیع الاقتدار کثیر الاختیار مخلوق ہے کہ بنظر ظاہر بادشاہ ہے اور تمام کائنات اس کی رعایا سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اور کیوں نہ ہو نائب بھی کس کا ہے خدا کا اس کے منعزنہ چلیں تو کس کے چلیں گر ع لقمہ جملہ بخشی ضررش نیز بگو - لتنے اختیارات پر درماندگی بھی اس درجے کی ہے کہ انسان

ضعیف البنیان تو حضرت کا خطاب ہے لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ؕ اور پھر لعنت بر سچ جتنا کچھ اختیار ہے اور جیسا کچھ بھی ہے ؎

دے کے کچھ اختیار تھوڑا سا　　کیا یہ اٹکا دیا ہے روڑا سا

متفرع ہے زندگی پر اور سرے سے زندگی ہی اپنے اختیار کی نہیں ؎

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے　　اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

آدمی ہزار ہا سال سے زمین پر آباد ہے اور شروع سے اپنے اختیارات کی توسیع کی تدبیریں کر رہا ہے اور اس بارے میں اس کی سعی بہت کچھ مشکور بھی ہوئی ہے مگر ع ای طبل بلند بانگ در آخر ہیچ - سارے قصیدے کے مقطع کا بند یہی ناکہ جس طرح زمینداروں کے گھروں میں کمیرنیاں اس کوٹھی کے دھان اُس کوٹھی میں اور اُس کوٹھی کے اس کوٹھی میں کیا کرتی ہیں اور چودھران مُوسل لیے سر پر موجود یہی کچھ اور ایسا ہی کچھ آدمی نے بھی کیا ہے اور کر رہا ہے اور کیا کرے گا خدا تعالیٰ نے کارخانہ عالم کے چلانے کے لیے چند در چند قاعدے مقرر کر دیئے ہیں جو قوانینِ فطرت یا سنۃ اللہ یا خواص الاشیاء کہلاتے ہیں۔ اِن قواعد میں سے بعض ہم کو خدا نے معلوم کرا دیئے ہیں - اور بہت سارے معلوم کرنے کو باقی ہیں اور وقتاً فوقتاً دریافت ہوتے رہتے ہیں - سب سے پہلی محکومی اِن قوانینِ قدرت کی ہے کہ آدمی کو اِن قاعدوں کے توڑنے کا مقدور نہیں لَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا ؕ پس آدمی اپنے اختیارات کو اِن اُصول کی پابندی کے ساتھ نافذ کر سکتا ہے نہ اِن کے خلاف - دوسری محکومی خود انسان کی اپنی حالت سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ دنیا سے الگ تھلگ رہ کر زندگی کر نہیں سکتا پس چار و ناچار اس کو طرح طرح کے تعلقات رکھنے پڑتے ہیں جس کے یہی معنے ہیں کہ اس کو بہت سے خصموں کی جورو بننا پڑتا ہے اور اس ہمہ وقت کی کشاکش میں زندگی کرنے کے لیے وہ عمر بھر ادبستان دنیا میں تعلیم پاتا رہتا ہے ؎

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے　　کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخیِ دوراں سے

پہلی درس گاہ ماں کی گود اور باپ کا گھر ہے پھر مکتب یا دوکان یا کارخانہ و امثال ذالک - اس مرحلے کے طے کرنے کے بعد سے دنیا کی یونیورسٹی کی تعلیم شروع ہوتی ہے اور خانہ داری اور کاروبار اور سلطنت اور تمدّن اور مذہب کی قیود بڑھتی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ دنیا کی یونیورسٹی فلو کر دیا جاتا ہے - جس کی زندگی اس طرح کے شکنجوں میں گزرے اُس کو آزادی کا نام مونھ سے نکالتا جائے شرم - بس ایک آزادی کا مفہوم صحیح ذہن نشین کر لو سارے عقدے آپ سے آپ حل ہو جائیں گے اور تم کو ماننا پڑے گا کہ تعلیم شریعت تکلیف نہیں بلکہ راحت ہے اور قید نہیں بلکہ آزادی ہے انگوٹھیوں پر جو ہم نے باب جداگانہ قائم کیا ہے تو انگوٹھی سے مراد مُہر ہے اور اس کے بارے میں قولِ فیصل یہ ہے کہ زیب و زینت کے لیے ہو تو اسراف اور تشبّہ بالنساء اور عارِ مردی ہے اور اسی لیے ممنوع ہے اور ضرورت کے لیے ہو تو بقدرِ ضرورت جائز تو اس زمانے میں مُہر کا ہے کیا بلکہ دست خط پر سے بھی اعتماد اُٹھ گیا ہے اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے نقش نے اپنا سکّہ جمایا ہے - کچہری عدالت دفتر کے علاوہ مُہریں بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں - مگر ناخواندہ آدمی کو ناچار مُہر رکھنی پڑتی ہے - ہم جانتے ہیں کہ سارے جہان میں مُہر

لہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ اس کے (پیدا کرنے کے) لیے سب کے سب اکٹھے (ہی کیوں نہ) ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے تو اس کو

کا رواج نہیں۔ ہمارے یہاں بھی ہر ایک آدمی اپنا نام تو آسانی لکھنا سیکھ سکتا ہے۔ مگر رواج نہیں اس لیے کہ غیرت نہیں حرف ناشناسی عیب نہیں۔

باب کی احادیث میں امتیاز کرلینا کہ کونسی حدیث تعلیمی ہے اور اُس میں کونسا فائدہ مضمر ہے اور کونسی حدیث محض بیان حال ہے ساری کتاب پڑھنے سے تم کو اتنا سلیقہ تو آگیا ہوگا۔

جُوتی پہننے کے آداب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ (بخاری)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایسے چمڑے کی جوتیاں پہنا کرتے جس کے بال دیے جاتے تھے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا يَقُوْلُ اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ (مسلم)

جابر کہتے ہیں میں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک جہاد میں جاتے وقت فرماتے سُنا کہ لوگو! بہت سی جوتیاں جمع کرکے ساتھ لے لو کیونکہ آدمی جب تک جوتیاں پہنے رہتا سوار کے حکم میں ہوتا ہے (کہ جلد جلد چلتا اور پاؤں آفت سے سلامتی میں رہتے ہیں)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ (صحیحین)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کا کوئی (آدمی) جُوتی پہننے لگے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور اُتارنے لگے تو پہلے بائیں پاؤں سے اُتارے تاکہ جوتی پہنتے وقت داہنا پاؤں دونوں میں اوّل اور اُتارتے وقت بایاں پاؤں دونوں میں آخر رہے ف۱

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْشِيْ أَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا (صحیحین)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا کوئی آدمی ایک جُوتی پہن کر نہ چلے چاہیے کہ دونوں جوتیاں اُتار ڈالے اور ننگے پاؤں چلے یا دونوں جوتیاں پہن کر چلے ف۲

ف۱ اس بارے میں کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں کسی طرح کی شان وفضیلت ہو اُس میں داہنے سے شروع کرنا مستحب ہے اور جو چیز ایسی نہ ہو اُسے بائیں سے شروع کرنا چونکہ جوتی کا پہننا دخول مسجد اور دیگر اعمال خیر کی تمہید ہے بخلاف جوتی اُتارنے کے اس سے پہنتے وقت ابتداء یمین اور اُتارتے وقت ابتدا شمال مستحب ٹھیری ۱۲ ف۲ ایک پاؤں میں جوتی پہن کر اور ایک کو ننگا کرکے چلنا مکروہ ہے بکراہت تنزیہی کیونکہ اوّل تو یہ ہیئت وقار و حرمت اور ادب کے خلاف ہے دوسرے اس طرح چلنے سے پاؤں میں موچ آجاتی ہے خاص کر جوتی اونچی ہو اور زمین ناہموار ہو ۱۲

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا (ترمذی - ابوداؤد ابن ماجہ)

جابرؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے جوتی پہننے سے منع فرمایا ف

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ اَنْ يَّخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعَهُمَا بِجَنْبِهٖ (ابوداؤد)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب آدمی کہیں بیٹھنا چاہے تو جوتیوں کو اُتار کر اپنے پہلو میں رکھ لینا مسنون طریقہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّهٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ (مشکوٰۃ)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانا آگے رکھا جائے (اور تم کھانا چاہو) تو جوتیاں اُتار ڈالو کیونکہ اس سے پاؤں کو بہت راحت پہنچتی ہے (اور علاوہ بریں کھانے کا ادب بھی ہی) ف۲

ف۱ یہ اُس صورت میں ہے کہ جوتی بہت تنگ ہو اور کھڑے کھڑے پہننے میں مشقت و تکلیف ہوتی ہو یا جوتی ہی اِس قسم کی ہو کہ پہننے اور تسمے باندھنے کے لیے ہاتھ کی اعانت کی احتیاج پڑتی ہو ورنہ جوتی کھڑے ہو کر پہننا مطلق منع نہیں ہی ۱۲

ف۲ حصۂ اول کے کتاب الصلوٰۃ میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ جوتیاں ستھری ہوں تو انھیں پہنے پہنے نماز پڑھنا درست ہے ۱۲

من المترجم اس باب کے مضامین کے جمع کرتے وقت بات بات پر طبیعت رُکتی تھی اِس خیال سے کہ آج کل قوم کے سروں میں آزادی کی ہوا بھری ہوئی ہے اور لوگ اقوال افعال حرکات سکنات میں کسی طرح کی روک ٹوک کو پسند نہیں کرتے اور خاص کر روزمرہ کی ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں مذہبی مداخلت دیکھ کر ہتے سے اکھڑ جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ مذہب کو ایسی نکتہ چینی کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اگر سچ پوچھو تو ان لوگوں نے مذہب کے معنے ہی ٹھیک نہیں سمجھے۔ اور نہ صاحب شریعت کے اختیارات کا صحیح اندازہ کیا۔ مذہب کے معنے ہیں چال چلن برتاؤ طور طریق طرزِ تمدّن۔ وحشی اقوام کے حالات جہاں تک دریافت ہوئے ہیں اس بات کی شہادۃ دیتے ہیں کہ تربیت کے بدون آدمی حضیضِ حیوانیت سے اُبھر نہیں سکتا پس تربیت شرطِ انسانیت ٹھیری۔ اور تربیت دوسرا نام ہے روک ٹوک کا نگرانی کا اصلاح کا۔ غرض آدمی کے لیے اس کی زندگی بھر مسیطر کا ہونا ضرور ہے۔ ربُّ البیت اُستاد کار فرما سوسائٹی سلطنت مذہب سب اپنی اپنی جگہ مسیطر ہیں۔ مسیطروں میں سب سے بڑا مسیطر مذہب۔ اب سمجھے کہ مذہب آدمی پر کس قسم کا اور کتنا اختیار رکھتا ہے۔ وہ تمام مسیطروں کی کل حیثیتوں کا جامع ہے اور انسان کے جزو کل اُمور میں دخل دینے کا حقدار ہے آزادی پسند طبیعتیں جو مذہب کے نام سے گھبراتی ہیں اُنھوں نے غلطی سے مذہب کی حکومت کو حاکمِ وقت کی سی جبری اور تکلیف دِہ حکومت سمجھ رکھا ہے حالانکہ مذہب کی حکومت شفیق باپ کی حکومت سے اشبہ ہی کاش بچپن میں باپ کی روک ٹوک کو اور بڑے پن میں مذہب کی روک ٹوک کو حاکمانہ اور جابرانہ نہیں بلکہ خیرخواہانہ اور ناصحانہ روک ٹوک سمجھا جائے تو الْاِنْسَانُ حَرِيْصٌ عَلٰى مَا مُنِعَ[1] کی جبلّۃ کبھی بھی اسکو سرکشی نہ کرنے دے پس مذہبی تعلیم میں چھوٹی چھوٹی باتیں دیکھ کر تنگدل نہ ہو اور شکرگزاری اور احسان مندی سے شارع کی ہر ایک بات کو بسمع رضا

[1] آدمی جس چیز کے کرنے سے منع کیا جاتا ہے وہ اُس کے کرنے پر حریص ہوتا ہے ۱۲

سُنو اور سوچو کہ اُس کو ہر صورت سے تمہارا فائدہ مدِ نظر ہے جیسا بڑی باتوں میں ویسا چھوٹی باتوں میں۔ احادیث باب میں سے بعض میں بیانِ حال ہے بعض میں واہنے پاؤں کی فضیلت ہے جس کی وجہ پہلے بیان کردی گئی ہے بعض میں بزرگانہ مشورہ ہے جو فائدے سے خالی نہیں۔

سر اور ڈاڑھی کے بالوں کے آداب

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ (صحيحين)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھی حالانکہ مجھے حیض آتا ہوتا تھا۔

من المترجم اِس سے ایک بات تو کام کی نکلتی ہے اور اسی غرض سے اُمّ المومنین عائشہ نے حدیث کی روایت بھی کی ہوگی کہ اسلام میں طہارۃ یعنی صفائی سُتھرائی کی بڑی تاکید ہے۔ عرب جیسے ملک میں جہاں پانی کی قلت رہا کرتی ہے دن رات میں پنج وقتی وضو جمعے کے جمعے غسل کافی طہارۃ ہے اِس کے ساتھ قرآن پاک میں حیض کو گندگی بھی فرمایا ہے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى[1] جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل نے بتادیا کہ حیض گندگی ہے تو قرآن کے لیے اور روزے نماز کے لیے ہمارے مُلک کے ہندوؤں کی طرح نہیں کہ حائضہ کے پاس آنے تک سے روادار نہیں ہوتے اور باوجودیکہ یہ مجبوری کی حالت اُن پر پڑے کی بات ہے بیچاریاں ناحق رُسوا ہوتی ہیں

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ (صحيحين)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسانی طبیعت کے پانچ تقاضے ہیں۔ ختنہ کرانا اُستَرہ لینا۔ ناخن تراشنا۔ لبیں لینا بغل کے بال اُکھیڑنا۔

من المترجم اس حدیث میں جن پانچ باتوں کا مذکور ہے اُن کے مقتضائے فطرت ہونے کے یہ معنے کہ آدمی بالطبع میل کچیل اور کثافت اور غلاظت سے نفرت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ صاف سُتھرا رہے اور اس کی تدبیر بھی بتادی ہے جو لوگ مغلوبِ رسم و رواج ہوکر ان تدبیروں کو عمل میں نہیں لاتے اُوپر سو پر متاذّی ہوتے ہیں۔ غرض یہ تمام تعلیم حفظانِ صحت کی غرض سے ہے +

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ (صحيحين)

ابنِ عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! مشرکوں کی مخالفت کرو یعنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کم کرو۔

[1] اے پیغمبر لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو ان کو سمجھادو کہ وہ گندگی ہے ۱۲

من المترجم - مونچھوں کے کتروانے اور ڈاڑھی کے بڑھانے پر ہم پہلے بھی کسی جگہ کچھ لکھ چکے ہیں مگر یہی لکھا ہوگا کہ مونچھوں کے کتروانے میں صفائی اور ڈاڑھی کے رکھنے میں وقار ہے۔ صفائی اور وقار سے بڑھ کر اس حدیث میں مشرکین کی مخالفت کو وجہ قرار دیا ہے یہ وہی مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ کی سی بات آئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جرنیل فوج کی وردی کو بہ جبر کرتا ہے اور وہ سپاہیوں کو پہننی پڑتی ہے کیا پیغمبر جن کو مسلمان ہادی اور شفیق اور ادیب اور مصلح اور شفیع اور کیا اور کیا مانتے ہیں ہماری وضع ظاہر پر اتنا اختیار بھی نہیں رکھتے کہ ہم اُن کی اُمت کے ایک ممتاز گروہ معلوم ہوں مگر یوں کہو کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، اور دکھانے کے اور۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ مُوَافَقَۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ فِیْمَا لَمْ یُؤْمَرْ فِیْہِ وَکَانَ اَھْلُ الْکِتَابِ یَسْدِلُوْنَ اَشْعَارَھُمْ وَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَفْرِقُوْنَ رُؤُسَھُمْ فَسَدَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَاصِیَتَہٗ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ (صحیحین)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن باتوں میں اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے جن کے بارے میں آپ پر کوئی حکم خدا نہ اترا ہوتا۔ اہل کتاب اپنے سروں کے بال چھوڑے رکھتے تھے اور بت پرست مانگ نکالا کرتے تھے تو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی اپنی پیشانی پر بال چھوڑ دیا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد مانگ نکالا کرتے تھے

من المترجم حدیث تو از قبیل بیان حال ہے مگر انگریزی وضع کے اختیار کرنے والے اگر اس سے سند پکڑیں تو کون منع کر سکتا ہے کیونکہ بہت سی باتیں شارع کی مامور بہا نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی صَبِیًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَاْسِہٖ وَتُرِکَ بَعْضُہٗ فَنَھَاھُمْ عَنْ ذَالِکَ وَقَالَ احْلِقُوْا کُلَّہٗ اَوِ اتْرُکُوْا کُلَّہٗ (مسلم)

ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ (اُس کے حال پر) چھوڑ دیا گیا تھا تو آپ نے اس سے منع کیا اور فرمایا سارا سر مونڈو یا سب (اُس کے حال پر) چھوڑ دو

من المترجم ممانعت کی وجہ صرف بدنمائی معلوم ہوتی ہے تشرع سے قطع نظر شرفا قوم اس کو یوں بھی اچھا نہیں سمجھتے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ

ابو قتادہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب پیغمبر خدا

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ جُمَّۃً اَفَاُرَجِّلُہَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَکْرِمْہَا فَقَالَ فَکَانَ اَبُوْقَتَادَۃَ رُبَّمَا دَھَنَہَا فِی الْیَوْمِ مَرَّتَیْنِ مِنْ اَجْلِ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَکْرِمْہَا (موطا)

صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بڑے بڑے پٹھے ہیں کیا میں ان میں کنگی کرتا رہوں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کنگی کرتے رہو اور بالوں کو عزیز رکھو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر تو ابوقتادہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے کی وجہ سے کہ ہاں کنگی کرتے رہو اور بالوں کو عزیز رکھو بسا اوقات دن میں دو دو مرتبہ بالوں میں تیل ڈالا کرتے تھے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرَ الرَّاْسِ وَاللِّحْیَۃِ فَاَشَارَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ کَاَنَّہٗ یَاْمُرُہٗ بِاِصْلَاحِ شَعْرِہٖ وَلِحْیَتِہٖ فَفَعَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَیْسَ ھٰذَا خَیْرًا مِّنْ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدُکُمْ وَھُوَ ثَائِرُ الرَّاْسِ کَاَنَّہٗ شَیْطَانٌ (موطا)

یسار کے بیٹے عطا کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص اس حال میں آیا کہ اس کے سر اور ڈاڑھی کے بال پریشان تھے۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کی طرف اشارہ کیا گویا آپ اُسے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی اصلاح و درستی کا حکم فرماتے تھے چنانچہ وہ شخص آپ کا اشارہ سمجھ گیا اور سر و ڈاڑھی کی اصلاح کرکے واپس آیا تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ حالت اس ہیاۃ سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں کا ایک شخص آتا ہے حالانکہ اُس کے بال ایسے پریشان ہوتے ہیں گویا کہ وہ (بدروئی میں) شیطان ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ دُھْنَ رَاْسِہٖ وَتَسْرِیْحَ لِحْیَتِہٖ (مشکوٰۃ)

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سر میں کثرت سے تیل ڈالا کرتے تھے اور ڈاڑھی میں بہت کنگی کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا (ترمذی۔ ابوداؤد)

مغفل کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کنگی کرنے سے منع کیا مگر کبھی کبھی کا مضائقہ نہیں مثلاً ایک روز کرے دوسرے روز ترک کردے۔

من المترجم ان حدیثوں کی تعلیم کا ماحصل یہ ہے کہ آدمی بال رکھے تو اُن کی خدمت بھی کرتا رہے اور تحسین ہیاۃ اچھی چیز ہے بشرطیکہ عورتوں کی طرح بناؤ کنگی چوٹی سنگار کی عادت نہ کرے کہ عار مردی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاصِلَۃَ وَالْمُسْتَوْصِلَۃَ وَالْوَاشِمَۃَ وَالْمُسْتَوْشِمَۃَ (صحیحین)

ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے بالوں میں دوسرے بال ملاتی ہے (کہ بال بڑے معلوم ہوں) اور جو دوسرے کو اس بات کا حکم کرتی ہے (کہ میرے بالوں میں دوسرے بال ملا دے) اور جو جسم کا کوئی حصہ خود گودتی اور جو دوسرے سے گدواتی ہے ان سب پر خدا لعنت کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَیِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰہِ فَجَآءَتْہُ امْرَأَۃٌ فَقَالَتْ اِنَّہٗ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ لَعَنْتَ کَیْتَ وَکَیْتَ فَقَالَ مَالِیْ لَآ اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ ھُوَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَیْنَ اللَّوْحَیْنِ فَمَا وَجَدْتُّ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ کُنْتِ قَرَأْتِیْہِ لَقَدْ وَجَدْتِّیْہِ اَمَا قَرَأْتِ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاِنَّہٗ قَدْ نَھٰی عَنْہُ (صحیحین)

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے انھوں نے کہا خدا اُن عورتوں کو، جو اپنے جسم کے کسی حصّے کو خود گودتی یا دوسرے کو گودنے کا حکم کرتی اور جو اپنے چہروں پر سے بال چُنتی اور جو چُنواتی اور جو اظہارِ حُسن کے لیے دانتوں کو جھری دار بناتی (اور) جو خدا کی پیدائش میں ردّ و بدل کرتی ہیں ان سب پر خدا لعنت کرے یہ سُن کر عبد اللہ بن مسعود کے پاس ایک عورت آکر کہنے لگی مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسی اور اس طرح کی عورتوں پر لعنت کرتے ہو عبد اللہ بن مسعود نے کہا مجھے کیا ہو گیا کہ جسے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور جو خدا کی کتاب میں ملعون ہے اُس پر لعنت نہ کروں عورت نے کہا میں نے سارا قرآن اوّل سے آخر تک پڑھا ہے میں تو اُس میں وہ چیز پاتی نہیں جو تم کہتے ہو عبد اللہ بن مسعود نے کہا اگر تو قرآن کو (سمجھ کر) پڑھتی تو (جو میں کہتا ہوں) اُس کو ضرور پاتی کیا تُو نے یہ آیت نہیں پڑھی وما اتٰکم الرسول الخ یعنی اور (مسلمانو!) جو چیز پیغمبر تم کو دیا کریں وہ تو لے لیا کرو اور جس سے منع کریں اُس سے دست کش رہو عورت نے کہا ہاں یہ آیت پڑھی تو ہے اس پر عبد اللہ بن مسعود بولے تو پیغمبر صاحب نے اُن (کاموں سے جو اوپر مذکور ہوئیں) منع فرمایا ہے (تو جن باتوں سے جناب پیغمبر صاحب نے منع فرمایا اُن کا ترک بحکم نصِّ قرآن واجب اور ارتکاب سبب لعنت ہے)

من المترجم اِن دو حدیثوں میں چار چیزوں کی ممانعت ہے وشم وصل نمص تفلّج اور ممانعت بھی ہے تو با ین سختی کرنے والی اور کرانے والی دونوں ملعون۔ سرکارِ انگریزی کو سختی کے ساتھ سدِ باب رشوت منظور ہوا تو رشوت کا دینا اور لینا دونو کو برابر کا جُرم ٹھیرادیا۔ یہی حال وشم وغیرہ کا ہے کہ کرنا بھی منع کرانا بھی منع تو **وشم** یہی متعارف گودنا ہے۔ یہ ایک وحشیانہ رسم ہے جو ابھی تک رذیل اقوام کی عورتوں میں برابر جاری ہے جیسے شرفا میں ناک کان کا چھدوانا۔ اس کے مذموم ہونے میں کون کلام کرسکتا ہے۔ انگریز اس کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ ہے بھی اس قابل مگر کان کی ایک لو تو انگریزوں کی بھی چھدی ہوئی دیکھتے ہیں۔ مذموم ہونے کی بڑی وجہ نداق کی روادارہ ہے۔ نداق صحیح ہو تو حسنِ خداداد سے بڑھ کر حسن نہیں لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ اب اس میں جو آدمی اپنی طرف سے نمک مرچ لگاتا ہے تو یہ اس کی بیہودگی ہے اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَهُوَ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ [۱]

حجام مردو دست ترا قطع لازم است　　　اصلاح مے دہی خط پروردگار را

پیغمبر صاحب کو خدا نے کیسا نداقِ سلیم عطا کیا تھا کہ جو باتیں ہم کو اب ڈیڑھ ہزار برس بعد بُری لگتی ہیں۔ اُن کو اُس وقت بُری معلوم ہوتی تھیں اور وہ ان کی اصلاح چاہتے تھے۔ دوسری بات ہے **وصل** اصطلاحِ شرع میں وصل یہ ہے کہ عورت کسی اَور کے بال اپنے بالوں میں ملائے تاکہ اس کی چوٹی لمبی اور گھنی معلوم ہو کہ لمبی اور گھنی چوٹی کی تعریف ہے ہم نے اپنی عمر میں سب سے پہلے اب سُنا ہے کہ پنجاب میں کثرت سے اس کا رواج ہے اور دلّی میں بھی کہیں کہیں ہو چلا ہے سو ہم تو اس میں سوائے اِس کے کسی طرح کی قباحت پاتے نہیں کہ پیغمبر صاحب کے وقت میں بازاری بدنام عورتیں ایسا کرتی ہوں گی۔ یہی حال ہے تیسری خصلت **نمص** کا کہ چہرے کے بال اکھڑوا دینے کو نمص کہتے ہیں۔ تو عورت کے مُونہ پر بال نہیں ہوتے۔ ہو نہ ہو پیشانی کے آگے بڑھے ہوئے بالوں کو چُنوا ڈالتی ہوں گی۔ یا شاید دونوں بھووں کے بیچ کے بال کہ عرب کے لوگ ہماری طرح جُٹی بھووں کو پسند نہیں کرتے۔ اور ابلج بین الحاجبین ان کے یہاں داخلِ حسن ہی ہے بہر کیف کچھ بھی ہو مرد قص الشوارب کریں تو عورتیں وصل و نمص کیوں نہ کریں مگر وہی شیوہ فواحش آخری بات **تفلّج** ہے تو عرب کے لوگ چھدرے دانتوں کو پسند کرتے ہیں اپنا اپنا نداق ہی تو ہے۔ ناچار عورتیں جن کو اپنی چھب کھانی منظور ہوتی ہے تو دانتوں کو رتوا کر چھدرا کرلیتی ہوں گی۔ بدوضعی اور آوارگی کے علاوہ رتوانے سے دانت بھی کمزور پڑجاتے ہوں گے۔ غذا اچھی طرح نہ چبتی ہوگی تو یہ نقصان مزید ہے بدوضعی مزیل آبرو۔ دانتوں کی کمزوری مضرِ صحت۔

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ فَخَلَّقُوْنِيْ بِزَعْفَرَانٍ فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ اذْهَبْ فَاغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ (ابوداؤد)

یاسر کے بیٹے عمار کہتے ہیں کہ میں سفر سے اپنی اہل و عیال میں آیا اور میرے دونوں ہاتھ (سردی کی وجہ سے) پھٹ گئے تھے تو میرے گھر والوں نے میرے (ہاتھوں میں) خلوق (مرکب خوشبو) مَل دیا جس میں زعفران مخلوط تھی بس میں صبح کو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور فرمایا جا اس کو

[۱] مقصود یہ ہے کہ مردوں کو تشبہ بالنساء کی ممانعت سمجھ تانے والے ۲ ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا ۱۲ ۳ اس نے جو چیز بنائی خوب ہی بنائی ۱۲

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طِیْبُ الرِّجَالِ مَاظَهَرَ رِیْحُهٗ وَخَفِیَ لَوْنُهٗ وَطِیْبُ النِّسَآءِ مَاظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِیَ رِیْحُهٗ

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کو وہ خوشبو استعمال میں لانی چاہیئے جس کی خوشبو ظاہر اور رنگ پوشیدہ ہو اور عورتوں کو وہ خوشبو چاہیئے جس کا رنگ ظاہر اور خوشبو پوشیدہ ہو +

من المترجم - بوے خوش اور رنگت دو چیزیں ہیں اور دونوں بجاے خود قوت شہوانی کی ہیجان میں لانے والی ہیں اور عورتوں کو جو پردے کا حکم دیا گیا ہے تو اسی غرض سے کہ غیر مردوں کو ہیجان میں نہ لائیں پس رنگت کو تو عورت پردے کے ذریعے سے چھپا سکے گی۔ خوشبو پردے میں چھپانے کی چیز نہیں اور اسی لیے شاعر لوگ بُو کو غماز باندھتے ہیں۔ اس کی نسبت حکم دیا کہ دھیمی ہو ماندہ ہو اس کی مہک دور تک نہ پونہچتی ہو۔ رنگتوں میں ایک رنگت مثلاً مہندی ہے کہ انگشت حنائی کے اشعار بکثرت دیوانوں میں پاے جاتے ہیں مثلاً ؎ کیا خوب ہے انگشت حنائی کا تصور + دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی + ایک دفعہ کا مذکور ہے کہ چند نوجوان آپس میں ہنستے بولتے ایک سڑک پر چلے جاتے تھے دور سے ایک سرخ پوش عورت جاتی ہوئی دکھائی دی۔ ایک نوجوان نے دیہاتی دُلہن سمجھ کر اس کے دیکھنے کو قدم تیز کیا عورت بھی تاڑ گئی اور اس نے جوان کے پریشان کرنے کو پینترے بدلنے شروع کیے۔ آخر بڑی دیر پیچھے سامنے آ کھڑی ہوئی اور کہا بیٹا لال لوگڑے نے تجھے دھوکا دیا۔ لے اچھی طرح دیکھ لے تو وہ بوڑھی پھوس نکلی +

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَا یَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ + (صحیحین)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تو تم اُن کی مخالفت کرو (یعنی خضاب کیا کرو)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا غُیِّرَ بِهِ الشَّیْبُ الْحِنَّآءُ وَالْكَتَمُ + (ترمذی - ابو داؤد)

ابوذر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر چیز جس سے بڑھاپا بدل دیا جاتا ہے۔ مہندی اور وسمہ ہے +

من المترجم - حدیث میں خضاب کی نہ صرف اجازت ہی بلکہ ایک طرح کا حکم ہے اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شروع کے مسلمانوں کو جہاد کی ضرورت تھی اور بڑھاپا دلیل ہے ضعف کی پیغمبر صاحب نے دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لیے مسلمانوں کو خضاب کا حکم دیا جس طرح طواف کعبہ کے اشواط میں رَمَل یعنی دوڑنے کا۔ کیونکہ اس وقت دشمنوں کو خیال تھا کہ مسلمانوں کو مدینے کے بخار نے ضعیف کر دیا ہے۔ غرض یہ سب کچھ مخالفین پر مسلمانوں کی دھاک بٹھانے کے لیے تھا۔ اب غزا اور جہاد تو گئے گزرے ہوئے۔ جس غرض سے خضاب کیے جاتے ہیں معلوم ہے ؎ باقی ہر شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی + کالا کرے گا مونہہ بھی جو داڑھی سیاہ کی + الاعمال بالنیات +

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَّكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً (ابوداؤد)

عمروؓ بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو نہ چنو کیونکہ بڑھاپا مسلمان کی نورانیت کا سبب ہے جو شخص حالتِ اسلام میں بوڑھا ہو تب خدا اُس کے لیے اس بڑھاپے کے سبب سے نیکی لکھتا اور اُس کی خطا دور کرتا اور اُس کا درجہ اونچا کرتا ہے

عَنْ كَرِيْمَةَ بِنْتِ هَمَّامٍ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ خِضَابِ الْحِنَّاءِ فَقَالَتْ لَا بَاْسَ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُهٗ كَانَ حَبِيْبِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ رِيْحَهٗ (ابوداؤد)

ہمامؓ کی بیٹی کریمہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ سے مہندی کے خضاب کے بارے میں دریافت کیا اُمّ المومنین نے کہا اس خضاب میں کچھ حرج نہیں لیکن میں اپنے لیے اس کو اس لیے ناپسند رکھتی ہوں کہ میرے حبیب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی بو ناپسند تھی

من المترجم اپنا اپنا مذاق ہی تو ہے۔ کوئی خاص بات ہوگی کہ پیغمبر صاحب کو مہندی کی بو ناپسند تھی ورنہ ہمارے یہاں تو مہندی کی بھینی بھینی خوشبو بہت بھلی معلوم ہوتی ہے اور حنا کا عطر قیمتی عطروں میں ہے۔ بہرکیف حدیث داخلِ بیان حال ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ زَوْجَةَ اَبِيْ سُفْيَانَ اُمَّ مُعَاوِيَةَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بَايِعْنِيْ فَقَالَ لَا اُبَايِعُكِ حَتّٰى تُغَيِّرِيْ كَفَّيْكِ فَكَاَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ (ابوداؤد)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ عتبہ کی بیٹی ابوسفیان کی بیوی معاویہ کی ماں ہندہ نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھ سے بیعت لیجیے پیغمبر صاحب نے فرمایا تاوقتیکہ تو اپنے دونوں ہاتھ متغیر نہ کرے گی یعنی ہاتھوں کو مہندی نہ لگائے گی میں تجھ سے بیعت نہیں لوں گا تیری دونوں ہتھیلیاں گویا درندے کی ہتھیلیاں ہیں۔ (کہ بے رنگ و سفید ہوتی ہیں)

ف معلوم ہوا کہ عورتوں کو ہاتھ میں مہندی لگانا مستحب ہے نہ لگانا مکروہ ہے [illegible] کہ جس طرح مردوں کو تشبہ بالنساء [illegible] اسی طرح عورتوں کا تشبہ بالرجال مکروہ ہے“

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ (ابوداؤد)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کی پوشش پہنے اور اُس عورت کو (بھی لعنت کی) جو مرد کا لباس پہنے

آدابُ الطّبِّ والرُّقٰی[1]

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی دَآءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَآءً (بخاری)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدائے تعالیٰ نے کوئی مرض بھی ایسا نہیں بھیجا جس کے لیے شفا نہ بھیجی ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ دَآءٍ دَوَآءٌ فَاِذَا اُصِیْبَ دَوَآءُ الدَّآءِ بَرَءَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (مسلم)

جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مرض کی دوا مقرر ہے تو جب دوا مرض کو کارگر ہو جاتی ہے (بیمار) بحکم خدا تندرست ہو جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِیْثِ (ترمذی)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پلید و نجس دوا (کے استعمال سے جسے خدا نے حرام ٹھیرایا ہے) منع فرمایا۔

عَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِیِّ اَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَیْدِ الْجُعْفِیِّ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ اَوْ کَرِهَ اَنْ یَّصْنَعَهَا فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ

وائل حضرمی سے روایت ہے کہ سوید جُعفی کے بیٹے طارق نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے شراب کے (بنانے کے) بارے میں دریافت کیا پیغمبر صاحب نے اُسے منع کیا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ شراب کے بنانے کو مکروہ ناپسند فرمایا طارق نے عرض کیا کہ میں تو دوا کے لیے بناتا ہوں

[1] طب لغت میں علاج کرنے کو کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں جسمانی اور نفسانی حفظِ صحت اور دفعِ مرض کے ساتھ بدن کے علاج کرنے کو طب جسمانی اور اخلاق ردیہ کے ساتھ نفس کے علاج کرنے کو طب نفسانی کہتے ہیں پھر جس طرح طب کی دو قسمیں ہیں دوا کی بھی دو قسمیں ہیں طبیعیہ اور روحانیہ طبیعیہ دوائیں یہی دوائیں ہیں جو ہمارے یہاں کے طبیب استعمال میں لاتے ہیں اور روحانیہ دوائیں قرآن و دعائیں۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح کی دواؤں سے علاج کیا ہے چنانچہ حدیث کی کتابوں میں مفصلاً مذکور ہے رُقی جمع ہے رقیۃ کی اور اس کے معنی افسون اور منتر کے ہیں افسون اگر قرآن اور اسماء الٰہی کے ساتھ ہو تو بالاتفاق جائز ہے اور اس کے علاوہ جو کلمات ایسے ہوں جن کے معانی معلوم ہوں اور وہ مخالف شریعت نہ ہوں اُن کے ساتھ بھی افسون جائز ہے ورنہ نہیں فقط

حدیث	ترجمہ
ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ (مسلم)	فرمایا شراب دوا نہیں ہے بلکہ مرض ہے۔
عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ (ابوداود)	ابو الدرداء کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مرض اور دوا دونوں کو بھیجا ہے اور ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے (تو اے لوگو! تم بے وغدغہ) دوا کرو مگر حرام چیز کے ساتھ دوا نہ کرو۔
قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ (بخاری)	ابن مسعود کا قول ہے کہ (لوگو!) خدا نے اُن چیزوں میں تمہارے لیے شفا نہیں ٹھیرائی جو اُس نے تم پر حرام کر دی ہیں۔
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا (ابوداود)	عثمان کے بیٹے عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مینڈک کا دوا میں ڈالنا کیسا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے طبیب کو مینڈک کے مار ڈالنے (اور اُسے دوا میں ڈالنے) سے منع کیا۔
عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ (صحیحین)	انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جن چیزوں سے تم دوا کرتے ہو سب میں بہتر و افضل پچھنے لگوانا ہے اور قسط بحری (یہ ایک مشہور دوا ہے جسے عود ہندی کہتے ہیں)
عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ (صحیحین)	حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم اپنے بچوں کو (گلا آنے کے وقت) گلا دبانے کی وجہ سے تکلیف نہ دو تمہیں عود ہندی کا استعمال کرنا لازم ہے ف۱

ف۱ مسند امام احمد میں ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ کے گھر میں تشریف لائے حضرت عائشہ کے پاس ایک بچہ بیٹھا تھا جس کی ناک سے خون جاری تھا پیغمبر صاحب نے فرمایا اسے کیا بیماری ہے اُمّ المؤمنین نے کہا اس کا گلا آیا ہوا ہے اور سر میں درد بھی ہے فرمایا افسوس تم اپنے بچوں کو ناحق ہلاک کرتی ہو جس عورت کے بچے کا گلا آجائے یا درد سر ہو اُسے چاہیئے کہ عود ہندی کو پانی میں حل کرے اور ناک میں قطرہ قطرہ ٹپکائے چنانچہ اُس بچے کے ساتھ یہ عمل کیا گیا اور وہ اچھا ہوگیا (رقیق دوا ناک میں ٹپکانے کو اصطلاح اطبا میں سعوط کہتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو چت لٹا کر رقیق دوا ناک میں ڈالیں اور مریض کا سر ذرا نیچے کی طرف مائل رکھیں تو دوا دماغ تک پہنچ جاتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالشِّفَائَيْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ (ابن ماجہ)

عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو انھیں دو شفاؤں کا استعمال کرنا چاہیئے ایک شہد کا دوسرے قرآن کا۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ يَا نَافِعُ يَنْبُغُ لِي الدَّمُ فَأْتِنِي بِحَجَّامٍ وَاجْعَلْهُ شَابًّا وَلَا تَجْعَلْهُ شَيْخًا وَلَا صَبِيًّا قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحِجَامَةُ عَلَى الرِّيْقِ أَمْثَلُ وَهِيَ تَزِيْدُ فِي الْعَقْلِ وَتَزِيْدُ فِي الْحِفْظِ وَتَزِيْدُ الْحَافِظَ حِفْظًا فَمَنْ كَانَ مُحْتَجِمًا فَيَوْمَ الْخَمِيْسِ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ فَاحْتَجِمُوْا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي أُصِيْبَ بِهِ أَيُّوْبُ فِي الْبَلَاءِ وَمَا يَبْدُو جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ إِلَّا فِي يَوْمِ الْأَرْبِعَاءِ

نافع (ابن عمر کے غلام) کہتے ہیں کہ ابن عمر نے فرمایا نافع! مجھ پر خون نے یہاں تک غلبہ کیا ہے کہ پانی کے چشمے کی طرح میرے بدن میں جوش مار رہا ہے تو تو میرے لیے پچھنے لگانے والے کو بلا لا اور جوان آدمی کو اختیار کیجیو نہ بوڑھے کو اور نہ بچے کو نافع کہتے ہیں اور ابن عمر نے کہا میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہار موں پچھنے لگوانا افضل ہیں اس وقت کے پچھوانے لگوانے سے عقل میں زیادتی ہوتی اور حافظہ بڑھتا اور جس کا حافظہ بڑھا ہوا ہو اُسے کمال درجے کا حافظہ حاصل ہوتا ہے تو جو شخص پچھنے لگوانا چاہے خدا کا نام لے کر جمعرات کے دن لگوائے اور (لوگو) جمعے اور ہفتے اور اتوار کے روز پچھنے لگوانے سے پرہیز کرو ہاں پیر کو اور منگل کو پچھنے لگواؤ پھر بدھ کے روز پچھنے لگوانے سے بچو کیونکہ یہ وہ دن ہے جس میں ایوب مبتلائے بلا ہوئے اور بدھ ہی کے روز یا بدھ کی رات میں پچھنے لگوانے سے جذام اور برص ظاہر ہوتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُمِيَ أُبَيٌّ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى أَكْحَلِهِ فَكَوَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم)

جابر کہتے ہیں کہ جنگ احزاب کے دن میرے باپ کی ہفت اندام رگ پر تیر لگا تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زخم کو داغ دینے کا حکم فرمایا (چنانچہ داغ دیا گیا اور خون بند ہو گیا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ (مسلم)

نظر بد اور زہر دار جانور کے کاٹے اور نملہ (ایک قسم کا پھوڑا ہے جو پہلو وغیرہ میں نکلتا ہے) کے لیے افسوں پڑھنے کی اجازت دی۔ ف

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِي ذٰلِكَ فَقَالَ اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهَا شِرْكٌ (مسلم)

مالک اشجعی کے بیٹے عوف کہتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں افسوں پڑھا کرتے تھے (اسلام میں داخل ہونے کے بعد) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے (آیا افسوں پڑھیں یا نہیں) پیغمبر صاحب نے فرمایا اپنے افسوں مجھ پر پیش کرو افسوں پڑھنے کا کچھ مضایقہ نہیں جب کہ ان میں وہ الفاظ نہ ہوں جن سے شرک لازم آتا ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ وُلْدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ قَالَ نَعَمْ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ (ترمذی، ابن ماجہ)

عمیس کی بیٹی اسماء سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جعفر کی اولاد کو نظر بد بہت جلد لگ جاتی ہے تو کیا میں ان کے لیے افسوں پڑھوں پیغمبر صاحب نے فرمایا ہاں اگر کوئی چیز تقدیر الٰہی پر سبقت کرتی تو نظر بد غالب ہوتی۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ إِلَى الْأَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَنَاوَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهِ فَقَتَلَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ أَوْ نَبِيًّا وَغَيْرَهُ ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَمَاءٍ فَجَعَلَهُ فِي إِنَاءٍ

حضرت علی کہتے ہیں ایک موقع پر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم شب کو نماز پڑھ رہے تھے جوں ہی آپ نے زمین پر ہاتھ رکھا بچھو نے آپ کے ہاتھ کی انگلی میں ڈنک مارا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوتی سے اسے پکڑ کر مار ڈالا اور نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا خدا بچھو کو لعنت کرے کہ نہ تو نمازی ہی کو چھوڑتا ہے اور نہ بے نمازی کو یا یہ فرمایا کہ نہ تو نبی ہی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نبی کو پھر آپ نے نمک اور پانی منگا کر دونوں کو ایک برتن میں ڈال دیا اور اس میں سے انگلی کے اس حصے پر جہاں بچھو نے ڈنک مارا تھا ڈالنا...

ف افسوں پڑھنا اگرچہ تمام الم و امراض میں جائز ہے مگر چونکہ ان تینوں علتوں میں بہ نسبت اور امراض کے زیادہ مفید زیادہ نافع ہے اس سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاص کر بیان فرمایا ۱۲

ثُمَّ جَعَلَ يَصُبُّهٗ عَلٰى اِصْبَعِهٖ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ (مشکوٰۃ)

آپ اُنگلی کو ملتے جاتے اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ پڑھ دُعا کرتے جاتے تھے۔

عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَاٰى فِيْ عُنُقِيْ خَيْطًا فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالَتْ قُلْتُ خَيْطٌ رُقِيَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ فَاَخَذَهٗ فَقَطَعَهٗ ثُمَّ قَالَ اَنْتُمْ اٰلَ عَبْدِ اللّٰهِ لَاَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ فَقُلْتُ لِمَ تَقُوْلُ هٰكَذَا لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِيْ تَقْذِفُ وَكُنْتُ اَخْتَلِفُ اِلٰى فُلَانٍ الْيَهُوْدِيِّ فَاِذَا رَقَاهَا سَكَنَتْ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكِ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخَسُهَا بِيَدِهٖ فَاِذَا رَقٰى كَفَّ عَنْهَا اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكِ اَنْ تَقُوْلِيْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ

عبد اللہؓ بن مسعود کی بیوی زینب سے روایت ہے کہ عبد اللہ نے میری گردن میں گنڈا پڑا ہوا دیکھ کر کہا کہ یہ کیا ہے زینب کہتی ہیں میں نے کہا گنڈا ہے جس میں میرے لیے منتر پڑھا گیا ہے زینب کا بیان ہے یہ سُن کر عبد اللہؓ نے گنڈے کو پکڑ کر کاٹ ڈالا پھر کہا اے آلِ عبد اللہ تم شرک سے بے نیاز (اور امراض و تکالیف کے دُور کرنے میں ایسے افعال سے تمسّک کرنے کے محتاج نہیں) ہو میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ (جاہلیت کے) جنتر منتر اور منکے مُہرے (جنھیں عورتیں نظرِ بد کے دفع کرنے کے لیے بچّوں کے گلے میں ڈالتی ہیں) اور وہ گنڈے تعویذ جو مرد و عورت میں محبت پیدا کرنے کی غرض سے سحر کی آمیزش سے بنائے جاتے ہیں سب شرک ہیں زینب کہتی ہیں) اس پر میں نے کہا کہ تم ایسا کیوں کہتے (اور تعویذ گنڈے کے کیوں منکر) ہو ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میری آنکھ مارے درد کے نکلی پڑتی تھی اور میں فلاں یہودی کے پاس آمد و رفت رکھتی تھی اُس نے منتر پڑھا تو (آنکھ کا) درد جاتا رہا عبد اللہ نے کہا یقیناً یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ آنکھ کو ہاتھ سے کھجلاتا ہوگا اور جب منتر پڑھا جاتا ہے تو شیطان کھجلانے سے باز رہتا ہوگا تجھے تو بس اسی قدر کافی تھا کہ جس طرح جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم (تکلیف و شدت کے وقت) فرمایا کرتے تھے اذھب الباس الخ تو بھی یہی کہتی یعنی اے لوگوں کے پروردگار اس سختی و تکلیف کو دفع کر اور شفا عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوائے کوئی شفا نہیں

شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا (ابوداود)	شفا بھی وہ جو کسی بیماری کو چھوڑے نہیں ف
عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَوَى أَوِ اسْتَرْقَى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ (ترمذی۔ ابن ماجہ)	شعبہ کے بیٹے مغیرہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے زخم پر داغ دیا یا منتر جنتر پڑھوایا وہ درجۂ توکل سے نکل گیا ف

ف۱ خلاصہ یہ کہ امراض و تکالیف سے دفع کرنے کے لیے تمام منتر و افسون جائز ہیں بشرطیکہ آیات قرآنی اوراذکار الٰہی ہوں مگر جو منتر اور تعویذ اجنبی لغت میں ہوں یا جن کا معلوم معنی ہوں وہ ناجائز ہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اُس میں کلمات کفر بھی ہوں ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ منتروں کے جواز پر جمہور علما کا اجماع ہے جبکہ یہ تین باتیں جمع ہوں ایک یہ کہ جن لفظوں کے ساتھ منتر پڑھا جائے کلام اللہ کے الفاظ ہوں یا اللہ کے نام یا صفات ہوں دوسرے عربی زبان میں ہوں یا ایسی زبان میں ہوں جو اُس زمانے میں مشہور ہو اور اُن کے معانی آسانی سے سمجھے جاسکتے ہوں تیسرے منتر کرنے اور کرانے والے کو اس بات کا اعتقاد ہو کہ منتر بذاتہ مؤثر نہیں ہوسکتا بلکہ بوسیلہ تقدیر الٰہی اثر کرتا ہے۔ رہا تعویذ کا گردن میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا اس میں اگرچہ بعض علما نے کلام کیا ہے مگر اکثر علما کے نزدیک جائز ہے بوجود شرائط مذکورہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرؓ کو دفع بے خوابی کے لیے ایک دعا تعلیم کی تھی حضرت عبداللہ نے اپنی بڑی اولاد کو تو وہ دعا زبانی سکھادی اور چھوٹے بچوں کی گردنوں میں لکھ کر ڈال دی۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے جو اپنی بیوی زینب کے گلے کا گنڈا توڑ ڈالا تو اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُس وقت تک عہد جاہلیت کے منتر اور گنڈے تعویذوں کا سلسلہ ٹوٹا نہ تھا اور اسی زمانے کا گنڈا زینب کے گلے میں پڑا ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے تمام منتروں جنتروں اور تعویذوں اور گنڈوں کو شرک کے ساتھ تعبیر کرکے آخر حدیث میں کہہ دیا انما کان یکفیک یعنی آپ قسم کا کوئی گنڈا یا تعویذ ہوتا تو مضایقہ نہ تھا ۱۲

ف۲ داغ دینا اور منتر جنتر پڑھنا پڑھوانا اگرچہ ضرورت کے وقت جائز و مباح ہے جیسا کہ اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا لیکن مقام توکل اس سے بالاتر ہے جیسا کہ متوکلوں کی صفت میں ایک حدیث بایں مضمون آئی ہے کہ متوکل وہ ہیں جو منتر نہیں پڑھتے پڑھواتے زخم لگے تو اُسے داغ نہیں دیتے اور اپنے تمام کاروبار کو حوالہ بخدا کرتے ہیں ۱۲ +

من المترجم اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمہ وقت مستفاد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو گھیرے رہتے تھے جس طرح شاگرد اُستاد کو مرید پیر کو اولاد مہربان باپ کو مریض طبیب کو مستمعین واعظ کو۔ اراکین سلطنت بادشاہ کو سپاہی جرنیل کو سائلین سخی داتا کو پیاسے چشمۂ آب حیات کو پروانے شمع کو اور پیغمبر صاحب ان تمام خدمات کو علے وجہ الکمال بجالاتے تھے اور اسی لیے وہ مبعوث ہوئے تھے۔ عقیدت اور ارادت جو صحابہ کو آں جناب کے ساتھ تھی اس کا اظہار ان لفظوں کے سوائے اور کسی طرح پر ہو نہیں سکتا کہ ؏ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر + پیغمبر صاحب ہر فرد امت کی پرداخت میں حق کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتے تھے اور لوگ بھی ذری ذری سی بات میں آپ سے صلاح لیتے اور اُن کے ارشاد پر کاربند ہوتے تھے۔ چنانچہ پانی کی قلت کی وجہ سے جاڑے کے دنوں میں پیالے اور لوٹے لاتے اور تبرکاً پیغمبر صاحب سے ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈلواتے۔ بچوں کو پیدا ہوتے ہی جیسے ہمارے یہاں پہلے گھٹی دی جاتی ہے اور بعض شہد چٹاتے ہیں کہ گھٹی اور شہد دونوں ہلکے سے مسہل ہیں تاکہ جنین ہونے کی حالت میں

جو کثافت جمع ہو گئی تھی پیٹ اُس سے صاف ہو جائے ایسے بچے لوگ پیغمبر صاحب پاس لاتے اور وہ چھوہارا چبا کر بچے کے مونھ میں اُگل دیتے اسی طرح ذرا کسی کا سر دُکھتا اور وہ دوا پُوچھنے پیغمبر صاحب پاس دوڑا آتا اور پیغمبر صاحب بقدر معلومات اُس کو تدبیر بتا دیتے اس طرح پر معالجات نبوی کی ایک کتاب بن گئی جو طبِّ نبوی کے نام سے مشہور ہے تو ان باتوں کو رسالت سے کچھ تعلق نہیں۔ اور معالجاتِ جالینوس کے آگے کوئی مُسلمان ان پر عمل کرتا بھی نہیں ورنہ طبِّ یونانی کا کبھی کا بیج مارا گیا ہوتا طب کے متعلق دوسری بات انگریزی یا ڈاکٹری دواؤں کی ہے کہتے ہیں کہ ان کی کوئی دوا شراب کی لاگ کے بدون نہیں بن سکتی اور شراب حرام ہے ہم کو تو شراب کی لاگ کا ذاتی علم ہے نہیں اور لوگوں کی بدگمانی کی بھی انتہا نہیں ع بدگمان وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس۔ ابھی کئے دن ہوئے کہ لوگ انگریزوں کے ساتھ کھانے پینے سے پرہیز کرتے تھے اور ابھی تک کرتے ہیں اور ہمارا مسلک ہے الاصل فی الاشیاء الطہارۃ ہم محض بدگمانی پر اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ انگریزی دواؤں پر حرمت کا حکم لگا نہیں سکتے ہمیں کس طرح یقین ہو سکتا ہے کہ انگریزی دواؤں میں شراب کی لاگ ہے اور جس طرح دواؤں میں شراب کی لاگ ہونے کا یقین نہیں اسی طرح اِس کا بھی یقین نہیں کہ بالفرض دواؤں میں شراب کی لاگ ہے تو اُس میں سُکر بھی ہے ؁

آدابُ السَّفر

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ اِلٰى سَفَرٍ اِلَّا يَوْمَ الْخَمِيْسِ (ابوداؤد)

مالکؓ کے بیٹے کعب کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جمعراتؐ کے دن کے علاوہ (اَور دنوں میں) بہت کم سفر میں تشریف لے جایا کرتے تھے

الّا یوم الخمیس یعنی جمعرات کے روز جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سفر کرنا بہت پسند تھا اور اسی لیے آپ جمعرات کو چھوڑ کر اَور دنوں میں بہت ہی کم سفر کے لیے نکلا کرتے تھے جمعرات کے روز آپ کو سفر کرنا کیوں پسند تھا؟ اس کی عُلما نے چند توجیہیں کی ہیں ۱ ایک یہ کہ جمعرات کا دن اصل میں بڑی برکت کا دن ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوتے ہیں اور چونکہ پیغمبر صاحب کا سفر فی اغلب الاحوال جہاد کے لیے ہوا کرتا تھا اور جہاد افضل الاعمال ہے اس لیے آپ کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جمعرات ہی کے روز سفر کے لیے باہر نکلیں تاکہ اَور اعمال کے شمول میں یہ عمل بھی درگاہِ خداوندی میں پیش ہو۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ بحسابِ جمل لفظِ خمیس کے عدد دوسرے دنوں کے ناموں کے عدد سے زیادہ ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح فارسی میں یکشنبہ اتوار کو۔ دوشنبہ پیر کو۔ سہ شنبہ منگل کو۔ چہار شنبہ بدھ کو۔ پنجشنبہ جمعرات کو کہتے ہیں اسی طرح یوم الاحد اتوار کو۔ یوم الاثنین پیر کو۔ یوم الثلثاء منگل کو۔ یوم الاربعاء بدھ کو۔ یوم الخمیس جمعرات کو کہتے ہیں تو یوم الخمیس یعنی جمعرات کے دن سے دوسرے دنوں کے اعداد کو پورا کر دیا کہ اس کے بعد کوئی دن ایسا نہیں جس میں عدد شامل ہو کیونکہ جمعہ اور یوم السبت (شنبہ۔ ہفتہ) عدد سے خالی ہے تو جب جمعرات کا دن بمنزلہ متمم الایام تھا پیغمبر صاحب کو اسی دن میں سفر کرنا زیادہ پسند تھا مگر ان دونوں توجیہوں سے وہ توجیہ زیادہ پسندیدہ ہے جو صاحب مجمع البحار نے اختیار کی ہے اس لیے کہ اس زمانے کی طبائع کے لیے زیادہ قریب الفہم ہے وہ کہتے

(باقی)

ہیں کہ جناب پیغمبر صاحب فالِ نیک سے بہت خوش ہوا کرتے تھے تو چونکہ خمیس کے معنے لشکر کے بھی ہیں اور اس میں ایک طرح کا تفاؤل ہے یعنی مخالف کے لشکر پر فتح حاصل ہوگی علاوہ بریں خمیس کا لفظ خُمسِ غنیمت پر بھی دلالت کرتا ہے اور یہ دوسرا تفاؤل ہے اس سے آپ کو یوم الخمیس یعنی جمعرات ہی کو سفر کرنا پسند تھا اب ایک توجیہ ہم کو بھی سوجھی ہے کہ جمعرات کا دن مبارک اس سے ہے کہ وہ جمعے کی تمہید ہے کیونکہ اہل عرب کے ہاں آفتاب کے غروب ہونے کے بعد ہی سے دوسرا دن شروع ہو جاتا ہے اور خود اس دن کا نام (جمعرات) بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ جمعے کی تمہید ہے جمعرات یعنی جمعے کی رات اور روز جمعہ کی فضیلت کتب احادیث میں بہت کچھ آچکی ہے از انجملہ یہ کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بَیْدَ اَنَّھُمْ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَاہُ مِنْ بَعْدِھِمْ ثُمَّ ھٰذَا یَوْمُھُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْھِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْہِ فَھَدَانَا اللّٰہُ لَہٗ وَالنَّاسُ لَنَا فِیْہِ تَبَعٌ اَلْیَھُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ (متفق علیہ)

اس حدیث کا ترجمہ اور دیگر فضائلِ جمعہ حصہ اوّل کے باب صلوٰۃ الجمعہ میں ملاحظہ ہوں ۱۲ ♦

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی الْوَحْدَۃِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاکِبٌ بِلَیْلٍ وَحْدَہٗ (بخاری)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو تنہا سفر کرنے کی تکلیفیں معلوم ہوتیں جو مجھے معلوم ہیں تو سوار بھی (جسے بہ نسبت پیادے کے کم مشقت اٹھانی پڑتی ہے) رات کو تنہا سفر نہ کرتا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَقَّھَا مِنَ الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِی السَّنَۃِ فَاَسْرِعُوْا عَلَیْھَا السَّیْرَ وَاِذَا عَرَّسْتُمْ بِاللَّیْلِ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِیْقَ فَاِنَّھَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاْوَی الْھَوَامِّ بِاللَّیْلِ (مسلم)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو) جب تم فراخ سالی میں سفر کرو تو اونٹ (وغیرہ سواری) کو زمین سے اُس کا حق دے دیا کرو (یعنی تھوڑے تھوڑے چرنے دیا کرو) اور جب قحط سالی میں سفر کرو تو جلد چلو تاکہ سواریاں ضعیف ہونے سے پہلے تمھیں منزل مقصود تک پہنچا دیں اور تمھیں پچھلی رات میں اُترنے کا اتفاق ہو تو رستے سے ایک طرف ہو جاؤ کیونکہ رات میں رستے چارپایوں کی راہیں اور کاٹنے والے جانوروں کی جائے پناہ ہیں

عَنْ صَخْرِ بْنِ وَدَاعَۃَ الْغَامِدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ

وداعہ غامدی کے فرزند صخر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداوندا!

لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا فَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ أَوَّلَ النَّهَارِ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ (ترمذی-ابوداؤد)

میری اُمّت کو سویرے اُٹھنے اور سویرے سویرے سفر کرنے میں برکت عطا فرما اور پیغمبر صاحب کا قاعدہ تھا کہ آپ کوئی فوج یا لشکر بھیجتے تو دن کے اوّل حصے میں روانہ فرماتے اور صخر راوی حدیث تاجر تھے تو وہ بھی اپنا مالِ تجارۃ دن کے شروع حصّے میں بھیجا کرتے تھے پس تھوڑے ہی عرصے میں مالدار ہوگئے اور اُن کے پاس بہت سا مال جمع ہوگیا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ (ابوداؤد)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سفر میں تین آدمی ہوں (یعنی تین آدمی مل کر سفر کررہے ہوں) تو اُن میں سے ایک کو اپنا حاکم وامیر مقرر کرلینا چاہیئے (تاکہ سواری سے اُترنے چڑھنے اور ٹھیرنے اور کوچ کرنے وغیرہ میں اختلاف واقع ہو تو وہ اختلاف کو رفع کرے)ف۱

عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشِّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلَمْ يَنْزِلُوا بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ حَتَّى يُقَالَ لَوْ بُسِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ (ابوداؤد)

ابوثعلبہ خشنی کہتے ہیں کہ (ابتدا میں) جب لوگ کسی منزل میں اُترتے تو پہاڑ کی گھاٹیوں اور نالوں میں الگ الگ اُترتے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تمہارا اِن گھاٹیوں اور نالوں میں الگ الگ پھیلنا اور جدا جدا پڑاو ڈالنا شیطان (کے دھوکے) سے ہے ف۲ چنانچہ اس مناہی کے بعد صحابی جب کسی منزل میں اُترتے ایک دوسرے سے مل کر اُترتے حتےٰ کہ کہا جاتا تھا کہ اگر اُن پر کوئی کپڑا تان دیا جاتا تو وہ سب کو اپنے دامن میں چھپا لیتا۔

✤ ✤

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے

ف۱ اس سے مقصود ہے سدِّ باب اختلاف کہ اختلاف کسی بات میں ہو اُس کا نتیجہ بد ہوتا ہے ۱۲

ف۲ یعنی شیطان چاہتا ہے کہ ایک دوسرے سے الگ رہو تاکہ دشمن تم پر قابو پاکر تکلیف پہونچائیں اور پاس پاس اُترنے سے ضرورت پڑے پر تعاون میں آسانی ہوتی ہے اور یہ فائدہ کیا کم ہے ۱۲ ✤

يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهٗ وَطَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ فَاِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهٗ مِنْ وَجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ (صحیحین)

کہ تم میں کے ایک مسافر کو سونے سے کھانے سے پینے سے روکتا ہے تو جب تم میں کا کوئی سفر اپنی ضرورت کو اُس طریقے پر پورا کر چکے کہ جس طریقے پر پورا کرنا چاہتا تھا تو اپنے گھر کی طرف لوٹ آنے میں جلدی کرے ف۱

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاِنَّهٗ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِيْ اِلَيْهِ فَحَمَلَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيْئَ بِاَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَرْدَفَهٗ خَلْفَهٗ قَالَ فَاُدْخِلْنَا الْمَدِيْنَةَ ثَلٰثَةً عَلٰى دَابَّةٍ (مسلم)

جعفر کے بیٹے داماد حضرت علی کے بھائی کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تو لوگوں میں بیت کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو مدینے سے باہر کچھ فاصلے پر آپ کے پاس لے جایا کرتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پیغمبر صاحب سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے لوگ سب سے آگے مجھے آپ کے پاس لے گئے آپ نے مجھے اپنے آگے سوار کر لیا پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک صاحبزادے امام حسن یا امام حسین کو کوئی لے آیا اور آپ نے اُنھیں اپنے پیچھے بٹھا لیا ف۲ عبداللہ کہتے ہیں پھر ہم تینوں آدمی ایک سواری پر سوار ہوئے مدینے داخل کیے گئے +

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ اَهْلَكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ (صحیحین)

انس سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جب تو سفر سے رات کے وقت اپنے وطن میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کے پاس اُس وقت تک نہ جا کہ مغیبہ یعنی وہ عورت جس کا شوہر اُس سے غائب یعنی سفر میں ہو زیر ناف کے بال لے لے اور جس کے سر کے بال پریشان ہوں کنگھی چوٹی کر لے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ اَهْلَهٗ لَيْلًا (صحیحین)

انس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کا کوئی شخص بہت دنوں تک سفر میں رہا ہو تو سفر سے لوٹتے ہوئے رات کے وقت اپنے اہل خانے کے پاس نہ جائے

ف۱ یا مقامات نفس الامری ہیں غرض تھوڑی بہت تکلیف تو علی قدر مراتب سبھی کو ہوتی ہے کہ عداوت ہے اگر کیجئے ترک عادت - بلا ضرورت پردیس میں رہنا کس کو بھلا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ السفر وسیلۃ الظفر بھی ہے ۱۲ ف۲ یہی بشری طبیعت کا تقاضا ہے کہ آدمی پردیس سے آتا ہے تو سب سے پہلے بچوں کے ساتھ اختلاط کرتا ہے اور بچے اُس سے مل کر خوش ہوتے ہیں ۱۲ +

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحْسَنَ مَا دَخَلَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوَّلُ اللَّيْلِ (ابوداؤد)	جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے لیے اپنے اہلِ خانہ کے پاس آنے کا سب سے بہتر اور عمدہ وقت جبکہ وہ سفر سے واپس آئے (اور سفر بھی قریب کا سفر ہو یا سفر بعید ہو مگر اُس کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی ہو ف) اوّلِ شب ہے

ف ہم نے جو عبارت بریکٹ میں بڑھائی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ حدیثِ جابر بظاہر حدیثِ انسؓ کے جو اس سے پہلے نمبر ۹۰ میں ہے مخالف معلوم ہوتی تھی کیونکہ وہاں مسافر کو رات میں آنے سے منع کیا گیا ہے۔ بریکٹ کی عبارت بڑھانے سے دونوں حدیثوں میں تطبیق ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ اگر مسافر بہت دنوں میں سفر سے آیا ہے اور آیا بھی ہے تو اس طرح کہ اُس کے آنے کی خبر مشہور نہیں ہوئی تو اُسے رات کے وقت اپنے گھر میں آنا بہتر نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی ایسی بات نظر پڑے جو اُسے ناگوار ہو اور جو تھوڑے ہی دنوں میں سفر سے لوٹ آیا ہے یا اُس کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی ہے تو اُسے رات کے وقت گھر آنے کا کچھ مضایقہ نہیں۔ رہی اُن دعاؤں کی تفصیل جو سفر میں جاتے یا سفر سے آتے یا کہیں ٹھیرتے وقت پڑھی جاتی ہیں اس کا ذکر ہم حصۂ اوّل کی کتاب الصلوٰۃ دعاؤں کے عنوان میں کر چکے ہیں اِس باب کے ساتھ اُسے بھی ملا کر پڑھو۔ احادیث نمبر ۹۰ و ۱۰ میں جو مصلحت مضمر ہے اُس کو خانہ دار آدمی خود سمجھ لے گا۔ احادیث باب کی بیشتر اُس وقت کی حالت کو بتا رہی ہیں اور اُسی پر متفرع بھی ہیں کہ ملک ویران ہے۔ رَاستے ناپید امن مفقود لیکن خدا کے فضل سے ہمارے یہاں ریلوں کی وجہ سے جنگل میں منگل ہو رہا ہے امن کا یہ حال ہے کہ اندھیری رات میں اکیلے سونا اُچھالتے چلے جاؤ کوئی پوچھنے والا نہیں کہ تمہارے مُونہ میں کے دانت ہیں اور جہاں ویرانی اور بدامنی ہو وہاں کا سفر اَب بھی احتیاط چاہتا ہے ۱۲

آداب اللسان

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (بخاری)	سعدؓ کے بیٹے سہل سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے (خوش کرنے کے) لیے اُس چیز (کی محافظت) کا ضامن ہوتا ہے (یعنی عہد کرتا اور اپنے اُوپر لازم کر لیتا ہے) جو دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان میں ہے (یعنی زبان اور ستر) تو میں اُس کے لیے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُونَ مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ	ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف روئے سخن کر کے) فرمایا بھلا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو سب سے زیادہ کون چیز جنت میں داخل کرے گی (پھر خود ہی فرمایا کہ) وہ خدا سے ڈرنا اور خوش خلقی (اختیار کرنا) ہے

أَتَدْرُوْنَ مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ اَلْأَجْوَفَانِ اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ (ترمذی)

کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو سب سے زیادہ کون چیز دوزخ میں داخل کرے گی وہ دو چیزیں ہیں اندر سے خالی ایک منہ کہ زبان بھی اس میں شامل ہے اور دوسرے شرمگاہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا (ترمذی)

عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خاموشی اختیار کی اس نے آفات و تباہیات سے نجات پائی۔

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاۃُ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَیْكَ لِسَانَكَ وَلْیَسَعْكَ بَیْتُكَ وَابْكِ عَلٰی خَطِیْئَتِكَ (ترمذی)

عامر کے بیٹے عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مل کر عرض کیا کہ دنیا و آخرۃ میں نجات کا سبب کیا ہے پیغمبر صاحب نے جواب دیا کہ اپنی زبان کا مالک بنا اور تیرا گھر تجھے گنجایش دے یعنی تنہائی میں مصروف عبادت رہ اور اپنی تقصیرات پر رو

سلہ اسی حصے کے باب الاخلاق میں فضائل قوۃ غضبیہ کے عنوان حفظ اللسان اور کم گوئی اور رذائل قوت شہویہ کے عنوان غیبت اور چغلخوری کو پڑھو گے تو آداب اللسان کی مزید توضیح پاؤ گے تکرار کے خوف سے ہم یہاں اُن کا اعادہ نہیں کرتے ۱۲

آنکھ کے آداب

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِكَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا (نور ع ۴ پارہ ۱۸)

(اے پیغمبر) مسلمانوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اس میں اُن کی زیادہ صفائی ہے (لوگ) جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں اللہ کو سب خبر ہے اور (اے پیغمبر) مسلمان عورتوں سے کہو کہ (وہ بھی) اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو اُس میں سے (رجا رونا چار) کھلا رہتا ہو تو اُس کا ظاہر ہونے دینا مضایقے کی بات نہیں ع ۱

ف یہ پوری آیت مع ترجمہ و فوائد حصہ دوم حقوق الزوجین کے عنوان پردہ میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲

من المترجم آیۃ کے اتنے سے ٹکڑے میں غض بصر (نظر نیچی رکھنا) اور حفظ فرج (شرمگاہ کی حفاظت) دو تو امر ہیں مرد اور عورت دونوں سے متعلق اور زینت (کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دینا ایک نہی ہے صرف عورتوں سے متعلق۔ امر و نہی میں

ایجاب وسلب کا لفظی تفاوت ہے ورنہ ہیں دونوں حکم یعنی بجائے اس کے کہ زینت کے مقامات کو ظاہر مت ہونے دو یُوں کہا جائے کہ زینت کے مقامات کو چھپاؤ۔ ظاہر نہ ہونے دو اور چھپاؤ کا مطلب ایک ہے مگر ظاہر نہ ہونے دو نہی ہے اور چھپاؤ امر۔ نظر نیچی رکھنا ایک تدبیر ہے نفس میں تقاضائے طلب کے نہ پیدا ہونے دینے کی۔ مقصودِ اصلی ہے شرمگاہ کی حفاظت جس سے مُراد یہ ہے کہ سوائے نکاحِ متعارف کے کسی طریقے سے شرمگاہ کو کام میں نہ لایا جائے۔ اس سے جلق اور لواطة اور وطی بالبهائم اور سحق (چپٹی بازی) سب کی حُرمت نکلی۔ اخفائے مقاماتِ زینت کے حکم کو عورتوں کے ساتھ خاص کرنے سے معلوم ہوا کہ مرد عورتوں کا سا بناؤ سنگار کرے تو وہ زنخہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا الْاَيْدِیْ الْبَطْشُ وَزِنَا الرِّجْلِ الْمَشْیُ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ وَيُكَذِّبُ (ترمذی)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنکھ کا زنا (نامحرم کو) دیکھنا اور ہاتھوں کا زنا (نامحرم کو) پکڑنا اور پاؤں کا زنا (نامحرم کی طرف) چلنا ہے اور شرمگاہ (ان کی) تصدیق کرتا یا تکذیب کرتا ہے ف۱

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ (مسلم)

عبداللہ کے بیٹے جریر کہتے ہیں کہ مَیں نے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا کہ بیگانہ عورت پر یکایک نظر پڑ جائے تو کیا کرے پیغمبر صاحب نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نظر کو فوراً (اُدھر سے) پھیر لوں۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ يَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ (ترمذی)

بریدہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! ایک نظر جو یکایک (کسی نامحرم پر) پڑ جائے تم اُس کے پیچھے دوسری دفعہ نظر مت کرو کیونکہ پہلی دفعہ نظر کرنا قابلِ درگذر ہے اور دوسری دفعہ قصداً نظر کرنا ناجائز۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا عَلِیُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى فَخِذِ حَیٍّ وَّلَا مَيِّتٍ (ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے (یعنی مجھ سے) فرمایا علی! اپنی ران نہ کھولو اور نہ کسی مُردے اور زندے کی ران پر نظر کرو ش

ش المترجم مگر ہمارے ملک میں اس سے تحرز ممکن نہیں عموماً غریب آدمی لنگوٹیاں باندھے پھرتے ہیں اُن کو اتنا مقدور نہیں اور ہندو تو یُوں بھی اتنے تستر کی پروا نہیں کرتے ۔

ف۱ یعنی نظر اور بطش اور مشی سب دواعیِ ارادہ ہیں اور تصدیق و تکذیب فرج سے مراد ہے توقع و عدم توقع ۔۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَنْظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَاَةٍ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَهٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ لَهٗ عِبَادَةً یَجِدُ حَلَاوَتَهَا ؎ (مسند امام احمد)

ابو امامہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کو اوّل دفعہ یعنی بلا قصد نظر پڑ جانے سے دیکھے پھر اپنی نظر نیچی کرے خدا اُس کے لیے ایک ایسا طریقہ عبادت پیدا کردیتا ہے کہ وہ اُس عبادت کی حلاوت و شیرینی پاتا ہو ف

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا ؎ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْهِ ۔ (مشکوٰۃ)

حسن بصری بطریق ارسال کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا اُس شخص پر لعنت کرے جو کسی اجنبی عورت کو دیکھے اور اُس عورت پر بھی جو اپنے دکھانے پر راضی ہو ف

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّظَرُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِهَامِ الشَّیْطَانِ (الترغیب والترہیب)

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر شیطان کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے۔

ف ۱ یہ حلاوت خوف خدا کی ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ف ۲ اس لیے کہ نظر بدکاری کی تمہید ہے ۱۲

کان کے آداب

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ

(مسلمانو!) جن لوگوں نے (اُمّ المومنین عائشہ کی نسبت) طوفان اُٹھا کھڑا کیا تم ہی میں کا ایک گروہ ہے پس (طوفان) کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہوا کہ سچے مسلمان اور منافق پہچان پڑے (طوفان اُٹھانے والوں میں سے جتنا گناہ جس نے سمیٹا اُس کی سزا بھگتے گا اور جس نے ان میں سے طوفان کا بڑا حصہ لیا ویسی ہی اُس کو بڑی (سخت) سزا ہوگی (مسلمانو!) جب تم نے ایسی نالائق بات سُنی تھی ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں نے اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے (حق میں) نیک گمان کیوں نہ کیا اور سنتے کے ساتھ ہی کیوں نہ بول اُٹھے کہ یہ صریح بہتان ہے (جن لوگوں نے یہ طوفان اُٹھا کھڑا کیا) اپنے بیان (کے ثبوت) پر چار

؎ حدیث کی آخر سند سے راوی کا ساقط ہونا یہی ارسال ہے مثلاً تابعی کہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

شُهَدَاۤءَ ج فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَاۤءِ فَاُولٰۤئِكَ
عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَفَضْتُمْ
فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ
تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ
هَيِّنًا ق وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ
قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ق سُبْحٰنَكَ هٰذَا
بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ
اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ط
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ
الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِی الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (پارہ ۱۸ رکوع ۲)

گواہ کیوں نہ لائے پھر جب گواہ نہ لاسکے تو خدا کے نزدیک (بس) یہی جھوٹے ہیں اور اگر تم (مسلمانوں) پر دنیا اور آخرت میں خدا کا فضل اور اُس کا کرم نہ ہوتا تو جتنا تم نے ایسی (نالائق) بات کا چرچا کیا تھا اِس میں تم پر کوئی بڑی آفت نازل ہوگئی ہوتی کہ تم لگے اپنی زبانوں سے اُس کی نقل در نقل کرنے اور اپنے مُونہ سے ایسی بات بکنے جس کی تم کو مطلق خبر نہیں اور تم نے اُس کو ایسی ہلکی (سی) بات سمجھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی (سخت بات) ہے اور جب تم نے ایسی (نالائق) بات سُنی تھی (سُننے کے ساتھ) کیوں نہیں بول اُٹھے کہ ہم کو ایسی بات مُونہ سے نکالنی زیبا نہیں حاشا وکلّا یہ تو بڑا (بھاری) بہتان ہے (مسلمانو!) خدا تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو پھر کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور اللہ (اپنے) احکام تم سے (کھول کھول) کر بیان کرتا ہے اور اللہ (سب کے حال سے) واقف (اور) حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُری باتوں کا چرچا ہو اُن کے لیے دنیا میں عذاب دردناک ہے اور آخرت (میں بھی) اور (ایسے لوگوں کو) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے عہ

عہ یہ اُس لمبے قصّے کی ابتدائی آیتیں ہیں جو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کے بارے میں نازل ہوئیں پورا قصّہ ہم الحقوق کے دوسرے حصّے صفحہ (۲۲) میں لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ ہو۔ اِس قصّے سے ہمارے عنوان کو صرف اتنا ہی تعلّق ہے اور اتنے ہی تعلّق کی وجہ سے ہم نے اِن آیتوں کو لیا بھی ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ جب اُن کے کان میں کوئی بات پڑے تو تحقیق و تفتیش کیے بدون نہ تو اُس کی نسبت کوئی رائے قائم کریں نہ اُس کو لوگوں میں پھیلائیں بلکہ مسلمانوں کے ساتھ نیک گمان رکھیں اور خبر کے صدق و کذب کو حوالۂ خدا کریں کہ اسی پر ...

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِيْنَةِ

منافق اور وہ لوگ جن کی نیتیں بد ہیں اور جو لوگ مدینے میں (جھوٹی جھوٹی) افواہیں پھیلایا کرتے ہیں ف ۱

ف ۱ جھوٹی افواہیں پھیلانے کی نسبت مفسّرین نے لکھا ہے کہ اِن سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جب مسلمانوں کا کوئی لشکر یا فوج کا دستہ جہاد کے لیے جاتا تو کچھ لوگ مدینے میں بُری افواہیں پھیلاتے پھرتے کہ مسلمان ہارے اور بھاگے اور مارے گئے اِن افواہوں کی وجہ سے مجاہدین کے عزیزوں اور رشتہ داروں میں تشویش ہوتی تھی اور یہ آیت اِن ہی افواہ پھیلانے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے (باقیہ صفحہ آئندہ)

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝ مَلْعُونِينَ ۚ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝ (الاحزاب ع ۸ پارہ ۲۲)

اگر اپنی حرکات سے) باز نہ آئیں گے تو (اے پیغمبر) ہم (ہی) کو (ایک نہ ایک دن) اُن پر اکسا دیں گے پھر یہ لوگ) مدینے میں تو تمہارے پڑوس میں ٹھہرنے پائیں گے نہیں مگر چند روز (عارضی طور پر پھر) اِن کا یہ حال ہو گا کہ (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے جہاں ملے اور مار کر ٹکڑے اُڑا دیئے جو لوگ پہلے ہو گزرے ہیں اُن میں (بھی خدا کا یہی) دستور رہا ہے اور (اے پیغمبر) تم خدا کے دستور میں ہرگز کسی طرح کا ردوبدل نہ پاؤ گے۔

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۵۰) مگر اگلی پچھلی آیتوں کی مناسبت سے ہمارا ذہن اس طرف منتقل ہوا تھا کہ اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کی طرف اشارہ ہو تو عجب نہیں جس کا بیانِ مفصل قرآن کی سورۂ نور میں اور بیانِ مختصر اسی کتاب کے دوسرے حصے احترام انواع مطہرات کے عنوان میں گزر چکا ۱۲

ف اس میں اُن لوگوں پر ملامت ہے جو مسلمانوں کو تشویش میں ڈالنے کی غرض سے جھوٹی جھوٹی خبریں اُڑاتے اور بُری افواہیں پھیلاتے ہیں اصل میں ارجاف اور تشنیع دونوں کے ایک معنے ہیں یعنی ایک بات سُن کر بے تحقیق کیے ہوئے دوسرے کو پہنچانا اور چونکہ شارع کی طرف سے اس پر سخت وعید ہے اس لیے مسلمانوں کو ضرور ہے کہ اوّل تو خبر بد سنیں ہی نہیں اور سنیں تو اُس کا چرچا نہ کریں اور اسی مقصد کے ظاہر کرنے کے لیے ہم نے اس آیت کو کان کے آداب میں رکھا ۱۲

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

حُذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جو شخص پس پردہ کھڑے ہو کر لوگوں کی باتیں سنتا ہے جنت میں نہ جائے گا۔

من المترجم یہ بھی ایک قسم کی چوری ہے چور مال چُراتا اور قتات لوگوں کے راز اور فی اغلب الاحوال راز کی چوری کا نتیجہ غیبت چوری ایک سے بدتر ایک۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ

ابن مسعود کہتے ہیں کہ شیطان آدمی کی صورت میں متشکل ہو کر ایک قوم کے پاس آتا اور اُن سے جھوٹی جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے پھر لوگ متفرق ہوتے اور اُن میں کا ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے (یہ بات) ایک ایسے آدمی سے سُنی ہے جس کے چہرے کو تو میں پہچانتا ہوں اور اس کا نام نہیں جانتا ف

ف خلاصہ حدیث یہ ہے کہ کسی بات کے سننے اور سُن کر دوسرے سے نقل کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے یعنی تاوقتیکہ بات کہنے والے کے صدق پر وثوق کامل نہ ہو اور اُس کے احوال کی پوری طرح معرفت نہ ہو اُس بات کو سُننے کا

آداب السماع

عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من آبائی یوم بدر اذ قالت احداهن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال دعی ہذہ وقولی بالذی کنت تقولین (بخاری)

معوذ کی بیٹی عفرا کی پوتی رُبیّع کہتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس اُس وقت آئے جب میں اپنے شوہر کے گھر رخصت کی گئی تو آپ میرے بچھونے پر اسی طرح آبیٹھے جیسا کہ تو بیٹھا ہے (رُبیّع کا خطاب اُس شخص کی طرف ہے جو ان سے حدیث روایت کرتا ہے) پس ہماری چھوکریاں دُف بجا بجا کر میرے باپ (اور اُن چچاؤں) کے اوصاف گانے لگیں جو معرکۂ بدر میں شہید ہوئے تھے دفعۃً ایک چھوکری اُن میں سے لگی کہنے اور ہم میں نبی ہے جو اُن واقعات سے واقف ہے جو آیندہ پیش آئیں گے یہ سُن کر جناب پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ اس بات کو چھوڑ دے اور جو پہلے کہہ رہی تھی وُہی کہے جا۔

عن عامر بن سعد قال دخلت علی قرظة بن کعب وابی مسعود الانصاری فی عرس واذا جوار یغنین فقلت ای صاحبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واہل بدر یفعل ہذا عندکم فقالا اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت فاذہب فانہ قد رخص لنا فی اللہو عند العرس + (نسائی)

سعد کے بیٹے عامر کہتے ہیں کہ میں کعب کے بیٹے قرظہ اور ابو مسعود انصاری کے پاس ایک ولیمے کی تقریب میں گیا (دیکھتا ہوں کہ وہاں) چند لڑکیاں گا رہی ہیں (مجھے تعجب ہوا) اور میں نے کہا اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یارو اور معرکۂ بدر میں شریک ہونے والو تمہارے یہاں گانا گایا جاتا ہے اور تم بیٹھے سُن رہے ہو اُن دونوں نے جواب دیا کہ اگر تم چاہو بیٹھ جاؤ اور جس طرح ہم سُن رہے ہیں تم بھی سنو اور چاہو تو یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ ولیمے کی تقریب میں ہمیں لہو کرنے کی اجازت دی گئی ہے

عن بریدة قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بریدہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم

فِی بَعْضِ مَغَازِیْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْهُ جَارِیَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ کُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا اَنْ اَضْرِبَ بَیْنَ یَدَیْكَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ کُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِیْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَیْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَخَافُ مِنْكَ یَا عُمَرُ اِنِّیْ کُنْتُ جَالِسًا وَّهِیَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَّهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِیَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ یَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ (ترمذی)

کسی جہاد میں تشریف لے گئے واپس آئے تو ایک سیاہ فام عورت آپ کے پاس آکر کہنے لگی کہ اے رسول خدا میں نے منت مانی تھی کہ خدا آپ کو صحیح سلامت واپس لائے گا تو میں آپ کے آگے دف بجاؤں گی اور گیت گاؤں گی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واقع میں اگر تو نے منت مانی ہے تو دف بجالے ورنہ نہیں چنانچہ اُس عورت نے دف بجانا شروع کیا اتنے میں ابوبکر آئے اور وہ عورت دُف بجاتی رہی عثمان آئے تو بھی بجائے چلی گئی پھر عمر آئے تو عورت دُف کو چوتڑ کے نیچے رکھ کر اُس پر بیٹھ گئی ف۱ یہ دیکھ کر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر بے شک تم سے شیطان ڈرتا ہے میں بیٹھا تھا اور یہ عورت دُف بجائے گئی پھر ابوبکر آئے تو بھی بجاتے چلی گئی علی آئے تو بھی بجاتی رہی عثمان آئے پھر بھی بجائے چلی گئی لیکن اے عمر جب تم آئے تو اس نے دُف زمین پر ڈال دیا ف۲

ف۳ اکثر لوگ اس حدیث میں ایک اشکال پیش کیا کرتے ہیں کہ جب پیغمبر صاحب نے اس عورت کو غنا کرنے اور دف بجانے کا حکم فرمایا تو پھر آخر میں اُسے شیطانی کام کیوں کہا اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ عورت اس بات کی معتقد تھی کہ پیغمبر صاحب کا صحت و سلامتی کے ساتھ واپس آنا شکر گزاری اور سرور و شادمانی کا موجب ہے اور واقع میں ایسا تھا بھی پیغمبر صاحب نے اُسے وفائے نذر کا حکم فرمایا مگر یہ وفائے نذر تھوڑی دیر گانے بجانے سے حاصل ہو سکتی تھی بخلاف اس کے وہ عورت یہاں تک گاتی بجاتی رہی کہ ابوبکر آئے تو چپکی نہ ہوئی علی آئے تو خاموش نہ ہوئی عثمان آئے تو گاتی رہی غرض کہ حد سے تجاوز ہو گئی اور جب حد سے تجاوز کر گئی تو پیغمبر صاحب نے یہ فرمایا اور زیادہ تر وہ انکسار کی ممانعت صرف نہیں بلکہ اشارۃ کی طرح ممانعت کرتے تو یہ ممانعت تحریمی کی حد میں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ[1] وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهٖ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْبَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا ۔ (صحیحین)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (میرے الد) ابوبکر عید اضحیٰ اور ایامِ تشریق کے دنوں میں (کہ ان ہی کو ایامِ منیٰ کہتے ہیں) میرے پاس آئے اور میرے پاس (انصار کی) دو لڑکیاں بیٹھی دُف بجا رہی اور گا رہی تھیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ معرکۂ بعاث[1] میں جو رجزیہ اشعار انصار نے کہے تھے گا رہی تھیں اور جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے لیتے تھے تو ابوبکر نے اُن لڑکیوں کو دھمکایا (اس دھمکی کی آواز سے) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا مُونھ مبارک کھول دیا اور فرمایا ابوبکر انھیں چھوڑ دو (اور ملامت نہ کرو) کیونکہ ایامِ منیٰ عید کے دن ہیں (ان دنوں میں کھانا پینا اور مسرّت و شادمانی کرنا مباح ہے اگرچہ دُف بجانے اور گانے کے ساتھ ہو) اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا ابوبکر! ہر قوم کے لیے عید ہے اور یہ (دن) ہماری عید (کا) ہے۔

[1] بعاث ایک جگہ کا نام ہے مدینے سے دس بارہ کوس کے فاصلے پر اسلام سے پہلے اس مقام پر اَوس وخزرج میں جو انصار کے دو مشہور قبیلے ہیں پورے ایک سو بیس برس تک لڑائی ٹھنی رہی تھی جس طرح شجاعانِ عرب کا دستور ہے کہ لڑائی کے موقع پر بہادروں کو اُبھارنے اکسانے کے لیے اپنے تفاخر کے اظہار میں اشعار پڑھتے ہیں اَوس وخزرج نے بھی معرکۂ بعاث میں اِس طرح کے بہت سے اشعار پڑھے ہوں گے۔ یہ لڑکیاں حضرتِ عائشہ کے پاس بیٹھی ہوئیں وہی اشعار گا رہی تھیں ۱۲

من المترجم خدا نے انسان کی روح کو رنگ اور بُو اور ذائقے اور آواز اور تلمّس سے متلذذ ہونے کی صلاحیت دی ہے اور حواسِ خمسۂ ظاہری اِن لذتوں کے حاصل کرنے کے ذرائع ہیں ضرورت کے اعتبار سے یہ لذتیں مختلف مدارج کی ہیں یہاں تک کہ بعض شرطِ زندگی ہیں۔ اور بعض شرطِ عافیت کیا خوب کہا ہے **قطعہ**

دیدہ شکیبد ز تماشائے باغ　　　بے گل و نسرین بسر آرد دماغ

گر نبود بالشِ آگندہ پر　　　خواب تواں کرد حجر زیرِ سر

ورنہ بود دلبرِ ہم خوابہ پیش　　　دست تواں کرد در آغوشِ خویش

این شکم بے ہنرِ پیچ پیچ　　　صبر ندارد کہ بسازد بہ ہیچ

اسلامی شریعت کی تعلیم اِس اصل پر مبنی ہے کہ انسان کی فطری قوتوں کے تمام سرچشمے جاری رہیں۔ مگر اعتدال کے ساتھ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ[1] کا یہی مطلب ہے خدا نے یہ قوتیں ضرور کسی مصلحت سے انسان کو عطا فرمائی ہیں فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ[2] رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا[3] پس اِن میں سے کسی قوت کا معدوم کرنا ضرور خلافِ مرضیِ خداوندی ہے۔ مگر اِن کا

[1] اسلام میں رہبانیت نہیں ہے [2] حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا [3] اے ہمارے پروردگار تو نے اِس کارخانۂ عالم کو بے فائدہ مدتی نہیں بنایا ۱۲

حدِ اعتدال میں رکھنا بھی کارے دارد۔ پھر یہ لذتیں جو حواسِ خمسہ کے ذریعے سے حاصل کی جاتی ہیں۔ فانی اور عارضی ہونے کے علاوہ اَدنے درجے کی لذتیں ہیں اور ان نعمتوں میں ذلیل ترین حیوانات بھی مشارکِ انسان ہیں بلکہ بعض صفتوں میں شریک غالب۔ اِن جسمانی لذتوں کے علاوہ جن کو ہم کبھی نعمت سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی قوت سے۔ عقلی اور دماغی اور روحانی اعلےٰ درجے کی قوتیں ہیں جن کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے سب سے برتر سب میں برگزیدہ ان تمام اعلےٰ درجے کی مجموعی قوتوں کا نام ہے قوتِ علم ؎

ازل سے جو علمی شرافت ملی ہے   اسی سے الٰہی خلافت ملی ہے +

اِن اَدنے اور اعلےٰ درجے کی قوتوں میں ایک خاص طرح کا تعلق ہے کہ اَدنے درجے کی قوتیں معتدل حالت میں ہوں تو اعلےٰ درجے کی قوتوں کی تقویت کرتی ہیں ورنہ اُن کے حق میں مرضِ مُہلک کا حکم رکھتی ہیں۔ اِس کے علاوہ ایک بات لحاظ کے قابل اَور ہے کہ جن کو اعلےٰ درجے کی قوتوں کی چاٹ لگی ہوتی ہے۔ ادنے درجے کی لذتیں اُن کو مزے کی معلوم نہیں ہوا کرتیں۔ ایک سچے بہادر کو دشمن پر فتح پانے سے اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا درگزر سے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؏ در عفو لذتے ست کہ در انتقام نیست + ایک بخیل کو جمع مال سے جو مسرت ہوتی ہے تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؏ وہ اُس مسرت کے مقابلے میں ہیچ ہے جو ایک سخی کو خرچ کرنے سے ہوتی ہے ؎

غنچہ خنداں نہ ہو کیوں۔ کر کے زر اپنا برباد   کہ اُڑانے ہی میں دولت کے ہیں دولت کے مزے

سجدے میں پلنے تجھ کو یہ ہو کس لطف سے مست   یُوں عبادت ہو تو زاہد ہیں عبادت کے مزے

اسی پر تمام لذتوں کو قیاس کر لو۔ غرض انسانی قوتیں دو گروہوں میں منقسم ہیں اَدنےٰ جسمانی۔ اعلےٰ روحانی۔ جسمانی اور روحانی قوتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ موافقت اور مخالفت کے دونوں پہلو ہیں۔ مگر ایک گروہ کی قوتیں آپس میں ہمیشہ متحد اور ایک دوسرے کی مدد کے لیے مستعد رہتی ہیں۔ اندھوں کی قوتِ سامعہ اور لامسہ عدم البصر کی تلافی کرتی ہے اور بسا اوقات سامعہ باصرہ کا کام دیتی ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کین دولت از گفتار خیزد

یہ مضمون بہت طول چاہتا ہے مگر ہم کو اس جگہ صرف قوتِ سامعہ پر بحث کرنی ہے تو حواسِ خمسہ کی قوتوں میں یہ کم باصرہ اور سامعہ دو قوتیں خطرناک معلوم ہوتی ہیں۔ باصرہ اس لیے کہ اس کا بُرا استعمال منجر ہوتا ہے بدکاری کی طرف اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ ؏ اور اسی لیے مسلمان مردوں کو حکم ہے يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؏ اور مسلمان عورتوں کو

---

۵۱ اور غصے کو روکنے اور لوگوں کے قصوروں سے درگزر کرتے ہیں ۱۲ ۵۲ تم مال کے ایسے حریص ہو کہ مُردوں تک کا ترکہ سمیٹ سمیٹ کر کھاتے چلے جاتے ہو اور تم کو عبرت نہیں ہوتی اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو ۱۲ +

۵۳ آنکھیں زنا کا باعث ہوتی ہیں ۱۲ +

۵۴ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ۱۲ +

يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ -سامعہ اس لیے کہ وہ باصرہ کی قائم مقامی کرتا ہے بلکہ باصرہ کے عمل کے لیے تو مواجہہ بھی شرط ہے سامعہ ہندوستان بیٹھے سمندر پار تک کی خبر لیتا ہے - ایک امیر کی نسبت پچھلے دنوں سُنا گیا تھا کہ اس نے سرکیشیا کی عورتوں کے حُسن و جمال کی تعریف سُن کر ایک مصاحب قرساق کو سرکیشیا کی لڑکیاں جتنی بھی ملیں لانے کو بہت سا روپیہ دلا کر روانہ کیا مگر وہ وہیں کا ہو رہا ؎

وصف اُس پری رُخ کا اور پھر بیان اپنا　　ہوگیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا

شارعِ اسلام نے باصرہ پر تو غضِ بصر کا پہرہ بٹھایا - سامعہ کو نغمہ و سرود کے استماع کی ممانعت کی - اس میں شک نہیں کہ راگ ہر ایک طرح کے جذبے کو ہیجان میں لانے والا ہے جیسے خوشی کے ویسے رنج کے جیسے حیوانی ویسے روحانی اور یہ بھی مشاہدات اور بدیہیات میں سے ہے کہ آدمی تو آدمی جانور تک راگ سے فطرۃً متاثر ہوتے ہیں - شراب کو سُنتے ہیں کہ نشے کی حالت میں عقل تو زائل ہو جاتی ہے بیہوشی میں طبیعت کے اصلی جوہر اضطراراً اُکھل پڑتے ہیں اسد اللہ خاں غالب ؏ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا - بڑے اعلےٰ درجے کے شاعر تھے مگر تھے مُدمنُ الخمر ہمہ وقت نشے میں چور رہتے ان کے چوٹی کے اشعار وہ ہوتے تھے جو نشے کی حالت میں کہا کرتے تھے یہی حال ایک جج کا سُنا گیا بلکہ دیکھا ہے جس کے فیصلوں کی ولایت تک دھوم تھی - کوئی پیچیدہ مسئلہ ہوتا تو اُس کے فیصلے کو سرور کے وقت کے لیے اُٹھا رکھتے اور جو لکھتے دوسرے اسکو سند گردانتے اور اُس سے استشہاد کرتے - چونکہ لوگوں کے خیالات مختلف طرح کے ہیں - یہی راگ بعض کے حق میں خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ کا موجب ثابت ہوا کہ دہلی اور لکھنؤ کی سلطنتیں ان ہی خرمستیوں کی نذر ہوئیں اور ایسی حال کا مذکور ہے کہ تیور س سال مولوی محمد حسین الہ آبادی خواجہ معین الدین چشتی کے عرس کی تقریب سے اجمیر گئے قوال نے حقانی غزل گائی ان پر ایک حالتِ خاص طاری ہوئی - بدن میں تھرتھری چھوٹی آخر قفسِ عنصری سے روح پرواز کر گئی - راگ اپنی ذات سے بُری چیز نہیں سننے والے اس کو بُرا بنا دیتے ہیں ؎

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست　　در باغ لالہ روید و در شور بوم خس

جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بھی راگ سُنا اور اُن کی موجودگی میں صحابہ نے سُنا اور آپ نے سماع سے منع بھی فرمایا تو اجازت اور منع دو مختلف حیثیتوں سے دونوں بجائے خود درست - اب ہم سے کوئی سماع کی حلّت و حرمت کو پوچھے تو ہم کہیں گے اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ للمترجم -

اِذَا كُنْتَ اَهْلًا لَّهٗ فَاسْتَمِعْ　　وَاِلَّا فَدَعْ وَاجْتَنِبْ وَامْتَنِعْ

آپ اپنے دل سے فتویٰ لے ۔	# شکار و ذبح کے آداب	

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ	(اے پیغمبر لوگ) تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیزاں ان کے لیے حلال کی گئی ہے سو تم اُن کو سمجھا دو کہ (کھانے کی) ستھری چیزیں (سب) تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہیں -

سله اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں [illegible]

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (المائدہ ع ۱ پارہ ۶)

اور شکاری جانور جو تم نے شکار کے لیے سدھا رکھے ہوں (اور) شکار کا طریقہ جیسا تم کو خدا نے سکھا رکھا ہے ویسا ہی تم نے اُن کو سکھا دیا ہو تو یہ شکاری جانور جو شکار تمہارے لیے پکڑ رکھیں اور وہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو اُس کو بے تامل کھاؤ مگر اتنی احتیاط رکھو کہ جس طرح ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیا کرتے ہو اسی طرح شکاری جانور کے چھوڑتے وقت خدا کا نام لیا کرو اور ہمیشہ ڈرتے رہو کہ اُس کے حکم کے خلاف کوئی حرام چیز نہ کھا بیٹھو کیونکہ خدا چٹکی بھر میں حساب لے گا تو وہاں کی جواب دہی کا خیال رکھو۔

ع خطوطِ وحدانی میں جو ہم نے جا بجا باتیں بڑھائی ہیں وہ حدیث سے لی ہیں جو اس کے بعد نقل کی جاتی ہے تو حدیث گویا اس آیت کی تفسیر ہے

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَاَدْرَكْتَهُ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَاِنْ اَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ وَاِنْ اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ فَاِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ وَقَدْ قَتَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَتَلَهُ وَاِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِيْهِ اِلَّا اَثَرَ سَهْمِكَ فَكُلْ اِنْ شِئْتَ وَاِنْ وَجَدْتَهُ غَرِيْقًا فِي الْمَاءِ فَلَا تَاْكُلْ

(صحیحین)

حاتم کے بیٹے عدی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا شکار کے لیے چھوڑو تو جس طرح جانور کے ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیا کرتے ہو کتا چھوڑتے وقت بھی خدا کا نام لیا کرو پھر اگر کتا تمہارے لیے شکار کو پکڑ رکھے اور تم شکار کو زندہ پالو تو اُسے ذبح کر لو۔ اور اگر اس حال میں پاؤ کہ کتے نے شکار کو مار ڈالا ہے لیکن اُس میں سے کچھ کھایا نہیں تو بھی اُسے کھا لو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر کتے نے کھا لیا ہے تو نہ کھاؤ کیونکہ اُس نے اپنے لیے شکار پکڑا ہے اور اگر تم اپنے کتے کے سوا اور کتا بھی شریک پاؤ اور اُس نے شکار کو مار ڈالا ہے تو اگرچہ وہ کتا شکاری ہو مگر ایسے شکار کو بھی نہ کھاؤ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ دونوں کتوں میں سے کس نے شکار کو قتل کیا ہے اور جو دوسرا کتا تمہارے کتے کے ساتھ شریک ہو گیا ہے اُس پر تم نے نام خدا نہیں لیا ہے اور جب تم شکار کی طرف اپنا تیر پھینکو تو تیر پھینکتے وقت بھی خدا کا نام لیا کرو اور اگر تم سے شکار ایک روز غائب رہے اور تم اُس کے جسم میں اپنے تیر کے نشان کے علاوہ اور کوئی نشان نہ پاؤ تو تمہاری خوشی ہو تو کھا لو لیکن جب پانی میں ڈوبا ہوا پاؤ تو نہ کھاؤ (کیونکہ ممکن ہے کہ پانی میں ڈوب کر مرا ہو نہ تمہارے تیر کے اثر سے)

من المترجم کتے کی ہوشیاری زیرکی ادا شناسی وفاداری صبر وشکیبائی کی سچی اور واقعی حکایتیں بعض دیکھی اور کثرت سے سُنی گئی ہیں۔ پھر کتوں کے مدارج ویسے ہی متفاوت ہیں جیسے آدمیوں کے۔ کتوں میں ادنیٰ ترین ٹینی کتے ہیں جو گلیوں میں مارے مارے پڑے پھرتے ہیں۔ یہ کتوں میں ایسے ہیں جیسے ہم لوگوں میں بازاری آبرو باختہ لُچے بدمعاش۔ کتے ان ہی کی وجہ سے بدنام ہیں ؎

اگر بر کہ نپیہ کنند از گلاب — سگے در وے افتد کند منجلاب

ورنہ ایک کتا اصحاب کہف کا کتا تھا وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ

قطعہ

پسر نوح بابداں بنشست — خاندانِ نبوتش گم شد

سگ اصحاب کہف روزے چند — پئے نیکاں گرفت ومردم شد

اسلامی شریعت نے کتوں کی شرافت اور رزالۃ کے لحاظ سے ٹینی کتوں کو نجس العین قرار دیا۔ اور چرواہوں کے کتوں اور شکاری کتوں کو حکم نجاست سے مستثنیٰ۔ شکاری سدھایا ہوا کتا شارع کی نظر میں آلۂ صید ہے جیسے حربہ اور اگر وہ شکار کو مار بھی ڈالے اس کے مارے ہوئے شکار کا کھانا درست اگرچہ معلوم ہے کہ کتے نے شکار کو بھنبھوڑا ہوگا۔ تو اس کا تھوک ضرور شکار کے زخم میں لگا ہوگا۔ مطلب یہ کہ شکاری کتے کا لعاب دہن پاک۔ اب رہا جانور کے ذبح کرتے وقت یا شکار پر شکاری کتے کو چھوڑتے یا اس پر تیر چلاتے وقت کہ یہ دونوں فعل ذبح کے قائم مقام ہیں خدا کا نام لینا تو یہ ویسا ہی نام لینا ہے جو کھانا کھاتے وقت بلکہ ہر ایک کام کو شروع کرتے وقت لینے کا حکم ہے كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ بِاسْمِ اللهِ فَهُوَ أَبْتَرُ اور ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینا شکر رزق کا بھی ایک پیرایہ ہے۔

۲ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَغَابَ عَنْكَ فَأَدْرَكْتَهُ فَكُلْ مَالَمْ يُنْتِنْ (م)	۲ ابو ثعلبہ خشنی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم (شکار کی طرف) اپنا تیر پھینکو اور شکار تم سے غائب ہو جائے پھر تم اس کو پاؤ (اور اپنے تیر کے زخم کے سوا اور کوئی زخم اس میں نہ دیکھو) تو جب تک سڑے نہیں کھالو ف
۳ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ	۳ عدی کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سکھائے ہوئے کتوں کو شکار پر چھوڑتے ہیں (تو ایسے شکار کا کیا حکم ہے) پیغمبر صاحب نے فرمایا

ف سڑ جائے گا تو کھانا درست نہ ہوگا اس وجہ سے نہیں کہ شکار عرصے میں دستیاب ہوا ہے بلکہ اس کے سڑنے اور بوئے بد پیدا ہونے کی وجہ سے اور یہی حال مذبوح گوشت کا ہے کہ سڑ جانے کے بعد اس کا کھانا درست نہیں اس لیے کہ سڑا ہوا گوشت مذبوح یا غیر مذبوح تندرستی کو مضر ہے کہ سڑ جانے سے اس میں ایک طرح کی سمیت پیدا ہو جاتی ہے اور مضر نہ بھی ہو تاہم طبیعت تو اس سے کراہت کرتی ہے ۱۲

كُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ إِنَّا نَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَهُ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ + (صحیحین)

کہ جس شکار کو کتوں نے تمہارے لیے پکڑ رکھا ہے انھیں کھالو میں نے عرض کیا اگرچہ کتے شکار کو مار ڈالیں فرمایا اگرچہ مار ڈالیں میں نے عرض کیا ہم (ڈاتیر) شکار پر پھینکتے ہیں (جو چھید نہیں توڑ نہیں کرتا بلکہ لاٹھی کی طرح پڑتا ہے) تو اُس کا کیا حکم ہے فرمایا جو چیز زخم ڈال سکے اور گوشت میں نفوذ کر جائے اُس سے شکار کیے جانور کو کھالو اور جو چیز ترچھی شکار کو لگے اور اُس سے شکار مر جائے تو وہ موقوذہ ہے (جو لکڑی یا پتھر یا اُس چیز سے مار ڈالا جائے جس میں تیزی وحدت نہ ہو) اُسے مت کھاؤ

من المترجم اس کتاب کے دوسرے حصے میں مُردہ جانور کی حرمت کی وجہ بیان کرتے ہوئے ہم یہ لکھ آئے ہیں کہ سوائے اُس جانور کے جو اسلامی شریعت کے مطابق ذبح کیا گیا ہو باقی سب طرح کے مرے ہوئے جانور میتت یعنی مُردار ہو کر حرام ہیں اور علمائے متقدمین نے ایسا سمجھا کہ ذبح کے قاعدے سے خون کے ساتھ جان کا نکلنا گوشت میں غلط اخلاط کو پیدا نہیں ہونے دیتا ہم نے یہ بات اپنی عقل سے نکالی اور ساتھ ہی اپنے قصورِ فہم کا بھی اعتراف کیا کہ ہم کو سمجھ نہیں آتی کل ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس سے ہم کو اپنی عقلی توجیہ کی طرف سے پورا اطمینان ہو گیا کہ ان دنوں چمڑے کی سوداگری بڑے زوروں پر ہے تو ہم نے دیکھا کہ حلال جانور کی کھال مُرداری کے مقابلے میں زیادہ قیمت پاتی ہے۔ اس سے ہم کو تسکین ہو گئی کہ کھال تو گوشت سے دوسرے درجے میں ہے ہمارا قیاس صحیح ہے۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشِ + (صحیحین)

خدیج کے بیٹے رافع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کل ہماری کافروں سے مٹھ بھیڑ ہونے والی ہے اور (جانوروں کے ذبح کرنے کے لیے) ہمارے پاس چھری نہیں ہے تو کیا ہم سرکنڈے سے (جو چھری کی طرح تیز ہوتا ہے) ذبح کریں پیغمبر صاحب نے فرمایا جو چیز خون بہائے اور نام خدا لیا جائے (اُس ذبیحہ کو) کھالو مگر میں دانت اور ناخن کو مستثنیٰ کرتا ہوں (کہ اگرچہ یہ خون بہاتے ہیں لیکن ان کا ذبیحہ درست نہیں) اور میں تمہیں اس کی وجہ بتائے دیتا ہوں (کہ دانت اور ناخن سے ذبح کرنا کیوں جائز نہیں) تو دانت سے تو اس لیے کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن سے اس لیے کہ وہ اہل حبش کی چھری ہے۔

من المترجم دانت ہو یا ناخن ان میں علاوہ کُندی چھری جتنی بھی تیزی نہیں آسکتی کہ رگ کے کاٹنے میں جلدی اور آسانی ہو اور اسی لیے ان سے ذبح کرنے کی مناہی ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ لَهٗ غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَّنَا بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَسَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ بِاَكْلِهَا (خ)

مالکؓ کے بیٹے کعبؓ سے روایت ہے کہ کعب کی (یعنی میری) بکریاں پہاڑ سلع پر چرا کرتی تھیں ایک دن کا ذکر ہے کہ ہماری لونڈی نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری کو مرتے ہوئے دیکھا تو اُس نے ایک پتھر کو توڑ کر اور اس کی دھار نکال کر بکری کو ذبح کر ڈالا۔ اِس کے بعد کعبؓ نے (یعنی میں نے) جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اِس بکری کا کھانا جائز ہے یا نہیں، تو پیغمبر صاحب نے اُس کے کھانے کی اجازت دی۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ (م)

شدادؓ بن اوس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدائے تعالیٰ نے ہر چیز پر نیکی کرنے کو واجب کیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرنے لگو تو (اُسے) اچھے اور نیک طریق کے ساتھ قتل کرو (مثلاً تلوار تیز کر لو تاکہ مقتول جلد خلاص ہو جائے اور دیر تک مبتلائے تکلیف نہ رہے) اور جب (جانور کو) ذبح کرو تو نیک طریق کے ساتھ ذبح کرو یعنی تم میں سے ہر ایک شخص کو اپنی چھری تیز کر لینی اور ذبیحہ کو راحت پُہنچانی چاہیئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى اَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ اَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ + (صحیحین)

ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو چارپائے یا چارپائے کے علاوہ کسی اور جانور کو نشانہ بنانے اور قتل کرنے کے لیے باندھے جانے سے منع کرتے ہوئے سُنا۔

عَنْ اَبِي الْعُشَرَاءِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا تَكُوْنُ الذَّكٰوةُ اِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ فَقَالَ لَوْ طَعَنْتَ فِيْ فَخِذِهَا لَاَجْزَاَ عَنْكَ (د)

ابو العشراءؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ذبح حلق اور لبّہعہ ہی کے کاٹنے میں حاصل ہوتا ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ (ذبح اضطراری میں) اگر تم ذبیحہ کی ران میں (بھی) نیزہ کچوک دو گے تو تمھیں بس کریگاف

عہ سینے کے اوپر کی جگہ کو لبّہ کہتے ہیں ۱۲ ف یعنی جس جانور کا ذبح کرنا اختیار میں ہے اُس کا ذبح تو یہی ہے کہ حلق اور لبّے کو کاٹ دیا جائے اور جس کا ذبح اختیار میں نہیں مثلاً جس جانور کو ذبح کرنا منظور تھا وہ کنوئیں میں گر پڑے تو اُس کے حق میں یہی ذبح ہے کہ زخم ڈالنے والا آلہ اُس کے جسم کے کسی حصہ مثلاً ران میں چبھو دیا جائے ۱۲

من المترجم ران میں بھی شریان رگ جہندہ ہوتی ہے اور اس سے بھی خون سیال نکالا جا سکتا ہے جیسے گردن کی رگوں سے پس ذبح کا مطلب حاصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ شَرِیْطَةِ الشَّیْطَانِ زَادَ ابْنُ عِیْسٰی هِیَ الذَّبِیْحَةُ یُقْطَعُ مِنْهَا الْجِلْدُ وَلَا تُفْرٰی الْاَوْدَاجُ ثُمَّ تُتْرَكُ حَتّٰی تَمُوْتَ (ابوداؤد)

ابن عباس اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شریطہ شیطان سے منع فرمایا ہے[1] راوی ابن عیسے نے شریطہ شیطان کی تفسیر میں اس قدر اور زیادہ کیا کہ یہ وہ ذبیحہ ہے جس کی کھلڑی تو کاٹ ڈالی جائے اور گردن کی رگیں نہ کاٹی جائیں رگیں یعنی ہیں ذبح کے پھر وہ یہاں تک چھوڑ دیا جائے کہ مر کر ٹھنڈا ہو جائے ف[1]

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَنْحَرُ النَّاقَةَ وَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ فَنَجِدُ فِیْ بَطْنِهَا الْجَنِیْنَ فَنُلْقِیْهِ اَمْ نَاْكُلُهُ قَالَ كُلُوْهُ اِنْ شِئْتُمْ فَاِنَّ ذَكٰوتَهٗ ذَكٰوةُ اُمِّهٖ (ابوداؤد)

ابو سعید خدری کہتے ہیں ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بسا اوقات ہم اونٹنی کو نحر[1] کرتے اور گائے اور بکری کو ذبح کرتے ہیں تو ہم ان کے پیٹوں میں مردہ بچہ پاتے ہیں آیا اس کو پھینک دیں یا کھالیں پیغمبر صاحب نے فرمایا چاہو تو کھالو کیونکہ بچے کے ذبح کے لیے اس کی ماں کا ذبح کرنا بس کرتا ہے ف[2]

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَیْرِ حَقِّهَا سَاَلَهُ اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهٖ

عمرو بن العاص کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چڑیا یا چڑیا سے بڑھ کر کسی جانور کو ناحق مار ڈالے خدا تعالیٰ اس شخص سے اس جانور کے مار ڈالنے کی بابت پرسش کرے گا

ف[1] اس طرح کے عمل کو شریطہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ شریطہ لیا گیا ہے شرط حجام سے اور پچھنے لگانے والا خون کھینچنے کے لیے جو چھری سے بدن کے گوشت کو گودتا ہے اسے شرط کہتے ہیں تو شریطہ کے معنے نشتر مارنے اور گوشت گودنے کے ہوئے پھر شریطہ کی اضافت شیطان کی طرف اس سے ہے کہ اس عمل پر برانگیختہ کرنے والا اور لوگوں کی نظروں میں اسے زینت دینے والا وہی ہے ۱۲

سلہ[1] نحر کہتے ہیں اونٹ کے سینے میں نیزہ مارنے کو اور یہ اونٹ کے حق میں سنت ہے اگرچہ ذبح بھی جائز ہے ۱۲

ف[2] مثلاً ایک بکری کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ میں سے مردہ بچہ نکلا تو بچے کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں یوں ہی کھانا درست ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ ثلثہ کا امام شافعی اور امام احمد تو کہتے ہیں کہ جنین حلال ہے خواہ اس کے بدن پر بال اُگ آئے ہوں یا نہیں۔ اور امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر بال اُگ آئے ہوں اور تام الخلقت ہو تو حلال ہے ورنہ نہیں مگر ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جنین کا کھانا درست نہیں ہاں اگر زندہ پیٹ سے نکلے اور ذبح کیا جائے تو درست ہے اور دلائل فریقین کے کتب فقہ میں مرقوم ہیں ۱۲

قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ أَنْ يَذْبَحَهَا فَيَأْكُلَهَا وَلَا يَقْطَعَ رَأْسَهَا فَيَرْمِيَ بِهَا (احمد نسائی)	کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ چڑیا کا حق کیا ہے فرمایا اُسے ذبح کرکے کھانا نہ یہ کہ اُس کا سر کاٹ کر اُس کو (یعنی چڑیا کو) پھینک دینا

من المترجم اس سے بلا ضرورت شکار کی ممانعت نکلتی ہے مگر شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں جو اس حدیث کا ترجمہ کیا ہے قاعدۂ نحو کی رُو سے غلط معلوم ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ لَا يَقْطَعَ رَأْسَهَا فَيَرْمِيَ بِهَا یعنی و نبُرد سرا و را پس بیندازد آن را یعنی بریں وجہ ذبح نکند۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فیرمی بہا میں ضمیر ہا شاہ صاحب نے راس کی طرف راجع کی ہے حالانکہ راس مؤنث نہیں ہے اور ضمیر ہا مؤنث ہے راس مؤنث نہیں ہے اس لیے کہ قاعدۂ نحو کے مطابق آدمی کے جتنے اعضاء وجوارح جُفت ہیں مثلاً ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھیں۔ بھویں۔ رخسارے۔ کان سب مؤنث ہیں اور جو طاق ہیں جیسے سر۔ ناک وغیرہ مذکر ہم کو شاہ صاحب کی اسی طرح کی ایک اور غلطی بھی اسی کتاب کے باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر میں معلوم ہوئی تھی جس سے ہم نے دانستہ چشم پوشی کی کہ خطائے بزرگاں گرفتن خطا است + مگر حلال و حرام میں تو سکوت نہیں کیا جا سکتا۔

[۱۲] عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَجُبُّونَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ وَيَقْطَعُونَ أَلْيَاتِ الْغَنَمِ قَالَ مَا يُقْطَعُ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ لَا تُؤْكَلُ + (ترمذی)	[۱۲] ابو واقد لیثی کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو یہاں کے لوگ اونٹوں کے کوہان اور دُنبوں کی چکتیاں کاٹ کاٹ کر کھا جاتے تھے آپ نے فرمایا جو چیز چارپائے سے کاٹی جائے اور چارپایہ زندہ ہو تو وہ چیز مُردار ہے اور اُس کا کھانا درست نہیں۔

من المترجم۔ کروڑ باشندگان ہند میں پانچویں حصے کے قریب مسلمان ہیں باقی ہندو۔ ہندو اکثر الا ماشاء اللہ پیداوار اراضی پر غلہ ہو یا بقولات گزران کرتے اور گوشت خوار قوموں پر جن میں مسلمان بھی داخل ہیں بے رحمی اور سنگدلی کا الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ اپنا پیٹ پالنے کے لیے کمزور غریب بے گزند جانداروں کو جان سے مارتے ہیں اس سے بڑھ کر بے رحمی اور سنگدلی الٰہ کیا ہوگی۔ اور نہ صرف پیٹ پالنے کے لیے بلکہ زبان کے چٹخاروں کے لیے آخر ہندو جو گوشت نہیں کھاتے وہ بھی تو ان ہی کی طرح کے آدمی ہیں توالد تناسل تندرستی۔ عمر ان میں کس بات کی کمی ہے۔ مذہب پر سے اس الزام کے اُٹھانے کو ہم دنیا کے انتظام پر نظر کرتے ہیں جو خدا کا ٹھیرایا ہوا ہے تو دو باتیں پاتے ہیں اول موت جس سے کوئی زندہ محفوظ نہیں رہا اور محفوظ رہ سکتا بھی نہیں۔ مگر ہم موت کی مصلحت سے واقف نہیں کیا معلوم ؎

ع پس ہر گریہ آخر خندہ است ۔۔۔ مرد آخر بیں مبارک بندہ است

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ جانور بھی عالم جمادات سے ترقی کرکے عالم نباتات میں اور عالم نباتات سے ترقی کرکے عالم حیوانات میں آئے ہیں اب بعد ذبح آدمی کی غذا ہو کر آدمی کی جُون میں آداخل ہوں گے تو یہ حیوانات کے حق میں سرتاسر رحم ہے ا بد ر

ان کی بہتری کا موجب۔ دوسری بات جو ہم انتظام دنیا میں پاتے ہیں اَلْاَقْوَی اَلْاَحْرٰی بِالْحَیٰوۃ اَحْرٰی ہے یعنی قوی تر زندہ رہنے کا مستحق ہے جس کا ترجمہ انگریزی مقولہ ہے دی فٹسٹ ٹو لو۔ اس کی رو سے آدمی کے لیے جانوروں کا قربان کیا جانا قاعدہ لولی بالحیٰوۃ کی رعایت ہے جو عین انصاف ہے۔ سمندر میں بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھا کھا کر بڑی ہوئی ہیں۔ بہت سے وحوش و طیور ہیں جن کی غذا صرف گوشت ہی ہے ان کے معدے اُن کے جوارح صرف گوشت کے لیے مناسب ہیں آدمی قوی تر بھی ہے دانتوں کے ذریعے سے ہر قسم کی غذا کھا اور چبا بھی سکتا ہے اس کا معدہ ہضم لحم کے قابل بھی ہے پس وہ فطرۃً گوشت خوار ہے۔ بغاث الطیور اور ضعاف الوحوش جو آپ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے اس سے کہ درندوں کے شکار ہوں بہتر ہے کہ آدمی کی غذا ہوں۔ جن ملکوں میں غذائے نباتی کی کمی حد فقدان کو پہنچ گئی ہے جیسے تبت اگر ایسے ملکوں میں جانوروں کے گوشت کی ممانعت کی جائے تو ایسی ممانعت بعض اوقات مستلزم ہلاک انسان ہوگی۔ جس کو عقل جائز نہیں رکھ سکتی۔ پھر گوشت کے حلال ہونے کے یہ معنے ہیں کہ گوشت کا کھانا جائز ہے نہ یہ کہ شرط اسلام ہے پس جو لوگ مشق ستم کے لیے شکار کرتے اور اس کا نام رکھا ہے تفریح یا جو لوگ ہندوؤں کی ضد سے لحم البقر کے لیے لڑتے جھگڑتے ہیں ہم تو

آداب البیع

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَکَثْرَۃَ الْحَلْفِ فِی الْبَیْعِ فَاِنَّہٗ یُنَفِّقُ ثُمَّ یَمْحَقُ ۔ (مسلم)

ابو قتادہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم معاملۂ بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے اپنے تئیں بچاؤ کیونکہ کثرت سے قسمیں کھانا گو فی الحال بکری کو رواج دیتا ہے مگر انجام کار برکت کو مٹاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ ۔ (مسلم)

ابو ذر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین طرح کے آدمی ہیں جن سے خدا قیامت کے روز بات تک بھی تو نہیں کرے گا اور اُن کو نظر رحمت سے دیکھے گا اور انکو عذاب دردناک ہوگا ابوذر نے عرض کیا وہ سخت نا اُمید ہوئے اور نہایت ٹوٹے میں پڑے یا رسول اللہ وہ ہیں کون؟ فرمایا براہ کبر ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والے دیکر احسان رکھنے والے اور جھوٹی قسم سے مال کی نکاسی کرنے والے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ابو سعید سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] خط وحدانی میں جو ہم نے عبارت بڑھائی ہو اُس کی وجہ مفصل اسی حصے کے عنوان آداب اللباس میں ملاحظہ ہو ١٢

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ ٭ (ترمذی)	سچا اور با امانت دار سوداگر قیامت کے روز پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

من المترجم حصہ دوم حقوق العباد میں ایک بڑا وسیع باب بیوع کا گزر چکا ہے اُسے پڑھو گے تو بیع و شرار کے مزید آداب پر آگہی ہوگی ہم نے تکریر کے خوف سے صرف ان ہی تین حدیثوں پر بس کی۔

آداب النکاح

| اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ (المائدہ ع ۱ پارہ ۶) | (مسلمانو!) آج (تمام) پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا (بشرطیکہ تمہارے ہاں بھی روا ہو) تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لیے حلال ہے اور مسلمان بیاہتا بیبیاں اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے اُن میں کی (بھی) بیاہتا بیبیاں (تمہارے لیے) حلال ہیں ف بشرطیکہ اُن کے مہر اُن کے حوالے کرو اور تمہارا ارادہ (اُن کو) قید نکاح میں لانے کا ہو نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے کا اور نہ چوری چھپے آشنا بنانے کا۔ |
| عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْهِ بِالدُّفُوْفِ ٭ (ترمذی) | اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شرعی عقد کو جس کا نام نکاح ہے آشکارا کرو اور اس کو مسجدوں میں کیا کرو (کہ تشہیر کے مقامات ہیں) اور نکاح (کی تقریب) پر دُف (ڈھپ) بجایا کرو (تا کہ خوب تشہیر ہو جائے)۔ |

ف اسی مضمون کی ایک آیت سورۂ نساء کے چوتھے رکوع میں بھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۱۲

ف بیاہتا بیبیوں سے مراد ہیں وہ عورتیں جو نکاح کے ذریعے سے لوگوں کے ساتھ میاں بی بی کا سا تعلق پیدا کرنا چاہتی ہیں ۱۲

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ وَالدُّفُّ ۔ ترمذی

حاطب کے بیٹے محمد نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس چیز سے حلال وحرام میں فرق ظاہر ہوتا ہے وہ ذکر و تشہیر اور دف ہے۔

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ دَعِي هٰذِهِ وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ ۔

(بخاری)

عفراء کی پوتی معوذ کی بیٹی ربیع (صحابیہ) کہتی ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور اس وقت تشریف لائے جب مجھے شوہر کے گھر رخصت کر دیا گیا تھا تو آپ میرے بچھونے پر بالکل اسی طرح بیٹھ گئے جس طرح تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے (یہ خطاب اس شخص کی طرف ہے جو ربیع سے حدیث روایت کر رہا ہے) اتنے میں ہماری چھوکریوں نے دف بجانا اور میرے باپ اور چچا کے اوصاف وخصال بیان کرنے شروع کیے جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے کہ دفعۃً اُن میں سے ایک چھوکری لگی کہنے وفینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم میں نبی موجود ہے جو اس چیز کو جانتا ہے کہ کل ہونے والی ہے پیغمبر صاحب نے (یہ سن کر چھوکری سے) فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور جو (پہلے) کہہ رہی تھی کہے جا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ زُفَّتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ ۔ بخاری

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت (جو نئی دلہن تھی) ایک انصاری مرد کے ساتھ رخصت کی گئی جناب نبی خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عائشہ!) کیا تمہارے پاس لہو (دف یا سرود) نہیں ہے کیونکہ انصار کو لہو بھلا معلوم ہوتا ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِي جَارِيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجْتُهَا

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک انصاری لڑکی رہا کرتی تھی میں نے اس کا بیاہ کیا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَۃُ اَلَا تُغَنِّیْنَ فَاِنَّ ھٰذَا الْحَیَّ مِنَ الْاَنْصَارِ یُحِبُّوْنَ الْغِنَاءَ ٭ (مشکوٰۃ)	تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عائشہ! تم گانے کا حکم کیوں نہیں دیتیں کیونکہ انصار کا یہ قبیلہ گانے کو دوست رکھتا ہے۔
عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ شَوَّالٍ وَّبَنٰی بِیْ فِیْ شَوَّالٍ فَاَیُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اَحْظٰی عِنْدَہٗ مِنِّیْ ٭	اُمّ المومنین عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھے شوال کے مہینے میں نکاح میں لائے اور شوال ہی کے مہینے میں میری رخصت ہوئی تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں سے کون سی ایسی بی بی ہے جو آپ کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہرہ مند ہوگی۔
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُکُمْ اِمْرَأَۃً اَوِ اشْتَرٰی خَادِمًا فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ ٭ (ابو داؤد)	عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جب تم میں کا ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرے یا کوئی خادم مول لے تو یوں کہے اللّٰھم الخ یعنی خداوندا میں تجھ سے اس عورت (یا خادم) کی نیکی و بھلائی کو طلب کرتا اور اس چیز کی بھلائی کو طلب کرتا ہوں جس پر تُو نے اس عورت (یا خادم) کو پیدا کیا ہے اور میں اس کی بُرائی اور اس چیز کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں جس پر تُو نے اسے پیدا کیا ہے۔

من المترجم ان حدیثوں سے تین باتیں مستنبط ہوتی ہیں ایک یہ کہ نکاح کے لیے اعلان کی ضرورت ہے دوسرے یہ کہ دُلہن کے رخصت کے وقت لڑکیوں کو کوئی ایسا گیت گانا یا قصیدہ پڑھنا جائز ہے جس میں فحش و لغو نہ ہو تیسرے یہ کہ شوال کے مہینے میں نکاح کرنا اور شوال ہی میں دُلہن کو رخصت کرنا مستحب ہے۔ نکاح کے لیے اعلان کا ضروری ہونا تو اس آیت کے مضمون سے صاف ثابت ہوتا ہے جسے ہم نے عنوان کے ذیل میں درج کیا ہے کیونکہ آیت میں ولا متخذی اخدان بواسطۂ حرف علف محل کا ظرف اور اس کی قید ہے مطلب یہ کہ عورتیں بایں شرط تمہارے لیے حلال ہیں کہ ان کے مہر ان کے حوالے کر دو اور کھلم کھلا قید نکاح میں لاؤ چوری چھپے آشنائی نہ کرو اور حدیث نمبر ا و ۲ میں تو صاف طور پر اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدف اور فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف وارد ہے جس سے کھلے طور پر معلوم ہوتا ہے کہ

نکاح کے لیے اعلان کا ہونا شرطِ ضروری ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ شارع کو بدکاری کا دروازہ بہمہ وجوہ بند کرنا منظور ہے ممکن ہے کہ ایک شخص کسی عورت سے تعلقِ ناجائز رکھتا اور عارِ زنا کے دور کرنے کے لیے اس بات کو ظاہر کرتا ہو کہ میں نے نکاح کرلیا ہے شارع نے اس عذر بدتر از گناہ کے حیلے کو مٹانے کی غرض سے نکاح کے لیے اعلان کو شرطِ ضروری ٹھیرایا پھر حدیث میں جو اعلان کی ایک صورت کو دُف بجانے کے ساتھ مقید کیا گیا ہے تو یہ قید واقعی نہیں بلکہ اتفاقی ہے شاید عرب کا دستور عام ہوگا کہ وہ دُف بجا کر ہی نکاح کا اعلان کرتے ہوں گے ورنہ اگر بغیر دُف بجائے بھی اعلان ہو جائے تو شرطِ نکاح یعنی اعلان پایا جاسکتا ہے اور دُف بجانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی الغرض اس سے شارع کا مقصود صرف اعلان ہے کسی طرح پر بھی ہو مگر جو لوگ نکاح کے موقعے پر تاشے باجے اور ڈھول ڈھکے بجاتے اور اس کو ذریعۂ اعلان خیال کرتے ہیں یہ اُن کی سخت غلطی ہے اور شارع کے مقصد کے سرتاسر خلاف کیونکہ شارع نے صرف سدِ بابِ زنا کے لیے اعلان کو شرطِ نکاح قرار دیا تھا انھوں نے تاشے باجے بجا کر اُس دروازے کو کھول دیا وجہ یہ کہ باجے اور راگ منجر ہیں مناہی و ملاہی کی طرف۔ دوسری بات یعنی دُلہن کے رخصت کرتے وقت لڑکیوں کا گانا اس کے متعلق ہمیں اتنا ہی کہنا ہے کہ اگر ایسے موقع پر گھر کی لڑکیاں یا لیاں بغیر کسی ہاتھ سے یا مُونہ سے بجنے والے باجے کے دُف کے ساتھ ایسا گیت گائیں جس سے سننے والوں کی طبیعتیں برانگیختہ نہ ہوں اور جو لغو و فحش سے بالکل خالی ہو تو درست ہے واذلیس فلیس۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ جناب رسولِ خدا صلعم نرے خشک ترش رُو زاہد بھی نہ تھے کہ لوگوں کو تمتعاتِ جائز سے روکیں رہی تیسری بات یعنی شوال میں نکاح کرنا یہ اصل میں اہلِ جاہلیت کی ایک قدیم رسم توڑنے کی تمہید تھی کہ وہ لوگ اِس مہینے میں بیاہ برات نہیں کرتے تھے اور اس مہینے کو منحوس خیال کرتے تھے جس طرح ہمارے ہاں کی جاہل عورتیں ذیقعدہ کے مہینے میں جس کا نام اُن کے ہاں خالی[1] کا مہینہ مشہور ہے شادی وغیرہ نہیں کرتیں اور شاید عرب کے جُہلا کی طرح اسے منحوس بھی خیال کرتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہہ کر کہ میں شوال ہی میں بیاہی گئی اور شوال ہی میں میری رخصت ہوئی عرب کے جہلا کے خیال کی تردید کردی اور اُن کے اس منصوبے کو کہ شوال کا مہینہ منحوس ہے یہ حجت پیش کر کے باطل کر دیا کہ جسقدر پیغمبر صاحب کے نزدیک مجھے بہرہ مندی حاصل ہوئی کسی اور بی بی کو میسّر نہیں ہوئی۔

[1] خالی کا مہینا اس سے کہتی ہیں کہ اس سے پہلے اور اس کے پچھلے مہینوں میں عید کی تقریب ہوتی ہے اور اس میں کوئی تقریب نہیں ہوتی تو گویا لفظ خالی سے تشاؤم آتی ہیں ۱۲

آداب المباشرت

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ	(مسلمانو) تمھاری بیبیاں (گویا) تمھاری کھیتیاں ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ ف

ف عورت کھیتی ہے اور مرد کاشتکار اور نطفہ بیج تو جس طرح کاشتکار بیج کی حفاظت کرتا ہے کہ بیج کو ضائع نہیں ہونے دیتا اور وہاں ڈالتا ہے جہاں اُگے ایسی ہی حفاظت مرد کو کرنی چاہیے اور وہ نہیں ہے مگر اسی طریقے میں جو سب معلوم ہے ۱۲

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (بقرہ ع۲۸ پارہ ۲)

اور اپنے لیے آیندہ (یعنی عاقبت) کا بھی بندوبست رکھو اور اللہ سے ڈرو اور جانے رہو کہ تم کو اُس کے حضور میں حاضر ہونا ہے اور (اے پیغمبر) ایمان والوں کو خوشخبری سنادو ف۱

۱- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُوْحِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ الْاٰيَةَ اَقْبِلْ وَاَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ (ترمذی)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جو آیۂ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم الخ وحی کی گئی ہے تو فاتوا حرثکم انی شئتم کے یہ معنے ہیں کہ چاہو تو آگے کی جانب سے آؤ چاہو تو پسِ پشت کی طرف سے ہم بستر ہو لیکن ہر حالت میں وطی فی الدبر سے پرہیز کرو اور حالتِ حیض میں عورت کے پاس نہ جاؤ۔

۲- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ لَا تَاْتُوا النِّسَآءَ فِيْ اَدْبَارِهِنَّ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتَى امْرَاَتَهٗ فِيْ دُبُرِهَا

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا حق (بات کے کہنے) سے نہیں شرماتا تو (لوگو!) تم وطی فی الدبر کے ہرگز مرتکب نہ ہونا اور ابو داؤد کی روایت میں آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرتکبِ وطی فے الدبر ملعون ہے۔

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْتِيَ اَهْلَهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ اَبَدًا (متفق علیہ)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) سنو اگر تم میں کا کوئی شخص اپنی بی بی سے ہم بستر ہوتے وقت کہے گا بسم اللہ اللھم جنبنا الخ یعنی خداوندا ہم سے شیطان کو دور رکھ اور (اُس بچے) سے بھی شیطان کو دور رکھ جو تو ہمارے نصیب کرے تو اس موقع پر اگر میاں بیوی دونوں کی تقدیر میں بچہ ہوگا تو شیطان اُسے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا

ف۱ آیندہ کا بندوبست کرنے سے ایک مطلب تو وہ ہے جو ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا داری کے کاموں میں اتنے بھی مصروف نہ ہو کہ دین کے کاموں میں اُنکو غفلت کرنے اور اس میں ایک اشارہ اس بات کا بھی پایا جاتا ہے کہ عورتوں کے ساتھ اس نیت سے ہم بستر ہو کہ خدا اولاد دے اور وہ دنیا میں تمہارے کام آئے اور خدا اُن کو نیکی دے تو آخرت میں بھی اُن کی استغفار وغیرہ سے ماں باپ کو نفع پہنچے ۱۲

آداب الولیمہ

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَ اِنِّىْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ۔ (صحیحین)

انسؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عوف کے بیٹے عبدالرحمن کے کپڑوں پر زردی کا دھبہ دیکھ کر فرمایا کہ عبدالرحمن! یہ کیا ہے عرض کیا میں نے کھجور کی گٹھلی کے ہموزن سونے پر ایک عورت سے نکاح کیا ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا خدا تجھے برکت دے (تو) تو ولیمہ کر ڈال اگرچہ ایک بکری ہی سہی ف۱

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَائِهِ مَا اَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاةٍ ۔ (صحیحین)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس قدر بی بی زینب (کو نکاح میں لانے) پر ولیمہ کیا کسی اور بی بی (کو نکاح میں لانے) پر اُتنا ولیمہ نہیں کیا (چنانچہ) آپ نے (بی بی زینب کو نکاح میں لانے پر) ایک بکری کا ولیمہ کیا۔

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ ۔ (بخاری)

شیبہؓ کی بیٹی صفیہ کہتی ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بی بی (کو نکاح میں لانے) پر جو کے دو مُدوں کے ساتھ ولیمہ کیا ف۲

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بدتر کھانا اُس ولیمے کا کھانا ہے جس کے کھانے کے لیے مالدار تو بُلائیں جائیں اور محتاج چھوڑ دیئے جائیں اور جو شخص (بغیر کسی عذر کے) دعوت ولیمہ قبول نہ کرے

ف۱ اس حدیث میں زردی کے دھبے اور کھجور کی گٹھلی کے ہموزن سونے کا جو ذکر ہے اُس کی تفصیل ہم حصہ دوم حقوق العباد کے عنوان "بیوع" میں کر آئے ہیں وہاں ملاحظہ ہو اور آخر حدیث میں جو اولم ولو بشاۃ کا ذکر ہے تو یہ عبارت تقلیل و تکثیر دونوں کا احتمال رکھتی ہے مگر یہاں متبادر معنے تکثیر کے ہیں یعنی اگرچہ ایک بکری میں زیادہ خرچ ہوتا ہو تو بھی لیکر کیونکہ اس زمانے میں بکریاں تھوڑی تھیں اور عبدالرحمن بھی حد غنا کو نہیں پہنچے تھے ۱۲

ف۲ حدیث میں جن بی بی کا مذکور ہے اُن سے اُم المومنین اُم سلمہ مراد ہیں اور دو مُد کچھ اوپر سوا سیر کے ہوتے ہیں انگریزی تول کے حساب سے ۱۲

فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ٭ (صحیحین)	وہ خدا اور رسول خدا کا نافرمان ہے۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ اَوْ نَحْوَهٗ ٭ (صحیحین)	عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کا کوئی شخص ولیمے کی دعوت میں بلایا جائے تو اُسے دعوت میں آنا چاہیئے اور مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ اُسے دعوت کو قبول کر لینا چاہیئے دعوت شادی کی ہو یا اُس جیسی کسی اور تقریب کی مثلاً عقیقہ وغیرہ۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِيْرًا ٭ (ابو داؤد)	عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھانے کے لیے بلایا گیا اور اُس نے دعوت قبول نہیں کی تو اُس نے خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کی اور جو بے بلائے دعوت میں چلا گیا گویا چور بن کر گیا (کہ صاحب خانہ کی بے اجازت گھر میں آنا گویا چھپ کر آنا ہی) اور لوٹ مار کر کے باہر آیا (کیونکہ مالک کی بے اجازت کھانا کھانا گویا اُس کا مال غارت کرنا ہے)
عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَاَجِبْ اَقْرَبَهُمَا بَابًا فَاِنْ سَبَقَ اَحَدُهُمَا فَاَجِبِ الَّذِيْ سَبَقَ ٭ (احمد ابو داؤد)	جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کا ایک شخص روایت کرتا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو دعوت کرنے والے ایک ساتھ (ایک وقت میں) دعوت کریں تو دونوں میں سے اُس شخص کی دعوت قبول کر جس کا گھر تیرے دروازے سے قریب تر ہو اور اگر دونوں میں سے ایک نے پہلے دعوت کی (دوسرے نے پیچھے) تو جس نے پہلے دعوت کی اُس کی دعوت قبول کر۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَبَارِيَانِ لَا يُجَابَانِ وَلَا يُؤْكَلُ طَعَامُهُمَا (مشکوٰۃ)	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو شخص باہم ایک دوسرے کی ضد پر از روئے فخر و ریا کھانے کی تکثیر کریں تو اُن کی دعوت قبول نہ کی جائے اور نہ اُن کا کھانا کھایا جائے۔
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ	حصین کے بیٹے عمران سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِجَابَةِ دُعَاءِ الْفَاسِقِينَ (مشکوٰة)	صلے اللہ علیہ وسلم نے فاسقوںؑ کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا

سلہ فسق کے لغوی معنے تو ہیں خروج کے بولا کرتے ہیں فَسَقَتِ الرُّطَبَةُ عَنْ قِشْرِهَا وَالْفَارَةُ مِنْ جُحْرِهَا اَیْ خَرَجَتْ لیکن شرع میں گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوکر خدا کی طاعت سے باہر ہونے یا صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے کو فسق کہتے ہیں تو فاسق کے شرعی معنے ہوئے مرتکب گناہِ کبیرہ۔ گناہ کبیرہ کا مفہوم متعین کرنے میںؔ علماء نے اختلاف کیا ہے مگر قرآن و حدیث سے جہاں تک اسکا سُراغ چلتا ہے یہ ہے کہ شارع نے جس فعل کے ارتکاب پر حدِ شرعی سزا مقرر کردی ہو یا اُس کے بارے میں وعید نازل ہوئی ہو یا دلیلِ قطعی کے ساتھ اُس کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہو یا وہ فعل دین کی ہتکِ حرمت کا موجب ہو۔ گناہ کبیرہ ہے اور جس گناہ میں یہ باتیں نہ پائی جائیں صغیرہ۔ پھر گناہ کبیرہ کے مراتب اگرچہ مختلف ہیں یعنی بعض بعض سے بزرگ تر اور شنیع تر ہیں جیساکہ متتبع احادیث پر مخفی نہیں مگر پیغمبر صاحب کی کسی حدیث سے اُن کا انحصار و انضباط بایۂ ثبوت تک نہیں پونہچا اسی لیے علماء نے کبائر کے گنوانے میں اختلاف کیا ہے مولانا جلال الدین دوانی شرحِ عقائدِ عضدیہ میں بعض اصحاب شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ کبائر حسبِ تفصیل ذیل ہیں۔ قتلِ ناحق۔ زنا۔ لواطت۔ چوری۔ مے نوشی۔ اور ہر نشیلی چیز کا استعمال۔ سُور کا گوشت کھانا۔ کسی کا مال بجبر چھین لینا۔ زنا کی تہمت لگانا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ سود کھانا۔ رمضان کا روزہ قصداً اور عمداً بے عذر توڑ دینا۔ جھوٹی قسم کھانا۔ قطعِ رحم کرنا۔ مسلمان ماں باپ کو ناحق ستانا مذہبی لڑائی میں مقابلے سے بھاگنا۔ یتیموں کا مال ہضم کر جانا۔ ناپ تول میں خیانت کرنا۔ بار سمجھ کر وقت سے پہلے نماز پڑھ لینا۔ زکوٰة نہ دینا۔ مسلمانوں سے ناحق لڑنا۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا۔ صحابہ کو گالی دینا۔ بے عذر گواہی چھپانا۔ رشوت لینا۔ مرد و عورت میں نااتفاقی کرانا۔ بادشاہ سے چغلی جا لگانا۔ قدرت کے ہوتے ساتے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھنا۔ قرآن یاد کرکے بھلا دینا۔ جانداروں کو جلانا۔ عورت کا بے عذرِ شرعی اپنے مرد کی اطاعت نہ کرنا۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہونا۔ عذابِ الٰہی سے بیخوف و نڈر رہنا۔ علماء و حفاظ کی توہین کرنا۔ اپنی عورت سے ظہار کرنا۔

شارعِ اسلام نے نکاح کو بھی ایک طرح کی خرید و فروخت قرار دیا ہے۔ خرید و فروخت میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔ بائع۔ مشتری۔ مال جو معرضِ فروش میں ہے قیمت۔ تو نکاح کی صورت میں عورت بائع ہے۔ شوہر مشتری۔ مال بضعہ یعنی ناموس۔ قیمت مہرِ معجل نقد ہو یا مؤجل یا جزو معجل اور جزو مؤجل۔ عورت کا نان نفقہ بھی مہر تو نہیں مگر مہر کا ضمیمہ تو ہے۔ دعوتِ ولیمہ کو بھی از قبیل مصارفِ مستلزمہ سمجھو مثلاً ایک شخص غلہ خریدتا ہے تو وہ اپنے خرچ سے پلہ دار کو مزدوری دے کر غلہ اُٹھوائے جاتا ہے۔ آیۂ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ اسی انفاقِ مال کی تمہید ہے۔ دعوتِ ولیمہ کا خرچ بھی کچھ اسی طرح کا ہے۔ تشبیہ و استعارے سے کام نہیں تو ولیمہ شکرانہ ہے ولیمے میں اغنیاء کا بلانا دوستی محبت کے بڑھانے کی غرض سے ہے اور فقراء کا بلانا داخلِ خیرات و صدقات۔ داعی و مدعو دونوں کے آداب احادیث میں مذکور ہیں جو باب کے ذیل میں نقل کی گئی ہیں احادیث کے علاوہ آیۂ لیس علیکم جناح ان تاکلوا سے بھی مطلق دعوت کے طریقے کا استحسان پایا جاتا ہے ۱۲ +

سلہ چھوہارا چھلکے سے اور چوہا اپنے بل سے نکل باہر ہوا ۱۲ سلہ مرد عورتوں کے سر دھرے ہیں (اس کی دو سبب ہیں) ایک یہ کہ آدمیوں میں اللہ نے بعض (دینی ...)

آداب عیادتِ مریض

ترجمہ	متن
ابو موسے کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) بھوکے کو کھلاؤ اور بیمار کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو (جو قرض یا جرمانے کی علت میں قید ہو) چھڑاؤ	عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوا الْعَانِیَ (بخاری)

من المترجم۔ طب کا مانا ہوا مسئلہ ہے کہ اصل میں طبیعۃ مدبر بدن ہے ازالۂ مرض کے لیے طبیعۃ کی تقویت درکار ہوتی ہے اور اس کی بہت تدبیریں ہیں۔ تدبیر متعارف ہے دوا اور من۔ ٹونے ٹوٹکے جھاڑ پھونک تعویذ گنڈے جو جس بات کا گرویدہ اور معتقد ہو۔ بیمار پرسی میں بھی بیمار کی دلجوئی۔ یعنی اُس کی طبیعۃ کی ایک طرح کی تقویت ہے اور اس کو ازالۂ مرض میں تھوڑا بہت دخل ضرور ہے۔ یہ تو عیادت کی منفعت عاجلہ ہے اور ایک بڑی منفعت جو عیادت پر مترتب ہوتی ہے آپس کا میل جول اخوت محبت جو مثمر ہے منافع کثیرہ کی بین الناس ÷

ترجمہ	متن
ثوبان سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان جب اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کو جاتا ہے تو جب تک بیمار پرسی کرکے واپس نہ آلے بہشت کی میوہ چینی میں رہتا ہے۔	عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ ÷ (مسلم)

من المترجم۔ اس کا یہ مطلب کہ جتنا وقت آدمی اپنے بھائی مسلمان کی عیادت میں خرچ کرتا ہے آخرت میں وتنی دیر بہشت کے پھل کھائے گا ÷

ترجمہ	متن
ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک بدوی کی عیادت کے لیے اُس کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو اُس سے فرماتے تم کچھ خوف نہ کرو اور غمگین نہ ہو (یہ بیماری) ان شاء اللہ (گناہوں سے) پاک صاف کر دینے والی ہے چنانچہ آپ نے اُس بدوی سے بھی یہی فرمایا کہ اندیشہ نہ کرو (یہ بیماری) ان شاء اللہ (گناہوں سے) پاک صاف کر دینے والی ہے بدوی بولا ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک تپ ہے جو (دیگ کی طرح) ایک بڑے بوڑھے پر جوش مار رہی ہے (اور) اُسے قبروں کی زیارت کرا کے چھوڑے گی	عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُہٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُہٗ قَالَ لَہٗ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فَقَالَ لَہٗ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ قَالَ کَلَّا بَلْ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُہُ الْقُبُوْرَ

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذَنْ ۔ (بخاری)

جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے رنجیدہ ہو کے غصّے کے لہجے میں فرمایا اب ایسا ہی ہوگا جیسا تُو کہتا ہے ف

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَكٰی مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا ۔ (صحیحین)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب ہم میں سے کوئی آدمی بیمار پڑتا تو پیغمبر صاحب اُسے اپنے داہنے ہاتھ سے چھوتے پھر فرماتے لوگوں کے پروردگار! اِس درد و تکلیف کو دُور کر اور شفا عنایت فرما تُو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں (اور) شفا بھی وہ عنایت کر جو کسی بیماری کو بے دُور کیے ہوئے نہ چھوڑے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا فَیَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ اِلَّا شُفِیَ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ ۔ (ابوداؤد)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی بیمار پرسی کرتا اور (بیمار کی طرف روئے سخن کر کے) سات دفعہ یوں کہتا ہے اَسْاَلُ اللّٰهَ الخ یعنی میں خدائے بزرگ سے جو عرش عظیم کا پروردگار ہے اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا عنایت فرمائے تو مریض تندرست ہو جاتا ہے مگر اُس کی موت ہی آ [illegible]

ف بادیہ نشینوں کی طبیعتوں میں قدرتی طور پر ایک طرح کی غلظت و سختی ہوتی ہے پیغمبر صاحب نے جب اُسے صبر و شکر کا طریقہ تعلیم فرمایا تھا تو اُسے بےچون وچرا تسلیم کر لینا چاہیے تھا مگر اُس نے طریقۂ ادب کو چھوڑ کر آپ کے ارشاد کو قبول نہیں کیا۔ اِس پر پیغمبر صاحب کو غصّہ آیا اور آپ نے فرمایا کہ اگر تُو میری تلقین کو سمع رضا سے نہیں سُنتا تو شاید وہی ہو جائے جو تُو کہتا ہے ۱۲

من المترجم اس کا یقین وہ کرے جو دعا کے اثر کا قائل ہو۔ ہم نے اپنے رسالہ ادعیۃ القرآن میں اثر دعا کو عقلی اور نقلی دلائل سے اثابت کیا ہے جو چاہے دیکھے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ ۔ (بخاری)

انس رض کہتے ہیں کہ ایک یہودی کا لڑکا جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اتفاق سے وہ بیمار پڑا تو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کو اُس کے پاس آئے اور اُس کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا کہ مسلمان ہوجا لڑکے نے اپنے باپ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو باپ نے کہا ابوالقاسم کی فرماں برداری کر چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا پس جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے نکلے خدا کا شکر ہے جس نے اس (لڑکے) کو دوزخ کی آگ سے بچالیا۔

من المترجم یہودی لڑکے کا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم کی خدمتگاری کرنا اور حضور کا اُس کی عیادت کو تشریف لے جانا اس میں اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کا بڑا قوی ثبوت ہے اہل کتاب میں سے یہودی مسلمانوں کے بڑے سخت دشمن ہیں پیغمبر صاحب یہودی کو اپنی خدمت میں رکھیں اور ہمارے وقتوں کے مسلمان نصاریٰ سے کسی طرح میل ملاپ رکھنا چاہیں قرآن کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

اے پیغمبر، مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کے اعتبار سے یہود اور مشرکین کو تم سب لوگوں میں بڑا سخت پاؤ گے اور مسلمانوں کے ساتھ دوستی کے اعتبار سے سب لوگوں میں اُن کو قریب تر پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں (مسلمانوں کی طرف نصاریٰ کا) یہ (میلان) اِس سبب سے ہے کہ ان میں علماء اور مشائخ ہیں اور (نیز) یہ کہ یہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔

قریب الموت کے پاس بیٹھنے والوں کے آداب

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوسعید اور ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ٭

(مسلم)

(لوگو!) اپنے مُردوں یعنی جو مرنے کے قریب ہیں اُن کے سامنے کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرو (مگر اس طرح کہ اُنھیں اس کے کہنے کی تکلیف نہ دو)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ ٭ (مسلم)

اُمّ المومنین اُمِّ سلمہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیمار یا قریب الموت کے پاس حاضر ہوا کرو تو اپنے اور مریض محتضر کے حق میں دعائے خیر کیا کرو کیونکہ اس موقع پر جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اُس پر آمین کہتے ہیں

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوْحَ إِذَا قُبِضَ اتَّبَعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ ٭ (مسلم)

اُمّ المومنین اُمِّ سلمہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ (میرے شوہر اوّل) کے پاس اُس وقت تشریف لائے جب کہ اُن کی آنکھیں ٹھیر گئی تھیں (جیسا کہ مرنے کے وقت ٹھیر جاتی ہیں) پیغمبر صاحب نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو آنکھیں اُس کے پیچھے ہو لیتی ہیں (اور اسی وجہ سے قبض روح کے بعد ٹھیر جاتی ہیں) پیغمبر صاحب کی اس گفتگو سے گھر والے سمجھ گئے کہ ابو سلمہ فوت ہو گئے پس ابو سلمہ کے اہل خانہ میں سے چند لوگ فریاد و زاری کرنے لگے پیغمبر صاحب نے فرمایا لوگو! واویلا نہ کرو بلکہ اپنی جانوں پر دعائے خیر کرو کیونکہ فرشتے اُس پر آمین کہتے ہیں جو تم کہتے ہو۔ اس کے بعد فرمایا خداوندا! ابو سلمہ کو بخش دے اور راہ یافتہ لوگوں کے زمرے میں اُس کا مرتبہ اونچا کر اور اُس کے پس ماندگوں یعنی اُس کی اولاد و اولاد کی اولاد میں تو اُس کا خلیفہ ہو اور ہم دونوں جہان کے پروردگار ہمیں اور اُسے بخش دے اور اُس کی قبر میں اُس کے لیے فراخی کر اور اُس کی قبر میں اُس کے لیے روشنی کر ف۱

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

یسار کے بیٹے معقل کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ

ف۱ قبر ایک تاریک اور سکڑا گڑھا ہے اُس میں خدا کی رحمت اور نیک اعمال سے روشنی ہوتی اور قبر وسیع ہو جاتی ہے مگر جن لوگوں کے عمل اچھے نہیں ہوتے اور خدا اُن سے ناراض ہوتا ہے قبر اُن پر تنگ ہوتی اور اُس میں روشنی کا نام تک نہیں ہوتا ۱۲ ہم نے کتاب کے آخر صفحے پر ایک نقشہ جدیدہ از ...

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ يٰسٓ عَلٰى مَوْتَاكُمْ ﴿ (ابو داؤد - ابن ماجہ)	علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) اپنے مُردوں یعنی قریب الموت لوگوں کے پاس بیٹھ کر سورہ یٰسین پڑھا کرو ⁂
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يَمُوْتُ فَقُلْتُ اَقْرَأْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ ﴿	منکدر کے بیٹے محمد کہتے ہیں کہ میں جابر بن عبداللہ کے پاس اُس وقت گیا جب کہ وہ فوت ہونے والے تھے میں نے اُن سے کہا کہ تم جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام عرض کر دینا

⁂ محتضر کے سامنے سورہ یٰسٓ پڑھنے کی تخصیص اس سے ہے کہ اس سورت میں شریعت اسلامی کی تعلیم کا خلاصہ مذکور ہے اور اسی وجہ سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کو قلب قرآن فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی میں حضرت انس سے آیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ وَمَنْ قَرَأَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشَرَ مَرَّاتٍ یعنی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کا دل ہوتا ہے قرآن کا دل سورہ یٰسٓ ہے اور جو شخص سورہ یٰسٓ پڑھتا ہے خدائے تعالیٰ اُس کے لیے اِس کے پڑھنے کی وجہ سے دس دفعہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے۔ شُراحِ احادیث نے اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے کہ دل سے مُراد خلاصہ اور لُبِّ لُباب ہے کیونکہ ہر چیز کا دل اصل میں اُس چیز کا خلاصہ ہوا کرتا ہے۔ یٰسٓ کو قرآن کا دل کہنے کا یہی مطلب ہے کہ وہ باوجود صغرِ حجم اور قصرِ نظم کے مطالب قرآن کو بوجہ اتم و اکمل شامل ہے۔ ہم نے جو کہا کہ اس سورت میں شریعت اسلامی کی تعلیم کا خلاصہ مذکور ہے تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ شریعت کے اہم مقاصد حسب تفصیل ذیل ہیں۔ تصدیق رسالت۔ اقرار توحید اکیلے خدا کی پرستش۔ مرنے پیچھے جی اُٹھنے کا اعتقاد۔ عالم آخرت میں حساب کتاب کے ہونے اور نیکوں کو اپنی نیکیوں کے صلے میں ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنے اور بدوں کو اپنی بُرائیوں کی سزا میں دوامًا دوزخ میں مُبتلائے عذاب ہونے کا یقین۔ تو سورہ یٰسٓ میں ان باتوں کی صراحت بوجہ اتم موجود ہے پہلے رکوع میں يٰسٓ ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ سے فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ تک پیغمبر صاحب کی رسالت کا ثبوت جن دلائل سے دیا گیا ہے ماہرِ قرآن پر مخفی نہیں۔ پھر آیہ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ میں عبادت کا اور اس کے بعد کی آیہ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اٰلِهَةً الخ میں توحید کا ثبوت ہے اِعادے یعنی مرے پیچھے جی اُٹھنے کا بیان کئی آیتوں میں کیا گیا ہے منجملہ اُن کے ایک آیت اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى الخ ہے اور ایک آیت وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ہے اور چند آیتیں مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً سے فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ تک ہیں اور اسی طرح چند آیتیں اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ سے آخر سورت تک — اعادے کے بعد حساب کتاب اور فیصلے کے ثبوت میں آیہ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ بس کرتی ہے پھر دوزخ و جنت کا مذکور اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ سے اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ تک میں بتصریح و تفصیل ہے تو محتضر کے سامنے اس سورت کا پڑھنا گویا اُس کو ان تمام باتوں کا یاد دلانا اور ان مقاصد کا تازہ کرانا ہے جو شریعت اسلامی میں ضروری اور اہم اور ذریعہ نجات ہیں۔ من المترجم

من المترجم - موت کو کبھی نیند سے تعبیر کرتے ہیں اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ - نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ؕ

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایے تلے　　حشر تک سویا کرے گا خاک کے سایے تلے

سودا کے جو بالیں پہ کیا شورِ قیامت　　خدامِ ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

للمترجم فی مسدسہ اتمام حجۃ

جاگو کہ شرح باندھ کے مُردوں سے سو چکے　　خارِ قنوط راہِ ہمت میں بو چکے

جو کچھ تمھیں خدا نے دیا تھا سو کھو چکے　　سن لیں نا ایک دن کہ مسلمان ہو چکے

رکھتی ہے اپنا وقت مناسب ہر ایک شئے　　تسویف تا کجا و پس و پیش تا بکے

اور کبھی بیداری سے النَّاسُ نِیَامٌ اِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا ؕ

وائے نادانی کہ بعد از مرگ یہ ثابت ہوا　　خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

نسیمِ غفلت کی چل رہی ہے امنڈ رہی ہیں بلا کی نیندیں　　کچھ ایسا سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

دونوں تشبیہوں میں ہم کو نیند کی تشبیہ زیادہ برجستہ معلوم ہوتی ہے اور مُردے کو خوابیدہ سے تشبیہ دینا زبان زدِ خاص و عام ہے اور اس سے فشارِ قبر وغیرہ ساری باتیں قریب الفہم ہو جاتی ہیں اور اصل مطلب میں ذرا بھی فرق نہیں آتا۔ ساری مشکل تو یہ ہے کہ ہم روح کی حقیقت سے واقف نہیں ہم نہیں جانتے کہ جان کے نکلے پیچھے روح کہاں اور کس حال میں رہتی ہے ہاں مذہب کی تعلیم یہ ہے اور ہمارا دل بھی بلا دلیل اس کو تسلیم کرتا ہے کہ روح کو فنا نہیں - اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ ہمارا جزوِ فطرت ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا - پھر عقیدۂ بقائے روح کا جزوِ فطرتِ انسانی ہونا بجائے خود بقائے روح کا کافی ثبوت ہے مشاہدات سے بڑھ کر۔ ثبوتوں میں سب سے قوی ثبوت ہے مشاہدہ۔ یعنی مشاہدۂ خارجی ذریعہ ہے یقین کا تو کیوں جزوِ فطرت ہونا جو داخلی ذریعہ ہے خارجی ذرائع سے بڑھ کر نہ ہو۔ مشاہدہ اس کے سوا اور کیا کرتا ہے کہ ہمارے دل کو ایک واقعے کی طرف سے مطمئن کرتا ہے اور اگر دل پہلے ہی سے مطمئن ہو تو اُس کے لیے مشاہدہ تحصیلِ حاصل ہے اگرچہ بقائے روح ہمارا علمِ فطری ہے مگر دُھندلا اور ادھورا ہے۔ مذہب کے سوائے تفصیلی حالات کے معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ تو جو شخص اسلام کی صداقت کا معتقد ہے اُس کو حالاتِ بعدِ مرگ کے بارے میں چاہے وہ قبر کے حالات ہوں یا عالمِ برزخ کے یا اعراف کے یا وزنِ اعمال کے یا دوزخ اور بہشت کی حجتیں پیش لانے کی ضرورۃ نہیں اُس کو اتنا سمجھ لینا بس کرتا ہے کہ یہ تمام باتیں اصل عقیدۂ بقائے روح کی فروع ہیں اور اصل عقیدے پر وہ مفطور و مجبول ہے اگر ہم بقائے روح کے قائل نہ ہوں تو انتظامِ دنیا جس کے لیے شریعت وضع کی گئی ہے درہم برہم ہو جائے۔ بڑا ڈر اسی بات کا ہے کہ مرنے سے ہماری ہستی کا خاتمہ نہیں ہوتا - اور اُس اگلی ہستی کا کسی طرح کا بھی ہونا بگڑنا اُن اعمال پر موقوف ہے جو ہم اس ہستی میں کر جائیں۔ دنیا کی زندگی میں احتضار یعنی جان کنی کا وقت بڑا نازک اور احتیاط طلب وقت ہے آیۂ كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمَسَاقُ اُس حالت

ؔ نیند موت کی بہن ہے ۲؎ سو تو اسی طرح دلہن سوتی ہے ۳؎ کس نے ہم کو ہماری خوابگاہ سے جگا اٹھایا ۴؎ ... سوتے ہیں ...

کی پوری تصویر ہے نہ صرف مرنے والے کی بلکہ بیمارداروں تک کی۔ بیمار کو کچھ تو اشتدادِ مرض کی وجہ سے اور کچھ اس سے کہ دوسروں کو مرتے دیکھا ہے یقین ہو گیا ہے کہ دنیا میں بس کوئی دم کا مہمان اور ہے۔ عزیز اقارب دوست آشنا نوکر چاکر مال و متاع سب کچھ چھوٹتا ہے ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ کی تکلیف ایک لمحہ چین نہیں لینے دیتی۔ قطعہ: ندیدہ کہ چہ سختی رسد بجانِ کسے ÷ کہ از دہانش بدر مے کنند دندانے ÷ قیاس کن کہ چہ حالت بود دراں ساعۃ ÷ کہ از وجودِ عزیزش بدر رود جانے ÷ اَلْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ۔ سفر ایسا درپیش ہے کہ نادیدہ ہونے کے علاوہ کوئی رفیق نہیں اور سفر ہو چکنے پر خدا کے حضور میں حاضر ہونا ہے اِلٰی رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ پوری کیفیت تو مرنے ہی پر معلوم ہوگی۔ مگر عقل کہتی ہے کہ اتنی باتیں ہجوم کرتی ہوں گی تو مرنے والے پر جو کچھ گزرتی ہوگی اس کا بیان مقدورِ بشر نہیں کیفیتِ مرگ کے طاری ہونے سے بدون بیان کیا کرے اور طاری ہوئے پیچھے ناطقہ بند ع کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد حالِ عدم نہ کچھ کھلا گزری ہے رفتگاں پہ کیا ÷ کوئی حقیقت آن کر کہتا نہیں بُری بھلی ÷ زندگی میں بھی آدمی کسی وقت مذہب سے مستغنی نہیں ہے اور احتضار کے وقت تو خاص کر صرف مذہب تسکین دے سکتا ہے اور بس۔ اسی مصلحت سے مرنے والے کو احتضار کے وقت توحید کی تلقین کرتے اور یٰسٓ سناتے ہیں۔ موت کو ایک طرح کی نیند سمجھو جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں تو تلقینِ توحید اور یٰسٓ سنانے کا یہ مطلب ہے کہ مرنے والا دنیا کے تعلقات سے منقطع ہو کر خدا کی رحمت اور مغفرت کی اُمید میں جان دے۔ نیند کا قاعدہ ہے کہ جس حالت میں سونا شروع کیا ہے ساری رات اسی قسم کے خیالات نصب العین رہتے ہیں پس اگر مرنے والا مذہبی خیالات دل میں لے کر مرا ہے تو امید ہے کہ وہ برزخ کی حالت میں اطمینان سے رہے گا اور اس کی جان بھی آسانی سے نکلے گی اس لیے کہ وہ دوسرے خیالات میں مستغرق ہے اور احساس تکلیف موقوف ہے توجہ پر۔ توجہ نہیں تو احساس کیوں ہو۔ یٰسٓ کے ساتھ تلقینِ توبہ کا بھی دستور ہے۔ بادی النظر میں تو یہ دستور ہم کو اچھا نہ معلوم ہوا کہ کہیں لوگ سمجھتے کو ڈھیلنے کا بہانہ نہ ہو جائے۔ اور قرآن کی دو آیتوں نے جو ذیل میں ترجمے سمیت نقل کر دی جاتی ہیں ہمارے اس خیال کی تائید کی پھر جو خدا اور بندوں کے معاملے پر نظر کی اور آیات اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ[1] اور هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ[2] اور قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝[3] پر خیال جما تو یہی سمجھ میں آیا کہ گو دونوں مفصلہ ذیل آیتیں غصے کی آیتیں ہیں نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ۔ مگر احتضار کی حالت ایسی عجز اور درماندگی کی حالت

---

[1] بے شک اللہ ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۱۲ [2] اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرتا ہے ۱۲ [3] اے پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دو کہ اے ہمارے بندو جنھوں نے گناہ کر کے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہ رہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے (اور) وہ بے شک بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۱۲ [4] اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ ۱۲

[5] اللہ تو بس (توبہ) قبول کرتا ہے (مگر) ان ہی لوگوں کی جو نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر جلدی سے توبہ کر لی تو اللہ بھی ایسوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ (سب کا حال) جانتا اور (دین کی مصلحتوں سے) واقف ہے اور ان لوگوں کی توبہ (قبول) نہیں جو (عمر بھر) برے کام کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے جب کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو تو لگے کہنے اب میری توبہ اور (اسی طرح) ان کی (توبہ) بھی (قبول) نہیں جو کافر ہی مر گئے ہیں

ہے کہ خواہی نخواہی ہم لوگوں کو رحم آجاتا ہے۔ خدا کی رحمت پر نظر کرتے ہوئے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ[۱] اس وقت کی تو بلاغی القبول ہے **قطعہ**

بازآ بازآ ہرآنچہ ہستی بازآ — گر کافر و زندو بت پرستی بازآ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی بازآ
الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ
گر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامان آلِ رسول

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

میت کے غسل وتکفین کے آداب

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَغَالُوْا فِی الْکَفَنِ فَاِنَّہٗ یُسْلَبُ سَلْبًا سَرِیْعًا ۔ (ابوداؤد)	علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) کفن میں غلو نہ کرو (یعنی مُردوں کو گرانبہا کپڑوں میں نہ کفناؤ) کیونکہ وہ بہت جلد سلب کر لیا جاتا یعنی پرانا ہو جاتا ہے ف
عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الْکَفَنِ الْحُلَّۃُ وَخَیْرُ الْاُضْحِیَۃِ الْکَبْشُ الْاَقْرَنُ ۔ (ابوداؤد)	عبادہ بن صامت جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بہترین کفن جوڑا ف۲ ہے اور بہترین قربانی سینگ دار دنبہ
عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ اُتِیَ بِطَعَامٍ وَّکَانَ صَائِمًا	ابراہیم کے بیٹے سعد اپنے باپ (ابراہیم) سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس کھانا لایا گیا اور وہ روزے سے تھے

ف اور جب یہ ہے تو نفیس اور گرانبہا کپڑے میں کفنانے کی ضرورت کیا۔ گویا پیغمبر صاحب کا مقصود کفن میں اسراف وتبذیر کرنے کی ممانعت ہے واللہ اعلم ۱۲

ف۲ عربی میں حُلّہ کہتے ہیں چادر اور تہمد کو اور اسی لیے ہم نے اس کا ترجمہ جوڑا کیا۔ حدیث کے ظاہر لفظوں سے جو مفہوم متبادر ہوتا ہے یہ ہے کہ اگرچہ مُردے کے کفن کے لیے ایک کپڑا بھی کفایت کرتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ دو ہوں اور تین کپڑوں کا ہونا تمام کمال کا مرتبہ ہے جیسا کہ ہم حصۂ دوم حقوقِ میت کے عنوان کفن میں اس کو مفصلاً ذکر کر آئے ہیں توضیح مزید کے لیے اس کو پڑھو ۱۲

[۱] میری رحمت میرے غضب پر غالب آ چکی ہے

فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّهُوَ خَيْرٌ مِّنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَتْ رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِيْنَا وَلَقَدْ خَشِيْنَا أَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ۔ (بخاری)	تو اُنھوں نے کھانے کی طرف دیکھ کر کہا مصعب بن عمیر جو مجھ سے بہتر تھے (غزوۂ احد میں) شہید ہوئے (اور) ایک چادر میں کفنائے گئے (چادر بھی اتنی چھوٹی کہ) اگر اُن کا سر ڈھانکا جاتا تھا تو پاؤں باہر ہو جاتے تھے اور پاؤں ڈھانکے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا (راوی کا بیان ہے) اور میں گمان کرتا ہوں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے یہ بھی کہا اور حمزہؓ بھی (جنگ اُحد میں) شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے پھر ہمارے لیے دنیا (کے مال و متاع) سے فراخی کی گئی اُس قدر کہ فراخی کی گئی یا یہ کہا کہ ہم کو دنیا (کے مال و متاع) سے وہ چیز دی گئی جو دی گئی اور ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ شاید ہماری نیکیوں کا ثواب اسی جہان میں ہمیں دے دیا گیا ہو (اور وہاں ہمارے لیے کچھ نہ ہو) پھر عبدالرحمٰن نے رونا شروع کیا یہاں تک کہ کھانا نہ کھایا۔

من المترجم مصعب بن عمیر ایک بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ بدر اور احد دونوں معرکوں میں جناب پیغمبر صاحب کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ جاہلیت کے زمانے میں بڑے خوش حال اور مالدار تھے اچھا کھانا کھانے اور اچھا لباس پہننے میں مشہور تھے لیکن مسلمان ہونے کے پیچھے ترفہ و تنعّم کو ترک کر کے زہد و فقر اختیار کیا۔ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کی کھال پہنے ہوئے حاضر ہوئے تو پیغمبر صاحب اِن کی یہ کیفیت دیکھ کر رو دیئے اور صحابہ سے فرمایا اِس شخص کو دیکھو کہ خدا نے اِس کے دل کو نورِ ایمان سے روشن کر رکھا ہے میں نے ہجرت سے پہلے اسے مکّے میں دیکھا ہے کہ اس کے ماں باپ اِس کی خوشی کے لیے نہایت عمدہ عمدہ کھانے پکواتے تھے اور بارہا اس کے جسم پر ایسے نفیس کپڑے دیکھے گئے ہیں۔ جن کی قیمت بہت کچھ ہو سکتی ہے مگر خدا اور رسولِ خدا کی محبّت نے اس کا یہ حال کر دیا ہے کہ اب کپڑوں کی جگہ کھال ہی پہنے ہوئے ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوف کا قصہ یہ ہے کہ جب وہ مسلمان ہو کر مدینے آئے تو پیغمبر صاحب نے اِس وجہ سے کہ یہ نہایت مفلس اور تنگدست تھے یہاں تک کہ ایک وقت کی قوت بھی اِن کے پاس نہ تھی ایک انصاری سے اِن کا بھائی چارا کرا دیا تھا عبدالرحمٰن نے اپنے انصاری بھائی کے گھر میں کچھ دنوں گزارہ کیا پھر پنیر اور روغن وغیرہ کی تجارت شروع کی تجارت میں خدا نے برکت دی اور چند روز میں عبدالرحمٰن بڑے مالدار ہو گئے چنانچہ اُن کا متموّل صحابیوں میں مشہور بلکہ ضرب المثل تھا۔ تو اس موقعے پر عبدالرحمٰن کو مصعب بن عمیر کی وہ حالت یاد آئی کہ کفناتے وقت اُن کے پاس بجز ایک چادر کے اور کچھ نہیں نکلا اور چادر بھی ایسی کہ اُن کے پورے جسم کو ڈھانک نہیں سکی اور کہا افسوس وہ تو دنیا سے اس حال میں گئے اور

ہم اس شغل و تنعم میں زندگی بسر کرتے ہیں یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگے اور رونے کے پیچھے کھانا نہ کھایا حالانکہ اس دن کے روزہ دار تھے۔

جنازے کے ساتھ چلنے کے آداب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَّحَمَلَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ مِنْ حَقِّهَا۔ (ترمذی)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے کے پیچھے چلا اور اسے تین دفعہ کندھا دے لیا اس نے جنازے کا حق اپنے اوپر سے ادا کر دیا۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَةٍ فَرَاٰی نَاسًا رُکْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ اِنَّ مَلٰٓئِکَةَ اللّٰهِ عَلٰٓی اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰی ظُهُوْرِ الدَّوَابِّ۔ (ترمذی)

ثوبان سے روایت ہے کہ ہم لوگ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے کی مشایعت میں نکلے پیغمبر صاحب نے کچھ لوگوں کو سوار دیکھ کر فرمایا کیا تمھیں شرم نہیں آتی کہ خدا کے فرشتے تو پاپیادہ چلے جاتے ہیں اور تم چارپایوں کی پیٹھ پر چڑھے چلے جا رہے ہو۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرٍ فَرَکِبَهٗ حِیْنَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِیْ حَوْلَهٗ۔ (مسلم)

جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے زین کا گھوڑا لایا گیا تو آپ اُس پر سوار ہوئے جبکہ ابن دحداح کے جنازے سے واپس تشریف لائے اور ہم (صحابی) آپ کے ارد گرد چل رہے تھے ف۱

ف۱ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاتیوں کو جنازے کے ساتھ نہیں بلکہ لوٹتیوں کو سواری پر سوار ہو کر آنا درست ہے اور جنازے کے ساتھ چلنے کے متعلق مزید بحث حصہ دوم حقوق میت کے عنوان "جنازے کے ساتھ چلنا" میں گزر چکی وہاں دیکھو ۱۲

فائدہ جدیدہ قبر ہی ایک تاریک اور سکڑا گڑھا ہے جسے تم نے بیسیوں دفعہ دیکھا ہوگا اس میں خارج سے نہ تو روشنی ہی جا سکتی ہے نہ اس کی چوڑان لمبان میں کمی بیشی ہوتی ہے ہاں خدا کی رحمت اور نیک اعمال کی روشنی قبر میں پھیلتی اور خود قبر وسیع ہو جاتی ہے جیسا کہ ترمذی کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْکَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ یُفْسَحُ لَهٗ

فِي قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ نَمْ فَيَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِيْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ -

ترجمہ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اُس کے پاس دو کالے بھجنگ کرنجی آنکھ کے فرشتے آتے ہیں اُن میں سے ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے تو وہ میت سے کہتے ہیں کہ (جو شخص خدا کی طرف سے تم پر مبعوث ہوا تھا) اُس کے بارے میں تمھارا کیا عقیدہ تھا مُردہ کہتا ہے وہ خدا کے بندے اور اُس کے رسول ہیں (یہ سُن کر فرشتے کہتے ہیں) بے شک ہمیں (تمھارے بتلانے سے پہلے ہی) معلوم ہو گیا تھا کہ تم یہ جواب دو گے پھر اُس مُردے کے لیے اُس کی قبر میں ستّر سے ستّر گز تک فراخی کر دی جاتی اور قبر میں اُس کے لیے روشنی کر دی جاتی ہے پھر اُس سے کہا جاتا ہے کہ اب سو رہ یہ کہتا ہے (کہو تو) میں اپنے لوگوں کے پاس جا کر اس کی خبر کر دوں فرشتے کہتے ہیں (نہیں بلکہ) تو اُس دلہن کا سا سونا سو جسے اُس کے لوگوں میں سے بجز اُس کے محبوب کے اور کوئی نہیں جگا سکتا الغرض یہ اُس وقت تک سوتا رہے گا) جب تک خدا اُس بچھونے سے اِسے اُٹھائے گا۔ اور اگر مُردہ منافق ہے تو وہ (فرشتوں کے جواب میں) کہتا ہے جیسا لوگوں کو کہتے سُنتا تھا میں بھی ویسا ہی کہتا تھا (درحقیقت) میں نہیں جانتا (کہ یہ کون شخص تھے) فرشتے کہتے ہیں ہم تو جانتے تھے کہ تُو یہی جواب دے گا پھر زمین کو کہا جاتا ہے کہ اس شخص پر مل جا اور بھینچ ڈال وہ مل جاتی ہے اور مُردے کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر نکل آتی ہیں اور وہ اسی عذاب میں اُس وقت تک مبتلا رہتا ہے کہ خدا اس جگہ سے اُسے اُٹھائے ؎

تمت

خاتمۃ الطبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس چاؤ سے ہم نے اِس کتاب کے جمع کرنے کا منصوبہ باندھا اُسی سے آخر کار ختم کی خوشی میں کھنڈت کی۔ ہم نے اس کو خدا کی خاص عنایت سمجھا کہ ہم نے ایسی کتاب کی ضرورت کا احساس کیا۔ ہر چند جستجو کی۔ عربی۔ فارسی اردو میں اس طرح کی کتاب کا کہیں پتہ نہ لگا۔ مجبوراً اپنے بوتے سے بڑھ کر آپ اس کا بیڑا اُٹھایا۔ شوق متقاضی کہ جو کام برسوں میں ہونے کا ہے مہینوں میں سرانجام پا جائے مہینوں کا دنوں میں دنوں کا گھڑیوں میں گھڑیوں کا پلوں میں۔ اور ایسا ہی ہوا کہ مسودے کی سیاہی سوکھنے نہیں پاتی تھی کہ چھپنے کے لیے دے دیا جاتا تھا بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ چھاپے خانے والوں کے تقاضے سے مسودہ لکھا گیا۔ ناظرین اپنے دل میں انصاف کریں کہ کہیں ایسی مہتم بالشان تصنیفیں اس عجلت سے بھی ہوئی ہیں۔ ہم نے بھی اپنی عمر کا معتد بہ حصہ اسی شغل میں گزارا ہے تو اطمینان سے برسوں میں مسودے کیے ہیں۔ برسوں مسودے

زیرِ نظر رہے ہیں اور اس پر بھی آخری پروف تک اصلاح و ترمیم ہوتی رہی ہے تب کہیں جا کر کتاب کو صدائے قبول حاصل ہوا ہے؁

اِس کتاب کے جمع کرنے میں چار کام کرنے پڑتے تھے۔ اوّل ہر ایک عنوان کے مناسب قرآن کی آیتوں کا انتخاب۔ دوسرے اِسی طرح کی احادیث کا انتخاب۔ تیسرے سن الترجمہ کا تجویز کرنا۔ چوتھے احادیثِ متناقضہ کی توفیق۔ کام نمبر ا تو خیر چنداں مشکل نہ تھا۔ اِس واسطے کہ قرآن کوئی ایسی بڑی ضخیم کتاب نہیں۔ علاوہ بریں نمبر ایک و دو کے دونوں کام مولوی محمد رحیم بخش کے ذمے تھے اور وہ مولوی ہونے کے علاوہ حافظِ قرآن بھی ہیں تو اُن کا ذہن ہر قسم کی آیت کی طرف آسانی سے منتقل ہو جاتا تھا۔ میں خود بھی خدا کے فضل سے حافظِ قرآن ہوں۔ آیت خیال پر چڑھ جاتی ہے تو پارے اور سورہ کا پتہ نہیں چلتا لیکن مولوی محمد رحیم بخش کا حافظہ بلا کا حافظہ ہے کہ آیت کے خیال کے ساتھ اُن کو پارے اور سورہ اور ربع اور ثلث اور نصف رکوع کی تعیین میں ذرا وقت نہیں کرنی پڑتی۔ ہاں کام نمبر ۲ بوجہ ضخامتِ کتبِ احادیث ایک ایک حدیث کے لیے کوہ کندن و کاہ برآوردن تھا۔ تو مولوی محمد رحیم بخش کو اِس کے لیے بڑی دیدہ ریزی کرنی پڑی جس کا حاصل یہ ہے کہ فنِ حدیث میں اُن کی نظر ماشاء اللہ بہت وسیع ہو گئی ہے۔ مجھ کو اور کتاب کے پڑھنے والوں کو مولوی محمد رحیم بخش کا شکرگزار ہونا چاہیے اور مولوی محمد رحیم بخش کو جمعِ کتاب کا۔ کام نمبر ۳ کی قدر وہ لوگ کریں گے جو دردِ تصنیف سے آگاہ ہیں ؎

سخن گفتن و سنگِ جاں سفتن است نہ ہر کس سزائے سخن گفتن است

کام نمبر ۴ معدودے چند حدیثوں کی نسبت کرنا پڑا ہے مگر یہ کام تصنیف سے بھی بڑھ کر مشکل ہے۔ الغرض اِس کتاب کا جمع کرنا ع مشکل اندر مشکل است و مشکل اندر مشکل است تھا اور صرف خدائے تعالے کی توفیق نے اس کو ہمارے لیے آسان کیا ہے مگر کمیِ فرصت کی وجہ سے ہم کو نظرِ ثانی کی حسرت باقی رہ گئی اور اگر حیاتِ مستعار باقی ہے اور الحقوق والفرائض کو دوبارہ چھپنا ہے تو اِن شاء اللہ اِس کمی کی تلافی ضرور ہوگی؁

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

خاکسار نذیر احمد وفقہ اللہ التزود لغد
مترجم القرآن

دہلی
یکم ستمبر ۱۹۰۶ء

نظم تاریخ نتیجۂ کلکِ جواہر سلکِ شاعرِ شیریں مقال ناظم و ناثرِ عدیم المثال خطیبِ دوران عشیِ زمان جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب المتخلص بہ فصیح۔ دہلوی سلمہ اللہ الرحمن

مبارک اہلِ اسلام زمن کو — شمال و مشرق و مغرب دکن کو
کتابِ الحقوق والفرائض — نیا نسخہ چھپا ہے بسکہ فائض
احادیث و کلام اللہ سے سب — ہوا ہے تین حصوں میں مرتب
معینِ مذہبِ اسلام ہے یہ — دلیلِ قاطعِ اوہام ہے یہ
شریعت کا ہے یہ خضرِ رہِ دیں — ہدایت کی ہے ساری اس میں تلقیں
مصنف اس کے اک مشہور فاضل — ہیں مولٰنا نذیر احمد سے قابل
کہ جن کی دھاک ہے ہندوستاں میں — ادب میں فلسفہ میں اور بیاں میں
کتابت بھی ز عنواں تا بپایاں — محمد دین صاحب کی ہے باشاں
وہ کاتب جو کہ اب فخرِ عجم ہیں — عجب ہی خوش قلم ہیں خوش رقم ہیں
صفائے طبع بھی ہے قابلِ دید — کہ ہے امید سے زائد ہی تجوید
مینیجر ہیں محمد عبدِ غفار — کہ جو ہیں صاحبِ مطبع ہم اخبار
انھیں کے جہد سے ایسا چھپا ہے — کہ دیدارو ہی آنکھوں کی ضیا ہے
مدیر و مالکِ مطبع کی توشیح — اور اس پر پھر مصحح کی یہ تصحیح
مصحح وہ کہ عالم اور حافظ — محدث اور مفسر رشکِ جاحظ
بسعیِ کارپردازانِ مطبع — ہوا ہے دلکشی میں بس مرصع
پئے تاریخِ ہجری تھی جو تشویش — فصیحِ خستہ تھا سرگشتہ تفتیش

ادب سے سر اٹھا کر لکھ دیا یوں
شریعت کا یہ ہے اعجوبہ قانوں
۱۳۴۴

حمائل کلان

ترجمہ بین السطور

یہ حمائل ۱۸+۲۲ کی تقطیع پر آٹھ صفحہ چھاپی گئی ہے کاغذ نہایت سفید چکنا اور صاف ولایتی ہے بین السطور میں ترجمہ ہے اور متن پر نہایت خوشنما حنا کرائی گئی ہے بعد میں ایک مختصر تمہید اور دیباچہ اور چونسٹھ صفحے کی مفصل فہرست ہے جس کے دیکھتے ہی تمام مضامین قرآن ذہن نشین ہو جاتے ہیں پڑھنے والا خود معلوم کر سکتا ہے کہ قرآن میں کس قدر مطالب جمع ہیں پھر وہ جو نسا مطلب قرآن میں دیکھنا چاہے بے تامل نکال کر دیکھ سکتا ہے کیونکہ فہرست میں ہر ہر مضمون کے لیے ایک ایک عنوان قائم کیا گیا ہے موٹے حرفوں میں لکھا ہے جس عنوان میں اُس کے مطالب کی صراحت ہے وہیں قرآن کی آیۃ من اوّلہ الیٰ آخرہ کر کے لکھ دی گئی ہے اور ساتھ ہی پارے اور سورۃ اور رکوع کے نشانات بھی لگا دیے گئے ہیں جس کے پتے سے ٹھیک ہی آیۃ نکل سکتی ہے جسے دیکھ کے مطلب کی بات ہے۔ قیمت بے جلد بے خانہ عا محشّٰے بے جلد عا محشّٰے مجلد عہ +

حمائل خورد

ترجمہ بالمقابل

یہ سفری حمائل ہے جو ۱۷+۲۷ کی تقطیع پر آٹھ صفحی چھاپی گئی ہے اور جو سفر میں بھی رکھی جا سکتی ہے اور ترجمہ بھی بعض لوگوں کو شکایت تھی کہ ہم قرآن اور بڑی حمائل سفر میں نہیں لے جا سکتے اور بعض کم استطاعت کی قیمت کی طرف سے بھی شکایت تھی۔ مترجم علم فیضہ نے یہ چھوٹی اور مختصر اور کم قیمت حمائل چھپوا کر دونوں قسم کی شکایت رفع کر دی ہے اس کے ایک صفحہ پر متن قرآن ہے اور اسی کے سامنے والے صفحہ پر ترجمہ اور حاشیہ پر فوائد۔ متن والے صفحہ میں اول سے آخر تک ہر آیۃ کے اختتام پر بالترتیب ہندسہ لگایا گیا ہے اور یہی ہندسہ ترجمے کے صفحہ پر دیا گیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ فلاں آیۃ کا ہے اور وہ آیۃ یہاں سے لے کر یہاں تک ختم ہو گئی ہے۔ پھر ساتھ ہی اس بات کا بھی التزام کیا گیا ہے کہ متن کے صفحے کی عبارت جہاں سے شروع ہوئی ہے وہیں سے ترجمہ بھی شروع کیا گیا ہے اور جہاں ختم ہوئی ہے وہیں ترجمہ بھی ٹھیک ختم ہو گیا۔ غرضکہ یہ حمائل نہایت ہی خوبصورت اور موزوں ہے۔ اور باوجود اس کے قیمت نہایت کم بلکہ یوں کہو کہ کچھ بھی نہیں جیسا کہ آپ ذیل کی تفصیل میں دیکھتے ہیں اس حمائل میں دو طرح کا کاغذ لگایا گیا ہے ولایتی سفید چکنا دبیز اور خاکی موٹا مضبوط۔ نسخ و نستعلیق دونوں خط عمدہ۔ چھاپہ اچھا غرض چھوٹے بڑے اور بچے بوڑھے۔ مستطیع اور غیر مستطیع۔ ترجمہ اور مترل پڑھنے والوں غرض سب کے لیے مناسب کار آمد ہے قیمت کاغذ سفید بے جلد عہ کاغذ خاکی بے جلد عہ۔ کاغذ سفید مجلد عا۔ خاکی مجلد عہ +

دعیۃ القرآن

فاضل مصنف نے یہ قلیل الحجم کثیر المطالب کتاب اُن لوگوں کے لیے تیار کی ہے جنھیں دعوۃ قرآن کے ساتھ اور دعاؤں کا بھی شوق ہے اس میں ایک مختصر مگر نہایت مفید دیباچہ ہے دیباچہ کے بعد تمہید ہے یہ باب میں جن میں دعا کے انسانی فطرت میں داخل ہونے حکم دعا اور وعدۂ قبول۔ خدا کے سوا دوسرے سے کسی [illegible] کی قبولیت کے اسباب شرائط کے ثبوت میں قدرے بسط کے ساتھ محققانہ بحث کی ہے اور خوبی یہ کہ تمام مطالب کو قرآنی شاہد سے۔ اس کے بعد [illegible] علیہم السلام ہو گزرے ہیں اور اُن کی دعائیں قرآن میں ہیں یا خدا نے اپنے مقدس بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں سب ترتیب وار [illegible] ان کے الفاظ عربی میں خوشخط جلی قلم سے لکھے گئے ہیں بالمقابل ترجمہ ہے ترجمے کے ساتھ ضروری اور مفید فوائد۔ فٹ نوٹ میں ہر دعا کی شان نزول [illegible] پیشانی پر جلی حرفوں میں ہر دعا کا خلاصہ ہے کہ یہ دعا کس مطلب کے لیے کار آمد ہے۔ غرض کہ وظیفہ خواں مردوں عورتوں بچوں [illegible] نہایت مفید کتاب ہے تقطیع ۱۸+۲۲ حجم ۶ جزو۔ کاغذ نہایت دبیز صاف ستھرا۔ نسخ و نستعلیق کے دونوں خط بہتر سے بہتر چھاپہ اچھا۔ قیمت صرف ۶ رنگ [illegible] سنہرے [illegible] کی قیمت فی جلد ۸ روپے +

اعلان

چونکہ یہ کتاب حسبِ منشاء ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء داخلِ

رجسٹر گورنمنٹ ہو چکی ہے۔ اس لیے اہلِ مطابع و دیگر تاجرون

کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بلا اجازت مصنّف کوئی صاحب

اِس کے چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نہ کریں جس قدر

نسخے مطلوب ہوں بذریعۂ ویلیو یا نقد قیمت کے مصنف سے طلب

فرمالیں فرمایش کی فوراً تعمیل ہو گی۔

المشتہر

مرزا عبد الغفار بیگ مالک افضل المطابع دہلی ۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶

۸۶۷